اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znzlibrary.com/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

باکس میں موجود ناولز یا کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

Novel Name : Yaar E Sitamgar

Lams E Junoon By Zoya Ali Shah

Dedar E Yaar By Gumnam Larki

Shehr E Dil Novel By Kitab Chehra

Wajib E Ishq Novel By Gumnam Larki

Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal

Yaar Yaaron Se Ho Na Juda Novel Season 3

Qarar E Mann Romantic Novel By Zara Hayat

Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

مکمل ناول

میری زندگی

اینجل عروج

روشن سورج دھیرے دھیرے ڈھلنا شروع ہو رہا تھا۔۔۔چاروں اور ہریالی۔۔۔۔اونچے لہراتے سرسو کے کھیت جو ہوا کے زور سے دائیں بائیں جھومتے ماحول کو خوبصورت بنا رہے تھے۔۔۔آزاد پرندے واپس اپنے اپنے کھروں کو لوٹ رہے تھے۔۔۔

سیاہ سوٹ میں ملبوس دلکتا نازک وجود ہاتھ میں بیگ پکڑے کھیتوں کے بیچ سے گزرتی لمبی چوڑی پکی سڑک پہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنے گھر کی جانب بڑھ رہی تھی

آج وہ اپنی خالہ کے گھر سے پندرہ دن بعد واپس اپنے گاؤں آئی تھی۔۔۔ اسے اس وقت اپنے گھر جانے کی بہت جلدی تھی جبھی تیز تیز آگے بڑھ رہی تھی جب اسے ایک نیم کے درخت کے پاس کچھ بچے کھیلتے دیکھائی دیئے تو اسنے رخ انکی جانب کیا۔

ماڑا کیسا ہے تم لوگ۔۔۔بچوں کے پاس پہن کے پر جوش لہجے میں اسنے انہیں اپنی طرف متوجہ کرتے حال چال پوچھا۔

زمدہ دیدی تم آگئیں۔۔۔پتہ ہے ہم نے تمہیں کتنا یاد کیا ہے۔۔۔ایک بچہ اسے دیکھ کے اٹھتے خوشگوار لہجے میں بولا تو باقی کے دو بچے بھی خوشی سے چمکتے چہرے لیئے اسکے ساتھ ہی کھڑے ہو گئے۔

اسکی آمد پہ ان بچوں کا خوش ہونا بنتا تھا کیوں وہ ان ہی کی ساتھی تھی۔۔۔ دن بھر انکے ساتھ ہی کھیل کھود کرتی تھی۔۔۔لوگوں کو خوب تنگ کرتی ۔۔۔پر اسکے ساتھ وہ کافی سمجھدار اور سلیقا شعار بھی تھی جس وجہ سے لوگ کم ہی اس سے تنگ ہوتے تھے۔۔۔کیونکہ وہ ہر ایک کے کام آتی تھی۔

ہم نے بھی تم سب کو بہت یاد کیا۔۔۔اچھا یہ بتاؤں ہم تم لوگوں کو جو کام دے کر گیا تھا وہ تم نے ٹھیک سے کیا۔۔۔بیگ نیچے رکھتے اپنے سامنے کھڑے بچے کے ہاتھ سے کنچے لیتی نیچے زمین پہ بیٹھی۔

ہاں دیدی ہم نے اپنا کام بہت اچھے سے کیا ہے۔۔۔ہم روز دن میں دو بار تمہارے گھر جاتے تھے تایا کو دیکھنے کے انہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے۔۔۔دوسرا بچہ اسی پر خوش لہجے میں کہتا اسکے ساتھ ہی زمین پہ بیٹھا۔

شاباش۔۔۔زمدہ نے دھیرے سے اس بچے کی پشت تھپتھپائی اور ان لوگوں کے ساتھ کھیل میں مصروف ہو گئی۔

وہ اس چھوٹے سے گاؤں میں رہنے والی ایک عام سی لڑکی تھی جس کی ماں کئی سال پہلے ہی پورے گھر کی زمیداری اسکے ننے سے کندھوں پہ ڈال کے اس دنیا سے رخصت ہو گئی تھی۔

وہ صرف تیرہ سال کی تھی جب اسکی ماں کا انتقال ہوا تھا۔۔۔تب اسنے گھر کا ہر کام کرنا سیکھ لیا تھا۔

روٹی ہنڈیا جو اسکی ماں اسے دس سال کی عمر سے سیکھا رہی تھی وہ بچی تیرہ سال کی عمر تک روٹی ہنڈیا میں ماہر ہو گئی تھی۔

اسکی ماں نے اسے شروع سے ہی یہی سکھایا تھا کے اسے اگلے گھر جا کے یہی سب کام کرنے ہے جس کی وجہ سے چار جماعتوں کے بعد اسکی پڑھائی چھڑوا دی گئی تھی۔

اسکا باپ گاؤں کے زمینداروں کی زمینوں پہ کام کرتا تھا جس سے انکے گھر کا خرچہ پورا ہوتا تھا۔

کہنے کو تو وہ ایک عام سی لڑکی تھی مگر اسکی خوبصورتی اسے سب سے لگ بناتی تھی۔

دودھ جیسا رنگ۔۔۔بڑی بڑی آنکھیں جو ہر وقت چمکتی رہتیں تھیں۔۔۔ نازک سے لب جو ہمیشہ مسکراہٹ میں ڈھیلے رہتے تھے۔۔۔۔ تھوڑی پہ موجود کالا تل اسکے سفید رنگ پہ خوب جچتا تھا۔۔۔وہ گاؤں میں سب سے الگ تھی نا صرف اپنی خوبصورتی میں بلکے اپنے اخلاق سے بھی وہ ہر ایک کا دل جیتنا جانتی تھی۔

🌺 🌺 🌺۔

زمدہ۔۔۔۔

بچوں کے ساتھ کھیلنے کے بعد وہ خوشی خوشی جھومتی ابھی اپنے گھر میں داخل ہوتی کہ اس سے پہلے ہی اسے اسکی سہیلی نے پکارہ۔

ارے مینا کیسا ہے تم۔۔۔گھر کے دروازے کے پاس بیگ رکھتی وہ فورن اسکی جانب لپکی۔

تو بلکل سہی وقت پہ آئی ہے زمدہ۔۔۔میں ابھی تجھے ہی فون کرنے جا رہی تھی۔۔۔اسکی سہیلی ہنپتی ہوئی اس تک پہنچی بولی۔

کیا ہوا ہے تم اتنا پریشان کو ہے۔۔۔اسکے چہرے پہ پریشانی کے آثار دیکھ زمدہ نے فکر مندی سے پوچھا

یوسف تایا کو بیل نے ٹکر ماردی ہے۔۔۔لوگ انہیں اسپتال لے کے گئے ہیں تو جلدی چل میرے ساتھ۔۔۔مینا کی بات سن کے مانوں زمدہ کی جان نکلی تھی۔

اسکی زندگی میں تھا ہی کون۔۔۔بس وہ اور اسکے ابا جن میں اسکی جان بستی تھی۔

زمدہ ہوش کر اور جلدی چل اسپتال۔۔۔۔تایا کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔مینا نے اسکا ہاتھ پکڑا تو وہ ایک دم ہوش میں آئی اور فورن اسکے ساتھ گاؤں کے چھوٹے سے اسپتال کی طرف دوڑ لگا دی۔

وہ اسپتال پہنچی تو ایمر جنسی واڈ میں ڈاکٹر اسکے ابا کا معائنہ کر رہے تھے۔۔۔

وہ ایک چھوٹا سا سرکاری اسپتال تھا جہاں سہولتیں نا ہونے کے برابر تھیں۔۔۔ایمر جنسی وارڈ بھی کافی چھوٹا تھا۔۔۔جس کے باہر کھڑی وہ مسلسل دعائیں کر رہی تھی جب کچھ ہی دیر بعد ڈاکٹر باہر آئے۔

یوسف کے ساتھ کون ہے۔۔۔ڈاکٹر نے باہر آتے وہاں موجود چار پانچ لوگوں کو دیکھ کے پوچھا

جی ہم ہے۔۔۔ کیسا ہے اب ہمارا ابا۔۔۔وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔وہ فورن ڈاکٹر کی طرف لپکی تو کچھ دور کھڑی مینا بھی اسکے پاس آگئی۔

دیکھیں آپ کے والد کی حالت کافی نازک ہے۔۔۔ بیل نے انہیں کمر پہ ٹکر ماری ہے۔۔۔ جس وجہ سے ہمیں خدشہ ہے کے انکی ریڑھ کی ہڈی متاثر ہوئی ہے اور انکے گرنے کی وجہ سے انکے ماتھے پہ کافی نوکیلا پتھر لگا ہے جس کی وجہ سے خون بھی کافی بہہ گیا ہے

انکے علاج کے لیئے جدید مشینریز کی ضرورت ہے جو اس اسپتال میں موجود نہیں ہیں۔۔۔اس لیئے آپ انہیں شہر کے کسی بڑے اسپتال لے جائیں ۔۔۔جہاں انکا اچھے سے معائنہ ہو سکے۔۔۔ڈاکٹر نے اسے تفصیل سے پوری صورتحال بتائی۔

مگر ہم انکو شہر کیسے لے کے جائے گا۔۔۔زمدہ فکرمندی سے بولی۔

ہم آپ کو ایمبولینس سروس فراہم کر دیں گے۔۔۔آپ انہیں جس بھی اسپتال میں لے کے جانا چاہتی ہیں لے جائے گا۔۔۔امید ہے وقت پہ علاج کے ہونے سے وہ جلد ٹھیک ہو جائیں۔۔۔اسکی پریشان شکل دیکھ ڈاکٹر تسلی آمیز لہجے میں کہتے آگے بڑھ گئے۔

مینا ہم گھر جا رہا ہے کچھ ضروری سامان اور پیسے لینے۔۔۔تم یہیں ابا کے پاس رہنا۔۔۔ہم بس دو منٹ میں واپس آیا۔۔۔وہ مینا کو تائید کرتی باہر بڑھنے لگی تھی جب مینا نے اسکا ہاتھ پکڑ کے روکا۔

مگر زمدہ تایا کا بڑے اسپتال میں علاج کروانے کے لیئے پیسے کہاں سے آئیں گے۔۔مینا فکر مندی سے بولی

تم اسکا فکر مت کرو۔۔۔وہ سب ہم دیکھ لے گا۔۔۔بس تم یہاں رکو ہم ابھی آتا ہے۔۔۔وہ جلدی سے کہتی فورن اسپتال سے باہر بھاگی۔

اسے بس جلد سے جلد اپنے ابا کو کسی اچھے اسپتال میں لے کے جانا تھا۔۔۔ وہی ایک اسکا سہارا تھے۔۔۔اسکا سب کچھ تھے۔۔۔وہ انہیں کھونے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔



نو بجے کا وقت تھا۔۔۔آفس تقریباً خالی ہو چکا تھا۔۔۔۔مگر اس وقت آفس کے پرائیویٹ روم میں اندھیرا تھا جسے لیپ ٹاپ کی اسکرین سے نکلتی روشنی اس اندھیرے کو چیرتی کمرے میں ہلکی سی روشنی کر رہیں تھیں۔۔۔ جس میں اسکا پرکشش چہرہ واضح ہو رہا تھا۔

سیاہ ماتھے پہ بکھرے بال۔۔۔گھنی مونچھی۔۔ہلکی سی بیئرڈ جو اسکے سنہرے رنگ پہ سجی اسے دلکش بنا رہیں تھیں۔

سیاہ آنکھیں بڑے انہماک کے ساتھ لیپ ٹاپ کی اسکرین پہ مرکوز کیئے ٹچ پیڈ پہ انگلی پھیرتا ہر تھوڑی تھوڑی دیر بعد ٹیبل پہ کھلی رکھی فائنل میں کچھ لکھتا جا رہا تھا۔۔۔

وہ یہی عمل پچھلے ایک گھنٹے سے کر رہا تھا اور وہ بھی بڑے ہی دھیان کے ساتھ۔۔۔

ناجانے اور وہ کتنی دیر تک یہی کام کرنے والا تھا جب روم کے دروازے پہ دستک ہوئی اور ساتھ ہی دروازہ کھولنے کی کوشش کی گئ لیکن کیونکہ روم اندر سے لاک تھا اس وجہ سے جو بھی باہر تھا اسے مجبوراً دروازے پہ ہی رک کے دوبارہ دستک دینی پڑی

کون ہے۔۔۔دستک ہوتے ہی اسنے فورن سر اٹھا کے دروازے کی جانب دیکھا۔

میں ہوں ریان۔۔۔باہر سے کسی لڑکی کی آواز آئی تو اسکے ماتھے پہ شکنیں پڑیں

بغیر کچھ بولے فائل بند کرتے ٹیبل کی دراز میں ڈالتے دراز کو تالا لگایا اور لیپ ٹاپ اٹھاتے کھڑا ہو گیا۔

دروازہ کھولو ریان۔۔۔ایک بار پھر سے دستک کے ساتھ اس لڑکی نے اسے پکارا تو اسنے ضبط سے جبڑے بھینچے۔

ایک ہاتھ سے بالوں کو ٹھیک کرتے دروازے کی جانب بڑھتا دروازہ کھولا تو سامنے ہی وائٹ جینس کے اوپر گھٹنوں سے کافی اونچی ہاف بازوؤں والی کرتی پہنے ایک ماڈرن سی لڑکی کھڑی تھی۔

تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو ماریہ۔۔۔ایک نظر اس لڑکی کو دیکھتے روم سے باہر نکلتے وہ اپنے آفس روم کی جانب بڑھا۔

میں یہاں سے گزر رہی تھی تو آفس کھلا تھا۔۔۔گارڈز سے پوچھنے پہ پتہ چلا کے تم ابھی تک گئے ہی نہیں ہو تو سوچا کیوں نا تم سے ملتی جاوں۔۔۔ماریہ اسکے ہم قدم ہوتی مسکرا کے بولی۔

تم جانتی ہو اس وقت آفس خالی ہے۔۔۔تمہیں اس طرف سے یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔۔۔روم کا دروازہ کھولتے وہ سرد لہجے میں بولا تو ماریہ کھل کے مسکرائی۔

اوکم اون ریان۔۔۔کچھ نہیں ہوتا۔۔۔چلو ہم ڈنر کے لیئے چلتے ہیں۔۔۔
اسکے پیچھے روم میں داخل ہوتی ایک ادا سے اپنے لیئر کٹ بالوں کو پیچھے کرتی بولی۔

سوری۔۔۔مجھے کچھ ضروری کام ہے۔۔۔سنجیدگی سے جواب دیتے لیپ ٹاپ بیگ میں ڈالا تو ماریہ ایک ادا سے چلتی اسکے پاس آ کے رکی۔

مجھ سے بھی زیادہ ضروری۔۔۔مرمریں نازک ہاتھ اسکے کندھے پہ رکھتی حسین چہرے پہ معصومیت سجائے اسے دیکھا

ریان نے سرد نگاہوں سے پہلے اپنے کندھے پہ رکھا اسکا ہاتھ دیکھا پھر ایک نظر اسکے چہرے پہ ڈالتے اسکا ہاتھ جھٹکتے فاصلہ بنا گیا۔

تم میرے لیئے کبھی ضروری نہیں ہو سکتی ماریہ۔۔۔جتاتے ہوئے لہجے میں کہتے وہ دروازے کی جانب بڑھا جب اچانک ماریہ نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے روکا۔

ہائے کتنے ظا+لم ہو تم ریان۔۔۔میرے بیچارے دل کے کیسے ٹکڑے کر دیئے۔۔۔کیا ہو جاتا اگر کہہ دیتے کہ مجھ سے زیادہ ضروری اور کچھ بھی نہیں ہے تمہارے لیئے۔۔۔وہ دلفریب انداز میں بولی مگر ریان کو اسکا انداز ایک آنکھ نا بھایا۔

پہلی بات میں جھوٹ نہیں بولتا اور دوسری بات آئندہ مجھے ہاتھ مت لگانا۔۔۔جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑواتے آنکھیں دیکھا کے وارن کرتا تیزی سے روم سے باہر نکل گیا۔

اسے ماریہ سے کسی اچھی چیز کی امید نہیں تھی اس لیئے بغیر پیچھے مڑے تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

ماریہ اسکے آفس میں ہی کام کرتی تھی۔۔۔ریان کا بس چلتا تو وہ اسے کبھی جوب پہ نا رکھتا مگر ماریہ کے بابا اس کے پاپا کے کافی پرانے دوست تھے جس وجہ سے اسے مجبوری میں اسے نوکری پہ رکھنا پڑا تھا۔

وہ حسین تھی۔۔۔کسی کو بھی اپنی جانب آسانی سے متوجہ کر سکتی تھی مگر وہ ریان یزدانی تھا جسے ایسی کسی لڑکی میں کوئی انٹرس نہیں تھا جو بغیر کسی بھی رشتے کے کسی غیر محرم کے قریب ہو سکتی تھی۔

اسے ماریہ جیسی بولڈ لڑکیاں زہر لگتیں تھیں۔۔۔اور ماریہ سے تو وہ سخت بے زار تھا جو ہر روز اسکے قریب آنے کا کوئی نا کوئی بہانا ڈھونڈھتی تھی۔۔۔

اگر ریان مجبور نا ہوتا تو وہ کب کا اسے جوب سے نکال چکا ہوتا مگر اپنے پاپا کی بات مانتے وہ ماریہ کو اپنے آفس میں برداشت کر رہا تھا۔

🌺🌺🌺۔

اسکی گاڑی گھر کے راستے پہ رواں دواں تھی جب اسکا فون بجا۔۔

اپنے پاپا کے ڈرائیور کا نمبر دیکھتے اسنے فورن فون کان سے لگایا۔

ہاں بولو۔۔۔ڈرائیونگ کرتے سنجیدگی سے استفسار کیا مگر دوسری طرف سے ملنے والی خبر پہ اس سے اچانک بریک لگانی پڑی۔

کون سے اسپتال میں ہیں۔۔۔بے چینی سے پوچھنے گاڑی آگے بڑھائی۔

تم خیال رکھو پاپا کا میں بس آرہا ہوں۔۔۔جلدی سے تائید کرتے گاڑی کی اسپیڈ بڑھا گیا۔

اسکے پاپا اسپتال میں تھے۔۔۔انکی طبیعت خراب تھی بس یہی بات اسے سکون نہیں لینے دے رہیں تھیں۔۔۔وہ جتنا جلدی ہو سکے انکے پاس پہنچ جانا چاہتا تھا

۔🌺🌺🌺

آرام سے پاپا۔۔۔ریان منان صاحب کا ہاتھ پکڑے انہیں آہستہ آہستہ اپنے ساتھ لیئے اسپتال سے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا

ارے بیٹا میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔۔خود چل سکتا ہوں۔۔۔یہ رحمان نے تمہیں فضول میں پریشان کر دیا۔۔۔کوئی اتنی زیادہ بھی طبیعت خراب نہیں ہوئی تھی۔۔۔بس ذرا سا بی پی ہی تو لو ہوا تھا۔۔۔خواہ مخواہ اسنے تمہیں پریشان کر دیا۔۔۔اسکے ساتھ چلتے منان صاحب نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

اسنے بلکل ٹھیک کیا ہے مجھے بتا کے۔۔۔ورنا آپ تو کبھی بتاتے ہی نہیں کہ آپکی طبیعت خراب ہے۔۔۔ریان زرا خفگی سے بولا تو وہ مسکرا دئے۔

وہ ہلکی پھلکی باتیں کرتے اسکے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے جب کاؤنٹر کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں ایک نام سنائی دیا۔

میم آپ کے پیشنٹ کا پورا نام کیا ہے۔۔۔ریسیپشن پہ کھڑی لڑکی نے استفسار کیا۔

یوسف رحمت خان۔۔۔زمدہ نے دھیرے سے اپنے والد کا پورا نام بتایا تو اسکے پاس سے گزرتے منان صاحب کے قدم رکے۔

کیا ہوا پاپا۔۔۔انہیں رکتے دیکھ ریان تفکر سے بولا۔

یوسف رحمت خان۔۔۔انہوں نے زیرِ لب نام دھرایا۔

پاپا آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ریان کو تفتیش ہوئی۔

بیٹا یہ بچی کھڑی ہے زرا اس سے پوچھو یہ کون ہے۔۔۔۔ریسیپشن پہ کھڑی سیاہ لباس میں ملبوس دوپٹہ اچھے سے سر پہ جمائے کھڑی زمدہ کا سائڈ رخ دیکھتے انہوں نے ریان کو مخاطب کیا۔

مگر کیوں۔۔ریان نے نا سمجھی سے پہلے اس لڑکی کو دیکھا پھر اپنے پاپا کو جن کے چہرے پہ تفکر کی لکیریں تھیں۔

اگر مگر بعد میں پہلے پوچھو اس بچی سے کے وہ کون ہے اور یوسف رحمت کی کیا لگتی ہے۔۔۔وہ کچھ بے چینی سے بولے تو ریان بغیر کچھ بولے بس سر ہلاتا زمدہ کی جانب بڑھا

ایکسکیوزمی۔۔۔اسکے پیچھے رکتے اسنے دھیرے سے اسے مخاطب کیا۔

تم نے ہم سے کچھ کہا۔۔۔زمدہ نے گردن زراسی پیچھے موڑے اس نوجوان کو دیکھا۔

جی وہ اصل میں مجھے جاننا تھا کے آپ کون ہیں اور یوسف رحمت سے آپ کا کیا تعلق ہے۔۔۔ریان نے رسان سے سوال کیا

جب کے اسکے سوال پہ زمدہ پوری طرح اسکی جانب گھومتی آنکھیں چھوٹی کیئے نیچے سے اوپر تک اسکا جائزہ لینے لگی جو سوٹ بوٹ پہنے ہنڈسم سا نوجوان کسی اچھے گھر کا لگ رہا تھا۔

ماڑا تم کیوں ہم سے ہمارا پہچان پوچھتا ہے۔۔۔اسنے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

میرے پاپا جاننا چاہتے ہیں کے آپ کون ہیں۔۔۔اسنے وجہ بتائی

ہیں پاپا۔۔۔اسنے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

جی پاپا۔۔۔ریان نے دھیرے سے اثبات میں گردن ہلائی

اوئے تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔۔۔یا تم کوئی پاگل واگل تو نہیں ہے۔۔۔بھلا پاپا کیسے کسی کے بارے میں جاننا چاہے گا۔۔۔وہ ایک ہاتھ کمر پہ ٹکائے دوسرا ہاتھ ہوا میں نچا نچا کے بولی تو خود کو پاگل کہے جانے پہ ریان کے ماتھے پہ بل پڑے

زبان سمبھال کے لڑکی۔۔۔میں تمیز سے بات کر رہا ہوں تو اسکا یہ مطلب نہیں کے تم بد تمیزی کرو گی۔۔۔ سخت لہجے میں کہتے ریان پل بھر میں آپ سے تم پہ آیا تھا۔

وہ لڑکی دیکھنے میں جتنی خوبصورت اور معصوم تھی اسکی زبان ریان کو اتنی ہی لمبی لگی تھی۔

زبان سمبھال کے بات تو تب کرے جب تم کوئی ڈھک کا بات کرے۔۔۔ تم نے بات ہی ایسا کیا ہے کے ہمارا زبان پھسل گیا۔۔۔وہ بھی لاپرواہی سے بولی۔

میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔۔۔بس ایک سمپل سا سوال پوچھا ہے کے تم کون ہو اور یوسف رحمت سے تمہارا کیا رشتہ ہے۔۔۔وہ جھنجھلائے کے بولا

کیوں تم کو کیوں جاننا ہے۔۔۔زمدہ نے ایک ائبرو اچکائی۔۔۔جب کے اسکے گھوم پھر کے پھر سے وہی سوال کرنے پہ ریان زچ ہوا

محترمہ ابھی میں نے آپ کو بتایا کہ میرے پاپا جاننا چاہتے ہیں۔۔۔اسنے دانت بھیجے غصے کو قابو کیا ورنا اسکا دل تو کر رہا تھا سامنے کھڑی لڑکی کو ایک لگائے۔

ارے ہم بھی تو یہی کہ رہا ہے کے بھلا ایک بے جان چیز ہمارے بارے میں کیوں جاننا چاہے گا۔۔۔وہ ماتھے پہ ہاتھ مارتے بولی گویا اسکی عقل پہ ماتم کر رہی ہو۔

بے جان۔۔۔ریان نے نا سمجھی سے دھرایا۔۔تو اسنے تیزی سے سر کو اوپر نیچے ہلایا۔

لڑکی یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔میرے پاپا بے جان نہیں ہیں۔۔۔وہ دیکھو وہ کھڑے ہوئے جاندار۔۔۔ماتھے پہ بل ڈالے اسنے کچھ دور بیٹھے منان صاحب کی جانب اشارہ کیا جو انہی دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

ہیں ں ں ں ں ں۔۔۔یہ تمہارا پاپا ہے۔۔۔اس شخص کے بے چین چہرے کو دیکھتے زمدہ کی حیرت سے آنکھیں کھلیں۔

ہممم یہ میرے پاپا ہیں اور انہوں نے ہی تمہارے بارے میں پوچھنے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔۔۔اسنے تفصیل سے بتایا۔

ایک تو ہم کو تمہارے جیسے پڑھے لکھے لوگوں کا سمجھ نہیں آتا جیتے جاگتے انسان کو تم لوگوں نے پاپا بنا دیا۔۔۔وہ تاسف سے دائیں بائیں سر ہلا کے بولی۔

مطلب۔۔۔ریان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جب اسنے ایک دم اپنے ماتھے پہ ہاتھ مارا۔

ماڑا ہم تمہارے چکر میں بھول گیا کے ہم ادھر فارم بھرنے آیا تھا۔۔۔وہ جلدی سے واپس کاؤنٹر کی طرف مڑی جب کے اسکی باتوں سے ریان کو یہ اندازہ تو ہو گیا تھا کے وہ پڑھیں لکھی نہیں ہے۔

دیکھ۔۔۔۔

بیٹا۔۔۔اس سے پہلے وہ کچھ بولتا جب منان صاحب نے انکے پاس آتے زمدہ کو پکارہ تو وہ فارم بھرتے ہوئے زرا سا انکی جانب گھومی۔

جی۔۔۔۔اسنے بڑے ادب سے کہا۔۔۔جب کے ریان تو اسکے جی کہنے پہ حیران ہوا تھا جو اس سے بات کرتے ہوئے تو تم تم کر رہی تھی اور اب جی پہ آگئی تھی۔

آپ کون ہو اور یوسف کی کیا لگتی ہو۔۔۔منان صاحب نے پیار سے پوچھا

۔

ہم زمدہ ہے اور یوسف ہمارا ابا ہے۔۔۔پین پیپر ریسیپشنسٹ کی جانب بڑھاتی وہ پوری طرح انکی طرف متوجہ ہوئی۔

مگر آپ کیوں ہمارے اور ابا کے بارے میں جاننا چاہتا ہے۔۔۔اسنے آنکھیں چھوٹی کیئے استفسار کیا۔

بیٹا میں کافی سالوں سے ایک یوسف رحمت کی تلاش میں ہوں۔۔۔اور پتہ نہیں کیوں مگر تمہارے ابا کا نام سن کے مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میری تلاش ختم ہو گئی ہے۔۔۔وہ دھیرے امید بھرے لہجے میں بولے تو زمدہ سوچ میں پڑھ گئی کہ ناجانے وہ کس یوسف رحمت کو کو اسکے ابا سمجھ رہے تھے۔

کیا آپ ایک بار ان سے ہمیں ملوا سکتی ہو۔۔۔اسے خاموش دیکھ وہ ایک بار پھر بولے۔

ہاں کیوں نہیں۔۔۔ مگر آپ کو انتظار کرنا ہو گا۔۔۔ابھی انکا علاج چل رہا ہے۔۔۔ڈاکٹر کسی کو ملنے نہیں دے رہا۔۔۔وہ آگے بڑھتی بولی تو وہ دونوں بھی اسکے پیچھے ہو لیئے۔

کیا ہوا ہے تمہارے ابا کو۔۔۔اسکے ساتھ ساتھ چلتے منان صاحب نے استفسار کیا۔

انکو بیل نے ٹکر مارا ہے۔۔۔حالت ٹھیک نہیں ہے انکا۔۔۔آپ دعا کرو وہ ٹھیک ہو جائے کیونکہ انکے علاوہ ہمارا کوئی نہیں ہے اس دنیا میں۔۔۔زمدہ

کی آواز ہلکی سی بھاری ہوئی جسے ان دونوں باپ بیٹے نے اچھے سے محسوس کیا۔

ابا اندر ہے اگر آپ لوگ ان سے ملنا چاہتا ہے تو انتظار کرو۔۔۔ایمر جنسی کے باہر رکتی ان دونوں سے مخاطب ہوئی تو منان صاحب سر ہلاتے وہیں بینچ پہ بیٹھ گئے جب کے ریان پاس ہی دیوار سے ٹیک لگا کے کھڑا اسکی سرخ آنکھیں دیکھنے لگ جس سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے خود کو رونے سے روکے ہوئی ہے۔



کافی دیر گزرنے کے بعد جیسے ہی ڈاکٹر باہر آئے زمدہ فورن انکی جانب لپکی۔۔۔تو منان صاحب اور ریان پہ اٹھ کے انکے پاس آ گئے

ہمارا ابا کیسا ہے ڈاکٹر۔۔۔زمدہ نے بے چین سے استفسار کیا۔

مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑھ رہا ہے کے انکے پاس وقت بہت کم ہے۔۔۔ ڈاکٹر دھیمی آواز میں بولے

یہ تم کیا کہتا ہے۔۔۔پاگل ہو گیا ہے کیا۔۔۔وہ غصے سے ڈاکٹر پہ بھڑ کی ۔۔۔ایسے کیسے وہ کہہ سکتے تھے کے اسکے ابا کے پاس وقت کم ہے۔۔۔ صبح آنے سے پہلے تو اسنے ان سے بات کی تھی اور اب وہ کہہ رہے تھے وقت کم ہے۔

مس ہم آپکی فیلنگز کو سمجھتے ہیں۔۔۔مگر شاید وہ پہلے سے ہی دل کے مریض تھے۔۔۔انکے دل کے چار وال بند ہیں۔۔۔ہم سرجری کی تیاری

کر رہے ہیں مگر اب انکا دل آہستہ آہستہ کام کرنا بند کر رہا ہے۔۔۔تو ہمیشہ کافی مشکل لگ رہا ہے انکا بچنا۔

دیکھیں میں آپ کو کوئی جھوٹی امید نہیں دلاؤں گا۔۔۔بیل کے ٹکر مارنے سے انکی ریڑھ کی ہڈی بھی متاثر ہوئی ہے۔۔۔سر میں پتھر لگنے کی وجہ سے خون کافی بہہ گیا ہے۔۔۔ہم نے ویسے تو انہیں آئی سی یو میں شفٹ کر دیا ہے۔۔اپنی طرف سے ہم انہیں بچانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں باقی اللہ مالک ہے اللہ جسے چاہے زندگی دے۔۔۔اب کوئی معجزہ ہی انہیں بچا سکتا ہے۔۔۔ڈاکٹر تسلی آمیز لہجے میں بولے۔

کیا وہ ہوش میں ہیں۔۔۔کیا ہم ان سے مل سکتا ہے۔۔۔زمدہ کی آنکھوں سے اتنی دیر بعد ایک آنسوں ٹوٹ کے گرا۔

جی وہ ابھی تو ہوش میں ہیں۔۔۔اور آپ ان سے مل بھی سکتی ہیں۔۔۔

ڈاکٹر میں بھی بچی کے ساتھ جا سکتا ہوں۔۔۔منان صاحب زمدہ کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

ویسے آئی سی یو میں ایک سے زیادہ بندوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے لیکن ہمیں ان کی طرف سے کسی طرح کی کوئی اچھی امید نہیں لگ رہی تو اس لیئے آپ جا سکتے ہیں۔۔۔آخری بات ڈاکٹر آہستہ آواز میں بولے کے صرف منان صاحب نے سنا۔

ریان تم یہی رکو میں بچی کے ساتھ جا رہا ہوں اندر۔۔۔ریان سے کہتے وہ زمدہ کو اپنے ساتھ لیئے ڈاکٹر کے پیچھے چل دیئے۔

جب کے ریان وہیں بینچ پہ بیٹھتے یوسف خان کی صحت کے لیئے دعا کرنے لگا۔

🌺🌺🌺۔

وہ دونوں آئی سی یو میں داخل ہوئے تو مشینوں میں جکڑے ضعیف سے یوسف خان بے سدہ سے بیڈ پہ لیٹے ہوئے تھے۔

آنکھیں بند تھیں۔۔۔چہرہ ایک دم زرد تھا۔۔۔

وہ جو کب سے ضبط کیئے ہوئے تھے اپنے ابا کو اس حالت میں دیکھ کے رو دی۔

جب کے منان صاحب اس چہرے کو دیکھتے ہی کئی سال پیچھے چلے گئے تھے۔

یہ وہی چہرہ تھا جنہوں نے کیئے سال پہلے انکی جان بچائی تھیں۔۔۔بس فرق صرف اتنا تھا جب وہ چہرہ جوان تھا ہر طرح کی جھریوں سے پاک اور آج وہ چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا

ابا۔۔۔زمدہ روتے ہوئے انکے پاس بیڈ پہ بیٹھی تو اسکی آواز پہ یوسف خان نے بڑی مشکل سے تھوڑی تھوڑی آنکھیں کھولیں۔

زز۔۔۔مدہ۔۔۔او کسیجن ماکس کے پیچھے صرف انکے لب ہلے پر زمدہ سمجھ چکی تھی کے وہ اسے پکار رہے ہیں۔

پریشان مت ہوا ابا۔۔۔تم ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔اسنے انکا کمزور ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ان سے زیادہ جیسے خود کو تسلی دی تھی۔

یوسف۔۔۔۔منان صاحب آگے بڑھتے یوسف خان کے سامنے آئے تو انہوں نے زمدہ کے چہرے سے نظریں ہٹاتے انکو دیکھا

پہچانا مجھے تم نے۔۔۔میں منان۔۔۔۔انہیں انجان نظروں سے اپنی جانب دیکھتے دیکھ منان صاحب نے اپنا تعارف کروایا۔

من۔۔۔نان۔۔۔۔بڑی مشکل ہلکی چند الفاظ ادا ہوئے۔

ہاں منان۔۔۔وہی منان جس کی تم نے جان بچا کے اسے زندگی بھر اپنا قرض دار بنا دیا تھا۔۔۔منان صاحب انکے بیڈ کے تھوڑا اور قریب ہوتے بولے تو زمدہ نے آنسوں صاف کرتے انکی جانب دیکھا۔

صا۔۔۔حب۔۔۔۔یوسف صاحب نقاہت زدہ آواز میں بولے جس پہ زمدہ نے انہیں نا سمجھی سے دیکھا۔

نہیں یوسف۔۔۔صاحب مت کہو۔۔۔کیونکہ تم تو وہ ہو جس نے مجھ پہ میری زندگی کا سب سے بڑا احسان کیا ہے۔۔۔تمہاری وجہ سے مجھے نئی زندگی ملی تھی یوسف۔۔۔پلیز تم مجھے صاحب کہہ کے شرمندہ نا کرو۔۔۔ منان صاحب نے فورن آگے بڑھ کے انکا ہاتھ تھاما۔۔۔تو یوسف خان مسکراتے واپس زمدہ کی جانب نظریں کر گئے۔

ب۔۔بیٹا۔۔۔ا۔۔۔اپنا۔۔۔ خخخ۔۔خیال ر۔۔رکھنا۔۔۔اکھڑتی سانسوں کے ساتھ الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کے ادا ہوئے تو زمدہ نے فورن نفی میں سر ہلایا۔

تم کو کچھ نہیں ہو گا ابا۔۔۔ ہم ہے نا۔۔۔ ہم تمہیں کچھ نہیں ہونے دے گا۔۔۔ زار و قطار روتے ہوئے اسنے اپنے ابا کا ہاتھ لبوں سے لگایا۔۔۔ جس پہ وہ افسردگی سے مسکرائے۔

جانتے تھے وقت قریب آ رہا ہے۔۔۔ جسم سے جان ختم ہوتی جا رہی ہے ۔۔۔ مگر بیٹی کی فکر میں جان لبوں پہ اٹکی ہوئی تھی۔

صاحب۔۔۔۔۔ ہم۔۔۔ ہماری بی۔۔ بیٹی کا۔۔۔ اس۔۔ د۔ دنیا۔۔۔ می۔۔ میں ہ۔۔۔ ہمارے۔۔۔ عل۔۔۔ علاوہ۔۔۔ او ر۔۔۔ کوئی۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہے۔۔۔ ہہ ہماری۔۔ آپ سے۔۔۔ گز۔۔ گزارش ہے۔۔۔ اس۔۔۔ کا ۔۔۔ خیخیال ر۔۔۔ رکھے گا۔۔۔ یوسف خان نے اپنا کمزور کانپتا ہوا ہاتھ

جوڑنے کی کوشش کی مگر اس سے پہلے ہی منان صاحب نے انکا ہاتھ تھام لیا۔

ایسا مت بولو یوسف۔۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ میں ابھی کسی اور ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ منان صاحب نے انہیں تسلی تھی مگر وہ جانتے تھے وہ جس اسپتال میں ہیں، جو ڈاکٹرز انکا علاج کر رہے ہیں وہ بھی کافی قابل ہیں۔۔ اور انکی حالت بتا رہی تھی کے ڈاکٹر کی بات سہی ہے۔۔ ان کے پاس وقت نہیں ہے۔

انکا سانس اکھڑنے لگا تھا۔۔۔ جسم ٹھنڈا ہونے لگا تھا۔۔۔ مگر انکی آنکھوں اب بھی اپنی بیٹی پہ تھیں۔۔۔

موت کے اتنے قریب ہو کے بھی انہیں اپنی بیٹی کی فکر تھی۔۔۔اگر انہیں کچھ ہو جاتا تو انکی بیٹی اس دنیا میں اکیلی ہو جاتی۔۔۔یہی سب سوچتے انہوں نے گہری گہری سانس بھرنے کی کوشش کی مگر جیسے سانسیں بھی ناکام ہونے لگیں تھیں۔

زے۔۔مدے۔۔ہما۔۔۔راپہی۔۔پیارا۔۔بچہ۔۔۔گہری گہری سانس لیتے انہوں نے فکر مندی سے اسکی جانب دیکھا۔

ابا آپ کو کچھ نہیں ہو گا ہم ابھی ڈاکٹر کو بلاتا ہے۔۔۔تم ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔زمدہ آنسوں صاف کرتی اٹھنے لگی تھی جب انہوں نے اسکا ہاتھ پکڑ کے روک دیا۔

ہم۔۔۔ک کو۔۔تتت۔۔ تمہار۔۔۔فک۔۔ فکر۔۔۔ہے۔۔۔نقاہت زدہ آواز میں بولے تو زمدہ کے آنسوؤں میں روانی آگئی۔

یوسف تم فکر مت کرو۔۔۔زمدہ میری بیٹی ہے۔۔۔بس تم ٹھیک ہو جاؤں جلدی سے۔۔۔ابھی تو مجھے تمہارا قرض بھی اتارنا ہے۔۔۔منان صاحب انکی حالت دیکھتے آبدیدہ لہجے میں فورن بولے۔

آپ۔۔۔ہ ہم۔۔ہمارا۔۔۔بیٹی۔۔۔ک کا۔۔بہت۔ خیال۔۔رکھنا۔۔۔ اس۔۔س سسے اگر۔۔۔۔کوئی۔۔ غلطی۔۔۔ہو۔۔۔ہو جائے ۔۔تتتو۔۔۔م معاف کر۔۔دینا۔۔۔۔اور۔۔۔اااسکا۔۔۔ب۔۔بہت اچھی۔۔۔ججج۔ جگہ شادی۔۔کر۔۔کرانا۔۔۔ تیز ہوتی سانسوں کے درمیان یوسف خان التجائیہ لہجے میں کہتے انہوں نے زمدہ کے ہاتھ پہ گرفت مضبوط کی۔

یوسف اگر تم چاہو تو میں ابھی زمدہ کا نکاح کر واسکتا ہوں۔۔۔میں زمدہ کو اپنی بہو بنانا چاہتا ہوں۔۔۔تم چاہو تو ہم ابھی نکاح کر سکتے ہیں۔۔۔میرا بیٹا ساتھ ہے میرے۔۔۔اسکی حالت کے پیشِ نظر اور انکی فکر کو دیکھتے منان صاحب اپنائیت بھرے لہجے میں بولے تو ایک پل کے لیئے زمدہ انہیں دیکھتی رہ گئی۔

جب کے یوسف صاحب کے چہرے پہ اب فکر مندی کچھ کم نظر آرہی تھی۔

یوسف ساری زندگی میں نے تمہیں بہت تلاش کیا۔۔۔تم تو مجھے اپنا احسان مند بنا کے چلے گئے تھے۔۔۔جب کے میں اس وقت بھی تمہارے لیئے کچھ کرنا چاہتا تھا پر تم نے موقع ہی نہیں دیا۔۔۔پر اب میں تمہاری بیٹی کے لیئے

ایک مضبوط سہارا بنانا چاہتا ہوں۔۔۔مجھے امید ہے زمدہ ہمارے گھر رہیں خوش رہے گی۔۔۔منان صاحب امید بھرے لہجے میں گویا ہوئے۔

آ۔۔آپ کا۔۔۔یہ۔۔۔ہم۔۔۔پپپہ۔۔۔ااحسان

۔۔۔ہو۔۔ہو گا۔۔۔۔کہ۔۔ہم ہمارا۔۔۔بچی۔۔۔کا۔۔۔ن نکاح۔۔ ممرنے۔۔س سے۔۔پہلے۔۔۔دیکھ۔۔۔للے گا۔۔۔یوسف خان کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہو چکے تھے جب کے زمدہ تو حیران پریشان بس انہیں دیکھے جا رہی تھی۔۔۔جب کے انکی بات پہ تو جیسے منان صاحب کھل اٹھے تھے

بس تم پھر فکر مت کرو۔۔۔میں ابھی نکاح کا انتظام کرتا ہوں۔۔۔منان صاحب زمدہ کے سر پہ ہاتھ رکھتے خوشی سے فورن آئی سی یو سے باہر نکلے۔

ابا ہم ایسے شادی نہیں کرے گا۔۔۔تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤں پھر ہم دھوم دھام سے شادی کرے گا۔۔۔زمدہ نم آنکھوں انہیں دیکھتی بھیگی آواز میں بولی تو یوسف خان نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

ہ ہمارا۔۔۔زندی کا۔۔۔ ککچھ۔۔پتہ۔۔۔ن نہیں۔۔۔ہے۔۔۔ ہم۔۔م مرنے۔۔۔سے۔۔پہلے۔۔۔تی تیرے۔۔۔لیئے۔۔ااک ۔۔۔مضبوظ۔۔۔چھ۔۔ چھت کر۔۔ناچاہتا۔۔۔ہے۔۔۔یوسف خان نے اسے سمجھایا تو وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔

ایسامت کے ابا۔۔۔تم کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ابھی تم ہمارا شادی میں ناچے گا بھی۔۔۔وہ بچوں کی طرح نچلا ہونٹ لٹکائے بولی تو سویف جان مسکراتے اسکے ہاتھ پہ گرفت مضبوط کر گئے

وہ اتنی مضبوط تھی کہ ہر بڑے سے بڑا دکھ ہنس کے برداشت کر لیتی تھی مگر اپنے جان سے عزیز والد کو ہمیشہ کے لیئے خود سے دور جانے کا سوچ کے ہی اسکی روح فنا ہو رہی تھی۔



ریان۔۔۔منان صاحب بڑے بڑے قدم اٹھاتے اسکے پاس آئے تو وہ فورن اٹھ گیا۔

کیا ہوا پاپا سب ٹھیک ہے نا۔۔۔انکل ٹھیک ہیں۔۔۔اور کیا یہ وہی یوسف خان ہیں جنہیں آپ ڈھونڈ رہے تھے۔۔۔انکے پاس آتے ہی ریان نے ایک کے بعد ایک کئی سوال کر ڈالے

ہاں یہ وہی یوسف خان ہے جنہوں نے کئی سال پہلے تمہارے بابا کی جان بچائی تھی۔۔۔منان صاحب کے بتانے پہ ریان کے چہرے پہ الجھن نمودار ہوئی۔

مطلب۔۔۔۔جان بچائی تھی۔۔۔اسنے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔۔کیونکہ جس بات کے بارے میں منان صاحب بات کر رہے تھے وہ بات آج تک کوئی نہیں جانتا تھا۔

ابھی تم یہ سب چھوڑو اور جلدی سے مولوی صاحب کو لے کے آؤ نکاح کے لیئے۔۔۔جب تک میں کچھ گواہوں کا انتظام کرتا ہوں۔۔۔منان صاحب عجلت میں بولے تو ریان ایک بار پھر الجھا۔

کس کا نکاح۔۔۔اسنے حیرت سے پوچھا۔

تمہارااور زمدہ کا۔۔۔منان صاحب اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے سکون سے کہتے ریان کو زوردار جھٹکا لگا گئے۔

واٹ۔۔۔۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ریاں کو لگا جیسے اس سے سننے میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔

ریان بیٹا اندر جو شخص زندگی اور موت کے بیچ جھول رہا ہے نا اگر وہ نا ہوتا تو آج تمہارا باپ شاید یہاں نا کھڑا ہوتا۔۔۔

اس شخص نے تیس سال پہلے تمہارے باپ کے حصے کی گولی اپنے اوپر کھائی تھی جس وجہ سے اسکی ایک کڈنی بھی ڈیمج ہو گئی تھی۔۔۔جانتے ہو

اگر وہ بیچ میں آ کے مجھے نا بچاتا تو وہ گولی تمہارے باپ کا دل چیر کے گزر جاتی۔۔ مگر مجھ پہ ہوئے حملے کو اسنے اپنے اوپر لے لیا۔۔۔

اور آج جب وہ موت کے دہانے پہ کھڑا اپنی بیٹی کی فکر میں تڑپ رہا ہے تو میں کیوں اسے تڑپنے دوں۔۔۔ منان صاحب نے اسے افسردگی سے ساری بات بتائی

تو آپ انکے احسان کا بدلہ اس طرح سے اتارنا چاہتے ہیں۔۔۔ دو قدم ان سے پیچھے ہوتے سپاٹ لہجے میں استفسار کیا۔

بیٹا میں صرف اس شخص کے کام آنا چاہتا ہوں۔۔ وہ اپنی بیٹی کو لے کے بہت پریشان ہے۔۔ اگر ایسے میں میں اسکی یہ پریشانی دور کر دوں تو یقیناً اسے سکون آ جائے گا۔

اگر اسے کچھ ہو گیا تو اسکی بیٹی اس دنیا میں اکیلی ہو جائے گی اور یہ بات اسے سکون نہیں لینے دے رہی۔۔۔

پلیز بیٹا مان جاؤں۔۔۔زمدہ کو ایک محفوظ پناہ دے دو۔۔۔ایک ایسی پناہ جہاں وہ حق سے رہ سکے۔۔۔اسے ایسا نا لگے کے وہ کسی پہ بوجھ ہے۔۔اس بچی کو اپنا لو۔۔۔منان صاحب نے پیار سے سمجھایا۔

ریان نے ایک گہرا سانس بھرتے اپنے بابا کو دیکھا۔۔۔وہ اپنا احسان چکانے کے لیئے اسے بلی کا بکرا بنا رہے تھے۔۔۔کم سے کم ریان کو تو زمدہ سے نکاح کرنا ایک بلی ہی لگ رہی تھی۔

وہ کسی معصوم سی پڑھی لگی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر یہاں تو اسکے پاپا نے اسکے سارے خوابوں پہ پانی پھیر دیا تھا۔

میری زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے پہلے آپ کو ایک بار مجھ سے پوچھنا چاہیئے تھا۔۔۔ریان سنجیدگی سے بولا تو منان صاحب نے آگے بڑھتے اسکو دونوں کندھوں سے تھاما۔

ریان میں نے اس مان کے ساتھ تمہارے اور زمدہ کے نکاح کی بات کی تھی کہ تم مجھے کبھی انکار نہیں کروگے۔۔۔۔تم میرے بیٹے ہو میں تھوڑا تو حق رکھتا ہوں نا تم پہ۔۔۔منان صاحب دکھ بھری سانس بھرتے بولے تو

ریان نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔

اور ماما کو کیا جواب دیں گے۔۔۔آپ جانتے ہیں ناوہ کبھی بھی زمدہ کو قبول نہیں کریں گی۔۔۔ریان نے جیسے انہیں ابھی بھی اس رشتے سے باز رکھنا چاہا۔

تم فکر مت کرو میں سب سمبھال لوں گا۔۔۔بس تم زمدہ کو اپنے نکاح میں لے کے ایک تحفظ فراہم کر دو۔۔۔منان صاحب زرا خوش ہو کے بولے تو وہ دھیرے سے اثبات میں سر ہلاتا اس نکاح کے لیئے رضامندی دے گیا

چلو بھر شاباش جلدی سے مولوی صاحب کو لے آؤ جب تک میں گواہوں کو بلاتا ہوں۔۔ہمم۔۔۔جلدی کرو دیر ہو رہی ہے اندر وہ لوگ انتظار کر رہے ہیں۔۔۔منان صاحب اسکا کندھا تھپتھپاتے جیب سے فون نکالنے لگے تو وہ بے دلی سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

ہلانکہ اسکا زمدہ سے شادی کرنے کا بلکل دل نہیں تھا۔۔۔ناہی وہ اس نکاح سے خوش تھا مگر اپنے پاپا کا مان رکھنے کے لیئے وہ راضی ہو گیا تھا۔

وہ انکار کر کے اپنے باپ کو شرمندہ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔اگر اسکی مجبوری نا ہوتی تو وہ زمدہ جیسی گاؤں کی ان بڑھ لڑکی سے تو وہ کبھی مر کے بھی شادی نا کرتا۔

🌺🌺🌺۔

رات کے نو بجے آئی سی یو میں پہلی بار مریض کے علاوہ ایک سے زیادہ بندے موجود تھے۔۔۔

مولوی صاحب کے ساتھ گواہوں کے طور پہ منان صاحب کے دو وکیل موجود تھے۔

نکاح نامہ فل کر دیا گیا تھا بس لڑکے لڑکی کی رضامندی چاہیئے تھی۔۔۔جو منان صاحب کے کہتے ہی مولوی صاحب زمدہ کی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔

زمدہ یوسف ولد یوسف رحمت خان آپ کا نکاح ریان یزدانی ولد منان یزدانی سے باعوض حق مہر پانچ لاکھ روپے طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟۔۔۔مولوی صاحب نے نکاح کے کلمات پڑھے تو یوسف خان نے اپنے ہاتھ میں موجود زمدہ کے ہاتھ کو ہلکا سا دباتے اسے سب سہی ہے کا اشارہ کیا۔

اسنے خاموش آنسوں بہاتی آنکھوں سے اپنے ابا کی جانب دیکھا جو ہر پریشانی سے آزاد مسکراتی نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھتے دھیرے سے اثبات میں سر ہلا کے اسے ہاں کہنے کا اشارہ کر رہے تھے۔

قبول ہے۔۔۔۔ باپ پہ نظریں جمائے بھاری لہجے میں بولی۔

کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔ مولوی صاحب نے ایک بار پھر وہ کلمات دھیرائے۔

زمدہ نے نظر اٹھا کے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا جو چہرے پہ بلا کی سنجیدگی لیئے جیسے ضبط سے بیٹھا ہوا تھا۔

قبول ہے۔۔۔ ریان پہ نظریں ٹکائے کہا۔

کیاآپ کو قبول ہے۔۔۔آخری بار پوچھنے پہ وہ واپس اپنے ابا کی جانب نظریں کر گئی۔

قبول ہے۔۔۔گہری سانس بھرتے آخر کار اسنے سامنے بیٹھے شخص کو اپنا ہم سفر بنانے کی رضامندی دے دی۔

مولوی صاحب نے اسکی جانب نکاح نامہ بڑھایا جہاں پہ اسنے بجھے دل کے ساتھ دستخط کیئے۔

ہر لڑکی کی طرح اسنے کیا کیا خواب نہیں دیکھے تھے اپنی شادی کو لے کے۔

اسنے توہر چیز سوچ رکھی تھی کے کیسے تیار ہو گی۔۔ہیوی ہیوی جیولری پہنے گی۔۔سرخ لہنگا ہو گا۔۔۔

لیکن وہ پہلی دلہن تھی جو اپنی شادی پہ مکمل سیاہ لباس میں موجود تھی۔



اسکی جانب سے رضامند ملتے ہی مولوی صاحب ریان کی جانب متوجہ ہوئے۔

ریان یزدانی ولد منان یزدانی آپ کا نکاح زمدہ یوسف ولد یوسف رحمت سے باعوض حق مہر پانچ لاکھ روپے طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟

قبول ہے۔۔۔بغیر دیر کیئے وہ سپاٹ لہجے میں نظریں بے زاریت سے ادھر ادھر گھماتے بولا۔

کیا آپ کو قبول ہے؟۔۔۔

جی قبول ہے۔۔۔ایک پر شکواہ نظر اپنے باپ کو دیکھتے کہا جو مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

وہ جانتے تھے انکا بیٹا اس رشتے سے خوش نہیں ہے مگر انہیں یقین تھا ایک دم وہ اس شادی سے بہت خوش ہو گا۔

کیا آپ کو قبول ہے؟۔۔۔

قبول ہے۔۔۔ایک نظر خاموش آنسوں بہاتی زمدہ کو دیکھتے تھوڑا سخت لہجے میں کہا جس پہ منان صاحب نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے ریلکس کرنا چاہا۔

مبارک ہو۔۔۔اسکی جانب نکاح نامہ بڑھاتے مولوی صاحب نے مبارک بادی دی تو وہ صرف سر ہلاتے۔۔۔جلدی سے ان کے ہاتھ سے نکاح نامہ لیتا فٹافٹ سائن کر گیا۔

دو لوگ جو ایک گھنٹے پہلے اجنبی تھے۔۔۔جنہوں نے ایک گھنٹے سے پہلے کبھی ایک دوسرے کو دیکھا تک نہیں تھا اب وہی دو لوگ ایک مضبوط رشتے میں بندھ گئے تھے۔۔۔زندگی بھر کے لیئے ایک دوسرے کے ہمسفر بن گئے تھے۔

بہت بہت مبارک ہو یوسف۔۔۔خوشی سے ریان کا کندھی تھپتھپاتے منان صاحب یوسف صاحب کی جانب بڑھ گئے۔

ب بیٹا۔۔۔یوسف صاحب نے زرا سا ہاتھ اٹھاتے ریان کو اپنے پاس بلایا جو انکے بیڈ کے پیروں والے حصے کی جانب کھڑا تھا۔

انکے بلانے پہ فورن انکے پاس آیا۔۔۔تو یوسف خان نے تھوڑا ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی جس پہ وہ انکا ہاتھ تھام گیا

ہ ہمارا۔۔۔بچی۔۔ککا۔۔۔خیال۔۔۔رر کھنا۔۔۔

اسسے۔۔۔خوش۔۔۔رکھنا۔۔۔وہ اسکے ہاتھ سے ہاتھ نکالتے تھوڑا اوپر لے کے گئے تو انکا مقصد سمجھتے ریان نے فورن اپنا سر جھکاتے انکے سامنے کیا جس پہ یوسف خان نے بڑے پیار سے اسکے سر پہ ہاتھ پھیرا

آپ فکر مت کریں انکل۔۔۔بس آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں۔۔۔
ریان زرا سا مسکرا کے بولا تو زمدہ ایک نظر بس اسے دیکھ کے رہ گئی۔

مولوی صاحب اور وکیلوں کے جانے کے بعد وہ لوگ یوسف خان کے پاس بیٹھے باتیں ہی کر رہے تھے جب ڈاکٹر اندر آئے۔

ہمیں پیشنٹ کو سرجری کے لیئے لے کے جانا ہے۔۔۔مگر اس سے پہلے آپ کو ان پیپرز پہ سائن کرنا ہو گا۔۔۔ڈاکٹر نے زمدہ کی جانب کچھ کاغذ بڑھائے جسے اسنے نا سمجھی سے تھامے۔

یہ کیا ہے۔۔۔اسنے پریشانی سے پوچھا۔

اس میں لکھا ہے اگر سرجری کے دوران انکی جان چلی جاتی ہے تو اس کے ذمیدار ہم یا ہمارا اسپتال نہیں ہو گا۔۔۔ڈاکٹر نے اسے آسان لفظوں میں سمجھایا تو زمدہ کے ہاتھ زندگی میں پہلی بار کانپے تھے

ایسامت بولو ڈاکٹر۔۔۔ہم کو ہمارا ابا چاہیئے۔۔۔۔وہ معصوم بچے کی طرح بولی تو سب کو اس پہ ترس آیا۔

اسکی حالت رونے کی وجہ سے کافی خراب ہو رہی تھی۔۔۔آنکھیں رو رو کے سوجھ چکیں تھیں۔۔۔مگر وہ پھر بھی روئے جا رہی تھی۔۔۔

جب کے ریان کا دل اسکے بہتے آنسوں اور لہجے کی اذیت پہ دکھ محسوس کر رہا تھا

بیٹا۔۔۔اب۔۔اگر۔۔۔ہم کو۔۔۔ کچھ۔۔۔ہو۔۔ بھی۔۔۔ک گیا تو۔۔۔ہم کو۔۔کوئی ف فکر۔۔۔ ننہیں ہے۔۔۔کیونکہ ۔۔۔اب۔۔۔تمہارا۔۔۔خیال۔۔۔رکھنے۔۔۔کے۔۔لیئے۔۔۔ت تمہاری۔۔۔ح حفاظت کرنے ککے۔۔۔لیئے۔۔۔ت تمہارا۔۔۔مح محافظ ہے۔۔۔اسکے کانوں سے یوسف خان کی پر سکون آواز ٹکرائی تو اسنے گردن موڑ کے اپنے ابا کو دیکھا اور روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا جس پہ یوسف خان نے اسے آنکھوں سے اشارہ کرتے سائن کرنے کے لیئے کہا۔

گھبراتے دل سے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اسنے دستخط کرتے پیپرز ڈاکٹر کو تھمائے۔

آپ سب لوگ باہر آئیں۔۔۔اوراب لوگ انہیں سرجری روم میں لے جانے کی تیاری کریں۔۔۔۔ان تینوں سے کہتے ڈاکٹر اپنے پیچھے کھڑی نرس سے بولتے آئی سی یو سے باہر نکل گئے۔

ابا۔۔۔۔وہ انکا ہاتھ تھامتی اس پہ سر ٹکائے زارو قطار رودی۔

اللہ۔۔۔ ککی۔۔امان۔۔۔ب بیٹا۔۔۔یوسف خان نے مسکراتے ہوئے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا تو زمدہ کا دل دکھ سے پھٹنے والا ہو گیا۔

پلیز آپ لوگ باہر جائیں۔۔۔نرس نے انہیں باہر جانے کا کہاں تو منان صاحب نے ریان کو اشارہ کرتے زمدہ کو سنبھالنے کا کہا۔۔۔جس پہ وہ بے نیاز بنا کھڑا رہا۔۔۔۔

اسکے ایک ہی جگہ کھڑے رہنے پہ منان صاحب نے اسے آنکھیں دیکھائیں تواب کی بار وہ خاموشی سے زمدہ کی جانب بڑھا گیا۔

ڈاکٹر انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ چلو باہر چلیں۔۔ ریان نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے کہا تو اسنے سر اٹھا کے اپنی بھیگی نظریں اسکی جانب کیں۔

شاباش کھڑی ہو یہاں سے۔۔۔ ریان نے اسکا ہاتھ پکڑ کے اسے کھڑا کرنا چاہا تو وہ خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔

یوسف اگر اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو گا۔۔۔ بس تم نے پریشان نہیں ہونا بلکل بھی۔۔۔ منان صاحب یوسف خان کو تسلی دیتے باہر نکل گئے۔

جاؤ۔۔ب بیٹا۔۔۔ خوش رہو۔۔۔یوسف خان نے گہری سانس لیتے دونوں کو دعا دی جس پہ ریان مسکرا کے سر ہلاتا زمدہ کو لیئے باہر کی جانب قدم بڑھا گیا تو زمدہ بھی بغیر کچھ کہے بس ایک نظر اپنے ابا کو دیکھ کے اسکے ساتھ چل دی۔



وہ تینوں سرجری روم کے باہر بینچ پہ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔کچھ دیر پہلے ہی یوسف صاحب کو سرجری کے لیئے لے کے گئے تھے۔

زمدہ ریان کے برابر میں کافی بے چین سی بیٹھی اپنی انگلیاں موڑنے کے ساتھ مسلسل نظریں دروازے پہ جمائے ہوئے تھی جب کچھ ہی دیر بعد ڈاکٹر باہر آئے۔

انکے اتنی جلدی باہر آنے پہ وہ تینوں ہی پریشانی سے اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔

ڈاکٹر سب ٹھیک ہے نا۔۔۔منان صاحب نے فکر مندی سے استفسار کیا۔۔۔جب کے زمدہ کا تو رواں رواں سمات بن چکا تھا۔

دیکھئے ہم نے جیسے ہی سرجری شروع کی ویسے ہی انکی طبیعت بگڑنا شروع ہو گئی۔۔۔انکا سانس رکنے لگا۔۔۔۔مجھے بتاتے ہوئے بہت دکھ ہو رہا ہے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے۔۔۔ہم نے اپنی طرف سے بہت کوشش کی انہیں بچانے کی پر شاید اللہ کو یہی منظور تھا۔۔۔۔ڈاکٹر افسوس سے کہتے منان صاحب کے کندھے کو تھپتھپاتے آگے بڑھ گئے جب کے زمدہ تو سن سی ہو گئی۔

وہ ایک ہی جگہ کھڑی بس زمین کو گھورتی منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہی تھی

ریان نے اسکا چہرہ دیکھا جہاں صرف سنجیدگی تھی۔۔۔آنکھیں سرخ تھیں پر وہ رو نہیں رہی تھی۔۔۔ریان کو لگا کے وہ کافی مضبوط لڑکی ہے جو اتنی بڑی خبر سن کے بھی نہیں رو رہی۔۔۔ مگر اسے افسوس بھی ہوا تھا زمدہ کے لیئے۔

زمدہ بچے۔۔۔۔ منان صاحب نے اسے دھیرے سے پکارہ تو اسنے غائب دماغ سے انکی جانب گردن گھمائی

حوصلہ کرو بچے۔۔۔جو اللہ کو منظور۔۔۔ منان صاحب نے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا تو وہ بس دھیرے سے اثبات میں سر ہلا گئی مگر بولی اب بھی کچھ نہیں۔

آنکھیں نم تھیں مگر وہ رو نہیں رہی تھی۔۔۔دل پھٹ رہا تھا مگر وہ چیخ نہیں رہی تھی۔۔۔آج اسکا دنیا سے اکلوتا رشتہ بھی چلا گیا تھا۔۔۔وہ رشتہ جس کو وہ کبھی کھونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ہمشیہ اس کی چھاؤں میں رہنا چاہتی تھی مگر وہ چھاؤں اب جا سکی تھی کبھی نا واپس آنے کے لیئے۔

ریان تم زمدہ کو گھر لے جاؤ۔۔۔اب صبح ہی تدفین ہو گی تو میں ڈیڈ باڈی کو سرد خانے رکھوا کے آجاؤں گا۔۔۔منان صاحب زمدہ کی حالب کے پیشِ نظر بولے۔

نہیں ہم آپ کے گھر نہیں جانا چاہا۔۔۔ہم اپنے گھر جانا چاہتا ہے۔۔۔۔ اتنی دیر میں وہ پہلی بار بولی تو آواز کافی بھاری ہو رہی تھی جیسے وہ آنسوں روکنے کی کوشش کر رہی ہو۔

بیٹا اب سے وہ گھر آپ کا بھی ہے۔۔۔آپ اپنے ہی گھر جاؤ گی۔۔۔منان صاحب نے سمجھایا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

ہم گاؤں جانا چاہتا ہے۔۔۔اپنے گھر۔۔۔۔ہم اس گھر میں ابا کی یادوں کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا ہے۔۔۔ضبط سے کہتے کہتے آخر میں آ کے ایک آنسوں ٹوٹ کے بہہ ہی گیا جسے اسنے فورن صاف کیا۔

وہاں کوئی نہیں ہے بیٹا اور اس طرح سے میں آپ کو ہر گز وہاں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔منان صاحب نے ایک بار پھر اسے پیار سے سمجھایا مگر شاید وہ سمجھنے کو تیار نہیں تھی۔

ہم کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔آپ ہمارا فکر مت کرو۔۔۔ہم کچھ دیر ابا کی یادوں کے ساتھ اکیلے رہنا چاہتا ہے۔۔۔زمدہ نے قائل کرنے کی کوشش کی۔

تمہیں سمجھ نہیں آرہا۔۔۔جب کہہ دیا کے تم وہاں نہیں جاؤں گی پھر کیوں بحث کر رہی ہو۔۔۔اسکی ایک ہی رٹ سے جھنجھلا کے ریان ایک دم بھڑکا تو اسکی پہلے سے بھیگی آنکھیں برسنا شروع ہو گئی۔

ریان یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا۔۔۔زمدہ کے آنسوں دیکھ منان صاحب نے فورن اسے ڈپٹا جس پہ وہ سر جھٹک کے رہ گیا۔

وہ کافی دیر سے خود پہ ضبط کیئے بیٹھا تھا اور اوپر سے زمدہ کی بے جا ضد اسے مزید غصہ دلا گئی تھی۔

بیٹا یوسف نے آپ کی زمیداری ہمیں دی ہے۔۔۔ہم نہیں چاہتے کے ہم سے کوئی چوک ہو۔۔اس طرح سے آپ کا وہاں اکیلے رہنا بلکل ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔میں آپکے جذبات سمجھتا ہوں مگر ہم آپ کو کسی مشکل میں نہیں ڈال سکتے۔۔۔اس لیئے ابھی آپ ریان کے ساتھ گھر جاؤں۔۔۔۔کل میں خود آپ کو آپکے گھر لے کے جاؤں گا۔۔۔منان صاحب نے اسکے سر پہ ہاتھ پھیرتے کافی نرمی سے سمجھایا تو وہ بس ایک نظر انہیں دیکھ کے آنسوں صاف کرتی اثبات میں سر ہلا گئی۔

ریان لے کے جاؤ بچی کو گھر بغیر اسے کسی شکوایت کا موقع دیئے۔۔۔

تمہاری ماما کے بھی کب سے فون آرہے ہیں۔۔۔تم نکلو میں بھی بس آرہا ہوں۔۔۔منان صاحب ریان کو تائید کرتے خود ریسیپشن کی جانب بڑھ گئے۔۔

چلو۔۔۔ریان اسے اپنے ساتھ آنے کا کہتا باہر کی جانب بڑھ گیا تو وہ بھی خاموشی سے اسکے پیچھے ہولی۔



وہ گاڑی میں بیٹھی خاموش آنسوں بہا رہی تھی۔

اسے روتے دیکھ ریان کو برا بھی لگ رہا تھا مگر پھر دونوں کے بیچ بنا انچاہا رشتہ یاد آتے ہی جیسے وہ سب کچھ بھول جاتا تھا۔

تم کیوں رو رہی ہو رونا تو مجھے چاہیئے جو تم جیسی گاؤں کی ان پڑھ لڑکی سے میری شادی ہو گئی۔۔۔ریان سرد لہجے میں بولا تو زمدہ بغیر اسکی بات کا کوئی جواب دیئے کھڑکی سے باہر دیکھتی بس روتی رہی۔

دیکھو لڑکی جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔۔۔مجھے بھی بہت افسوس ہے چچا کے انتقال کا پر اب تمہیں صبر کرنا ہے۔۔۔یہ رونے دھونے سے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔

وہ اسے تسلی دے رہا تھا یا سمجھا رہا تھا یا شاید کچھ اور کہنا چاہ رہا تھا مگر اسکی کوئی بھی بات زمدہ کو سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔مگر پھر بھی وہ اپنے آنسوں پونچھ چکی تھی۔

جب اسے پتہ چلا کے اسکے ابا اسے چھوڑ کے چلے گئے ہیں وہ تب نہیں روئی کیونکہ اسے رونے کے لیئے کندھا دینے والے تو چلے گئے تھے

مگر ریان تو تھا۔۔۔وہ تو اب اسکا شوہر تھا۔۔۔وہ اسکے سامنے رو سکتی تھی۔۔ اور اس سے وہ یہی امید رکھتی تھی کے وہ اسے رونے کے لیئے اپنا کندھا دے گا۔۔۔مگر یہاں ایسا کچھ نہیں تھا۔۔۔

وہ تو اس سے کافی بے زار تھا۔۔۔وہ سمجھ چکی تھی کے یہ رشتہ ایک ان چاہا رشتہ ہے۔۔۔۔جواب ساری زندگی بس ایک سمجھوتے کی نظر ہو کے رہ جائے گا۔۔۔اور وہ نہیں چاہتی تھی کسی بے حس شخص کے سامنے اپنے آنسوں ضائع کرے اس لیئے جلدی سے آنسوؤں پوچھ گئی۔۔۔مگر دل اب بھی پھٹنے کو تیار تھا جسے وہ بڑی مشکل سے قابو کیئے ہوئے تھی

🌺🌺🌺۔

گاڑی آہستہ سے ایک بڑے سے بنگلے کے سامنے رکی۔۔۔ریان کے ہورن دینے پہ کالے رنگ کا بڑا سا داخلی دروازہ کھل گیا جس سے گاڑی گزرتی اندر پورچ میں آ کے رکی۔

میڈم باہر نکلنے کا ارادہ ہے یا یہی بیٹھے بیٹھے رات گزارنی ہے۔۔۔اسے اپنی جگہ سے نا ہلتے دیکھ ریان نے طنز کیا تو وہ خاموشی سے باہر نکل گئی۔

وہ دونوں گاڑی سے اترتے اندر کی جانب بڑے۔۔۔

ریان کافی پریشان تھا کے ناجانے اسکی ماں زمدہ کو اپنی بہو کے روپ میں دیکھ کے کیسا ریئکٹ کریں گیں جب کے زمدہ بغیر ادھر ادھر دیکھے نظریں نیچے کیئے ریان کے پیچھے چلتی جا رہی تھی۔

ریان دعا کر رہا تھا کے اس وقت لاؤنج میں کوئی نا ہو مگر ساری دعائیں کہاں قبول ہوتی ہیں۔۔۔

وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو وہاں ایک الگ ہی سما لگا ہوا تھا۔۔۔سب لوگ ہی لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے

ریان بھائی آ گئے۔۔۔۔ریان کو اندر داخل ہوتے دیکھ اسکے چھوٹے بھائی ابرار نے ہانک لگائی تو سب اسکی جانب متوجہ ہوئے۔

بیٹا اتنی دیر لگا دی آج آنے میں۔۔۔اور آپ کے پاپا بھی ابھی تک نہیں آئے میں نے انہیں کتنے فون کیئے ہیں مگر وہ بار بار میری کال کاٹ رہے ہیں۔۔۔قدسیہ بیگم اسے دیکھتی پیار سے پوچھنے لگی جس پہ وہ ایک گہری سانس بھر کے رہ گیا

چونکہ زمدہ اسکے پیچھے تھی اس لیئے کسی کو دیکھائی نہیں دی مگر کب تک وہ چھپی رہ سکتی تھی آخر کار قدسیہ بیگم کی اس پہ نظر پڑھ ہی گئی۔

ریان یہ لڑکی کون ہے۔۔۔۔گھوری چٹی خوبصورت سی لڑکی کو اپنے بیٹے کے ساتھ آتے دیکھ قدسیہ بیگم کو تفتیش ہوئی۔

انکی آواز پہ سب گھر والے زمدہ کی جانب متوجہ ہوئے جو انکی آواز پہ نظریں اٹھاتی اپنی شہد رنگ آنکھوں سے اتنے سارے لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔

بیٹا کون ہے یہ لڑکی۔۔۔مہتاب بیگم نے فکر مندی سے استفسار کیا۔

وہ چچی یہ بیوی ہے میری۔۔۔۔ریان نے ٹھہر ٹھہر کے کہتے سب کے سروں پہ دھماکا کیا تو سب اپنی اپنی جگہ چھوڑتے کھڑے ہو گئے۔

یہ کیا کہہ رہے ہو ریان۔۔۔۔دماغ تو ٹھیک ہے۔۔۔قدسیہ بیگم غصے سے آگے بڑھتی ریان کے سامنے آ کے رکیں

یہ کیسا بے ہودہ مزاق ہے ریان۔۔۔عامر صاحب نے اسے سختی سے ڈانٹا۔

یہ کوئی مزاق نہیں ہے چاچو۔۔۔یہ لڑکی سچ میں میری بیوی ہے۔۔۔۔
ریان نے یقین دلانا چاہا۔

ایسے کیسے یہ تمہاری بیوی بن گئی۔۔۔تمہیں ہمارا زرا خیال نہیں آیا۔۔
اپنے ماں باپ کے بارے میں ایک بار نہیں سوچا اس لڑکی سے شادی
کرتے ہوئے۔۔۔زمدہ کی جانب دیکھتی قدسیہ بیگم غصے سے پھنکاریں تو
زمدہ نظریں جھکا گئی

ماما یہ شادی پاپا نے ہی کروائی ہے۔۔۔انکے دونوں کندھے تھامتے اطمینان سے بتایا تو قدسیہ بیگم کے ساتھ ساتھ سب کو ایک اور شدید جھٹکا لگا۔

میں آپ کو سب سمجھاتا ہوں۔۔۔آپ آئیں بیٹھیں۔۔۔

اریبہ ادینہ تم دونوں بھابھی کو میرے کمرے میں لے جاؤ۔۔۔قدسیہ بیگم کو اپنے ساتھ صوفے پہ بیٹھاتے وہ کچھ دور کھڑی اپنی دونوں چاچا کی بچوں سے بولا۔

جی بھائی۔۔وہ دونوں ابھی زمدہ کی جانب بڑھتی جب قدسیہ بیگم نے انہیں روک دیا۔

وہیں رک جاؤ تم دونوں۔۔۔ خبردار جو یہ لڑکی میرے بیٹے کے کمرے میں گئی تو۔۔۔ارے میرے بیٹے کے کمرے میں تو کیا یہ تو اس گھر میں بھی نہیں رہے گی۔۔۔ نکالو اسے باہر میرے گھر سے۔۔۔قدسیہ بیگم پھر بھڑکیں مگر زمدہ ویسے ہی سر جھکائے کھڑی رہی۔

جانتی تھی انکا ایسا ردعمل بنتا ہے آخر کون ماں یوں کسی بھی لڑکی کو اپنے بیٹے کی زندگی میں برداشت کر سکتی ہے۔۔

وہ جانتی تھی اسکا اس گھر میں رہنا مشکل ہونے والا ہے۔۔۔وہ خود بھی اس گھر میں نہیں رہنا چاہتی تھی مگر اب اسکی مجبوری تھی کیونکہ وہ اب اس شخص کے ساتھ ایک مضبوط رشتے میں بندھی ہوئی تھی مگر وہ شخص اسکے لیئے شاید ٹھیک سے بول بھی نہیں پا رہا تھا۔

ماما آپ ریلیکس رہیں ورنا آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔ریان انہیں اپنے بازو کے حلقے میں لیتے بولا

ریان ابھی اور اسی وقت اس لڑکی کو نکالو میرے گھر سے۔۔۔۔قدسیہ بیگم زمدہ کے جھکے سر کو گھور کے بولیں۔

ماما اب وہ اس گھر کا حصہ ہے۔۔۔ریان کے پہلی بار اپنی سائڈ لینے پہ زمدہ نے بھیگی آنکھیں اٹھا کے اسکی جانب دیکھا۔

وہ اب تک وہی دروازے کے پاس ہی کھڑی تھی کسی نے بھی اسے بیٹھنے کے لیئے نہیں بولا تھا۔

نہیں ہے یہ اس گھر کا حصہ۔۔۔یہ گھر میرا ہے۔۔۔یہاں کون رہے گا کون نہیں یہ میرا فیصلہ ہے۔۔۔نکالو اس لڑکی کو میرے گھر سے اور اپنی زندگی سے بھی۔۔۔۔قدسیہ بیگم شدید غصے کے عالم میں اٹھ کے زمدہ کی جانب بڑھیں۔

نکلو تم میرے بیٹے کی زندگی سے۔۔۔اسکا بازو دبوچتے وہ دانت پیس کے بولیں توریان نے جلدی سے انکو اس سے دور کیا۔

وہ خاموش تھی کچھ نہیں بول رہی تھی جیسے وہ اپنے اندر کی جنگ سے خود ہی لڑ رہی تھی۔

ماما آرام سے یہاں بیٹھیں میں آپ کو پوری بات بتاتا ہوں۔۔۔ریان نے اسے سمجھانا چاہا مگر وہ کسی طور سمجھنے کو تیار نہیں تھیں۔

کیا سمجھاؤ گے تم مجھے ہاں۔۔۔پتہ نہیں کس لڑکی کو تم اٹھا کے لے آئے ہو۔۔۔۔ناگھر کا پتہ ناذات کا۔۔۔۔پتہ نہیں کیسے اس نے تمہیں اپنے قابو میں کر لیا ہے۔۔۔بہت اچھے سے جانتی ہوں میں ایسی لڑکیوں کو۔۔۔۔امیر اور اچھے لڑکے پھسانے کے الگ الگ طریقے جانتی ہیں یہ۔۔۔۔قدسیہ بیگم نے غصے سے ریان کو گھورتے زمدہ کی جانب دیکھ کے نخوت سے سر جھٹکا۔

مامایہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔ریان کو انکی بات بلکل بھی اچھی نہیں لگی۔۔۔وہ مانتا تھا زمدہ ان پڑھ ہے۔۔۔وہ بھی اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اس طرح سے اسکی ذات پہ الزامات لگائے جائیں یہ اسے ہر گز منظور نہیں تھا۔

اپنی ذات پہ لگے اتنے گھٹیا الزامات زمدہ کو کافی ناگوار گزرے۔۔۔اس نے کچھ نہیں کیا تھا اور وہ بغیر کوئی بھی بات سنے بس اسکی ذات پہ الزام لگائے جا رہی تھیں۔۔۔

ابھی زمدہ انہیں کچھ جواب دیتی جب پیچھے سے منان صاحب کی کرخت آواز آئی۔

قدسیہ بیگم میری بیٹی کے لیئے لفظوں کا چناؤ درست کیجئے۔۔۔۔منان صاحب زمدہ کے پاس آتے اسے اپنے بازو کے گھیرے میں دیتے گرجے تو سب اپنی اپنی جگہ سن ہو گئے۔۔۔

وہ کافی نرم دل تھے۔۔۔ہمشیہ سب سے نرمی سے بات کرتے تھے مگر قدسیہ بیگم کی اتنی گھٹیا بات پہ وہ اپنا غصہ قابو نہیں کر سکے۔

جبکے زمدہ انہیں اپنے لیئے بولتے دیکھ بھیگی آنکھیں جھکا گئ تا کے کوئی اسکے آنسوں نا دیکھ سکے۔

بیٹی۔۔۔ارے آپ کسی کو بھی اٹھالائیں گے تو کیا وہ بیٹی بن جائے گی۔۔۔قدسیہ بیگم بھی انکے روبرو آتی تیز لہجے میں بولیں۔۔۔جب کے ریان اپنا سر تھام گیا۔

یہ کسی نہیں یہ میرے دوست کی بیٹی ہے اور اب سے اس گھر کی بہو بھی ہے۔۔۔تو بہتر ہے آپ سب لوگ اس کے ساتھ اچھے سے پیش آئیں۔۔۔انہوں نے سب کی جانب دیکھتے زمدہ کی اہمیت باور کروائی۔

میں ایسے ہی کسی بھی لڑکی کو اپنی بہو ہر گز نہیں بناؤں گی۔۔۔

ریان ابھی اور اسی وقت اس لڑکی کو طلاق۔۔

قدسیہ۔۔۔انکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی منان صاحب ڈھاڑے تو وہ سہم کے چپ ہو گئیں

خبردار جو آپ نے یہ بات آئندہ اپنے منہ سے نکالی تو مجھے سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔منان صاحب سرخ آنکھوں وں سے گھور کے سرد لہجے میں بولے تو وہ پیر پٹختی روتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔

پاپا کیا کرتے ہیں آپ۔۔۔آرام سے نہیں سمجھا سکتے تھے ماما کو۔۔۔ریان ماتھے پہ بل لیئے زمدہ اور منان صاحب کو دیکھتا اپنی ماں کے پیچھے بڑھ گیا

زمدہ آپ نے پریشان نہیں ہونا بیٹا ہمم سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

اریبہ کمرے میں لے کے جاؤ بھابھی کو۔۔۔منان صاحب پیار سے زمدہ کے سر پہ ہاتھ رکھتے اسے سمجھانے کے بعد اریبہ سے مخاطب ہوئے تو وہ جی کہتی اسے لیئے اوپر ریان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

زمدہ بھی خاموشی سے اسکے ساتھ آگئی۔۔۔ابھی تو یہ صرف ایک مشکل تھی جو اسنے پار کی تھی ابھی تو بہت سی آزمائشیں بہت سی باتیں تھیں جو اسے برداشت کرنی تھی جس کے لیئے وہ خود کو ذہنی طور پہ تیار کر رہی تھی۔

۔🌺🌺🌺

زمدہ کو کمرے میں بھیج کے منان صاحب نے ریان اور قدسیہ بیگم کو لاؤنج میں بلایا۔

سب انکے ارد گرد جمانکے بولنے کا انتظام کر رہے تھے۔

آج تو ایسا لگ رہا ہے جیسے ہمارے گھر میں کوئی فلم چل رہی ہے۔۔۔ابرار اپنے ساتھ کھڑی اریبہ اور ادینہ سے سرگوشی نما آواز میں بولا تو دونوں نے اسکی جانب دیکھتے آکسائیٹمٹ سے ہلکے سے سر کو جنبش دی۔

واقع ایسا لگ رہا ہے بیچاری بھابھی ہیروئن ہیں اور بڑی ماما ولن۔۔۔ادینہ نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو اپنی ماں کو ولن کہے جانے پہ ابرار نے اسے گھورا۔

گھورو مت۔۔۔اس وقت بڑی ماما پہ ولن کا رول ہی سوٹ ہو رہا ہے۔۔۔ ادینہ نے لاپرواہی سے کندھے آچکا کے کہا۔

ہمم بات تو ٹھیک ہی کر رہی ہو۔۔ابرار نے بھی آخر کار تسلیم کر ہی لیا۔

مگر مجھے یہ سمجھ نہیں آرہا بھائی اتنی آسانی سے مان کیسے گئے اس شادی کے لیئے۔۔۔اریبہ سوچتے ہوئے بولی۔

کیا تمہیں انکی شکل دیکھ کے کہیں سے بھی ایسا لگ رہا ہے کے وہ آسانی سے مانے ہوں گے۔۔۔ابرار نے سامنے سے قدسیہ بیگم کے ساتھ آتے ریان کی جانب اشارہ کیا جس کے چہرے پہ سخت سنجیدگی طاری تھی۔

لگ تو کہیں سے نہیں رہا۔۔۔

ہاں تبھی وہ کیسے خاموش کھڑے تھے بس چند ایک بات بول رہے تھے اور انہوں نے تو ٹھیک سے بھابھی کی سائڈ بھی نہیں لی تھی۔۔ادینہ نے تھوڑا دکھ سے کہا تو دونوں بھی اسکی بات سے اتفاق کرتے آہستہ سے سر ہلا گئے۔

بیٹھ جائیں سب مجھے آپ سب سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔ان تینوں کی گھسر پھسر جاری تھی جب منان صاحب کی سنجیدہ آواز پہ وہ تینوں خاموش ہوتے صوفے پہ بیٹھ گئے۔

کیا بات کریں گے آپ۔۔۔۔جو کرنا تھا وہ تو کر چکے ہیں نا۔۔۔۔قدسیہ بیگم خفگی اور غصے سے بولی۔

عامر تمہیں یاد ہے آج سے تیس سال پہلے ایک لڑکے نے میرے بدلے کی گولی کھائی تھی۔۔۔مجھ پہ ہونے والا حملہ اسنے خود پہ لیا تھا۔۔۔تمہیں یاد ہے وہ لڑکا۔۔۔قدسیہ بیگم کی بات یکسر نظر انداز کرتے وہ عامر صاحب سے مخاطب ہوئے۔

جب کے انکی بات پہ سب انہیں نا سمجھی سے دیکھ رہے تھے سوائے ریان کے جو انکی بات سمجھ گیا تھا۔۔۔کیونکہ منان صاحب اور عامر صاحب کے علاوہ یہ بات اور کوئی نہیں جانتا۔۔۔آنکھوں نے کبھی اپنی بیویوں کو یہ بات نہیں بتائی تھی مگر آج یوں اچانک اتنی بڑی بات سامنے آنے پہ سب الجھے ہوئے تھے۔

جی وہ یوسف خان تھا۔۔۔بابا کے پرانے ملازم رحمت خان کا بیٹا۔۔۔عامر صاحب نے کچھ الجھ کے جواب دیا۔۔۔انہیں سمجھ نہیں آیا آخر اتنے سال بعد اس بات کا کیا مطلب۔

زمدہ یوسف خان کی ہی بیٹی ہے۔۔۔منان صاحب نے سکون سے بتایا تو عامر صاحب حیرت سے انہیں دیکھنے لگے۔

وہ کسی کی بھی بیٹی ہو مجھے وہ اس گھر میں نہیں چاہیئے۔۔۔۔قدسیہ بیگم کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا

قدسیہ مت بھولیں کے اسکے باپ کی وجہ سے آج اپنا شوہر زندہ ہے۔۔۔ اگر اس دن یوسف خان میری جان نا بچاتا تو آج آپ کسی اور گھر میں ہوتیں۔۔۔۔منان صاحب نے زرا سختی سے کہا تو وہ خاموش ہو گئیں۔

تو پھر بھائی صاحب یوسف کہاں ہے۔۔۔عامر صاحب نے پوچھا

وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا۔۔۔منان صاحب نے افسوس سے کہتے انہیں پوری بات بتائی تو وہاں ایک دم خاموشی چھا گئی جسے منان صاحب کی ہی آواز نے توڑا۔

آپ سب لوگ میری بات اچھے سے ذہن نشین کر لیں۔۔۔زمدہ آج سے اس گھر کی بہو ہے۔۔۔اس گھر کا حصہ ہے۔۔۔آپ نے اسکے ساتھ اتنی ہی عزت اور پیار سے پیش آنا ہے جیسے ایک یزدانی خاندان کی بہو سے پیش آیا جاتا ہے۔۔۔منان صاحب نے سب کو باور کروایا۔

میں اسے اپنی بہو ہر گز تسلیم نہیں کروں گی۔۔۔قدسیہ بیگم سرد لہجے میں کہتی اٹھ کے کمرے کی جانب بڑھ گئیں جس پہ منان صاحب ایک گہری سانس بھر کے رہ گئے۔

مطلب اتنا سب کچھ جاننے کے بعد بھی انکا دل زمدہ کے لیئے زرا نرم نہیں ہو گا تھا۔۔۔انہیں بہت افسوس ہوا اس بات کا۔

ریان تم بھی میری بات اچھے سے ذہن میں بیٹھالو۔۔۔اس بچی کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیئے سمجھے۔۔۔منان صاحب نے اسے سختی سے وارن کیا تو وہ بس ضبط سے مٹھیاں بھینچ کے رہ گیا۔

اب آپ سب لوگ جا سکتے ہیں۔۔۔اپنی بات ختم کرتے وہ اٹھ کے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے تو باقی سب بھی اپنی اپنی راہ ہو لیئے۔

۔🌺🌺🌺

وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ بیڈ پہ بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔ریان اسے نظر انداز کرتا اپنے کپڑے لیتا چینجنگ روم میں گھس گیا۔

وہ جب سے کمرے میں آئی تھی بس روئے جا رہی تھی۔۔وہ سب کے سامنے اپنے آنسوں پہ قابو کیئے ہوئے تھی مگر تنہائی ملتے ہی وہ آنسوں بہہ نکلے تو اب رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

وہ اپنے آپ کو بہت اکیلا محسوس کر رہی تھی۔۔۔اسے چند ہی گھنٹوں میں اپنے بابا کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔

وہ چینجنگ روم سے کپڑے چینج کر کے نکلا تو وہ اب تک وہی بیٹھی رونے میں مصروف تھی۔

وہ سمجھ سکتا تھا اسکا دکھ مگر اپنے ساتھ ہوئی زبردستی اسکے دکھ پہ حاوی آ رہی تھی۔

اگر تم نے ساری رات رونے کا شغل فرمانا ہے تو وہاں صوفے پہ بیٹھ کے رو۔۔۔مجھے نیند آرہی ہے لائٹ بند کرو اور ہٹو میرے بیڈ سے۔۔۔ریان بے زاری سے کہتے اپنی جگہ پہ آ کے لیٹا سائڈ لیمپ آف کر گیا۔

اسنے نم آنکھوں سے اس پتھر دل انسان کو ایک نظر دیکھا جو کچھ وقت پہلے ہی اسکا شوہر بنا تھا پھر واپس چہرہ جھکائے رو دی۔

ریان نے کچھ دیر دوسری طرف کا لیمپ بند ہونے کا انتظار کیا مگر جب لیمپ بن نا ہوا اور برابر سے گھٹی گھٹی سسکیوں کی آواز سنائی دی تو اسکے ماتھے پہ شکنیں پڑھیں۔

چہرہ موڑ کے غصیلی نظروں سے اسے دیکھا جو رونے میں مصروف تھی۔

اسکے آنسوں دیکھ ریان کا دل نرم پڑھنے لگا مگر آنکھوں کے سامنے ایک بار پھر وہ شام والا منظر لہرا گیا جس وجہ سے نرم پڑھتے تاثرات اک دم سے تن گئے۔

سنائی نہیں دیتا تمہیں۔۔۔میں نے کہا تھا لائٹ بند کرو اور میرے بیڈ سے ہٹو۔۔۔وہ اٹھ کے بیٹھتا دبا دبا دھاڑا تو زمدہ بھیگی آنسوں سے بھری آنکھوں سے اسے گھورنے لگی۔

سنا نہیں تم نے میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔وہاں جا کے رو۔۔۔ہٹو میرے بستر سے۔۔۔اسے خود کو آنکھیں دیکھاتے دیکھ ریان نے ضبط سے کہا۔

یہ کیا میرا میرا لگا رکھا ہے۔۔۔اب ہم بیوی ہے آپ کا۔۔۔یہ بستر جتنا آپ کا ہے اتنا ہمارا بھی ہے۔۔۔وہ رونا بھولے اپنے مخصوص پٹھانی لب و لہجے میں ماتھے پہ بل ڈالے تھوڑا اونچی آواز میں بولی۔

آواز نیچی۔۔۔وہ ایک دم سے اسکا بازو دبوچتے دھاڑا توزمدہ کی آنکھیں ایک پل کو پوری کھلیں۔

ریان یزدانی سے آج تک کسی نے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی۔۔۔اور تم چند گھنٹے پہلے کی آئی ہوئی لڑکی نا صرف مجھ سے اونچی آواز میں بات کر رہی ہو بلکے مجھے آنکھیں بھی دیکھا رہی ہو۔۔۔اتنی ہمت آخر ہوئی کیسے تمہاری۔۔۔وہ غصے سے ایک ایک لفظ چبا کے ادا کرتا آخر میں ایک بار پھر دھاڑا توزمدہ کی آنکھوں میں ناگواری اتری۔

جبڑے بھیجے ایک نظر ریان کے غصے سے لال ہوتے چہرے پہ ڈالی اور دوسری نظر اسکی گرفت میں موجود اپنے بازو پہ۔۔۔جہاں ایسا لگ رہا تھا کہ کچھ ہی دیر میں اسکی ہڈی ٹوٹ جائے گے۔

ہاتھ ہٹائیں۔۔۔اسکی خو+ن چھلکاتی آنکھوں میں دیکھتی دانت بھیجے سرد لہجے میں کہتی ریان کو مزید غصہ دلا گئی۔

تمم۔۔۔۔اس سے پہلے ریان مزید کچھ کہتا ایک جھٹکے سے اسکی گرفت سے اپنا بازو نکالتے زمدہ نے اسکا وہی ہاتھ بلکل اسکی کی طرح بازو سے تھاما۔

ریان اسکی جرت پہ پہلے دنگ ہوا پھر اسکی سخت گرفت پہ اسکے حیران تاثرات واپس سخت ہوئے۔

زمدہ خان کو بھی ان رویوں کی عادت نہیں ہے۔۔۔بہتر ہے آپ آگے سے احتیاط کرو۔۔سخت لہجے میں باور کرواتی ایک جھٹکے سے اسکا بازو چھوڑتی جلدی سے اٹھ کے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی۔۔۔اسے واشروم کی جانب جاتے دیکھ ریان غصے سے پاگل ہوتے ایک ہی جست میں اٹھ کے اسکے پاس آتے اسکا بازو دبوچ گیا۔

بلکل اسہی طرح جس طرح آپ کا ہوا تھا۔۔۔بغیر ڈرے اسکا ہاتھ اپنے بازو سے جھٹکتی دوبدو بولی

سمجھتی کیا ہو تم خود کو۔۔۔ضبط سے مٹھیاں بھیچے کر خنگی سے استفسار کیا

آپ کا بیوی۔۔۔اطمینان سے جواب دیا تو ریان کے سخت تاثرات نرم پڑے۔۔۔لبوں پہ پراسرار مسکراہٹ پھیل گئی۔

اسنے ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ خود کو اس سے دور رکھنے کے لیئے دونوں ہاتھ اسکے سینے پہ ٹکائے تھوڑا سا فاصلہ بنا گئی۔۔۔جب کے آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں۔۔

اچھا بیوی سمجھتی ہو۔۔۔تو پھر تمہیں اچھے سے پتہ بھی ہو گا کے بیوی کے کیا حقوق و فرائض ہوتے ہیں۔۔۔اسکی حیران آنکھوں میں اپنی سرخ مسکراتی آنکھیں گاڑے سائڈ مسکراہٹ کے ساتھ دلکشی سے بولا تو زمدہ کی پھیلی ہوئی آنکھیں مزید پھیل گئیں

ابھی تھوڑی دیر پہلے تو وہ اسے اپنے بستر سے بھی ہٹا رہا تھا اور اب اسے بیوی کے حقوق و فرائض یاد دلا رہا تھا۔۔۔یہ بات زمدہ سے ہضم نہیں ہو رہی تھی مگر اسے ڈرنا نہیں تھا۔۔۔بلکے ہمت سے کام لینا تھا۔۔۔

اس لیئے جلد ہی اپنی حیرت پہ قابو پاتے ایک ہاتھ اسکے کندھے پہ رکھتی بلکے اسہی کی طرح مسکرا کے ریان کو دیکھنے لگی۔

ہم کو بہت اچھے سے پتہ ہے سارے حقوق و فرائض کا۔۔۔ مسکراتے لہجے میں کہتی انگلی سے اسکے کندھے سے ایک لائن کھینچتی سینے پہ آ کے رکی تو ریان کٹکا۔

اسے تو لگا تھا اسکی اس بات پہ وہ اسے خود سے دور جھٹکے گی۔۔۔باتیں سنائے گی۔۔۔مگر یہاں تو وہ سکون سے کھڑی اسے ہی حیران کر رہی تھی۔

ہم آپ کو آپ کا حق لینے سے روکے گا نہیں۔۔۔آپ کا جب دل کرے اپنا حق وصول کر سکتا ہے لیکن اگر آپ ہم سے پیار سے پیش آئے گا تو ہم اپنی پوری دلی رضامندی کے ساتھ آپ کے ساتھ تعاون کرے گا۔۔۔وہ مسکرا کے بے باک انداز میں کہتی ریان کی مسکراہٹ چھین گئ

اپنی اوقات میں رہو لڑکی۔۔۔ریان نے غصے سے اسے خود سے دور کیا تو زمدہ کے چہرے پہ بڑی ہی خوبصورت مسکراہٹ پھیل گئ

کیا ہوا آپ کو اپنا حق نہیں چاہیئے۔۔۔اسنے معصومیت سے پوچھا تو ریان نے مٹھیاں بھیچیں۔

بہت زبان چلتی ہے تمہاری۔۔۔۔وہ غصے سے اسکی جانب بڑھتا اسکا بازو ایک بار پھر اپنی سخت گرفت میں لے گیا

زمدہ نے آنکھوں میں ناگواری لیئے اسکے ہاتھ کو سختی سے پکڑتے اپنے بازو سے جھٹکا۔

خبر دار جو ہم کو آئندہ اس طرح سے ہاتھ لگایا تو۔۔۔یہ مت سمجھے گا کے ہم ایک ان پڑھ گاؤں کا لڑکی ہے تو اسے آپ دبا کے رکھے گا۔۔۔

ہم گاؤں کا ضرور ہے مگر ان دبو لڑکیوں کی طرح نہیں ہے جو منہ بند کر کے ہر ظل+م برداشت کر جاتا ہے۔۔۔ہم پٹھان ہے۔۔۔بہادر بھی ہے اور ظل+م کے خلاف لڑنا بھی جانتا ہے۔۔۔اس لیئے بہتر ہے آگے سے آپ

ہم سے اس طرح سے بات کرنے کی غلطی مت کرنا۔۔۔وہ دوٹوک اسے سناتی واشروم میں بند ہو گئی تھی

جب کے ریان تو اس لڑکی کے تیور دیکھتا رہ گیا تھا۔۔۔اسے اس لڑکی سے اتنی ہمت کی توقع نہیں تھیں۔۔۔اس نازک سی دیکھنے والی لڑکی میں کافی طاقت تھی اسے ابھی تک اپنے ہاتھ پہ اسکی سخت گرفت محسوس ہو رہی تھی جس پہ اسکا دماغ اور گھوم رہا تھا۔

واشروم کے بند دروازے پہ ایک شور کا مکا مارتے بیڈ کی جانب بڑھ گا جب کے اتنی زور سے دروازہ بجنے پہ اندر موجود زمدہ ایک دم سے اچھل گئی۔

اور پھر گلے ہی لمحے آنسوں روانی سے آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔

🌺🌺🌺۔

نیا دن اپنے ساتھ بہت سی نئ امیدیں لے کے آتا ہے مگر زمدہ کے لیئے یہ دن صرف دکھ لے کے آیا تھا۔۔

آج اسکے جان سے عزیز بابا ہمیشہ کے لیئے من و مٹی تلے جانے والے تھے۔۔۔وہ اس بھری دنیا میں ایک مضبوط سہارے کے ہوتے ہوئے بھی اکیلی ہونے والی تھی۔۔۔

سورج سر پہ آتا جا رہا تھا جب ریان کی آنکھ میسج ٹون بجنے سے کھلی۔

مندی مندی آنکھیں کھول کے اسنے بیڈ کی دوسری جانب دیکھا جہاں زمدہ بیک گراؤنڈ سے ٹیک لگائے سو رہی تھی۔

کل رات اسکے واشروم سے نکلنے سے پہلے ہی ریان سو گیا تھا جب کے زمدہ واشروم سے نکلنے کے بھی کافی دیر تک روتی رہی تھی

زمدہ کی گردن ایک طرف کو ڈھلکی ہوئی تھی۔۔۔جو یقیناً ایک غیر آرامدہ پوزیشن تھی۔

اسکی گردن ٹھیک کرنے کے لیئے اسنے ہاتھ بڑھایا مگر پھر یہ سوچ کے پیچھے کر لیا کے وہ جاگ نا جائے۔

رات جو اسکا روپ اسنے دیکھا تھا وہ اسے حیران کرنے کے لیئے کافی تھا۔۔۔

اسکے معصوم چہرے اور سوجی آنکھوں پہ نظریں جمائے کہنی کے بل تھوڑا سا اٹھ کے اسنے سائڈ کارنر پہ ہاتھ بڑھا کے فون اٹھاتے میسج دیکھا۔

میسج پڑھتے ہی ایک جھٹکے سے بیڈ سے اٹھتا اپنے لیپ ٹاپ بیگ کی جانب بڑھا جو ٹیبل پہ رکھا ہوا تھا۔

سنجیدگی سے کچھ ٹائپ کرنے کے بعد لیپ ٹاپ آف کرتے ایک نظر گھڑی پہ ڈالی جو صبح کے ساڑھے گیارہ بجا رہی تھی۔

تھوڑی دیر صوفے پہ ہی بیٹھے تھوڑی سستی اتارنے کے بعد وہ اٹھ کے اپنے کپڑے لیتا واشروم میں گھس گیا

تقریباً دس منٹ بعد فریش ہو کے۔۔۔سفید قمیص شلوار پہنے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتے باہر آیا تو سب سے پہلی نظر زمدہ پہ گئی جواب تک ویسے ہی سو رہی تھی۔

شاید وہ رات دیر سے سوئی تھی تبھی وہ اب تک اٹھی نہیں تھی۔۔۔اس لیئے ریان خود آگے بڑھا اسے اٹھانے کے لیئے

اٹھ جاؤ لڑکی ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ریان نے دور سے ہی اسے پکارہ مگر وہ بے سدہ سوتی رہی۔

لڑکی اٹھ بھی جاؤ اب۔۔۔اسنے ہلکا سا اسکا کندھا ہلایا تو زمدہ ایک جانب لڑکتی بڑبڑا کے سیدھی ہوئی

کک کیا ہوا۔۔۔۔اسنے ارد گرد نظریں گھماتے پریشانی سے پوچھا۔

کیا مطلب کیا ہوا۔۔۔کیا یاداشت چلی گئی ہے۔۔۔ریان نے غصے سے گھورا تو وہ غائب دماغ سے الجھ کے اسے دیکھنے لگی۔۔۔گہری نیند سے ایک دم اٹھنے پہ اسکا دماغ ٹھیک سے کام نہیں کر رہا تھا۔

لڑکی ہمیں تمہارے ابا کی تدفین کے لیئے گاؤں جانا ہے۔۔۔اٹھ جاؤ دیر ہو رہی ہے۔۔۔اسکی الجھن بھری سوالیہ نظروں پہ ریان نے خود ہی مدہ بیان کیا تو جیسے اسکا دماغ ایک دم بیدار ہوا۔

یوسف خان کو انکے آبائی گاؤں میں ہی تدفین کرنا تھا جس کی لیئے انکا ابھی سے نکلنا کافی ضروری تھا۔

ہمم۔۔۔دھیرے سے سر ہلاتی اٹھ کے واشروم کی جانب بڑھ گئی۔

پانچ منٹ میں منہ ہاتھ دھو کے باہر آئی توریان بلکل تیار کھڑا اسکی کا انتظار کر رہا تھا۔

چلو۔۔۔بالوں کو ہاتھ سے ہی ٹھیک کرتی بولی توریان نے ایک نظر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

وہ کل والے ہی کپڑوں میں ملبوس تھی ساتھ کندھے پہ بیگ ڈالا ہوا تھا جو کل سے اب تک اسکے پاس تھا۔

ریان اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا کمرے سے باہر نکلا۔

دونوں آگے پیچھے لاؤنج میں پہنچے تو سب بڑے موجود تھے جب کے ینگ پارٹی یونی گئی ہوئی تھی۔

اسلام و علیکم۔۔۔اسنے نیچے آتے سب پہلے سب کو سلام کیا۔۔۔جس کا جواب سب نے ہی دیا تھا۔

جب کے قدسیہ بیگم نے تو اسے دیکھتے ہی منہ پھیر لیا تھا۔

وعلیکم اسلام بیٹا۔۔۔یہاں آ کے بیٹھو۔۔۔آپ ٹھیک ہو۔۔۔نیند اچھے سے آئی نارات کو۔۔۔منان صاحب اسے اپنے پاس بلاتے پیار سے پوچھنے لگے

جی۔۔۔انکے سوالوں پہ وہ محض اتنا ہی بول پائی۔

ہمم ٹھیک ہے پھر آپ ناشتہ کر لو اس کے بعد ہم گاؤں کے لیئے نکلیں گے۔۔۔تدفین کے لیئے۔۔اگر آپ کے کوئی رشتے دار ہیں تو آپ انکو فون کر کے بلا لو۔۔۔منان صاحب نرمی سے گویا ہوئے۔

نہیں انکل ہمارا ایسا کوئی خاص رشتے دار نہیں ہے۔۔۔بس ایک خالا ہے جو دوسرے گاؤں میں رہتا ہے۔۔۔ہم نے انہیں فون کیا تھا مگر انکا نمبر بند جا رہا ہے۔۔۔زمدہ نے تفصیل سے بتایا۔

جب کے اسکا پٹھانی لہجہ سن کے جہاں سب حیران ہوئے تھے وہیں قدسیہ بیگم کو ایک اور وجہ مل گئی تھی اس سے نفرت کرنے کی۔

اچھا چلیں پہلے آپ ناشتہ کر لیں پھر دیکھتے ہیں آگے کیا کرنا ہے۔۔۔منان صاحب نے اسکے سر پہ ہاتھ پھیرا

نہیں ہم کو بھوک نہیں ہے۔۔۔آپ بس ہمیں ابا کے پاس لے چلو۔۔۔ ہم کو انکو دیکھنا ہے۔۔۔وہ ناشتے سے انکار کرتی نم آواز میں بولی۔

نہیں بیٹا پہلے آپ کچھ کھالو۔۔۔کل بھی اتنی ٹینشن میں میں بھول ہی گیا کے آپ نے کچھ کھایا بھی ہو گا یا نہیں۔۔۔لیکن اب آپ کو کھانا پڑے گا۔۔۔چلو شاباش جاؤ پہلے ناشتہ کرو۔۔۔

مہتاب بچی کو لے کے جاؤں اسے اچھا سا ناشتہ کرواوں۔۔۔زمدہ کو سمجھانے کے بعد وہ مہتاب بیگم سے مخاطب ہوئے تو وہ جی کہتی زمدہ کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرنے لگیں۔

جب کے منان صاحب کے اتنے پیار سے کہنے پہ وہ انہیں انکار نا کر سکی اور اٹھ کے مہتاب بیگم کے ساتھ چل دی توریان بھی ناشتہ کرنے کے لیئے انکے پیچھے ہو لیا۔



کیا کھاؤ گی بیٹا۔۔۔ مہتاب بیگم نے نرمی سے پوچھا۔۔۔

انہیں یہ جان کے ہی دکھ ہوا تھا کے اس بچی کے ماں باپ دونوں ہی نہیں ہیں۔۔۔

وہ چاہے جیسی بھی تھی جس بھی حالات میں انکے گھر آئی تھی مگر وہ اب اس گھر کا فرد تھی۔۔۔

وہ مہتاب بیگم کو وہ ویسے ہی بہت معصوم اور پیاری لگی تھی اس لیئے وہ اپنا رویہ اسکے ساتھ سخت کر ہی نہیں سکیں تھیں۔

کچھ بھی۔۔۔وہ کرسی پہ التی پالتی مارے بیٹھتی دھیرے سے بولی کیونکہ اس وقت اسکا کچھ کھانے کا موڈ نہیں تھا مگر انکے اتنے پیار پہ وہ کھانے کے کیئے بیٹھ ہی گئی تھی۔

تارا!!! بیگم صاحبہ کے لیئے انڈہ اور سلائز لے کے آؤ اور ساتھ جوس بھی۔۔۔مہتاب بیگم نے ساتھ کھڑی ملازمہ سے کہا۔

اور میرے لیئے سینڈوچ بنا دینا۔۔۔ریان زمدہ کی جانب دیکھے بغیر اسکے سامنے والی کرسی کھینچ کے بیٹھتا اپنا آرڈر بھی دے چکا تھا جس پہ ملازمہ جی کہتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔

آ۔۔۔زمدہ آپ کیا کرتی ہوں۔۔۔مطلب کتنا پڑھا ہوا ہے آپ نے۔۔۔مہتاب بیگم نے اسے کمفٹیبل کرنے کے لیئے بات کا آغاز کیا۔

جی ہم چار جماعتیں پاس ہے۔۔۔زمدہ نے بغیر شرمندہ ہوئے مسکرا کے بتایا جب کے اسکی مسکراہٹ ریان کا دکھ ایک بار پھر سے تازہ کر گئی۔

بس چار جماعتیں پڑھی ہیں؟؟؟۔۔۔مہتاب بیگم نے حیرت سے پوچھا۔

ہاں۔۔۔امانے زیادہ نہیں پڑھایا۔۔۔بس چار جماعتیں پڑھائی تھیں اور اسکے ساتھ کھانا بننانے میں ماہر کیا ہے۔۔۔وہ پھر اسی انداز میں بولی تو ریان نے ضبط سے مٹھیاں بھیچیں۔

اوہ۔۔اچھا کیا کیا بنا لیتی ہو۔۔۔مہتاب بیگم ایک نظر ریان کے دھواں دھواں ہوتے چہرے کو دیکھتی بات بدل گئیں۔

وہ جانتی تھی ریان ایک پڑھی لکھی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر اب زمدہ کا کم پڑھا لکھا ہونا اسے تپش دلا رہا تھا۔۔۔اس لیئے وہ جلدی سے دوسری بات شروع کر گئیں تھیں۔

ہم ہر طرح کا دیسی کھانا بنا لیتا ہے۔۔۔زمدہ زرا سے کندھے آچکا کے بولی تو مہتاب بیگم نے مسکرا کے اسے دیکھا۔

آپ کو پتہ ہے گاؤں میں بہت سی لڑکیاں ہم سے کھانا سیکھنے آتا تھا۔۔۔ہم کھانا بنانے کا استاد تھا۔۔۔ان سے باتیں کرتے ہوئے وہ تھوڑا ایزی ہوئی تو فخر سے بتانے لگی۔

اور ہم نے تو سب لڑکیوں کو گائے کا دودھ نکالنا اور اسکا دیسی گھی بنانا بھی سکھایا تھا۔۔۔

تارا سینڈوچ بنانے گئی ہو یا خود ہی کھانے بیٹھ گئی ہو۔۔۔زمدہ کی باتوں سے چڑھتے وہ غصے سے تارا پہ دھاڑا تو وہ خاموش ہو گئی۔

آجائے گی وہ تم اتنا غصہ کیوں کر رہے ہو۔۔۔مہتاب بیگم نے اسے پیار سے سمجھایا مگر اسکا دماغ تو زمدہ کی چار جماعتوں کا سن کے ہی گھوم گیا تھا جو اب سمجھنے والا نہیں تھا۔

مجھے نہیں کرنا اب کوئی ناشتہ۔۔۔وہ غصے سے کرسی پیچھے گھسیٹتے اٹھ کے ڈائنگ روم سے باہر نکل گیا۔

پریشان مت ہو بیٹا یہ ایسا ہی ہے چھوٹی چھوٹی باتوں پہ غصہ کر جاتا ہے۔۔۔ مگر دل کا بلکل بھی برا نہیں ہے۔۔۔سب کا بہت خیال رکھتا ہے۔۔۔سب کی فکر کرتا ہے۔۔۔ ٹیبل پہ رکھے زمدہ کے ہاتھ کو ہلکے سے تھپتھپاتے مہتاب بیگم نے ریان کی اچھائیاں بتائی جس پہ کم سے کم زمدہ کو تو یقین نہیں آیا تھا۔

🌺 🌺 🌺 ۔

دروازہ پہ لگا تالا کھولتے گھر کے اندر داخل ہوئی تو پورے گھر میں ایک ویرانی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

ایک سناٹا جو اسکے دل کو بوجھل کر رہا تھا۔۔۔اسے اذیت پہنچا رہا تھا۔

ریان اسکے پیچھے ہی اس چھوٹے سے سرخ اینٹوں کے بنے گھر میں داخل ہوتے ایک ہی نظر میں پورے گھر کا ایکسرے کر چکا تھا۔۔

دو کمروں کا گھر تھا۔۔۔جہاں پیچھے دو کمرے اور آگے ایک بڑا صحن تھا جس میں ایک طرف کچھ اینٹے لگا کے کچن بنایا ہوا تھا تو دوسری طرف باتھروم بنا ہوا تھا۔

وہ چھوٹا مگر صاف ستھرا گھر تھا۔

زمدہ۔۔۔وہ اس گھر کی ویرانی میں ہی گھوئی ہوئی تھی جب پیچھے سے مینا کی آواز سنائی دی۔

مینا۔۔۔اسکی جانب مڑتے وہ بھاگ کے اسکے گلے لگتی زار و قطار رو دی۔

اتنی دیر بعد کندھا ملتے ہی وہ ہچکیوں کے ساتھ روتی اپنا دل ہلکا کرنے لگی۔

زمدہ کیا ہوا ہے۔۔۔تو ٹھیک ہے نا۔۔۔۔تایا تو ٹھیک ہیں نا۔۔۔اسکے روتے سسکتے وجود کو اپنے سامنے کرتی مینا نے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے۔

ابا چلا گیا مینا۔۔۔وہ ہم کو چھوڑ کے ہمیشہ کے لیئے چکا گیا۔۔۔اسنے روتے ہوئے سر نفی میں ہلاتے اپنی دل کی حالت بتانی چاہیے جب کے مینا تو اسکی بات پہ ششدر رہ گئی تھی۔

اسکے آنسوں دیکھ ریان کا دل عجیب کو رہا تھا۔۔ تبھی وہ جلدی سے گھر سے باہر نکل گیا۔

اس سے پہلے مینااور کوئی سوال کرتی جب باہر سے ایمبولینس کی آواز آئی۔۔۔اور اسکے ساتھ ہی انکے گھر میں آس پڑوس کے لوگ آنا شروع ہو گئے۔

ایمبولینس کے آتے ہی گاؤں بھر میں یوسف خان کے انتقال کی خبر پھیل گئی تھی۔۔۔

یوسف خان کے کچھ دوست اور آس پڑوس کے لوگ انکے گھر جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔

میت کو ایمبولینس سے نکل کے کچے صحن میں لا کے رکھا تو زمدہ مینا سے الگ ہوتی اپنے ابا کی جانب بڑھی۔

اسے اپنا ایک ایک قدم من من بھاری لگ رہا تھا۔۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ خود بے جان ہو رہی ہے۔

میت کے پاس آتے اسنے اپنے ابا کا چہرہ دیکھا تو آنسوں روانی سے بہہ نکلے۔۔۔

وہ وہیں زمین پہ بیٹھتی چلی گئی تو مینا جلدی سے اسکے پاس آئی۔

سنبھالو خود کو زمدہ۔۔۔مینا نے اسے حوصلہ دیا لیکن جیسے اسنے کچھ سنا ہی نہیں۔

اباااا۔۔۔اسنے سر گوشی نما آواز میں پکارہ۔۔

ماں کے مرنے کے بعد اسکے باپ نے اسکا اتنا خیال رکھا تھا کہ کبھی اسے کوئی تکلیف نہیں ہونے دی تھی۔۔۔اگر وہ کھانا بناتی تھی تو وہ اسے اپنے ہاتھوں سے کھلاتے تھے۔۔۔۔ہر سال گاؤں کے میلے میں لے کے جاتے اور وہاں سے ڈھیروں چیزیں اسے دلاتے پر اپنے لیئے کچھ نہیں لیتے تھے۔۔۔

لیکن زمدہ بھی اپنے جمع شدہ پیسوں سے سال میں کئی بار اپنے باپ کو اچھے کپڑے چپل اور اسکی ضرورت کا سامان دلاتی تھی۔۔۔

وہ اسکی ہر ضرورت کو پورا کرتے تھے مگر اپنی وہ ایک بھی چیز نہیں لیتے تھے۔۔۔

اگر کبھی وہ بیمار ہو جائے تو رات رات بھر اسکے سرہانے بیٹھے اسکی تیمارداری کرتے رہتے تھے

باپ کے بے جان چہرہ کو دیکھتے ایک ایک کر سادی بچپن کی یادیں تازہ ہو رہیں تھیں۔۔۔

وہ صرف رو رہی تھی کہہ کچھ بھی نہیں رہی تھی۔۔۔
آواز نکلنے سے انکاری تھی مگر آنسوں رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

اسے یاد نہیں تھا کے وہ کبھی اتنا روئی ہو۔۔۔نا اسنے یہ سوچا تھا کے اسے اتنی جلدی یہ دن دیکھنا پڑے گا۔

وہ کافی دیر وہیں بیٹھی مسلسل اپنے ابا کا چہرے دیکھے جا رہی تھی کیونکہ آج کے بعد اسے یہ چہرہ دیکھنا کبھی نصیب نہیں ہو گا۔

بیٹا جنازہ اٹھانے کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔آپ اجازت دیں ہمیں۔۔۔منان صاحب اسکے پاس آتے پیار سے پوچھنے لگے۔

آنسوں سے بھری نظریں اسنے منان صاحب پہ کیں۔۔۔شفقت چاہت ہر چیز تھی ان میں۔۔وہ اسے بلکل اپنے ابا کی طرح لگے۔۔۔۔اسے ایسا لگا جیسے وہ اسکے بابا کا ہی دوسرا روپ ہیں۔۔۔

وہ دھیرے سے اثبات میں سر ہلاتی اٹھ کے کھڑی ہو گئی۔۔۔تو منان صاحب نے سب کو آنے کا اشارہ کیا

ریان نے ایک نظر اسکا آنسوں سے طر چہرہ دیکھا اور آگے بڑھ کے میت کو کندھا دیا۔

الوداع ابا۔۔۔دور جاتے جنازے کو دیکھ زیر لب بولتی سختی سے آنکھیں میخیں تو دو آنسوں گال پہ بہہ گئے۔۔۔

وہ کمزور نہیں تھی۔۔۔یا شاید اب تو بلکل کمزور نہیں پڑھنا چاہتی تھی۔۔۔ کیونکہ جانتی تھی اب اسے ہر مشکل ہر پریشانی ہر دکھ کا اکیلے سامنا کرنا ہے ۔۔۔اور یہ تو بس ابھی اسکی آزمائشوں کی شروعات تھی۔

🌺 🌺 🌺 ۔

زمدہ تو نے اپنی خالہ کو نہیں بتایا تھا۔۔۔سب لوگوں کے جانے کے بعد اب گھر میں صرف زمدہ اور مینا بچے تھے جب مینا سوالیہ گویا ہوئی۔

ہم نے فون کیا تھا مگر انکا فون بند جا رہا تھا۔۔۔ خیر کوئی نہیں جب بھی ہمارا بات ہو گا ہم بتا دے گا۔۔۔ صحن میں رکھی چارپائی پہ بیٹھی وہ آہستہ سے بولی۔

تم کیا اب اپنی خالہ کے پاس چلی جاؤ گی رہنے۔۔۔۔ پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھاتی مینا نے اداسی سے استفسار کیا۔

وہ اسے ابھی کھانا کھلا کے ہی فارغ ہوئی تھی جو اسنے کافی مشکل سے کھایا تھا۔

نہیں۔۔۔ پانی کا گلاس تھامتے ایک لفظی جواب دیا۔

تجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے زمدہ میں ہوں تیرے ساتھ ۔۔۔مینا نے مسکرا کے اسے تسلی دی جس پہ وہ پھیکا سا مسکرادی۔

وہ دونوں باتیں ہی کر رہیں تھیں جب گھر میں ریان داخل ہوئے۔۔۔

چلیں۔۔۔۔بغیر نام لیئے وہ اس سے مخاطب ہوا

زمدہ یہ کون ہے۔۔۔مینا نے ناسمجھی سے پوچھا۔

ہمارا شوہر۔۔۔۔وہ دھیرے سے بولی تو مینا کو دھچکا لگا۔

کیا۔۔۔۔لیکن یہ اتنا اچھا شوہر کہاں سے آگیا۔۔۔مینا نے حیرت سے ریان کو دیکھا جو قمیض شلوار میں کافی ہنڈسم لگ رہا تھا۔

جب کے اسکی بات پہ ریان کے ماتھے پہ بل پڑے۔

کل ہی ابا کی خواہش پہ ہمارا ان سے اسپتال میں نکاح ہوا تھا۔۔۔ریان کے چہرے کے بے زار تاثرات دیکھتی گویا ہوئی تو مینا سمجھتے ہوئے سر ہلا گئی۔

بیٹا گھر چلیں۔۔۔منان صاحب بھی گھر میں داخل ہوتے بولے تو وہ کھڑی ہو گئی۔

انکل ہم آج یہی رہنا چاہتا ہے۔۔۔کچھ وقت یہاں گزارنا چاہتا ہے۔۔۔ اسنے معصومیت سے کہا۔

Zubi Novels Zone

اچھا چلو پھر ایک کام کرتے ہیں۔۔۔ریان تم بچی کے ساتھ رک جاؤ آج رات یہاں۔۔۔اسکی معصوم شکل دیکھ منان صاحب انکار نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیئے بڑی سمجھداری سے حل نکالا۔

نو پاپا۔۔۔میں یہاں کبھی نہیں رکوں گا۔۔۔ریان نے سرعت سے انکار کیا۔

ہم اکیلا رک جائے گا آپ ہمارا فکر مت کرو۔۔۔بس ایک رات ہی تو رکنا ہے۔۔۔ریان کے جواب پہ دل برداشتہ ہوتے زمدہ بجھے دل سے بولی۔

ہاں اور ویسے بھی میں اسکے ساتھ ہی ہوں آپ لوگ بے فکر ہو کے اسے یہاں چھوڑ سکتے ہیں۔۔۔ویسے بھی بس ایک دن کی تو بات ہے۔۔۔مینا

نے بھی انہیں یقین دلایا جس پہ منان صاحب ناچاہتے ہوئے بھی مان گئے۔

بیٹا میرا دل تو نہیں کر رہا تمہیں یوں چھوڑنے کا مگر۔۔۔تمہارا دل ہے اس لیئے رک جاؤ۔۔۔مگر کل میں ریان کو لینے بھیجوں گا اس کے ساتھ آپ اپنے گھر واپس آجانا۔۔۔ہمم۔۔۔اسکے سر پہ ہاتھ رکھتے پیار سے بولے تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

منان صاحب اسے وہاں چھوڑنا تو نہیں چاہتے تھے مگر آج کا دن اسکے لیئے کتنا دکھی تھا یہ بات وہ بہت اچھے سے سمجھتے تھے۔۔۔اس لیئے چاہتے تھے کے کچھ دیر وہ اپنی دوست کے ساتھ رہ کے اپنا دکھ بانٹ لے کیوں انکے گھر میں فلحال ابھی کوئی ایسا نہیں تھا جس سے وہ کھل کے بات کر سکتی۔

اپنا خیال رکھنا۔۔۔اسے تائید کرتے گھر سے باہر نکل گئے توانکے پیچھے ریان پہ ایک نظر زمدہ پہ ڈالتے باہر نکل گیا۔

تیرے سسر تو کافی اچھے مزاج کے لگ رہے ہیں۔۔۔منان صاحب کا پیار بھرا انداز یاد کر مینا مسکرا کے بولی

ہمم وہ بلکل ابا کے جیسا ہے۔۔۔سب سے بہت پیار کرتا ہے۔۔۔اور ہم سے تو بہت اچھے سے پیش آتا ہے۔۔۔زمدہ بھی منان صاحب کو یاد کر کے مسکرائی۔

پر تیرا شوہر جتنا دکھنے میں اچھا ہے۔۔۔اخلاق کا اتنا اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔ ریان کی بے زار شکل یاد کر مینا نے برا سا منہ بنایا۔

زبردستی کے رشتے میں ایسا ہی ہوتا ہے۔۔وہ بہت کم آواز میں بولی جسے مینا نے بامشکل سنا۔

کیا مطلب۔۔۔وہ تجھے ڈانٹتا ہے۔۔۔مینا چونک کے بولی تو زمدہ نے ایک گہری سانس بھری۔

ہم زرا کپڑے بدل لے پھر بات کرتا ہے۔۔۔زمدہ بہانا بناتی اٹھ کے اندر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

وہ مینا کو کچھ نہیں بتانا چاہتی تھی۔۔۔ریان کا کل رات کا رویہ۔۔ان دونوں کے بیچ ہوئی جو بھی بات چیت تھی وہ صرف اپنے اور ریان تک ہی رکھنا چاہتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کے میاں بیوی کے رشتے میں کسی اور کو لائے ۔۔۔اسلیئے وہ فلحال بات کو ٹال گئی۔



آدھی رات سنسان سڑک پہ پانچ بائیکس فل اسپیڈ میں ڈور رہیں تھیں۔۔

ایک بائیک آگے جب کے باقی چار اسکے پیچھے جیسے اسے پکڑنے بھاگ رہیں تھیں۔

نابندہ نابندے کی زات۔۔۔ویران راستہ۔۔۔اس پہ تیز بائیکس کی آوازیں ۔۔۔اور ہر تھوڑی تھوڑی دیر میں چلنے والی گولیاں ماحول میں وحشت طاری کر رہیں تھیں۔

پیچھے کی چار بائیکس پہ بیٹھے کسی ایک شخص نے گولی چلائی جس سے آگے چلتی بائیک والا سائڈ پہ ہو کے بچا۔

ایک کے بعد ایک گولیاں چل رہیں تھی جس سے وہ ہیلمٹ پہنا وجود بڑی مہارت سے بچ رہا تھا۔

ایک نظر پیچھے مڑ کے ان ساری بائیک کو دیکھتے پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ اسنے اپنی بائیک بائیں جانب موڑی جہاں کچھ ہی دور ایک کھائی تھی۔

ہیلمٹ کے پیچھے چھپے چہرے پہ ایک بڑی ہی خوبصورت مسکراہٹ لیئے بائیک کی اسپیڈ خطرناک حد تک تیز کی اور سیدھے اس کھائی کی جانب بڑھائی۔

کھائی سے چار انچ کے فاصلے پہ اسنے ایک جھٹکے سے بائیک کو دائیں جانب مڑا۔

یہ سب اتنی تیزی سے ہوا کے پیچھے والی بائیکس کو کچھ سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا اور وہ سیدھی کھائی میں جا گریں۔۔۔

بائیک کے نیچھے گرتے ہی وہ وجود اپنی بائیک اس کھائی کے پاس لایا۔۔۔ نیچھے جھانک کے دیکھا جہاں اندھیرے کے علاؤہ اور کچھ نہیں تھا۔

جیکٹ کی جیب سے فون نکل کے ڈن کا میسج ٹائپ کرتے کسی کو بھیجتے فون واپس جیب میں ڈالتے تیزی سے بائی آگے بڑھا گیا۔

سنسان سڑک پہ ایک بار پھر سناٹہ چھا گیا۔



ریان دوپہر میں یاد سے زمدہ کو لے نے چلے جانا۔۔۔منان صاحب نے ناشتہ کرتے ریان کو مخاطب کیا۔۔۔تو قدسیہ بیگم کے چہرے پہ ناگواری چھائی۔

اس وقت سب بیٹھے ایک ساتھ ناشتہ کر رہے تھے۔۔یہ ایک گھر کا اصول تھا کے صبح کا ناشتہ اور رات کا کھانا سب ساتھ کھاتے تھے۔

آفس سے واپسی پہ لے آؤ گا۔۔۔سرخ آنکھیں اپنی پلیٹ پہ جمائے ریان مصروف سے انداز میں بولا۔

نہیں تم دوپہر میں ہی جاؤں گے۔۔۔پتہ نہیں وہ بچی وہاں کیسے رہ رہی ہو گی۔۔۔کسی چیز کی ضرورت ناہو اسے۔۔۔

تم بس دوپہر میں ہی جا کے لے آنا۔۔۔منان صاحب تحکم لہجے میں بولے تو ریان دانت بھیج کے رہ گیا۔

کیا آپ کو گھر کا سکون برا لگ رہا ہے۔۔۔جو اس لڑکی کو واپس لا کے اس گھر کا سکون برباد کرنا چاہتے ہیں۔۔۔قدسیہ بیگم قدرے ناگواری سے بولیں تو منان صاحب کے ماتھے پہ بل پڑے۔

جب کے اس بار باقی سب کو بھی انکی بات بلکل اچھی نہیں لگی تھی۔۔۔مگر کوئی کچھ نہیں بولا۔

اس بچی کے اس گھر میں نا ہونے سے مجھے گھر بے رونق لگ رہا ہے۔۔۔

جوس کا گلاس لبوں سے لگاتے منان صاحب سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

واہ منان صاحب ابھی اس لڑکی کو اس گھر میں آئے چوبیس گھنٹے نہیں ہوئے اور آپ کو اسکے بغیر گھر بے رونق لگنا شروع ہو گیا ہے۔۔۔

اور ہم جو یہاں ہیں ان سے آپ کو کوئی غرض نہیں۔۔۔قدسیہ بیگم نے غصے سے اپنے آگے سے ناشتے کی پلیٹ ہٹائی۔

بھابھی ریلیکس ہو جائیں۔۔۔بھائی صاحب کا مطلب وہ نہیں ہے جیسا آپ سمجھ رہی ہیں۔۔۔مہتاب بیگم نے انہیں ٹھنڈا کرنا چاہا جو ایک ناممکن سی بات تھی۔

جولوگ گھر کے سکون کا باعث ہوتے ہیں ان سے ہی گھر کی رونق ہوتی ہے۔۔۔منان صاحب نے طنزیہ کہاتو گویا قدسیہ بیگم کے توسر پہ لگی اور تلوں پہ بجی۔

ٹھیک ہے تو پھر میں چلی جاتی ہوں اپنے بھائی کے گھر رکھیں گھر کی رونق اپنے گھر میں۔۔۔ تیش سے کہتی قدسیہ بیگم اٹھ کے ڈائنگ روم سے نکل گئیں۔

دیکھا پاپا آپ نے۔۔۔ایک لڑکی کی وجہ سے گھر کا ماحول کتنا خراب ہو گیا ہے۔۔۔

آپ اور ماما جو کبھی لڑتے نہیں تھے اب کل سے صرف لڑے جا رہیں ہیں۔۔۔صرف اس لڑکی کی وجہ سے۔۔ریان ضبط سے مٹھیاں بھیجے سرد لہجے میں بولا۔

ماحول اس بچی کی وجہ سے نہیں تمہاری ماں کی وجہ سے خراب ہو رہا ہے۔۔۔

اسے سمجھنا چاہیئے اس بچی کو۔۔۔وہ بن ماں باپ کی بچی کیا بگاڑ لے گی اسکا جو وہ اسے سکون سے یہاں رہنے نہیں دینا چاہتی۔۔۔منان صاحب سختی سے گویا ہوئے تو ریان ایک ہی سانس میں جوس کا گلاس ختم کرتا اٹھ کے وہاں سے نکل گیا۔

پیچھے سب بس سرد آہ بھر کے رہ گئے۔



صبح سے اٹھ کے وہ اور مینا پورا گھر چمکا رہیں تھیں۔۔۔کیونکہ اب سے یہ گھر بند رہنے والا تھا اس لیئے زمدہ جانے سے پہلے گھر کو اچھے سے صاف کر کے جانا چاہتی تھی۔

اسنے اپنا سارا ضرورت کا سامان بھی پیک کر لیا تھا۔۔۔ساتھ اسنے کئ تصویریں بھی رکھیں تھیں۔۔۔جن میں اسکے ماں باپ دونوں تھے تو کسی تصویر میں صرف وہ اور اسکے ابا تھے۔۔۔

وہ لوگ جب بھی میلے میں جاتے تھے وہاں سے تصویریں ضرورت بنواتے تھے اور ان ساری تصویریں کو اور اپنی کچھ بچپن کی یادوں کو زمدہ نے ایک چھوٹے سے صندوق میں حفاظت سے رکھا ہوا تھا۔

وہ لوگ سارا کام وغیرہ نپٹا کے اب مینا کے گھر سے آیا ہوا کھانا کھاتے ہوئے ساتھ ساتھ باتیں بھی کرتی جا رہی تھیں۔

دوپہر کے دو بج رہے تھے۔۔دھوپ کافی تیز تھی جس وجہ سے وہ اندر کمرے میں بیٹھی ہوئی تھیں جب باہر کا دروازہ بجا۔

ہم دیکھتا ہے۔۔۔زمدہ ہاتھ میں پکڑی روٹی پلیٹ میں رکھتی اٹھ کے باہر کی جانب بڑھی۔

کون ہے۔۔۔۔اسنے آواز لگا کے پوچھا مگر باہر سے کسی طرح کی کوئی آواز نا آئی تو اسنے دروازے کی سائڈ جھری میں سے جھانک کے دیکھا تو ریان بلو تھری پیس میں کھڑا نظر آیا۔

جلدی سے اپنا دوپٹہ سر پہ درست کرتے اسنے دروازہ کھلا۔

آپ یہاں۔۔۔اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔

تمہیں لینے آیا ہوں۔۔۔ایک نظر اسکے گلابی سوٹ میں دمکتے وجود پہ ڈالتے وہ اندر داخل ہوتے بے زاریت سے بولا۔

وہ کل کی نسبت آج اسے کافی بہتر لگ رہی تھی۔۔۔مگر ریان کو کیا فرق پڑھتا تھا۔

آپ اندر آ کے بیٹھو ہم بس دو منٹ میں اپنا کھانا ختم کر کے چلتا ہے۔۔۔ زمدہ نے اسے سامنے والے کمرے میں بیٹھنے کا کہا۔

کون ہے زمدہ۔۔۔۔

اودلہابھائی۔۔۔کیسے ہو آپ۔۔۔اوراس وقت یہاں۔۔۔زمدہ کو لینے آئے تھے۔۔۔باہر سے باتوں کی آواز سن کے مینا باہر آئی توریان کو کھڑا دیکھ خوش دلی سے حال احوال پوچھنے لگی۔

میں آفس کا کام بیچ میں چھوٹ کے آیا ہوں۔۔۔جلدی باہر آجاؤ میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔مینا کی بات کو نظر انداز کرتے وک زمدہ کو دیکھ کے اپنی بات کہتا باہر کی جانب بڑھنے لگا جب مینا نے اسے روکا۔

ارے دلہابھائی رکیں تو۔۔۔مینا کی آواز پہ وہ قدم روکتے ماتھے پہ بل ڈالے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

اپنی بیوی کا سامان تو لے جائیں۔۔۔اتنا بھاری بیگ وہ کیسے اٹھائے گی۔۔۔مینا نے روکنے کی وجہ بتائی۔

کون سا سامان۔۔۔اسنے ائبر واچکائے زمدہ کو دیکھا۔

کچھ ضروری سامان ہے ہمارا۔۔۔زمدہ دھیرے سے بولی تو وہ بے زاریت سے گردن گھما گیا۔

کہاں رکھا ہے۔۔۔۔

اس کمرے میں۔۔۔اسکے پوچھتے ہی مینا نے فورن سے اپنے پیچھے کمرے میں اشارہ کیا تو وہ اس کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

Zubi Novels Zone

قسم لے لے زمدہ میں نے اتنا گھمنڈی بندہ آج تک نہیں دیکھا۔۔۔اسکے کمرے میں جاتے ہی مینا زمدہ کے پاس آتی زرا ازداری سے بولی تو زمدہ اسکے انداز پہ مسکرادی۔

باہر آجاؤ میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ریان بیک لیئے باہر بڑھ گیا تو زمدہ مینا کے ساتھ باہر آئی۔

گھر کو اچھے سے تالا لگا دینا مینا اور اگر کبھی ہمارا ضرورت ہو تو فون کر دینا۔۔۔وہ مینا سے گلے ملی۔۔۔اسنے گھر کی ایک چابی مینا کو دی تھی اور دوسری اپنے پاس رکھی تھی۔

تم بھی اپنا خیال رکھنا۔۔۔اور اداس تو بلکل نہیں ہونا جب تمہیں اپنی بہن اپنی دوست کی یاد آئے دوڑی چلی آنا۔۔۔مینا اداسی سے بولی تو وہ مسکرا کے سر ہلاتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

اللہ حافظ۔۔۔۔کھڑکی سے باہر دیکھتے زمدہ نے ہاتھ ہلا کے کہا جس کے ساتھ ہی ریان نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

ابھی گاڑی تھوڑی ہی دور نکلی تھی جب اسے کھیتوں میں بچے کھیلتے نظر آئے۔

گاڑی روکو۔۔۔وہ تیزی سے بولی تو ریان نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی۔

کیا ہوا۔۔۔اسنے فکر مندی سے پوچھا۔

علی،احمد،صابر۔۔۔۔کھڑکی سے منہ باہر نکالے اسنے بچوں کو آواز دی جو اسکی آواز سنتے ہی فورن سے دوڑے چلے آئے تھے

جب کے ریان تو بس اسے دیکھتا رہ گیا تھا جو اسے مکمل نظر انداز کر رہی تھی۔

دیدی کیسی ہو تم۔۔۔اور کہاں جا رہی ہو۔۔۔ایک بچے نے گاڑی کی کھڑکی پہ ہاتھ رکھتے پوچھا۔

ہم اپنے سسرال جا رہا ہے۔۔۔وہ مسکرا کے بولی۔

تم ہم سے ملنے آؤ گی نا۔۔۔دوسرے بچے نے کافی خوشی سے پوچھا۔

پتہ نہیں۔۔۔اب جب ہمارا شوہر ہمیں لے کے آئے گا تبھی تو ہم آئے گا تم سب سے ملنے۔۔۔زمدہ تھوڑا اداسی سے بولی تو بچوں کے منہ لٹ گئے۔

یہ تمہارا شوہر ہے دیدی۔۔۔۔تیسرے بچے نے ریان کی جانب اشارہ کیا جو سنجیدگی سے بیٹھا انہیں کی باتیں سن رہا تھا

ہاں۔۔۔زمدہ نے اثبات میں سر ہلایا تو دو بچے گھوم کے ریان کی جانب آئے۔

دلہا بھائی آپ ہماری دیدی کو ہم سے ملوانے ضرور لانا۔۔۔وہ بہت اچھی ہے۔۔۔ہم سب کی بہت اچھی دوست ہے۔۔۔آپ ہماری دوست کو ہم

سے ملوانے لاؤ گے نا۔۔۔پہلے بچے نے بڑے پیار سے التجاہ کی تو زمدہ ریان کا چہرے دیکھنے لگی جو کافی جھنجھلایا ہوا تھا۔

لے آؤ گا۔۔۔اسنے جان چھڑانے والے انداز میں کیا ورنا اسکا یہاں دوبارہ آنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

پکارہ نا۔۔۔وہ بچے تو جیسے کھل اٹھے تھے

ہاں!!!اب ہمیں جانے دو دیر ہو رہی ہے۔۔۔ریان جھنجھلا کے بولا تو وہ بچے خوش ہوتے واپس زمدہ کی جانب آئے

اپنا خیال رکھنا دیدی۔۔۔تینوں بچے خوشی سے ایک ساتھ بولے۔

تم سب بھی۔۔۔ مسکرا کے بچوں کو الوداع کہا تو ریان نے جلدی سے گاڑی آگے بڑھائی

🌺🌺🌺۔

وہ لوگ ابھی راستے میں ہی تھے جب زمدہ کا فون بجا۔

اسنے بیگ سے فون نکالا تو اسکا ٹچ موبائل دیکھتے ریان حیران ہوا۔

اسے تو لگا تھا اسکے پاس بٹنوں والا فون ہو گا مگر یہاں تو اسکے پاس ٹچ موبائل تھا

تمہارے پاس اسمارٹ فون کہاں سے آیا۔۔۔اسنے جیسے ہی مینا سے بات کر کے فون بند کیا ریان نے فورن سوال کیا۔

کہاں سے آیا کا کیا مطلب۔۔۔۔ابا نے دلایا تھا۔۔۔ہم چور تھوڑی ہے جو چوری کرے گا۔۔۔۔وہ نا سمجھی سے اسے دیکھ کے بولی۔۔۔اسے اسکے اس سوال کی وجہ سمجھ نہیں آئی تھی۔

میرا مطلب تمہیں ٹچ موبائل چلانا آتا ہے۔۔۔ریان نے اپنا سوال دوسری طرح سے پیش کیا

آتا ہے تبھی تو رکھا ہوا ہے۔۔۔اسنے بے نیازی سے جواب دیا

تم پڑھی لگی تو ہو نہیں تو پھر ٹچ موبائل کیسے چلا رہی ہو۔۔۔ریان نے اسے گھور کے دیکھا تو بدلے میں زمدہ نے بھی اسے گھورا

موبائل چلانے کے لیئے پڑھا لگا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔۔

وہ جو سامنے موٹر سائیکل پہ بچہ دکھ رہا ہے۔۔۔اسکی بات کا جواب دیتے زمدہ نے سامنے بائیک کی طرف اسکی توجہ دلائی جہاں تقریباً چار سال کا بچہ بیٹھا ہوا تھا۔

اس بچے کو بھی فون چلانا آتا ہو گا۔۔۔ہم تو پھر بڑا ہے۔۔اور ویسا بھی فون چلانے میں کون سا سیینس (سائنس) لگتا ہے۔۔۔۔وہ کندھے آچکا کے بولی تو سائنس کو سیینس کہنے پہ ریان کا دل بری طرح خراب ہوا

ہمم۔۔۔۔ٹھیک کہا تم نے فون چلانے میں کون سا کوئی سائنس لگتی ہے ۔۔۔تم تو ویسے بھی بس کال ملانے اور کاٹنے کی حد تک ہی فون استعمال کرتی ہوں گی۔۔۔سائنس پہ زور دیتے ہلکا سا ہنستے جیسے اسنے اسکا مزاق اڑایا تھا۔

نہیں ہم اس پہ ڈرامے بھی دیکھتا ہے۔۔۔اور کھیل بھی کھیلتا ہے۔۔۔وہ بغیر اسکی بات کا برا مانے جلدی سے بولی۔

بہت بولتی ہو تم لڑکی۔۔۔ کبھی چپ بھی رہ لیا کرو۔۔۔جب اسکو کوئی جواب نا سوجھا تو چڑ کے بولا۔

یہ لڑکی کیا ہوتا ہے۔۔۔ہمارا اتنا اچھا نام ہے۔۔۔آپ اس نام سے کیوں نہیں بلاتا۔۔۔اسکے لڑکی کہنے پہ وہ گھور کے بولی۔

پہلی بات میں تمہیں بلانا ہی نہیں چاہتا اور دوسری بات مجھے تمہارا نام نہیں پتہ۔۔۔ریان نے نیازی سے کہا تو زمدہ کا منہ کھل گیا۔

کیا!!!!!تم کو ابھی تک ہمارا نام ہی نہیں پتہ۔۔۔وہ حیرت سے اسے دیکھتی سوالیہ گویا ہوئی۔۔

اسے تو صدمہ ہی لگا تھا یہ جان کے کہ اسکا شوہر اپنی بیوی کا نام ہی نہیں جانتا جب کے وہ تو پہلے دن ہی اسکا نام اچھے سے ذہن نشین کر چکی تھی۔

نہیں۔۔۔ویسے تمہارا نام ہے کیا۔۔۔ایک نظر اسکے ہونق چہرے کو دیکھتے استہزاء مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

ہمارا نام زمدہ ہے۔۔۔اسنے گردن اکڑا کے بتایا۔

اواچھا زندہ۔۔۔ریان نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا جب کے اسکے زندہ کہنے پہ زمدہ نے دانت پیسے۔

زندہ نہیں زمدہ۔۔۔اسنے ایک ایک لفظ پہ زور دیا۔

ہاں وہی زمدہ یا زندہ ایک ہی بات ہے۔۔۔ریان کا انداز صاف مزاق اڑانے والا تھا جس پہ زمدہ رخ پھیرتی صبر کے گھونٹ بھر کے رہ گئی۔

جب کے اسے زچ کر کے ریان پر سکون سا مسکرا دیا۔

اسے بہت اچھا لگا تھا زمدہ کو تنگ کر کے۔۔۔مگر اسے کیوں اچھا لگ تھا یہ وہ نہیں جانتا تھا۔

-🌺🌺🌺

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

سنو زندہ۔۔۔گاڑی پورچ میں روکی تو اسکے گاڑی سے نکلنے سے پہلے ہی ریان نے اسے مخاطب کیا جب کے اسکے ایک بار پھر سے زندہ کہنے پہ زمدہ نے دانت پیسے۔

کیا ہے زندہ۔۔۔بڑے ضبط سے پوچھا

تم ماما کے سامنے بلکل نہیں جانا۔۔تمہیں دیکھ کے انکا بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے۔۔۔اس لیئے جتنا ممکن ہو کمرے میں ہی رہنا۔۔۔سمجھ گئیں۔۔۔ریان نے اسے سہولت سے سمجھایا تو وہ بس اثبات میں سر ہلاتی گاڑی سے نکل کے اندر بڑھ گئی

ریان نے گارڈ کو پیچھے سے بیگ نکالنے کا کہا۔۔۔جس پہ گارڈ فورن عمل کرتا بیگ نکلتا اندر بڑھ گیا جب کے ریان واپس گاڑی ریورس کرتا آفس کے لیئے نکل گیا۔



وہ گھر میں داخل ہوئی تو اندر کوئی نہیں تھا لاؤنج بلکل خالی تھا۔۔۔اس لیئے وہ سیدھی کمرے میں آگئی۔

ابھی اسے کمرے میں آئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جب دروازہ نوک کرتے ابرار اسکا بیگ اٹھائے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔اسکے پیچھے ہی اریبہ اور ادینہ بھی کمرے میں داخل ہوئیں۔

ہیلو بھابھی کیسی ہیں آپ۔۔۔ ہمیں جیسے ہی پتہ چلا آپ آگئی ہیں ہم فورن آپ سے ملنے چلے آئے۔۔۔ادینہ اکسائٹڈ ہو کے بولی۔

کل تو ہمارا تعارف ٹھیک سے ہوا نہیں تھا اس لیئے ہم لوگوں نے سوچا کیونکہ آج آپ سے اپنا تعارف کروالیا جائے۔۔۔۔اریبہ اسکے پاس آتی مسکرا کے بولی تو اسکے انداز پہ زمدہ بھی مسکرادی۔

میرا نام اریبہ ہے اور یہ میری چھوٹی بہن ادینہ اور یہ۔۔۔۔اریبہ بول ہی رہی تھی جب ابرار نے اسکی بات کاٹی۔

ایک منٹ میں اپنا تعارف خود کرواؤں گا۔۔۔اریبہ کو روکتے وہ زمدہ کے سامنا آیا۔

میں ابرار یزدانی۔۔۔منان یزدانی کا بیٹا اور ریان یزدانی کا چھوٹا بھائی۔۔۔

یعنی آپ کا دیور۔۔۔اسنے ہلکے سے سر کو خم دیتے اپنا تعارف کروایا۔

ہم زمدہ ہے۔۔۔زمدہ نے بھی بدلے میں اپنا نام بتایا۔

آپ سے مل کے بہت خوشی ہوئی زندہ بھابھی۔۔۔ابرار نے دانتوں کی نمائش کروائی تو زمدہ کا منہ کھلا۔

جب کے اریبہ اور ادینہ نے اسے گھورا جو بے شرموں کی طرح دانت دیکھا رہا تھ۔

ہمیں پکا یقین ہو گیا ہے کہ تم ہمارا دیور ہے۔۔۔زمدہ نے تاسف سے سر ہلاتے کہا

پہلے ریان کا زندہ کہنا اور ان ابرار کا بھی وہی کہنا اسے اچھے سے بتا گیا تھا کے دونوں بھائیوں کی سوچ کتنی ملتی ہے۔

وہ کیسے۔۔۔ابرار نے تجسس سے پوچھا۔

چھوڑو۔۔۔زمدہ نے بات ٹالی۔

اچھا بھابھی آپ کو اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو آپ ہمیں بتا دیجئے گا۔۔۔ ادینہ خوش اخلاقی سے بولی۔

بلکل آپ کو کچھ بھی چاہیئے ہو تو اپنے دیور کو یاد کرے گا زندہ بھابھی۔۔۔ ابرار شرارت سے بولا تو اس بار زمدہ خوبصورتی سے مسکرائی۔

کیوں نہیں ضرور بیمار بھائی۔۔۔اسنے دل جلی مسکراہٹ کے ساتھ حساب برابر کیا تو ابرار کا صدمے سے منہ کھلا جب کے اریبہ اور ادینہ تو اپنی ہنسی روک رہیں تھیں۔

جب وہ لوگ شرارتی ہو سکتے تھے تو زمدہ بھی کسی سے کم تھوڑی تھی۔

بھابھی بیمار نہیں ابرار۔۔۔ابرار نے زبردستی ہنستے ہوئے اسکی بات کی درستگی کی۔

ہاں ہاں وہی بیمار۔۔۔زمدہ نے بھی معصومیت سے کہا تو ابرار نے بیچاری شکل بنائے پہلے اسے دیکھا پھر اپنے ساتھ کھڑی اریبہ اور ادینہ کو جو منہ پہ ہاتھ رکھے ہنس رہیں تھیں۔

اسکے دیکھتے ہی ان دونوں کے قہقہے بلند ہوئے۔

بھابھی آپ نے سہی بدلا لیا ہے۔۔۔ادینہ ہنستے ہوئے بولی۔

ہاں اب آئے گا نا مزاح۔۔۔جب مسٹر ابرار کو بھی کوئی مزا چکائے گا۔۔۔۔اریبہ پیٹ پہ ہاتھ رکھتی ہنستے ہوئے بامشکل بولی تو زمدہ نیچے منہ کیئے اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔

میری توبہ جو میں آئندہ آپ سے مزاق کروں۔۔۔ویسے ماننا پڑے گا بھابھی آپ بھی بلکل ہماری طرح ہیں ہنسی مزاق کرنے والی۔۔۔کانوں کو ہاتھ لگا کے کہتے آخر میں وہ بھی مسکرایا۔

ہاں اور اب تو اور بھی مزا آئے گا کیونکہ ہماری ٹیم میں ایک اور ہمارے جیسی میمبر جو شامل ہو گئی ہیں۔۔۔اریبہ نے بھی بات میں حصہ لیا۔

اچھا اس گھر میں اور کون کون رہتا ہے۔۔۔زمدہ اپنا بیگ صوفے پہ رکھتی اسے کھلتے ہوئے بولی

زیادہ کوئی نہیں بس ہم دونوں اور ہمارے ماما بابا اور باقی ریان بھائی کی فیملی کو تو آپ جان ہی گئی ہیں۔۔۔ادینہ نے جواب دیا جس پہ وہ محض سر ہلا کے رہ گئی۔

بھابھی ایک بات پوچھو۔۔۔ابرار بیڈ پہ بیٹھتے اجازت مانگتے لگا۔

ہاں۔۔۔زمدہ نے سر ہلا کے اجازت دی اور ساتھ بیگ سے اپنا سامان نکالنے لگی۔

آپ اس طرح سے کیوں بولتی ہیں مطلب ہم کرتا ہے۔۔جب کے آپ تو لڑکی ہیں تو آپ کو کرتی بولنا چاہیئے۔۔۔ابرار سوال کرتے ساتھ اسکی معلومات میں بھی اضافہ کر رہا تھا۔

ہم بچپن سے ہی ایسے بولتا ہے۔۔۔ہم نے جب سے بولنا شروع کیا تھا تب سے ہمارا اماں باپ ہم سے ایسے ہی بات کیا کرتا تھا۔۔۔اس لیئے ہم ایسے بولتا ہے۔۔۔زمدہ نے تفصیل سے بتایا جس پہ ابرار نے ہونٹوں کو اوکی شیپ دی

ماننا پڑے گا بھابھی کہ پٹھان بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔۔۔اب آپ کو ہی دیکھ لو کتنی خوبصورت ہیں آپ۔۔۔اریبہ نے ستائشی انداز میں دل سے اسکی تعارف کی۔

اللہ کا بنایا گیا ہر چیز خوبصورت ہے۔۔۔۔زمدہ نرمی سے مسکرا کے بولی تو وہ تینوں مسکرا دیئے۔

ہمم ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔

اچھا اب ہم چلتے ہیں آپ آرام کریں اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو ہمیں بتا دے گا۔۔۔ابرار کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔زمدہ نے سر ہلا کے جواب دیا تو وہ تینوں کمرے سے باہر نکل گئے۔

انکی باتوں ہی انکے انداز پہ وہ مسکراتے ہوئے سر جھٹکتی بیگ سے اپنے کپڑے نکالنے میں مصروف ہو گئی

زمدہ کو وہ تینوں کافی اچھے لگے تھے۔۔۔ورنا جس طرح سے شادی ہوئی تھی اسے تو لگا تھا کوئی بھی اسے اتنی جلدی قبول نہیں کرے گا مگر یہاں سب بہت اچھے تھے۔۔۔بس قدسیہ بیگم تھوڑی غصے کی تیز تھیں کیونکہ وہ ماں تھی۔

اپنے بیٹے کی زندگی کی اتنی اچانک کسی لڑکی کو برداشت نہیں کر پا رہی تھیں مگر زمدہ کو یقین تھا ایک دم وہ انکا دل بھی جیت لے گی۔

اور رہی بات ریان کی تو کس طرح سے اسکے دل میں جگہ بنائے گی یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔اور ناہی وہ فلحال اس بات کو جاننا چاہتی تھی۔



وہ اپنے آفس میں بیٹھا کوئی فائل ریڈ کر رہا تھا جب ایک دم دروازہ کھولتے ماریہ اندر داخل ہوئی۔۔

مس ماریہ جب کسی کے آفس میں آتے ہیں تو دروازہ نوک کر کے آتے ہیں۔۔۔کیا یہ بات آپ بھول چکی ہیں۔۔۔اسنے سرد لہجے میں کہا تو ماریہ ایک ادا سے مسکراتی اسکے سامنے والی کرسی پہ آ کے بیٹھی۔

جب کے اسکایوں بے تکلفی سے اسکے آفس میں آنااور بغیر اسکی اجازت کے بیٹھ جاناریان کی ماتھے کی رگیں واضح کر گیا۔

تم کہاں چلے گئے تھے۔۔۔میں کتنی بار تمہیں دیکھنے آئی تھی۔۔۔اسکی بات نظرانداز کرتی ماریہ نے پیار سے استفسار کیا۔

مس ماریہ میں آپ کا باس ہوں اور مجھے نہیں لگتا کے ایک امپلاؤ کو اپنے باس سے کسی بھی طرح کا سوال جواب کرنے کا کوئی حق ہے۔۔۔کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے ماتھے پہ بل ڈالے اسے دیکھا جواب بھی ڈھیٹ بنی مسکرا رہی تھی۔

ریان یزدانی آپکی کی یہ مغرورانہ اداہی تو ہم کو بھاتی ہے۔۔۔وہ دل فریب لہجے میں بولی جس پہ ریان نے جبڑے بھیجے۔

آپ جاسکتی ہیں مس۔۔۔وہ سنجیدگی سے گویا ہوا مگر مقابل پہ تو کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔

ہائے۔۔۔غصے میں اور بھی ہنڈسم لگتے ہو۔۔۔وہ مدہوش لہجے میں کہتی ریان کا خو+ن کھولا گئی۔

ماریہ یہاں سے چلی جاؤ ورنا اچھا نہیں ہوگا۔۔۔غصے کو ضبط کرتے وارننگ دی مگر ماریہ جیسی ڈھیٹ ہڈی پہ کہاں اثر ہونا تھا۔

اور اس سے برا کیا ہوگا کہ تم ہمیں دیدارِ یار بھی سکون سے نہیں کرنے دے رہے۔۔۔وہ ٹیبل پہ تھوڑا آگے کو جھکتی مصنوعی دکھ چہرے پہ سجا گئی۔

سکون سے دیدار کا حق میں صرف اپنی بیوی کو دوں گا۔۔۔اب کی بار ریان سکون سے بولا۔

تو بنالو مجھے اپنی بیوی۔۔۔ماریہ دلکشی سے مسکراتی جلدی سے بولی۔

سوری مگر میں دوسری شادی میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔۔۔پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ریان نے اسے اچھا خاصہ الجھادیا۔

دوسری شادی۔۔۔کیا مطلب تمہارا۔۔۔ماریہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا جواب قدرے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔

کیا مطلب تمہیں نہیں پتہ۔۔۔اوہاں میں تو بھول ہی گیا۔۔۔ تمہیں کیسے پتہ ہو گا میری شادی کا، آخر ارجنٹ جو ہوئی ہے۔۔۔ حیران ہونے کی اداکاری کرتے آخر میں وہ استہزاء مسکرایا۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو میری کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔ماریہ نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

پرسوں میری شادی ہو چکی ہے۔۔۔ابھی تک میں نے پبلیکلی اناؤنس نہیں کی۔۔۔پر بہت جلد میں ایک گرینڈ پارٹی دینے والا ہوں۔۔ تمہیں بھی بلاؤں گا آنا ضرور۔۔۔ سکون سے بتاتے اس نے جلانے کے لیئے آخر میں پارٹی کا جھوٹ بولا۔

ورنا اسکا ایسا کوئی ارادہ نا تھا۔۔۔وہ تو اس شادی سے خوش نہیں تھا تو پارٹی کیوں دیتا مگر ماریہ کو خود سے دور رکھنے کے لیئے وہ ایک جھوٹ بول گیا تھا۔

جب کے ماریہ کو اتنا شدید جھٹکا لگا کے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔۔۔ت تم شادی کیسے کر سکتے ہو۔۔۔تم جانتے ہو میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں۔۔۔پھر بھی تم نے کسی اور سے شادی کیوں کی۔۔۔سفید چہرہ پل میں سرخ ہوا۔

بہت اچھے سے جانتا ہوں تمہاری محبت کو۔۔۔ریان نے طنزیہ کہتے سر جھٹکا۔

تم نہیں جانتے۔۔۔اگر جانتے تو میرے ساتھ کبھی ایسا نہیں کرتے۔۔۔ میری محبت کو یوں بے مول نہیں کرتے۔۔۔وہ میز کے دوسری جانب اسکے مقابل آتی دکھ بھرے لہجے میں بولی مگر ریان بہت اچھے سے جانتا تھا یہ دکھ کس چیز کا ہے۔

ابھی میں نے تمہاری محبت کو بے مول کیا ہی کہاں ہے۔۔۔اگر میں نے تمہاری مطلب کی محبت کی سچائی تمہیں بتادی نا تو تم خود شرمندہ ہو جاؤ گی۔۔۔وہ سرد لہجے میں کہتا چہرہ پھیر گیا۔

مجھے نہیں پتہ۔۔۔یا تو تم اپنی بیوی کو چھوڑو گے یا پھر مجھ سے دوسری شادی کرو۔۔۔وہ جنونی انداز میں چیخی تو ریان کے چہرے کے تاثرات بگڑے۔

گیٹ لوس ماریہ۔۔۔اسکی باتوں سے سخت بے زار ہوتے ماتھا مسلتے ناگواری اور غصے سے بولا

پہلے میری بات کا جواب دو۔۔۔مجھ سے شادی کروں گے یا نہیں۔۔۔۔

ماریہ اپنی ضد پہ اڑی رہی۔

شٹ اپ۔۔۔وہ ایک دم غصے سے دھاڑتے کھڑا ہوا تو ماریہ ڈر کے دو قدم پیچھے ہوئی

نکلو یہاں سے ابھی اور اسی وقت۔۔۔ورنا ایسا نا ہو کے پاپا کی پرواہ کیئے بغیر میں تمہیں اس روم کی بجائے اس آفس سے ہی نکلا دو۔۔۔غصے سے لال انگارہ ہوتی آنکھیں مقابل کے حسین چہرے پہ گاڑے دبا دبا ڈھاڑتے وارن کیا۔

ماریہ کا چہرہ غصے اور اہانت سے سرخ ہوا۔۔۔

کبھی کسی نے اسے اس طرح نہیں دھتکارا تھا۔۔۔بلکے لڑکے تھے اسکے آگے پیچھے گھومتے تھے مگر ریان نا جانے کس مٹی کا بنا تھا جو اسکی خوبصورتی دیکھ ہے بھی نہیں پگھل رہا تھا۔

شادی تو تمہیں مجھ سے کرنی ہی پڑے گی۔۔۔۔ماریہ ضدی انداز میں دانت بھیجے کہتی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

جاہل لڑکی۔۔۔ مٹھیاں بھیجے غصے کو قابو کرتے وہ واپس اپنی کرسی پہ بیٹھتا سر جھٹک گیا۔

وہ بہت اچھے سے جانتا تھا ماریہ کو۔۔۔

وہ ایک لالچی لڑکی تھی اور اسکے پیچھے بھی صرف پیسے کے لیئے ہی پڑی تھی۔۔

پیار محبت سب چھوٹ تھا۔۔وہ اس سے شادی اسکی دولت دیکھ کے کرنا چاہتی تھی جب کے ریان ایسی لڑکیوں کو منہ بھی نہیں لگاتا تھا۔

🌺 🌺 🌺 ۔

وہ کب سے اپنے کمرے میں ہی تھی اور اب تو شام ہو گئی تھی۔۔اسے کب سے بھوک لگ رہی تھی مگر وہ کافی دیر سے اپنی بھوک کنڑول کیئے ہوئے تھی۔۔۔

ریان اسے کھانے کے درمیان ہی لینے پہنچ گیا تھا جس وجہ سے اسنے ٹھیک سے کھانا نہیں کھایا تھا اور اب اسے شدید بھوک لگ رہی تھی مگر وہ باہر

نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔کیونکہ کہیں اسکا قدسیہ بیگم سے سامنا نا ہو جائے۔

مگر وہ کب تک یوں کمرے میں بیٹھ سکتی تھی۔۔۔اب اسے ساری زندگی اسی گھر میں گزارنی تھی تو کبھی نا کبھی ان سے سامنا ہونا ہی تھا۔۔۔

اور پھر اسنے ویسے بھی تو سب ٹھیک کرنا تھا۔۔۔انکے دل میں جگہ بنانی تھی۔۔۔جو یوں کمرے میں بیٹھ کے تو نہیں بن سکتی تھی۔

اس لیئے اٹھ کے دوپٹہ سر پہ ڈالتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

اوپر کا پورشن بھی کافی بڑا اور خوبصورت بنا ہوا تھا۔۔۔

اسکے کمرے کے دائیں جانب دو کمرے تھے جب کے سامنے کی طرف ایک کمرہ تھا۔۔۔ساتھ سامنے ہی ایک بڑا سا لاؤنج تھا جہاں سے نیچے جانے کی سیڑھیاں جا رہی تھیں۔

پورے پورشن پہ نظریں گھماتی وہ نیچے آئی تو لاؤنج اب بھی خالی تھا بس وہاں ایک ملازمہ موجود تھی جو کام کر رہی تھی۔

سنو کچن کہاں ہے۔۔۔اسنے ملازمہ کو مخاطب کیا

بیگم صاحبہ آپ کو کچھ چاہیئے تو مجھے بتا دیں۔۔۔ملازمہ اپنا کام چھوڑتی مؤدب انداز میں بولی۔

نہیں تم ہم کو بس کچن دیکھادو۔۔۔۔زمدہ نے انکار کیا تو ملازمہ اسے اپنے ساتھ کچن میں لے آئی۔

کچن میں اس وقت تارا موجود تھی جو کچن میں موجود چھوٹی سی چار کرسیوں والی میز پہ بیٹھی سبزیاں کاٹتے ہوئے غالباً رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی۔

آپ۔۔۔۔آپ کو کچھ چاہیئے۔۔۔زمدہ کو کچن میں آتے دیکھ وہ فورن کھڑی ہوئی۔

زمدہ جو ستائشی نظروں سے کچن کو دیکھ رہی تھی تارا کی آواز پہ اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

اتنا بڑا کچن میں تو ہمارا پورا گھر بن جائے۔۔۔وہ نظریں چاروں اور دوڑاتی حیرت سے بولی تو اسکی بات پہ تارا نے اپنی مسکراہٹ روکنے کی کوشش کی۔

بڑے لوگوں کے کچن ایسے ہی ہوتے ہیں بیگم صاحبہ۔۔۔۔تارا واپس اپنی جگہ پہ بیٹھتی اپنے سابقہ شغل میں مصروف ہو گئی۔

ہم کو بیگم صاحبہ مت بولو۔۔۔۔بھابھی بولا کرو۔۔۔تارا کو کہتی کچن میں رکھا فریج کھول کے دیکھنے لگی۔

جی۔۔۔۔تارا نے فرمابردار سے سر ہلایا۔

کیا کر رہا ہے تم۔۔۔فریج بند کر کے زمدہ اسکے ساتھ والی کرسی پہ التی پالتی مار کے بیٹھی

رات کے کھانے کی تیاری۔۔۔اگر آپ کو اپنی پسند کا کچھ بنوانا ہے تو بتادیں۔۔۔تارا نے ادب سے پوچھا۔

اسے زمدہ بہت اچھی لگی تھی جب کے قدسیہ بیگم کا کہنا تھا وہ بہت چالاک ہے لیکن تارا کو تو وہ بہت پیاری اور اپنائیت بھری لگی تھی۔۔۔ تبھی وہ اسکے ساتھ کھل کے بات کر پا رہی تھی۔

یہ سب تم ہم کو دو۔۔۔آج رات کا کھانا ہم بنائے گا۔۔۔زمدہ نے اسکے آگے سے پلیٹ اٹھائی جس میں ٹماٹر کٹے ہوئے تھے

ارے نہیں نہیں بھابھی آپ کیسے بنا سکتی ہیں۔۔۔آپ تو ابھی نئی دلہن ہیں نا۔۔۔تارا نے جلدی سے کہا۔

ماڑا ہم کوئی نئی دلہن نہیں ہے۔۔۔۔دیکھو کیا تم کو ہمارا ہاتھ پہ مہندی نظر آرہا ہے۔۔۔

نہیں نا تو پھر ہم کیسے نیا دلہن ہو گیا۔۔۔اپنے ہاتھ اسے دیکھتی زمدہ نے اسکے ہاتھ سے چھ+ری لی۔

مگر بھابھی اگر کسی نے آپ کو کام کرتے دیکھ لیا تو ہمیں بہت ڈانٹ پڑے گی۔۔۔تارا نے پریشانی سے کہا۔۔۔

جب کے اسے اصل ڈر تو قدسیہ بیگم کا لگا ہوا تھا۔۔۔وہ جانتی تھی قدسیہ بیگم زمدہ کو اس گھر میں تسلیم نہیں کر رہیں تو اگر وہ اسے کچن میں دیکھیں گی تو نا جانے پھر کیا ہی ہو گا۔

افففف ہو تم کتنا ڈرپوک ہے۔۔۔ڈرو مت ہم ہے نا کچھ نہیں ہو گا۔۔تم جاؤں ہمیں کچھ کھانے کو دو۔۔۔ہمارا پیٹ کب سے بھوک کے مارے گڑ گڑ کر رہا ہے۔۔۔۔زمدہ پیاز چھیلتے ہوئے بولی تو تارا ایک نظر اسے دیکھتی دوسری نظر کچن کے دروازے پہ ڈالتی کھڑی ہو گئی۔

جب کے زمدہ زور و شور سے اپنے ہاتھوں کا جادو دیکھانے لگی۔

-

ارے یہاں کیا ہو رہا ہے۔۔۔مہتاب بیگم کچن میں داخل ہوئیں تو زمدہ کو پتیلے میں چمچہ چلاتے دیکھ خوشگوار حیرت سے بولیں۔

جب کے پورا کچن مزیدار کھانوں کی خوشبو سے بھرا ہوا تھا۔

چھوٹی بیگم صاحبہ بھابھی کھانا بنا رہی ہیں۔۔۔تارا جو سلاد بنا رہی تھی وہ جلدی سے بولی۔

زمدہ بیٹا آپ کو یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔تارا تھی تو وہ کر لیتی۔۔۔مہتاب بیگم اسکے پاس آتی بریانی کے پتیلے کا ڈھکن کھول کے دیکھنے لگیں تو انکی ناک سے بریان کی بہت ہی مزیدار خوشبو ٹکرائی۔

ہم بور ہو رہا تھا تو سوچا کیوں نا آپ سب کو اپنے ہاتھ کا کھانا کھلایا جائے۔۔۔۔وہ مصروف سے انداز میں بولی تو مہتاب بیگم مسکرا دیں۔

ہمم ماشاءاللہ خوشبو تو بہت پیاری آ رہی ہے۔۔۔۔اور اس پیاری خوشبو سے میری بھوک چمک اٹھی ہے۔۔۔۔

بھئی کب تک بن جائے گا کھانا مجھ سے اب صبر نہیں ہو رہا۔۔۔۔مہتاب بیگم مسکراتے ہوئے بے صبری سے بولی

سب کچھ بن گیا ہے۔۔۔۔بس یہ آلو گوشت کو دم دے نا باقی ہے پھر سمجھو سب کچھ ہو گیا۔۔۔زمدہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتی بتانے لگی تو وہ سمجھتے ہوئے سر ہلا گئیں۔

میں کچھ مدد کرواؤں۔۔۔مہتاب بیگم نے مرواتاگو چھاورناوہ دیکھ چکی تھیں کے تقریباًسارا کام ہو چکا ہے۔

نہیں سب کچھ ہو گیا ہے۔۔۔ہم نے اور تارا نے مل کے سب کر لیا ہے۔۔۔وہ سالن میں نمک چکتے ہوئے بولی۔

چلو ٹھیک ہے آپ اپنا کام کرو۔۔۔اگر میری کسی مدد کی ضرورت ہو تو بتانا۔۔۔وہ اسکا کندھا تھپتھپاتی کچن سے باہر نکل گئیں۔

زمدہ نے جلدی جلدی ہاتھ چلا کے پندرہ منٹ میں اپنا بچا ہوا کام مکمل کیا۔ وہ دو گھنٹے میں سارا کھانا تیار کر چکی تھی۔

بھابھی کھانے کا ٹائم ہو رہا ہے آپ جا کے منہ ہاتھ دھو لیں۔۔۔باقی میں دیکھ لوں گی۔۔۔اسے برتن دھونے کھڑے ہوتے دیکھ تارا جلدی سے بولی۔

ٹھیک ہے ہم جا رہا ہے۔۔۔باقی دیکھ لینا۔۔۔اپنے ہاتھ دھوتی کمر پہ بندھا ڈوپٹہ کھولتی ہوئی کچن سے باہر نکل گئی

وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھی ہی تھی جب اسے سامنے سے قدسیہ بیگم آتی دیکھائی دیں۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔اسنے دھیرے سے انہیں سلام کیا جب کے اسے دیکھ کے قدسیہ بیگم کے اندر ایک ناگوار لہر دوڑ گئی۔

وعلیکم اسلام۔۔۔وہ بے رخی سے جواب دیتی اسکے برابر سے ہو کے گزرنے لگیں۔

آپ کیسا ہے۔۔۔زمدہ نے انہیں مخاطب کرتے حال احوال پوچھا تو وہ غصے سے اسکی جانب پلٹیں۔

لڑکی تم اس گھر میں میرے شوہر اور میرے بیٹے کو پھنسا کے تو آگئی ہو مگر یہ نہیں سمجھنا کے میں تمہارے جھنسے میں آجاؤں گئی۔

میں بہت اچھے سے جانتی ہوں تم جیسی چھوٹے گھروں کی لڑکیوں کو۔۔۔ یہ ہمیشہ امیر لڑکیوں کو ہی پھنساتی ہیں۔۔۔اور جتنی بھولی تمہاری شکل ہے نا اتنا ہی مکار تمہارا دماغ ہے یہ بات بھی مجھے اچھے سے پتہ ہے۔۔۔

تو بہتر ہے کے تم اپنے یہ جھوٹے معصومیت کے ڈرامے ان کے سامنے کرو جو تمہیں جانتے ناہوں۔۔۔قدسیہ بیگم نے اپنی ساری بھڑاس اس پہ نکالی۔

جب کے انکے لفظ زمدہ کو کتنے ناگوار گزرے سے یہ صرف وہی جانتی تھی۔۔۔مگر انکی عمر اور رشتے کا لحاظ کرتے ہوئے اسنے خود کو کچھ بھی سخت کہنے سے باز رکھا۔

آنٹی آپ ہم سے بڑا ہے۔۔۔قابل عزت ہے۔۔۔اس لیئے ہم آپ کو آپ کی ان فضول باتوں کا جواب آپ کی طرح نہیں دے سکتا۔

پر اتنا ضرور بولے گا کے ہر لڑکی ایک سا نہیں ہوتا۔۔۔اور دیکھنا جب آپ کو ہم سچا لگے گا نا پھر آپ کو اپنے لفظوں پہ پچھتاوا ہو گا۔۔۔زمدہ نرمی سے بولی مگر قدسیہ بیگم کو ایسا لگا جیسے وہ انکی بے عزتی کر رہی ہے۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ سے زبان چلانے کی۔۔۔وہ غصے سے اتنی تیز بولیں کے سب ہی اپنے اپنے کمروں سے نکل آئے جب کے دروازے سے اندر آتے منان صاحب اور ریان بھی انکی دھاڑ سن کے فورن انکی جانب آئے۔

اگر آپ کو ایسا لگا ہے کہ ہم نے زبان چلائی ہے تو ہم اس کے لیئے معافی مانگتا ہے مگر ہم نے آپ کو صرف ایک بات بتایا ہے زبان نہیں چلایا۔۔۔ زمدہ اسہی نرمی سے بولی

کیاہورہاہے یہاں۔۔۔منان صاحب نے سخت لہجے میں استفسار کیا

سہی وقت پہ آئے ہیں آپ بلکل۔۔۔آئیں اور پوچھیں اپنی اس لاڈلی سے کے یہ مجھے کیا کہہ رہی ہے۔۔۔قدسیہ بیگم درشتگی سے بولی

کیاہواہے بیٹا۔۔۔منان صاحب سنجیدگی سے اسکی جانب متوجہ ہوئے۔

کچھ نہیں انکل بس ہم سے تھوڑا غلطی ہو گیا تو اس لیئے آنٹی ہم سے خفا ہو رہا ہے۔۔۔زمدہ نے ہلکے سے مسکرا کے بات سنبھالنی چاہی۔

میں نے تمہیں منا کیا تھا نانا ما کے سامنے آنے سے پھر کیوں تم ان کے سامنے آئیں۔۔۔کیوں نکلیں کمرے سے باہر۔۔۔ریان نے کرختگی سے دانت بھیجے پوچھا۔

ہم کو بھوک لگا تھا۔۔۔تو ہم کھانا کھانے کے لیئے کمرے سے نکلا تھا۔۔۔ زمدہ دھیمے مگر سنجیدگی سے اسے دیکھ کے بولی توریان نے دانت پیسے۔

آپ اس لڑکی کو اپنی زبان میں سمجھالیں کہ یہ آئندہ میرے منہ نا لگے ورنا مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔قدسیہ بیگم ایک ایک لفظ پہ زور دیتی زمدہ کو خونخوار نظروں سے گھورتی پلٹ کے واپس اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

بیٹا آپ اپنے کمرے میں جاؤ۔۔۔منان صاحب نے اسے نرمی سے کہا تو وہ دھیرے سے سر ہلاتی اوپر کی جانب بڑھ گئی۔

جاؤریان تم بھی کمرے میں جاؤاور زمدہ سے کسی طرح کا کوئی سوال جواب مت کرنا۔۔۔منان صاحب اسے تائید کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

اسکے پیچھے ہی ریان ضبط سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اوپر بڑھا۔

وہ جو ابھی آدھی سیڑھیوں پہ پہنچی تھی ریان نے اسکے پاس آتے سختی سے اسکا بازو پکڑا اور اسے کھینچتے ہوئے اوپر لے جانے لگا۔

یہ کیا کر رہا ہے آپ۔۔۔اس اچانک حملے پہ زمدہ ایک دم بوکھلائی۔

بھائی یہ آپ بھابھی کو کس طرح سے لے کے جا رہے ہیں۔۔۔ابرار جو قدسیہ بیگم کی آواز پہ اپنے کمرے سے نکلتے اوپر گرل کے پاس کھڑا نیچے دیکھ رہا تھا ریان کو زمدہ کا بازو پکڑے اوپر لاتے دیکھ سنجیدگی سے بولا۔

ابرار اور اریبہ کا کمرہ ریان کے کرنے کے ساتھ ہی تھا جب کے ادینہ کا کمرہ نیچے تھا۔

تم بیچ میں مت پڑو۔۔۔۔ سختی سے ابرار کو گھورتے زمدہ کو لیئے اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔

اللہ پاک جلد ہی سب کچھ ٹھیک کر دی جیئے۔۔۔ابرار دل سے دعا کرتا نیچے بڑھ گیا۔

انکے گھر میں آج تک ایسا ماحول نہیں ہوا تھا۔۔۔ناہی اسکی ماں نے کبھی ایسا ریئکٹ کیا تھا۔۔۔بلکے وہ تو کافی سلجھی ہوئی خاتون تھیں پر وہ بھی ہر ماں کی طرح اپنے بیٹے سے بہت پیار کرتی تھیں۔۔۔اپنے بیٹے کے لیئے بہت کچھ سوچے ہوئی تھیں اور یہی وجہ تھی کے وہ ریان کی یوں اچانک شادی کو قبول نہیں کر پا رہی تھیں بلکے زمدہ کو ایک لالچی لڑکی سمجھ رہی تھیں۔

🌺 🌺 🌺۔

ریان اسے جیسے ہی کمرے میں لایا تو زمدہ نے فوراً ایک جھٹکے سے اپنا بازو اسکی گرفت سے نکالا۔

یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔۔کیا تم کو پتہ نہیں ہے بیوی سے کس طرح سے پیش آیا جاتا ہے۔۔۔۔زمدہ اسکے غصے سے لال ہوتے چہرے کو گھورتی ناگواری سے بولی۔

مجھے تمیز سکھانے سے پہلے تھوڑی تمیز تم بھی سیکھو۔۔۔جب میں نے منا کیا تھا کے ماما کے سامنے مت جانا تو کیوں گئیں۔۔۔ریان دباد باد ھاڑا۔

تو کیا ہم پورا زندگی اس کمرے میں بند رہ کے گزارے گا۔۔۔زمدہ بھی اسہی کے انداز میں بولی مگر آواز زرا کم رکھی تو ریان لاجواب ہوا۔

وہ ٹھیک کہہ رہی تھی وہ پوری زندگی اس کمرے میں تو نہیں رہ سکتی تھی۔

تم نے ایسا کیا کہا تھا ماما سے جو وہ اتنا غصہ ہوئی تھیں۔۔۔ریان نے بات بدلی۔۔۔وہ بس کسی بھی طرح زمدہ پہ اپنا غصہ نکالنا چاہتا تھا۔۔۔ جب پہلی بات سے بات نا بنی تو اسنے دوسری بات پہ غصہ کرنا شروع کر دیا۔

ہم نے کچھ نہیں کہا تھا بس حال احوال پوچھا تھا مگر وہ تو ہم پہ شروع ہی ہو گئیں جس پہ بھی ہم نے کچھ نہیں بولا بس صرف اتنا کہا کے جب ان کو ہم سچا لگے گا تو انکو پچھتاوا ہو گا اپنی باتوں کا مگر وہ تو غصہ ہی ہو گیا۔۔۔زمدہ نے کندھے آچکا کے کہا تو ریان غصے سے اسکی جانب بڑھتا اسکا بازو دبوچ کے اپنے ساتھ لگا گیا

آیندہ کے بعد مجھ سے یا کسی سے بھی زبان چلانے کی ضرورت نہیں ہے سمجھ گئیں۔۔۔ورنا یاد رکھنا میں بہت برے طریقے سے پیش آؤ گا۔۔۔ اسنے اپنی سیاہ سرخ آنکھیں اسکی شہد رنگ آنکھوں میں گاڑے ایک ایک لفظ چبا کے ادا کیا۔

اور آپ بھی آئندہ کے بعد ہمیں اس طرح سے ہاتھ مت لگانا ورنا خدا کی قسم ہم سارا لحاظ بھول جائے گا۔۔۔وہ بے خوفی سے دوبدو کہتی ریان کو آگ لگا گئی۔

تم جیسی جاہل گوار لڑکی سے یہی امید کی جاسکتی ہے۔۔۔اس کے علاوہ تم اور کر بھی کیا سکتی ہو۔۔۔وہ طنزیہ گویا ہوا تو زمدہ نے جبڑے بھیجے اسکی پکڑ سے اپنا بازو چھڑانے کی جدوجہد کی مگر ریان کی پکڑ کافی مضبوط تھی جس میں وہ بس کسمسا کے رہ گئی۔

آپ نہیں جانتا یہ جاہل گوار لڑکی کیا کیا کر سکتا ہے۔۔۔اگر جان جاتا تو یہ کہنے کی غلطی کبھی نا کرتا۔۔۔وہ آبرو اچکائے اسے گھور کے کہتی اسکا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹانے لگی۔

وہ جتنا اسکا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی اسکی پکڑ اتنی ہی سخت ہوتی جا رہی تھی۔۔۔زمدہ کو لگ رہا تھا اسکے بازو کی ہڈی کسی بھی وقت ٹوٹ سکتی ہے مگر ریان کو کہاں پرواہ تھی وہ تو بس اسے غصے گھورے جا رہا تھا۔

ہاتھ چھوڑو ہمارا۔۔۔وہ سنجیدگی سے بولی۔

ناچھوڑوں تو۔۔۔وہ ایک آئبرو اچکائے گویا ہوا۔

ہم کو جاہل گوار کہتا ہے۔۔۔جب کے بیوی کو تکلیف پہنچا کے جاہل گواروں جیسی حرکت تو تم کرتا ہے۔۔وہ تڑخ کے بولی تو ریان کے تن بدن میں غصے کی ایک تیز لہر دوڑ گئی۔

اسنے اگلے ہی لمحے زمدہ کو ایک جھٹکے سے چھوڑا تو وہ طنزیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

اپنی اوقات میں رہو لڑکی۔۔۔۔انگلی اٹھا کے جبڑے بھینچے وارن کرتا چینجنگ روم میں گھس گیا۔

چینجنگ روم سے کپڑے لیتے وہ سیدھے واشروم میں گھستا ڈھاڑ سے دروازہ بند کر گیا جس پہ زمدہ سر جھٹکتی کمرے سے منسلک بالکونی میں آگئی۔

اسکی زندگی اسے کہاں لائی تھی وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔

وہ تو سب کے دل میں جگہ بنانا چاہتی تھی مگر یہاں تو سب بگڑتا جا رہا تھا۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کے وہ کیسے سب کچھ ٹھیک کرے۔۔۔اسکی وجہ سے جو اس گھر میں لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں انہیں کیسے روکے۔

وہ جانتی تھی قدسیہ بیگم اور ریان کے دل میں جگہ بنانا آسان نہیں ہے مگر اتنا مشکل ہو گا یہ اسنے سوچا بھی نہیں تھا

چلو قدسیہ بیگم تو ساس تھیں ان کی طرف سے ایسا رویہ وہ سمجھ سکتی تھی مگر ریان وہ تو اسکا شوہر تھا۔۔۔اپنی بیوی کی عزت کرنا اور کروانا اسکا فرض تھا مگر جہاں زبردستی رشتے جوڑے جاتے ہیں وہاں شاید ایسا ہی ہوتا ہے۔

وہ کبھی ریان سے اتنے سخت لہجے میں بات نہیں کرنا چاہتی تھی مگر وہ ایک پٹھان تھی جن کا دماغ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ گرم ہو جاتا تھا۔۔۔اور وہ بھی

غصے میں آ کے کچھ بھی بول دیتی تھی مگر اب اسے اپنے رویے پہ پچھتاوا ہو رہا تھا۔۔۔اسے برا لگ رہا تھا ریان سے بد تمیزی کر کے۔

وہ ایک اچھی لڑکی تھی اور ایک اچھی بیوی بھی بنانا چاہتی تھی اس لیئے اسنے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ ریان سے اپنے رویہ کی معافی مانگ لے گی۔

ریان چاہے کچھ بھی کہے مگر وہ تو اچھی تھی نا۔۔۔اسکا دل تو صاف تھا، نرم تھا، وہ کسی اپنے کو خود سے ناراض نہیں کر سکتی تھی۔

ہاں ریان اسکا اپنا تھا یہ وہ مان چکی تھی کیونکہ اب اس دنیا میں ریان ہی اسکا سب کچھ تھا بس یہی بات ریان کو بھی سمجھانے تھی کے وہ بھی اسکی بیوی ہے اسکے لیئے سب سے اہم ہے۔۔پر نا جانے ریان کو کب یہ بات سمجھ آنی تھی۔



ٹھک ٹھک۔۔۔۔

وہ بیڈ پہ بیٹھی فون چلا رہی تھی جب دروازہ بجا۔

کچھ دیر پہلے ہی ریان فریش ہو کے کمرے سے نکل گیا تھا جس کے بعد وہ کمرے میں آگئی تھی اور اب بیڈ پہ بیٹھی اپنے بابا کی تصویریں دیکھ رہی تھی۔

آجاؤ۔۔۔اسنے باہر کھڑے شخص کو اندر آنے کی اجازت دی تو ملازمہ دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی۔

بڑے صاحب آپ کو کھانے کے لیئے بلا رہے ہیں۔۔۔ملازمہ نے اسے منان صاحب کا پیغام دیا تو وہ سوچ میں پڑھ گئی کے جائے یا نہیں۔

آپ آرہی ہیں نا۔۔۔اسکو سوچوں میں ڈوبے دیکھ ملازمہ نے پوچھا۔

ہمم تم جاؤ ہم آتا ہے۔۔۔زمدہ نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلادیا تو ملازمہ دروازہ بند کرتی واپسی چلی گئی

وہ جانتی تھی کھانے کی میز پہ قدسیہ بیگم بھی ہوں گی اور وہ انکا فلحال سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔وہ کھانے کی میز پہ کوئی بدمزگی نہیں چاہتی تھی مگر منان صاحب کے بلانے پہ وہ انکار نا کر سکی۔

وہ اس کو کتنی محبت دے رہے تھے۔۔۔اپنی بیٹیوں کی طرح اسے چاہتے تھے۔۔۔اس کے لیئے اپنی بیوی سے لڑ رہے تھے۔۔۔اس لیئے وہ ان کی کسی بھی بات سے انکار نہیں کرتی تھی۔

گہری سانس لیتی آنے والے وقت کے کیئے خود کو تیار کرتی دوپٹہ سر پہ ڈالتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

وہ نیچے ڈائنگ روم میں آئی تو سب موجود تھے۔۔۔مگر ابھی تک کسی نے کھانا شروع نہیں کیا تھا۔

آ گئیں آپ۔۔۔آؤ بیٹھو۔۔۔اسے آتے دیکھ منان صاحب پیار سے بولے تو وہ ایک نظر خود کو گھورتی قدسیہ بیگم کو دیکھتی سب سے انجان بنے بیٹھے ریان کے ساتھ والی خالی کرسی پہ التی پالتی مار کے بیٹھ گئی۔

اسکے التی پالتی مار کے بیٹھنے پہ سب نے ایک دوسرے کو دیکھا جب کے قدسیہ بیگم اسکے بیٹھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ گئیں تھیں۔

قدسیہ بیٹھ جائیں۔۔۔کوئی کہیں نہیں جائے گا ہمیشہ سب ساتھ کھانا کھاتے تھے اور ایسے ہی سب ساتھ کھاتے رہیں گے۔۔۔منان صاحب اپنی پلیٹ میں بریانی ڈالتے کافی سختی سے بولے تو قدسیہ بیگم مٹھیاں بھیجے واپس بیٹھ گئی۔

سب کھانا شروع کر چکے تھے جب عامر صاحب بولے
آج کھانے کا ذائقہ کچھ الگ لگ رہا ہے۔۔۔

ہاں واقعی۔۔۔کافی الگ اور اچھا ذائقہ ہے۔۔۔منان صاحب نے بھی انکی بات سے اتفاق کیا۔

کیا بات ہے تارا۔۔ کہیں سے ککنگ کلاسز لے رہی ہو جو اتنے مزے کا کھانا بنایا ہے۔۔۔ اریبہ نے سالن کی ڈش لاتی تارا سے پوچھا

یہ میں نے نہیں بتایا۔۔۔ تارا نے ڈش قدسیہ بیگم کے سامنے رکھی۔

ہاں یہ کھانا تارا نے نہیں بلکے زمدہ نے بنایا ہے۔۔۔ مہتاب بیگم مسکراتی تعریفی انداز میں بولی تو زمدہ انہیں دیکھ کے دھیرے سے مسکرادی جب کے سالن نکالتی قدسیہ بیگم کا ہاتھ بیچ میں ہی تھم گیا۔

ہاتھ توریان کا بھی ایک پل کے لیئے تھما تھا مگر پھر اگلے ہی پل وہ پھر سے کھانے میں مصروف ہو گیا۔

ماشاءاللہ بہت اچھا کھانا بنایا ہے آپ نے بیٹا۔۔۔منان صاحب نے فورن جیب سے پانچ ہزار کا نوٹ نکال کے اسکی جانب بڑھایا۔

اسکا ضرورت نہیں ہے۔۔۔زمدہ نے دھیرے سے منا کیا۔

یہ تمہارا اتنا اچھا کھانا بنانے کا انعام ہے۔۔۔۔منان صاحب مسکرا کے بولے تو زمدہ نے انکے ہاتھ سے نوٹ لے لیا۔

اور یہ میری طرف سے۔۔۔۔عامر صاحب نے بھی پانچ ہزار کا نوٹ اسکی جانب بڑھایا تو اسنے مسکراتے ہوئے تھام لیا۔

سب کو اسکی تعریف کرتا دیکھ قدسیہ بیگم برداشت نا کر سکیں اور چمچہ پلیٹ میں پٹختی اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں تو سب انکی جانب متوجہ ہوئے۔

ماما کیا ہوا۔۔۔ابرار نے فکر مندی سے پوچھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے کچن میں جانے کی۔۔۔قدسیہ بیگم غصے سے دھاڑیں۔

کیا ہو گیا ہے قدسیہ۔۔۔۔آپ اتنی سی بات کا اتنا بڑا ایشو کیوں بنا رہی ہیں۔۔۔یہ گھر اب زمدہ کا بھی ہے اور اس گھر کی ہر چیز پہ زمدہ کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا آپ کا۔۔۔ایک بار پھر صورتحال بگڑتی دیکھ منان صاحب نے نرمی سے انہیں سمجھایا۔

جب کے سب ہی اپنا کھانا چھوڑے انہیں پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔

اتنی سی بات نہیں ہے یہ۔۔۔یہ بہت بڑی بات ہے۔۔۔ایک تو آپ اس لڑکی کو مجھے بغیر بتائے بہو بنا کے گھر لے آئے اور اب یہ آہستہ آہستہ میرے پورے گھر پہ قبضہ کرنا چاہتی ہے۔۔۔قدسیہ بیگم غم و غصے سے بولی ۔۔جب کے انکی اتنی بڑی غلط فہمی پہ سب نے تاسف سے انہیں دیکھا۔

قدسیہ بیگم آپ غلط سوچ رہی ہیں۔۔۔زمدہ ایسی نہیں ہے۔۔۔وہ کسی چیز پہ قبضہ نہیں کر رہی۔۔۔آپ پتہ نہیں یہ بات کب سمجھیں گی۔

خیر چھوڑیں اس بات کو بیٹھے اور کھانا کھائیں۔۔۔پیار سے سمجھاتے سمجھاتے آخر میں منان صاحب جھنجھلا گئے۔

وہ بھی تنگ آ گئے تھے روز روز کے اس شور سے۔

نہیں کھانا مجھے اس کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا۔۔۔قدسیہ بیگم پلیٹ پیچھے سرکاتی تیزی سے ڈائنگ روم سے نکل گئیں

آپ سب کھائیں میں دیکھتا ہوں۔۔۔منان صاحب ٹھنڈی سانس بھرتے اٹھنے لگے جب زمدہ نے انہیں روکا۔

آپ رہنے دو ہم جاتا ہے۔۔۔زمدہ فورن کھڑی ہوئی تو سب کی نظریں اسکی جانب اٹھیں۔

کیا اب بھی کوئی کسر رہ گئی ہے جو تم جا کے پوری کرنا چاہتی ہو۔۔۔اتنی دیر میں ریان پہلی بار بولا تھا۔۔۔لہجہ انتہائی سرد تھا۔

آپ فکر مت کرو۔۔۔ہم انکو کھانا دے کے آئے گا اور دیکھنا وہ کھا بھی لے گا۔۔۔وہ ریان کی بات کا اثر کیئے بغیر بولی

مگر بیٹا وہ اس وقت غصے میں ہے۔۔۔آپ کو کچھ بھی بول سکتی ہیں۔۔۔ منان صاحب نے فکر مندی سے سمجھانا چاہا۔۔

ہم سمجھ سکتا ہے آپ کی پریشانی کو۔۔۔مگر آپ پریشان مت ہو ہم سب سمبھال کے گا۔۔۔

تارا تم ہم کو ایک تھار میں سب چیزیں رکھ کے دے دو ہم خود اپنی ساسوماں کو کھانا دے کے آئے گا۔۔۔منان صاحب سے کہتی وہ تارا سے مخاطب ہوئی جو فورن سر ہلاتی کچن میں چلی گئی۔

بیٹھ جاؤ تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔میں خود دے آؤ گا ماما کو کھانا۔۔۔ریان نے غصے سے اسے گھورا۔

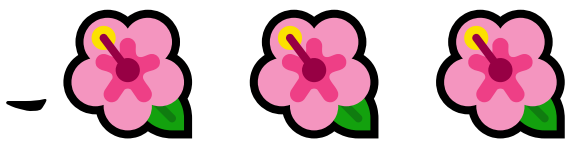
اگر ہم نہیں جائے گا، بات نہیں کرے گا تو سب ٹھیک کیسے ہو گا۔۔۔سارا زندگی تو ایسا نہیں چلتا رہے گا۔۔۔اب ہم کو اسی گھر میں رہنا ہے ایک ہی چھت کے نیچے تو سب ٹھیک ہونا تو ضروری ہے نا اور اس کے لیئے ہمیں ہی پہل کرنا پڑے گا۔۔۔زمدہ سنجیدگی سے سمجھانے والے انداز میں بولی تو سب کو ہی اسکی بات ٹھیک لگی تھی۔

یہ لیجئے بھابھی۔۔۔تارا نے کھانے کی پلیٹس سے بڑی ٹرے اسکی جانب بڑھائی۔

آپ سب ہمارا ہاتھ کا بنا کھانے کا مزہ لو۔۔۔جب تک ہم اپنی ساسوماں کو کھانا دے کے آتا ہے۔۔۔وہ مسکرا کے کہتی ڈائنگ روم سے نکل گئی۔

زمدہ بھابھی بہت اچھی ہے پر پتہ نہیں بڑی ماما انہیں کب سمجھیں گی۔۔۔ اریبہ اداسی سے بولی

واقع زمدہ بہت سمجھدار ہے۔۔۔مجھے امید ہے زمدہ کی کوششیں قدسیہ کا دل بہت جلدی نرم کر دیں گی۔۔۔منان صاحب بھی دھیرے سے مسکرائی جب کے زمدہ کی تعریف پہ ریان سر جھٹک کے اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہو گیا۔



کون ہے۔۔۔قدسیہ بیگم جو غصے سے بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھیں دروازے پہ ہوئی دستک پہ بلند آواز میں پوچھا

ہم ہے زمدہ آپ کا بہو۔۔۔زمدہ دروازہ کھل کے کمرے میں داخل ہوتی معصومیت سے بولی۔

تم کیوں آئی ہو یہاں۔۔۔اور یہ کھانا کیوں لائی ہو۔۔۔جب میں نے بول دیا تھا کے مجھے نہیں کھانا تمہارے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا تو کیوں لے کے آئی ہو۔۔۔قدسیہ بیگم غصے سے پھٹ پڑیں مگر زمدہ پھر بھی مسکراتی ہوئی دو قدم انکی جانب بڑھی۔

ہم نے صرف کھانا بنایا ہے مگر یہ رزق تو اللہ پاک نے دیا ہے نا۔۔۔آپ بے شک ہمارے ہاتھ کا کھانا مت کھاؤ مگر یہ سمجھ کے تو کھالو کے یہ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے۔۔۔۔

بہت سا لوگ اس رزق کے لیئے سارا دن بھٹکتا ہے تک کہیں جا کے انہیں دو وقت کا روٹی ملتا ہے۔۔۔۔

پر اللہ نے آپ کو اتنا آسانی سے اتنا اچھا رزق دیا ہے۔۔۔اس طرح اس سے منہ موڑ کے اللہ کو ناراض تو نا کرو۔۔۔زمدہ نے بڑے ہی نرم لہجے میں سمجھایا تو قدسیہ بیگم کے چہرے کے سخت تاثرات کچھ نرم پڑے۔

آپ کا ہم سے جو بھی اختلاف ہے وہ بس ہم تک رکھو یوں رزق کو بیچ میں مت لاؤ۔۔

یہ کھانا ہم یہاں رکھ کے جا رہا ہے آپ کھا لینا۔۔۔وہ ٹرے ٹیبل پہ رکھتی انہیں لاجواب چھوڑ کمرے سے باہر نکل گئی۔

جب کے کھانا دیکھتے قدسیہ بیگم شرمندہ ہو کے رہ گئیں۔

انہیں نے واقع میں زمدہ کا غصہ کھانے پہ نکال دیا تھا جو بلکل بھی سہی بات نہیں تھی۔۔۔اور اس بات کا احساس انہیں اب ہو رہا تھا۔

🌺🌺🌺۔

وہ کب سے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹتی ریان کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔

وہ اس سے اپنے رویہ کی معافی مانگنا چاہتی تھی۔۔۔اور جب تک وہ معافی نہیں مانگ لیتی اسے چین نہیں ملنے والا تھا۔

تقریباً دس منٹ ادھر سے ادھر چکر کاٹتے رہنے کے بعد آخر ریان کمرے میں داخل ہوا تو وہ فوراً اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

کہاں تھا اتنی دیر سے۔۔۔ہم کب سے آپ کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔وہ خالص بیویوں والے انداز میں ایک ہاتھ کمر پہ ٹکائے گویا ہوئی تو ریان نے اسکے بدلتے تیور دیکھ ابرو اچکائی۔

کس خوشی میں تم میرا انتظار کر رہیں تھیں۔۔۔

دیکھو اگر تو تم مجھ سے لڑنا چاہتی ہو تو میرا اس وقت لڑنے کا بلکل موڈ نہیں ہے میں بہت تھکا ہوا ہوں اس وقت۔۔۔۔دیان انگلی اٹھا کے بے زاریت سے بولا۔

آف ہو ایک تو آپ کو ہر وقت لڑائی ہی سوجھتا ہے۔۔۔زمدہ نے اسکی انگلی پکڑ کے نیچے کی۔

تو تم لڑنے کے علاؤہ اور کچھ کرتی ہو۔۔۔ریان نے طنزیہ کہا جس پہ زمدہ نے اسے آنکھیں چھوٹی کیئے گھورا۔

ہم کب لڑتا ہے۔۔۔یہ آپ ہی ہے جو ہم سے لڑنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔۔۔بات بات پہ ہم کو ڈانٹتا ہے۔۔۔وہ لڑاکا انداز میں ہاتھ نچا نچا کے بولی۔

ہاں دکھ رہا ہے کون لڑتا ہے۔۔۔اسکے انداز پہ جتلاتے ہوئے بول کے وہ اسکے برابر سے گزرنے لگا جب زمدہ نے اچانک اسکا ہاتھ تھاما۔

ریان نے مڑ کے ایک سنجیدہ نظر اپنے ہاتھ پہ جب کے دوسری نظر زمدہ کے چہرے پہ ڈالی تو زمدہ فورن اپنا ہاتھ پیچھے کر گئی۔

وہ ہم کو آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔۔وہ تھوڑا سمبھل کے بولی

بولو۔۔۔دونوں بازو سینے پہ باندھے وہ پوری طرح اسکی جانب متوجہ ہوا۔

ساری(سوری)۔۔۔وہ اپنا ایک کان پکڑے بولی تو ریان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا جب کے ساری پہ اسنے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی روکی۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ سوری بولنا چاہ رہی ہے مگر کس لیئے یہ وہ نہیں سمجھ سکا۔

ہم نے آپ سے بد تمیزی سے بات کیا تھا اس کے لیے
ساری (سوری)۔۔۔اسکی سوالیہ نظروں پہ زمدہ نے وضاحت دی۔

ہمم ٹھیک ہے۔۔۔وہ بس اتنا کہتا واپس مڑنے لگا جب زمدہ نے ایک بار پھر جلدی سے اسکا ہاتھ تھاما۔

اب کیا ہے۔۔۔وہ گہرا سانس بھرتے واپس مڑا۔

آپ ساری نہیں بولے گا۔۔۔زمدہ نے پیار سے پوچھا۔

میں کس لیئے بولوں۔۔۔اسنے کندھے اچکائے نا سمجھی سے پوچھا۔

آپ نے بھی تو ہم سے بد تمیزی کیا تھا۔۔۔اتنا زور سے ہمارا بازو پکڑا تھا کہ ابھی تک درد ہو رہا ہے۔۔۔وہ معصومیت سے بولی توریان اسکا معصومیت چہرہ دیکھتا رہ گیا۔

تیکھے نین نقش۔۔شہد رنگ بڑی بڑی آنکھیں۔۔۔گورا رنگ۔۔۔بلاشبہ وہ بہت حسین تھی یہ اسکے دل نے اعتراف کر لیا تھا۔

کیا آپ کو یاد نہیں آرہا کے آپ نے ہم سے کب بد تمیزی کیا تھا۔۔۔اس سے خود کو تکتے دیکھ زمدہ آنکھیں بڑی کیئے بولی توریان ہوش میں آتا اپنی بے خودی پہ خود کو لعنت بھیجتا دو قدم پیچھے ہوا۔

اوکے سوری۔۔۔لیکن غلطی تمہاری ہی تھی تم نے ہی مجھے غصہ دلایا تھا۔۔۔وہ بے نیازی سے بولا تو زمدہ نے حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھا۔

اسنے تو کچھ کیا بھی نہیں تھا اور وہ کہ رہا تھا اسنے غصہ دلایا ہے۔۔۔مطلب حد ہو گئی تھی۔

اوماڑا۔۔۔ہم نے کوئی غصہ نہیں دلایا تھا آپ خود بلاوجہ ہم پہ غصہ ہوا تھا حالانکہ بات ہمارا اور ہمارے ساسوماں کے بیچ کا تھا جس میں آپ زبردستی گھسا تھا۔۔۔زمدہ نے اچھے سے حساب برابر کیا تو وہ بس آنکھیں گھما کے رہ گیا۔

ہنہ۔۔۔زمدہ منہ بناتی جا کے بیڈ پہ بیٹھی گئی۔

ایک تو غلط ساری اسکی تھی اسنے بلاوجہ اس پہ غصہ کیا جس وجہ سے اسے بھی غصہ آگیا اور اب کہ رہا تھا ساری غلطی تمہاری ہے۔۔۔ مطلب وہ اپنی غلطی ماننے کے کیئے تیار ہی نہیں تھا۔

اسکے پھولے ہوئے چہرے کو دیکھتے رہان اپنی مسکراہٹ روکتا لیپ ٹاپ کا بیگ لیئے صوفے پہ بیٹھ گیا۔

سنو۔۔۔ موبائل میں سر دیئے بیٹھی زمدہ کو پیار سے پکارہ تو اسنے گھور کے اسے دیکھا۔

کھانا اچھا بنایا تھا تم نے۔۔۔اسکے ہونٹ خود باخود مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔ناجانے وہ کیسے اسکے کھانے کی تعریف کر گیا تھا وہ خود بھی حیران تھا۔

جب کے اسکے تعریف کرنے پہ زمدہ کا پھولا ہوا چہرہ ایک دم کھل اٹھا۔

شکریہ۔۔۔وہ مسکرا کے خوشی سے بولی تو وہ سر جھٹکتا لیپ ٹاپ کھول گیا۔

اچھا سنو۔۔۔ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب زمدہ نے اسے مخاطب کیا۔

ہمم۔۔۔اسنے مصروف سے انداز میں ہنکارہ بھرا۔

ہم کو کل بازار لے جائے گا۔۔۔ ہمیں کچھ ضروری چیزیں خریدنی ہیں۔۔۔

زمدہ نے مدہ بیان کیا۔

گھر میں اور بھی لوگ ہیں انکے ساتھ چلی جانا میں مصروف ہوں کل۔۔۔

اسنے ناچاہتے ہوئے بھی بہانا بنایا جب کے اسکی کل کوئی خاص مصروف نہیں تھی۔

گھر والا ہمارا شوہر ہے یا آپ ہمارا شوہر ہے۔۔۔ وہ گھور کے کہتی اسے اپنی جانب دیکھنے پہ مجبور کر گئی۔

کیا ہے نا ہم شہر کے بازاروں میں کبھی نہیں گیا۔۔۔ ہمارے گاؤں کے پاس ہفتے میں دو بار بازار لگتا تھا ہم وہیں سے اپنی ساری خریداری کرتا تھا۔۔۔۔

لیکن ہمیں بڑا شوق تھا شہر کے بازار دیکھنا کا

اوراب جب ہمارا شادی آپ سے ہوا ہے تو ہم پہلی بار آپ کا ساتھ ہی جائے گا نا۔۔۔نا کے کسی اور کے ساتھ۔۔۔اسنے جلدی سے وضاحت دی۔

وہ جانے کو تو کسی کے بھی ساتھ جا سکتی تھی مگر وہ ریان کے ساتھ وقت گزارنا چاہتی تھی۔۔۔اسکو سمجھنا چاہتی تھی۔۔اسکے دل میں جگہ بنانا چاہتی تھی جب کے وہ تو اسکے دل میں آہستہ آہستہ اپنی جگہ بنا چکا تھا۔

ٹھیک ہے کل شام میں چلیں گے۔۔۔وہ مختصر جواب دیتا واپس اپنے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گیا جب کے اسکے راضی ہونے پہ وہ تو خوش ہی ہو گئی تھی۔

اسے امید نہیں تھی وہ اتنی آسانی سے مان جائے گا مگر وہ مان گیا تھا جو نا قابل یقین بات تھی۔

جب کے دوسری جانب ریاں اپنے آپ پہ حیران تھا کے پتہ نہیں کیوں وہ اسکی ہر بات شرافت سے مان رہا ہے۔۔۔اسکے ساتھ مسکرا کے بات کر رہا ہے۔۔اسکی ہر بات کا جواب دے رہا ہے۔۔اور تو اور اسے سوری بھی بول دیا جب کہ یہ لڑکی اسے بلکل اچھی نہیں لگتی تھی مگر اس سے بات کرتے ہوئے اسے اچھا لگتا تھا۔۔۔دل کرتا تھا وہ اسکے ساتھ لڑے۔۔۔اسے تنگ کرے مگر پھر صرف ایک چیز بیچ میں آجاتی تھی اور وہ تھی اسکا کم پڑھا لگا ہونا۔

اسکی آئڈیل ایک پڑھی لکھی لڑکی تھی۔۔۔چاہے وہ چھوٹے گھرانے سے ہو مگر ہونی پڑھی لکھی چاہیئے تھی جسے اس کے ساتھ سوسائٹی میں موو کرنا آتا وہ مگر زمدہ اسکی آئڈیل سے ایک پرسنٹ نہیں ملتی تھی۔

وہ تو کھانا بھی کرسی پہ التی پالتی مار کے بیٹھ کے کھاتہ تھی تو وہ اسکے ساتھ سوسائٹی میں کیسے موو کر سکتی تھی۔

بس ایک یہی وجہ تھی اسکے پاس زمدہ کو ناپسند کرنے کی۔

🌺 🌺 🌺۔

اسکی آنکھ اپنے منہ پہ گرنے والے پانی کے چھینٹوں سے کھلی۔

آنکھیں میچتے اسنے دھیرے سے آنکھیں کھولیں تو بیڈ کے پاس ہی زمدہ کھڑی اپنے گیلے بالوں کو جھٹک جھٹک کے خشک کر رہی تھی۔

خوبصورت لمبے کالے بال جو اسکی کمرے سے نیچے تک کسی آبشار کی طرح جھول رہے تھے۔

ہرے کُرتے پاجامے میں بغیر دوپٹے کے کھڑی لاپرواہی سے بال خشک کر کر ہی تھی۔۔۔جب کے ریان کی نظریں بے خود ہوتی اسکے وجود کا طواف کر رہیں تھیں۔

بغیر کسی میک اپ کے صاف نکھرے نکھرے چہرے پہ پھیلی معصوم ۔۔۔۔اسے اپنی طرف بری طرح سے متوجہ کر رہی تھی۔

دھیرے سے بغیر آواز پیدا کیئے بیڈ سے اتر کے وہ بلکل اسکے پیچھے جا کھڑا ہوا۔

اپنے پیچھے آہٹ محسوس کر کرتے وہ جیسے ہی پیچھے مڑی ایک دم اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

آنکھیں پھاڑے حیرت سے خود کو تکتے ریان کو دیکھا جو خمار آلود نگاہوں سے اسے ہی تک رہا تھا۔

ماڑا کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔ ہم کو ایسے کیوں دیکھ رہا ہے۔۔۔ دو قدم پیچھے ہوتے زمدہ نے آنکھیں چھوٹی کیئے پوچھا

ریان نے آگے بڑھتے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے ساتھ ڈریسنگ کے سامنے لاتے شیشے کے سامنے کھڑا کیا۔

اسکی بدلی بدلی نگاہوں کو زمدہ بڑی حیرت سے ملاحظہ فرما رہی تھی جب اسنے تھوڑا سا جھک کے دوسری دراز کھولتے اس میں سے ہئر ڈرائیر نکالا کے اسکے ہاتھ میں پکڑایا۔

اس سے بال خشک کرو۔۔۔پلگ سوئچ بورڈ میں لگاتے بولا تو زمدہ نے ہاتھ میں پکڑی مشین کو الٹ پلٹ کے دیکھا

اس سے کیسے۔۔۔اسنے نا سمجھی سے استفسار کیا۔

ایسے۔۔۔اسکے ہاتھ سے ڈرائیر لیتے ریان نے اون کرتے خود اسکے بال خشک کرنا شروع کیئے۔

اس میں سے تو گرم ہوا آرہا ہے۔۔۔۔اسنے عجیب سا منہ بناتے شیشے میں سے اپنے پیچھے کھڑے ریان کو دیکھا۔

اس گرم ہوا سے بال جلدی خشک ہوتے ہیں۔۔۔اسنے ریشمی بالوں کی نرمی کو محسوس کرتے گھمبیر لہجے میں کہا۔

ہاں۔۔۔ہو رہا ہے۔۔۔یہ تو واقعی بہت اچھا چیز ہے۔۔۔ہاتھوں سے بالوں کو چھوتی انہیں خشک ہوتا محسوس کر خوشی سے بولی

ہمم لواب خود کرو۔۔۔ڈرائیر اسکے ہاتھ میں تھماتے بڑی مشکل سے اسکے بالوں کی نرمی سے ہاتھ ہٹاتے پیچھے ہوا۔۔

اسکے دل کی حالت ایک دم سے عجیب ہونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔دل میں خواہش جاگی کے اسکے بالوں سی اٹھتی بھینی بھینی خوشبو کو ایک بار خود میں اتار لے۔۔۔جس پہ اسنے اپنے پاگل ہوتے دل کو ڈپٹ کے سلایا۔

اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیر تازمدہ کے مسکراتے خوش ہوتے چہرے سے بامشکل نظریں ہٹاتا واشروم میں گھس گیا۔



دوپہر کے تین بج رہے تھے اور اس وقت یونگ پارٹی چھت پہ چھجے کے نیچے رکھی ٹیبل چیئر پہ بیٹھے لوڈو کھیل رہے تھے۔

آج صبح سے ہی گھر کا ماحول کافی پر سکون تھا۔۔۔اتنے دنوں کے بعد آج پہلی بار ہمیشہ کی طرح سب نے پر سکون ماحول میں ناشتہ کیا تھا۔۔۔آج قدسیہ بیگم نے خاموشی سے اپنا ناشتہ کیا تھا جس پہ سب ہی کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔۔۔

اور اب بھی قدسیہ بیگم ہمیشہ کی طرح کمرے سے باہر ہی بیٹھی ملازماؤں سے کام کروا رہیں تھیں ورنا پچھلے کچھ دنوں سے تو جیسے انہوں نے خود کو کمرے تک ہی محدود کر لیا تھا۔۔۔یہ سب کے لیئے ایک خوشگوار تبدیلی تھی جس نے سب کو ہی ایک امید کی ڈور تھمائی تھی کے آخر ایک نا ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا قدسیہ بیگم زمدہ کو قبول کر ہی لیں گی۔

گھر کا ماحول تھوڑا پر سکون ہوا تو وہ لوگ بھی اپنی ٹولی لیئے چھت پہ آ گئے۔

پہلے زمدہ کو پورا گھر دیکھایا پھر لوڈو لے کے وہیں چھت پہ بیٹھ گئے۔

پتہ ہے تم لوگوں کو ہم گاؤں میں اپنا دوست کے ساتھ یہ کھیل کھیلا کرتا تھا۔۔۔ مگر اس کھیل میں اتنا مزا نہیں جو مزا پیل دوچ میں آتا ہے۔۔۔ زمدہ نے منہ بنائے کہا تو وہ تینوں نا سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

کون سا دوچ۔۔۔ابرار نے الجھ کے پوچھا

پیل دوچ۔۔۔ یہ ایک ایسا کھیل ہے جس میں زمین پہ چوک کی مدد سے بہت سارا ڈبا بنا کے کھیلتا ہے اور پھر ان دبا میں پتھر پھینک کے ایک پاؤں موڑ کر صرف ایک پاؤں سے دوسرا ڈبے میں پھلانگتا ہے۔۔۔ زمدہ نے

تفصیل سے انہیں پورا کھیل سمجھایا جسے سن کے وہ لوگ کافی اکسائٹڈ ہو گئے.

واؤ کافی مزے کا گیم لگ رہا ہے۔۔۔ چلو ہم بھی کھیلتے ہیں۔۔۔ادینہ جوش سے بولی۔

ہاں ہم کھیل سکتا ہے مگر اس کے لیئے سمٹ یا پتھر کا زمین ہونا چاہیئے۔۔پر یہاں تو چکنا زمین ہے۔۔۔زمدہ نے چمکتے ٹائلز کی جانب اشارہ کیا۔

تو ایک کام کرتے ہیں نیچے پورچ میں چلتے ہیں وہاں کا فرش پتھر کا ہے۔۔۔ اریبہ نے جلدی سے مسئلہ حل کیا۔

چلو پھر دیر کس چیز کی ہے۔۔۔ابرار جلدی سے کھڑا ہوا تو اسکے ساتھ سب کھڑے ہوتے نیچے کی جانب بڑے۔

ارے رکو رکو۔۔۔آدھی سیڑھیوں پہ پہنچ کے زمدہ نے سب کو پکارہ۔

کیا ہوا۔۔۔تینوں ایک ساتھ پیچھے مڑتے ہم آواز بولے

ہمارا پاس چوک تو ہے نہیں۔۔۔زمدہ نے اہم مسئلہ بیان کیا تو وہ تینوں اوو کی شیپ میں ہونٹوں کو گول کرتے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

اب۔۔۔اریبہ نے فکر مندی سے پوچھا۔

مارکر سے لائنز بنالیں گے۔۔۔ادینہ نے فورن آئڈیا دیا۔

بیوقوف لڑکی مار کر سے لائنز بنائیں گے تو وہ مٹیں گی کیسے۔۔۔اریبہ نے اسکے ماتھے پہ ہاتھ مارتے کہا تو وہ اپنی بیوقوفی سمجھتے ہوئے سر ہلا گئی۔

تو پاؤڈر سے بنالیں گے کیسا۔۔۔ابرار نے سوچتے ہوئے آئڈیا دیا جو سب کو ہی کافی پسند آیا تھا۔

لیکن اس سے اچھا یہ نہیں ہے کے تم کسی قریبی کریانہ کا دکان سے چوک لے آؤ۔۔۔زمدہ نے کافی سمجھداری سے کہا۔

کریانہ۔۔۔ایک بار پھر تینوں ہم آواز کہتے نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگے۔

افففف ہو ماڑا ایک تو تم انگریز کا بچہ۔۔۔کریانہ مطلب راشن کا دکان۔۔۔ جہاں تیل، گھی، آٹا، چاور، صرف، صابن وغیرہ ملتا ہے نا اسے کریانہ کا دکان کہتا ہے۔۔۔زمدہ نے آسان لفظوں میں سجھایا۔

اوو اچھا مطلب جرنل اسٹور۔۔۔اریبہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا

ہاں وہی۔۔۔زمدہ کے کچھ سمجھ تو نہیں آیا مگر اسنے پھر بھی ہاں میں ہاں ملائی۔

لیکن یہاں آس پاس تو ایسا کوئی جرنل اسٹور ہے ہی نہیں۔۔۔اس کے لیئے تو تھوڑا دور جانا ہو گا۔۔۔ابرار نے سر کھجاتے کہا

یاں تو چلے جاؤ۔۔۔ویسے بھی کسی کام کے نہیں ہو تم۔۔۔اسی بہانے تھوڑا سا کام تو کر لو گے۔۔۔ادینہ نے اسکے بازو پہ ہلکا سا تھپڑ لگاتے ہوئے کہا۔

ہاں اور تم تو جیسے سارے گھر کا کام اکیلے کرتی ہو نا۔۔۔ابرار نے بھی طنزیہ کہتے حساب برابر کیا

ارے تم دونوں بعد میں لڑ لینا۔۔۔پہلے تم جا کے چوک لے کے آؤ۔۔۔ اریبہ نے دونوں کو لڑتے دیکھ ابرار کو دھکا دیتے جانے کا کہا

جا رہا ہوں۔۔۔۔

موٹی کہیں کی۔۔۔اریبہ سے کہتے آخر میں ادینہ کو چڑھانا نہیں بھولا

میں تو کوئی نہیں ہوں موٹی تم خود ہو گے موٹے۔۔۔ادینہ نے منہ چڑھاتے کہا تو بدلے میں ابرار میں اسے منہ چڑھاتا نیچے بڑھ گیا۔

اچھا چلو ہم سب چل کے نیچے انتظار کرتا ہے۔۔۔زمدہ ان دونوں کو لیئے نیچے کی جانب بڑھ گئی۔

🌺 🌺 🌺 ۔

کچھ دیر بعد ابرار چوک لے کے آیا تب تک زمدہ ادینہ اور اریبہ کو پورا گیم سمجھا چکی تھی۔

لاؤ چوک۔۔۔زمدہ نے ہاتھ آگے بڑھایا تو ابرار نے جیب سے چوک نکال کے اسکو تھمائی۔

زمدہ نے زمین پہ ڈبے بنانا شروع کیئے۔۔۔

وہ تینوں ایک طرف کھڑے اسکی کاروائی بڑی آکسائیٹمنٹ سے دیکھ رہے تھے۔

سارے ڈبے بنا کے ان کے اندر ایک سے لے کر دس تک نمبر لکھنے کے بعد وہ ہاتھ جھڑتی ہوئی سیدھی کھڑی ہوئی

اب ہم تم لوگوں کو کھیل کے دیکھاتا ہے کے یہ کھیلا کیسے جاتا ہے۔۔۔

دوپٹہ کمر پہ باندھتے وہ اسہی چوک کو پہلے ڈبے میں پھینکتی ایک پاؤں سے اس ڈبے کو پھلانتی آگے بڑی۔

وہ بڑی خوشی کے ساتھ انہیں سمجھا رہی تھی کے کھیلتے کیسے ہیں جب کے وہ لوگ بھی کافی انہماک سے اسے دیکھ رہے تھے۔

دیکھا ایسے کھیلتا ہے اور اگر غلطی سے پاؤں لائن پہ آگیا تو پھر تمہارا باری سب سے آخر میں آئے گا۔۔۔ڈبو سے باہر آ کے اسنے ان تینوں کو دیکھا۔

میں سیکھ گیا اب میری باری۔۔۔ابرار فورن آگے بڑھا جب ادینہ نے اسکو شرٹ سے پکڑ کے واپس پیچھے کیا

ایسے کیسے تمہاری باری۔۔۔پہلی باری میری ہو گی۔۔۔ادینہ اسے پیچھے کیئے خود آگے آئی۔

کیوں چوک تم لائیں تھیں۔۔۔

جو اتنی دور سے چوک لایا ہے پہلی باری بھی اسی کی ہو گی۔۔۔ابرار نے احسان جتایا۔

اگر مجھے گاڑی چلانی آتی نا تو میں خود جا کے لے آتی۔۔۔ادینہ دوبدو بولی۔

تو پاؤں تو سلامت تھے نا چل کے چلی جاتیں۔۔۔ابرار بھی کہا پیچھے رہنے والا تھا۔

جب کے انکی لڑائی دیکھ کے زمدہ اور اریبہ افسوس سے سر ہلا رہی تھی۔

اگر مجھے راستے پتہ ہوتے تو چلی بھی جاتی۔۔۔آستینوں کو اوپر چڑھاتے ادینہ مزید لڑائی کے موڈ میں تھی جب انکی لڑائی سے تنگ آ کے زمدہ نے ٹوکا۔

بس کرو۔۔۔بہت ہو گیا تم دونوں گا۔۔۔اگر ایسے ہی لڑنا ہے تو ہم جا رہا ہے خود ہی کھیلتا رہو۔۔۔دونوں کو گھولتے زمدہ نے آخر میں سنگین دھمکی دی جس پہ وہ دونوں ہی تیر کی طرح سیدھے ہو گئے۔

سوری بھابھی۔۔۔دونوں یک زبان بولے تو زمدہ بس سر ہلا گئی۔

اب پہلی باری۔

ہمارا ہے۔۔۔ابرار پھر سے کچھ کہنے لگا تھا جب زمدہ نے بیچ سے اسکی بات اچکتے بات مکمل کی۔۔۔اور آگے بڑھتے گیم اسٹارٹ کیا۔

Zubi Novels Zone

وہ پورے جوش و خروش کے ساتھ کھیلنے میں مگن ہو گئے جب کے لاؤنج کے دروازے پہ کھڑی قدسیہ بیگم سنجیدگی سے ان سب کو کھیلتے دیکھ کچھ سوچتے ہوئے اندر بڑھ گئیں۔



دروازے پہ ہورن کی آواز آئی مگر وہ لوگ اپنے کھیل میں اتنے مگن تھے کے کسی نے سنا ہی نہیں۔

یہاں تک کے گارڈ کے دروازہ کھولنے اور ریان کے گاڑی اندر لانے تک انہیں پتہ ہی نہیں چلا جب کے ریان ان لوگوں کو قہقہے لگاتے اور اچھلتے اچھلتے آگے بڑھتا دیکھ نا سمجھی سے انہیں دیکھنے لگا۔

اسنے ایک بار لمبا سا ہارن بجایا تو اتنی تیز آواز اپنے پیچھے سے آتی سن وہ سب ایک دم ہوش میں آئے۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔اسنے کھڑکی سے گردن باہر نکالتے ہوئے پوچھا۔

ہم لوگ پیل دوچ کھیل رہے تھے بھائی۔۔۔اریبہ جلدی سے بولی مگر ریان کے تو سمجھ ہی نہیں آیا کے وہ کیا کہہ رہی ہے۔

کیا۔۔۔اسنے ناسمجھی سے پوچھا۔

یہ ایک کھیل ہوتا ہے جس میں زمین پہ ڈبے بنا کے کھیلتا ہیں۔۔۔زمدہ نے آسان لفظوں میں سمجھایا تو ریان فرش پہ سفید رنگ سے بنے ڈبے دیکھنے لگا۔

یہ تم لوگوں نے فرش کیوں گندا کیا ہے۔۔۔وہ تھوڑا سخت لہجے میں بولا تو ان تینوں کا تو جیسے رنگ ہی پھیکا پڑا۔۔۔جب کے صرف ایک زمدہ ہی تھی جو اسکی بات پہ اسے گھور رہی تھی۔۔۔باقی وہ تینوں تو سر جھکائے کھڑے تھے۔

ریان ان سب میں بڑا تھا اس لیئے اسکا رعب ان تینوں پہ ہی زیادہ تھا۔۔۔ اوپر سے اسکا غصہ جو کسی بھی وقت کسی بھی چیز پہ آجاتا تھا۔

کبھی تو وہ ان تینوں کے ساتھ مل کے خوب ہنسی مزاق کرتا تھا تو کبھی ایک دم ہی سیریس اور سنجیدگی ہو جاتا تھا۔۔۔اور اسکے غصے سے تو وہ تینوں ویسے ہی بہت ڈرتے تھے۔

ماڑا غصہ کیوں کرتا ہے۔۔۔ہم بس کھیل رہا تھا۔۔۔زمدہ فورن سے بولی۔

یہ کیسا کھیل ہے جس میں فرش کو گندا کرنا پڑے۔۔۔ریان سنجیدگی سے بولا۔

یہ کھیل ایسا ہی کھیلا جاتا ہے۔۔۔رکو ہم آپ کو کھیل کے سمجھاتا ہے۔۔۔ زمدہ جلدی سے واپس مڑی جب ریان نے ایک بار پھر سے ہارن بجایا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے کچھ بھی سمجھانے کی۔۔۔ہٹو آگے سے۔۔۔ سرد لہجے میں کہتے اسنے زمدہ کے آگے سے ہٹنے کا انتظار کیئے بغیر گاڑی آگے بڑھائی تو زمدہ جلدی سے سائڈ پہ ہوتی اسے گھورنے لگی۔

گاڑی سے اتر کے وہ اندر کی جانب بڑھا جب جاتے جاتے واپس پیچھے مڑا۔

یہاں کھڑی کیوں ہو اب۔۔۔شوپنگ پہ نہیں جانا۔۔۔تمہاری وجہ سے اپنا ضروری کام چھوڑ کے آیا ہوں۔۔۔اسے وہیں کھڑے دیکھ سنجیدگی سے کہا جیسے اس پہ احسان عظیم کیا ہو۔

آپ لوگ شوپنگ پہ جا رہے ہیں۔۔۔اریبہ نے انکی بات سے اندازہ لگایا۔

ہاں۔۔۔تم لوگ بھی چلو۔۔۔زمدہ نے جوش سے انہیں بھی ساتھ چلنے کی آفر کی۔

نہیں ہم کباب میں ہڈی نہیں بنا چاہتے۔۔۔ابرار نے دانت دیکھاتے کیا توریان نے اسے گھورا۔

چھوڑ وان لوگوں کو۔۔۔تم جلدی تیار ہو دیر ہو رہی ہے۔۔۔ریان سپاٹ انداز میں کہتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

دیکھا دیکھا کیسے کہہ رہے تھے چھوڑ وان لوگوں کو۔۔۔یہ بھی نہیں چاہتے کے ہم کباب میں ہڈی بنیں۔۔۔ابرار نے شرارت سے زمدہ کو چھیڑا۔

تو سہی تو کہہ رہا تھا۔۔میرا سر تاج۔۔۔۔زمدہ اپنے بالوں کی لمبی چوڑی ایک ادا سے پیچھے جھٹکتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔تو وہ تینوں بھی معنی خیزی سے اوو کرتے اسکے پیچھے ہو لیئے۔



مال کے سامنے کھڑے ہو کے زمدہ نے منہ اٹھا کے پوری بلڈ نگ کو دیکھا جس پہ اسکی آنکھیں حیرت سے بڑی ہوئیں۔

ہائے اللہ اس اتنا بڑا عمارت کے اندر بازار ہے۔۔۔اندر داخل ہوتے زمدہ چاروں طرف دیکھتی حیرت سے بولی۔

اسے مال کہتے ہیں۔۔۔اسکے ساتھ چلتے ریان نے زرا بے زاریت سے کہا۔

یااللہ یہ تو بہت بڑا ہے اور کافی مہنگا بھی ہو گا نا۔۔۔وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی تو ریان نے صرف سر ہلانے میں اکتفا کیا۔

تو ہم یہاں کیوں آیا ہے۔۔۔اس سے اچھا ہم ہمارے گاؤں کے پاس والے بازار چلا جاتا۔۔۔وہاں اتنا اچھا چیز اتنا سستا ملتا ہے۔۔۔وہاں لگے اسٹول پہ رکھی چیزوں کو دیکھتی فکر مندی سے بولی۔

ادھر چلو۔۔۔ریان اسکا ہاتھ پکڑے اسے ایک بوتیک میں لیئے داخل ہوا۔

اسلام و علیکم بتائیں آپ کو کیا دیکھوں۔۔۔ سیلز گرل نے مسکراتے ہوئے انہیں ویلکم کیا۔

ہائے۔۔۔کتنا پیارا جوڑا ہے۔۔۔ڈمی پہ لگے سوٹ کو ستائشی نظروں سے دیکھا۔

باجی یہ کتنے کا ہے۔۔۔۔اسنے پاس کھڑی سیلز گرل سے پوچھا۔

دس ہزار کا ہے میم۔۔۔۔لڑکی مسکرا کے بولی جب کے زمدہ کی آنکھیں پھیل گئیں

ہیں ں ں ں ں ں دس ہزار۔۔۔آنکھیں بڑی کیئے پہلے ریان کو پھر اس لڑکی کو دیکھا جو اسے دیکھ کے ابھی تک مسکرا رہی تھی۔

اووو باجی دس ہزار والا ایسا اس میں ہے ہی کیا۔۔۔لان کا سادہ جوڑا ہے ۔۔۔یہ تو ہمارے گاؤں کے بازار میں ڈھائی سو کا ملتا ہے۔۔۔۔زمدہ کمر پہ ہاتھ ٹکائے اس لڑکی کو گھور کے بولی

اب حیرت سے آنکھیں کھولنے کی باری اس لڑکی کی تھی۔۔۔جب کے ریان کا ہاتھ بے ساختہ اپنے ماتھے پہ گیا۔

زمدہ یہ برانڈڈ سوٹ ہے اس کی قیمتیں اتنی ہی ہوتی ہیں۔۔۔خیر تم یہ سب چھوڑو اور اپنے لیئے کوئی سوٹ پسند کرو۔۔۔ریان نے اس لڑکی کو ہونقوں کی طرح منہ کھولے دیکھ رسان سے زمدہ کو سمجھایا۔

ارے ایسا کیا۔۔۔دس ہزار کم ہوتا ہے کیا۔۔۔اتنے میں تو ہم پورے ماہ کا راشن ڈلوا لے بلکے اس میں سے بھی کچھ پیسا بچا کے ایسے چار پانچ جوڑے لے آئے۔۔۔۔وہ ریان کو گھورتی تڑک کے بولی۔

زمدہ۔۔۔ریان نے اسے تنبیہ نگاہوں سے دیکھا مگر زمدہ پہ کوئی آثار نا ہوا۔

ارے باجی کچھ غریبوں کا خیال کرو۔۔۔اتنا عام سا سوٹ تم دس ہزار کا بچتا ہے یہ بہت ہی ناجائز ہے۔۔۔ تمہیں اس کا جائز پیسا لینا چاہیے۔۔۔ریان کے مسلسل گھورنے پہ بھی زمدہ چپ نا ہوئی اور اس سیلز گرل کو جائز پیسے لینے کی تلقین کرتی رہی۔

اگر ہمارا مانوں تو تم بھی اپنا دوکان ہمارا گاؤں میں لگالو۔۔۔یقین جانوں بہت کماؤ گی۔۔۔زمدہ نے ایک بار پھر اسے اپنے گاؤں کی اہمیت بتائی۔۔ جب کے ریان کی اب بس ہو گئی تھی۔

سوری...اکسکیوزمی۔۔۔وہ معذرت کرتا زمدہ کا ہاتھ تھامے اسے بوتیک سے باہر لایا۔

یہ کیا حرکت تھی۔۔۔اسے باہر لاتے اسکے ہاتھ پہ گرفت مضبوط کرتے غصے سے مگر دھیمے لہجے میں پوچھا

کیا۔۔۔ہم نے کیا کیا۔۔۔زمدہ نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔

وہاں اندر اپنے جاہل ہونے کا ثبوت دینے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔جانتی ہو وہ بوتیک میرے ایک دوست کی بیوی کا ہے سوچو اگر وہ خود وہاں ہوتی تو میری کیا عزت رہ جاتی اسکے سامنے۔۔۔ارد گرد سے گزرتے لوگوں کا خیال کرتے ہوئے ریان زرا دھیمے لہجے میں غرایا۔

لو بھلا اس میں بے عزتی کا کیا بات ہے۔۔۔ہم نے ٹھیک ہی تو کہا ہے۔۔۔ارے دس ہزار میں ہم سو جوڑا بنا لے اور یہ یہاں ایک جوڑا دس ہزار کا دے رہا ہے۔۔۔اب آپ ہی بتاؤں کیا یہ غلط بات نہیں ہے۔۔۔

بلکے ہم تو کہتا ہے وہاں اپنے گاؤں والے بازار چلتا ہے وہاں بہت اچھا اچھا جوڑا مل جائے گا۔۔۔اسکے سرخ ہوتے چہرے پہ غور کیئے بغیر زمدہ اپنی ہی بولے جا رہی تھی جب ریان نے اسکو اپنے ساتھ گھسیٹنا شروع کیا۔

کہاں جارہا ہے ہم۔۔۔گاؤں والا بازار۔۔۔مال سے باہر نکلتے واپس گاڑی کی جانب بڑھتے دیکھ زمدہ نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

اسے امید نہیں تھی کے ریان اتنی جلدی اسکی بات مان جائے گا۔

شٹ اپ۔۔۔بیٹھو چپ چاپ اندر۔۔۔گاڑی کے پاس آکے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ چھوڑتے خود ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھ گیا۔

اسکے ڈانٹنے پہ وہ منہ بناتی خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

کہاں جارہا ہے۔۔۔گاڑی چلتے ہی اسکی زبان میں پھر سے چلی۔۔

کہاناچپ کر کے بیٹھو ورنا ایسانا ہو میں غصے میں کچھ بہت سخت بول جاؤں جو تمہیں ہر گزا چھانا لگے۔۔۔۔ریان ضبط سے کہتا ڈرائیو نگ پہ فوکس کرنے لگا ورنا کوئی بعید نا تھی کے اگر زمدہ ایک اور لفظ کہتی تو وہ اسے گاڑی سے ہی نیچے اتار دیتا۔

اسکی سخت آواز پہ زمدہ نے بھی خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔

وہ اس وقت کسی بحث کے موڈ میں نہیں تھی اور ناہی چاہتی تھی کے اسے غصے میں مزید غصہ دلادے اس لیئے خاموش ہو گئی۔

پورا راستہ خاموشی کی نظر ہو گیا مگر جیسے ہی گاڑی گھر کے باہر رکھی زمدہ کی چپی ٹوٹ گئی۔

ہم گھر کیوں آگیا۔۔۔ابھی تو ہم نے کچھ لیا بھی نہیں تھا۔۔۔وہ حیرت سے ریان کو دیکھ کے بولی جو سنجیدگی سے گاڑی پورچ میں داخل کر رہا تھا۔۔

کہیں لے کے جانے کے لائق ہی نہیں ہو تم۔۔اب چپ چاپ باہر نکلو اور اندر جاؤ۔۔۔گاڑی روکتے سرد لہجے میں بولا تو زمدہ اسے دیکھ کے رہ گئی۔

سنا نہیں جاؤ اندر۔۔۔اسے ڈھیٹ بنے وہیں بیٹھے دیکھ وہ گھور کے بولا۔

نہیں جائے گا۔۔۔اسکے گھورنے پہ وہ بھی بدلے میں اسے گھورتی ضدی انداز میں بولی تو ریان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔

گاڑی سے اتر کے اسکی جانب آتے ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کے اسکی کلائی تھامتے اپنی جانب کھینچا۔

یہ حملہ اتنا اچانک تھا کہ وہ سمبھل بھی نا پائی اور ایک دم اسکے چوڑے سینے سے ٹکرا گئی مگر ریان کسی بھی چیز کی پرواہ کیئے بغیر اسے گھسیٹتے ہوئے اندر لے جانے لگا۔

ماڑا چھوڑو ہمارا ہاتھ۔۔۔زمدہ نے اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنے کی کوشش کی مگر ریان کی پکڑ کافی مضبوط ہونے کی وجہ سے نا نکال سکی۔۔۔ مگر اسنے پھر بھی مزاحمت نا چھوڑی۔

اسکے جھٹپٹانے سے تنگ آ کے ریان نے اسے کھینچ کے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔ تو زمدہ سانس روک گئی۔

دیکھو میں نہیں چاہتا کے سب گھر والوں کے سامنے تم سے برے طریقے سے پیش آؤ۔۔۔اس لیئے بہتر ہے جو بھی بات ہم دونوں کے بیچ ہے انہیں ہم دونوں تک ہی رہنے دو اور خاموشی سے میرے ساتھ چلو۔۔۔ سرد سپاٹ لہجے میں تنبیہ کرواتے اندر کی جانب قدم بڑھا گیا تو زمدہ بھی اسکی بات سمجھتی آرام سے اسکے ساتھ چلنے لگی۔

وہ زمدہ کو لیئے لاؤنج میں داخل ہوا تو سامنے ہی صوفے پہ قدسیہ بیگم کے ساتھ ماریہ کو بیٹھے دیکھ اسکے قدم خود باخود دروازے پہ ہی رکھ گئے۔

وہ اسکے گھر تک پہنچ جائے گی یہ ریان نے کبھی نہیں سوچا تھا۔۔۔وہ جتنا اس لڑکی سے دور بھاگ رہا تھا یہ لڑکی سے اہی اسکے پیچھے پڑھ رہی تھی۔

ماریہ کی نظر دروازے پہ کھڑے ریان پہ گئی تو اسکے چہرے پہ بڑی ہی خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا مگر وہ مسکراہٹ ریان کو بڑی ہی خطرناک لگ رہی تھی۔

ناجانے وہ کس مقصد سے یہاں آئی تھی اور پتہ نہیں کب سے اسکی مانا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔

ریان کو سہی معنوں میں اب فکر ہونے لگی تھی۔

🌺🌺🌺۔

ریان وہاں کیوں کھڑے ہو اندر آؤ۔۔۔دیکھو کون آیا ہے۔۔۔اسے دروازے پہ ہی کھڑے دیکھ قدسیہ بیگم نے نرمی سے پکارہ لیکن جیسے ہی

نظر ریان کے ہاتھ میں موجود زمدہ کے ہاتھ پہ گئی انکے چہرے کے نرم تاثرات پل بھر میں بدلے۔

ہائے ریان کیسے ہو۔۔۔ماریہ فورن کھڑی ہوتی پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ اسکی جانب بڑی۔

ریان کے ساتھ کھڑی زمدہ نے آنکھیں چھوٹی کیئے اسکے حلیے کو ملاحظہ فرمایا جو ٹائٹ جینز کے ساتھ ہاف بازوں کی کرتی پہنے دوپٹے کے نام پہ ایک پتیلی سی پٹی گلے میں ڈالے جسے لینے کا کوئی فائدہ ہی نہیں تھا۔۔۔بالوں کو ایک ادا سے کان کے پیچھے کرتی بڑی بے تکلفی سے ریان کے سامنے آ کے رکی تھی۔

تم یہاں کیسے۔۔۔ریان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

میں تو آنٹی سے ملنے آئی تھی۔۔۔اب دیکھو نا میرے بابا اور انکل دوست ہیں اور میں اب تک آنٹی سے ہی نہیں ملی تھی اس لیئے سوچا ان سے ملنے چلی آؤ۔۔۔ماریہ کندھے اچھا کے سکون سے بولی۔

ارے یہ کون ہے۔۔۔تمہاری بیوی ہے۔۔۔۔زمدہ کی جانب نظریں کیئے اوپر سے نیچے تک اسکا جائزہ لیا

ہاں۔۔۔ریان نے مسکراتے ہوئے زمدہ کا ہاتھ مضبوط سے تھامتے اسے اپنے زرا قریب کیا تو زمدہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

جب کے یہ منظر قدسیہ بیگم اور ماریہ دونوں کے لیئے کے لیئے کافی ناگوار تھا۔

ہائے۔۔۔ماریہ نے زبردستی مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ زمدہ کی جانب بڑھایا۔

یااللہ!کیا ہوا ہے تم کو۔۔۔کہاں درد ہو رہا ہے۔۔۔اسکی ہائے کو کچھ اور ہی سمجھتی زمدہ فکر مندی سے بولی۔

جب کے اسکی بات پہ لاؤنج میں موجود باقی فرد نے اپنی مسکراہٹ روکی۔

کہیں نہیں۔۔۔ماریہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔ایک تو اس لڑکی کا لہجہ اوپر سے اسکی بات وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

تو پھر ہائے ہائے کیوں کرتا ہے۔۔۔زمدہ نے اسے گھوراجب کے ماریہ کچھ دیر اسے نا سمجھی سے دیکھتی رہی لیکن پھر مطلب سمجھ آنے پہ دانت پیس گئی۔

جب کوئی کسی سے ملتا ہے تو ہائے کہتا ہے۔۔۔لیکن لگتا ہے تم پڑھی لگی نہیں ہو۔۔۔ماریہ نے اسے شرمندہ کرنا چاہا مگر کہاں جانتی تھی ابھی خود ہی شرمندہ ہونے والی ہے۔

ہمارے یہاں جب کوئی ملتا ہے تو سلام کرتا ہے۔۔۔مگر ہم تو بھول ہی گیا تھا تم انگریز کا اولاد ہے۔۔۔زمدہ نے فوراً حساب برابر کیا تو ماریہ کے چہرے پہ ناگواری ابھری۔

جب کے اسکے ساتھ کھڑا ریان اسکی باتوں کو کافی انجوائے کر رہا تھا۔

اسے ماریہ کا سرخ پڑھتا چہرہ کافی مزہ دے رہا تھا۔

زمدہ اپنی حد میں رہو۔۔۔کافی دیر سے برداشت کرتی قدسیہ بیگم آخر بول پڑیں۔

اٹس اوکے آنٹی۔۔۔اس میں اسکی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔اگر یہ پڑھی لکھی ہوتی تو ضرور میری بات سمجھ جاتی۔۔۔ماریہ دل جلی مسکراہٹ کے ساتھ کہتی زمدہ کو زہر لگی۔

ریان مجھے تو تم پہ حیرت ہو رہی ہے۔۔۔تم نے اس سے شادی کی ہے۔۔۔ ارے اگر شادی کرنی ہی تھی تو کسی اپنے اسٹینڈرڈ کی لڑکی سے کرتے جو تمہارے ساتھ سوسائٹی میں موو کر سکتی۔۔۔بات کرنے اور پہنے اوڑھنے کا ڈھنگ ہوتا۔۔۔ماریہ نے نخوت سے زمدہ کو دیکھا جو اس وقت آتشی

رنگ کالباس زیب تن کیئے دوپٹہ اچھے سے پھیلا کے سر پہ لیئے ہوئے تھی۔

ماریہ کی بات ریان کو نا جانے کیوں کافی ناگوار گزری۔۔۔جب کے یہی حال باقی سب کا بھی تھا سوائے قدسیہ بیگم کے جو اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھیں۔

جب کے ماریہ کی آخری بات زمدہ کے سر پہ لگی اور تلوں پہ بجی۔

اگر تعلیم ہمیں تمہارا طرح پہنا اوڑھنا سکھاتا تو اچھا ہے ہم جاہل ہے۔۔۔۔ اس تعلیم سے تو جاہل رہنا ہی اچھا ہے جو دوپٹے کو سر کی زینت کی بجائے کتے کا پٹا بنادے۔۔۔زمدہ ناگواری سے اسکے گلے میں پڑے نا ہونے کے برابر کے دوپٹے کو دیکھتی بولی تو ماریہ کا چہرہ اہانت سے سرخ ہوا

قدسیہ بیگم جو کچھ دیر پہلے اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھیں اب انکا چہرہ بھی سپاٹ ہو گیا۔

تم حد سے بڑھ رہی ہو۔۔۔ماریہ نے انگلی اٹھائے غصے سے کہا۔

حد سے ہم نے تم بڑھا ہے۔۔۔دیکھو ہم کو کسی کے لباس پہ بولنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔۔۔ جس کا جو من کرے پہنے ہم کون ہوتا ہے کسی کو بولنے والا۔۔۔

لیکن اگر تم ہمارے لباس پہ جائے گا تو ہم بھی پھر سارا لحاظ بھول جائے گا۔۔۔زمدہ دوٹوک انداز میں کہتی ماریہ کو آگ لگا گئی۔

ریان کو جتنی ماریہ کی بات ناگوار گزری تھی اتنی ہی زمدہ کی بات اچھی لگی تھی۔

آنٹی اپنی بہو کو لگام ڈالیں ورنہ جتنی لمبی اسکی زبان ہے یہ آپ کو سارے خاندان میں بدنام کروادے گی۔۔۔صوفے پہ رکھا اپنا بیگ اٹھاتی ماریہ قدسیہ بیگم کو بھڑکانا نہیں بھولی۔

ماریہ بہتر ہے کہ تم اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔تم ہماری مہمان ہو اور ہم مہمانوں کی بڑی عزت کرتے ہیں۔اور ہم تمہاری بھی کرنا چاہتے ہیں لیکن باشرط یہ کے مہمان بھی عزت کے لائق ہوں۔۔۔ریان سنجیدگی سے کہتا زمدہ کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے اوپر کی جانب بڑھ گیا۔

وہ جانتا تھا زمدہ ایک مضبوط لڑکی ہے۔۔۔وہ اپنی لڑائی خود لڑ سکتی ہے اس لیئے وہ شروع میں کچھ نہیں بولا تھا مگر آخر میں اسکی بس ہو گئی تھی۔

اسکا یہ انداز سب کو ہی حیران کر دینے والا تھا خاص کر کے قدسیہ بیگم کو ۔۔۔انہیں ریان سے زمدہ کی سائڈ لینے کی امید ہر گز نہیں تھی۔

جب کے ماریہ اپنی اتنی توہین پہ غصے سے لال پیلی ہوتی گھر سے باہر نکل گئی۔

🌺 🌺 🌺۔

اسنے کمرے میں لا کے اسکا ہاتھ چھوڑا تو کتنی ہی دیر تک حیرت سے زمدہ کچھ بول ہی نا پائی۔

اسے تواب تک یقین ہی نہیں آرہا تھا کے ریان نے اس کی سائڈ لی ہے۔۔۔

سب کے سامنے اسے ایک مان بخشا ہے۔۔۔

وہ اب تک بے یقینی کی کیفیت میں کھڑی ہوئی تھی جب ریان نے اسکی جانب دیکھتے سوالیہ انداز میں آئبرو اچکائی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔اسے منہ کھولے خود کو تکتے دیکھ وہ پوچھے بغیر نا رہ سکا۔

ماڑا ہم کو یقین نہیں آرہا کے آپ نے ہمارا سائڈ لیا۔۔۔زمدہ حیرت سے دو قدم اسکی جانب بڑھی تو ریان سر میں ہاتھ پھیرتے نظریں چرا گیا۔

اسے خود بھی سمجھ نہیں آیا تھا کے اس نے کیوں زمدہ کی سائڈ لی ہے۔۔۔

کیوں ماریہ کی باتیں اسے اتنی بری لگیں تھیں۔۔۔کیوں وہ برداشت نا کر سکا ماریہ کا اسے برا بھلا کہنا۔

جب کے وہ خود بھی تو اسے باتیں سنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا۔۔۔ بات بات پہ اسے ان پڑھ ہونے کا طعنہ دیتا تھا مگر آج نا جانے کیوں اسے ماریہ کی باتیں سخت زہر لگیں تھیں۔

ہمممم اب ہم سمجھا۔۔۔وہ تھوڑی پہ ہاتھ رکھے بولی

کیا۔۔۔ریان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

آپ کا انداز ہم کو کل سے ہی بدلہ بدلہ سا لگ رہا ہے کہیں یہ ہمارے بنائے کھانے کا تو اثر نہیں۔۔۔وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی

کیا مطلب۔۔۔نا سمجھی سے اسے دیکھتے ریان بیڈ پہ بیٹھ گیا۔

ہماری اماں کہتا تھیا شوہر کے دل کا راستہ اسکے پیٹ سے گزر کے جاتا ہے اور اُس وقت ہم سوچتا تھا بھلا راستہ الٹا کیوں ہوتا ہے جب کے دل تو پہلے آتا ہے۔

مگر اب ہمیں سمجھ آیا کہ اماں ٹھیک ہی کہتا تھا۔۔۔

جب سے آپ نے ہمارا ہاتھ کا کھانا کھایا ہے تب سے ہی آپ تھوڑا تھوڑا بدل گیا ہے۔۔۔اسکے سامنے کھڑی تھوڑی پہ ہاتھ رکھے پورے یقین سے بولی۔

تم پاگل ہو لڑکی۔۔۔سر جھٹک کے کہتا اپنے جوتے اتارتے کھڑا ہوا۔

ہمارا نام لڑکی نہیں ہے۔۔۔ہمارا نام زمدہ ہے۔۔۔زمدہ نے اس کے پھر سے لڑکی کہنے پہ زرا خفگی سے کہا۔

اوہاں سوری زندہ۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے اسے چھیڑتا ڈھپ سے واشروم میں گھس گیا۔

پیچھے زمدہ دانت پیستی خود بھی مسکرادی۔

بھابھی آج بھی کھانا آپ نے بنایا ہے۔۔۔ابرار نہاری کا پہلا نوالہ لیتے ہی بولا۔

ہاں۔۔۔اسکے سامنے بیٹھی زمدہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

تبھی تو اتنے مزے کا بنا ہے۔۔۔اریبہ نے بھی بات میں حصہ لیا۔

زمدہ بیٹا آپ تو ہمیں اپنے ہاتھ کے بنائے کھانے کا عادی بنا دو گی۔۔۔منان صاحب مسکرا کے بولے تو وہ بھی مسکرا دی۔

ارے ہاں کھانے سے یاد آیا ریان کل مسٹر فیضان کے یہاں فیملی ڈنر ہے ویسے تو انہوں نے سب کو انوائیٹ کیا ہے مگر اتنے سارے لوگوں کا جانا مجھے کچھ مناسب نہیں لگ رہا۔۔۔اس لیئے تم زمدہ کو اپنے ساتھ لے جانا

۔۔۔اچھا ہے سب زمدہ کو بھی پہچان جائیں گے۔۔۔منان صاحب نے رسان سے کہا تو ریان نے ایک نظر اپنے برابر میں بیٹھی زمدہ کو دیکھا جو الٹی پالتی مارے بیٹھی اپنے کھانے میں مصروف تھی۔

پاپا آپ اور ماما چلے جائے گا۔۔۔ریان نے سہولت سے انکار کیا۔

نہیں مجھے کل کہیں اور جانا ہے تم زمدہ کو لے جانا اچھا ہے اسکا سب سے تعارف ہو جائے گا اور ویسے بھی میں سوچ رہا ہوں کچھ دنوں میں تمہارا اور زمدہ کا ولیمہ کروں۔۔۔

کیونکہ شادی تو جن حالات میں ہوئی سو ہوئی لیکن اب شاندار سا ولیمہ کر دیا جائے تا کے سب کو پتہ چل جائے کے زمدہ اب سے ہمارے خاندان کی بہو ہے۔۔۔۔منان صاحب اطمینان سے بولے۔

ریان اور قدسیہ بیگم نے چونک کے انکی جانب دیکھا جب کے باقی سب تو یہ خبر سن کے کافی خوش تھے۔

پاپا اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔قدسیہ بیگم کے انکار کرنے سے پہلے ہی ریان نے انکار کیا تو انکے دل میں ٹھنڈک پڑی

کیوں ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔زمدہ فورن بولی۔۔۔اسے تو یہ بات سن کے ہی اتنی خوشی ہوئی تھی کے چلو بارات نا سہی پر ولیمہ تو اسکی پسند کا ہو جائے گا پر ریان تو جیسے ہر چیز سے صرف انکار کرنا ہی جانتا تھا۔

انکار کے پیچھے کوئی خاص وجہ۔۔۔منان صاحب سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

نہیں کوئی خاص وجہ نہیں ہے مگر پھر بھی میں ابھی کوئی شور شرابا نہیں چاہتا۔۔۔فلحال میں ابھی اپنی شادی کو وقت دینا چاہتے ہوں۔۔۔اس رشتے کو دل سے قبول کرنا چاہتا ہوں اسکے بعد ہی ہم اس بارے میں کچھ سوچیں گے۔۔۔ریان آسان لفظوں میں وضاحت دیتا اٹھ کے ڈائنگ روم سے ہی باہر نکل گیا۔

کھانا کھائیں ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔۔قدسیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے سب کی توجہ کھانے کی جانب دلائی۔

وہ تو جیسے خوش ہی ہو گئیں تھیں ریان کے اس فیصلے سے لیکن ان کے برعکس باقی سب اداس ہو گئے تھے۔

🌺 🌺 🌺۔

کالی رات۔۔۔ہر سو سناٹا۔۔ تیز ہوائیں اور ہوا کے زور سے لہراتے درخت ماحول کو خوابناک بنا رہے تھے۔

ایسے میں یزدانی مینشن کے پیچھے کے دروازے سے ایک کالا سایہ کالے لباس میں ملبوس دبے پاؤں باہر کی جانب بڑھا۔

چاروں اور نظریں دوڑاتے تیز تیز قدموں سے چلتا وہ وجود تھوڑا آگے جا کے اندھیرے میں کہیں گم ہو گیا۔

🌺 🌺 🌺۔

بالکنی سے آتی تیز روشنی کے سبب زمدہ کی آنکھ کھلی۔

اسنے اپنے برابر میں دیکھا تو ریان کی جگہ خالی تھی۔

گردن موڑے کمرے میں نظریں دوڑائیں مگر وہ کہیں بھی نہیں تھا لیکن واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی جس پہ وہ سمجھ گئی کے ریان واشروم میں ہی ہے

اٹھ کے بیٹھتی تھوڑی دیر ستانے کے لیئے بیک گراؤنڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں موند گی۔

ابھی اسے آنکھیں بند کیئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جب اسکا فون بجا

اسنے ایک نظر فون کو دیکھا اور دوسری نظر شرٹ لیس واشروم سے نکلتے ریان کو دیکھتی جلدی سے آنکھوں پہ ہاتھ رکھ گئی۔

ماڑا تم کو شرم نہیں آتا یوں جوان جہان لڑکی کے سامنے تم ایسے آدھا ننگا آگیا۔۔۔دوسری جانب منہ موڑتے تیز لہجے میں بولی تو اسکی بات پہ ریان نے اسے گھور کے دیکھا۔

جوان جہان لڑکی کوئی غیر نہیں بیوی ہے میری۔۔۔وہ بھرپور سنجیدگی سے بولا تو زمدہ نے تھوڑا سا آنکھوں پہ سے ہاتھ ہٹا کے اسے دیکھا۔

وہ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کے تھوڑا سا ہاتھ ہٹانے پہ معنی خیزی سے مسکرایا تو وہ جلدی سے ہاتھ واپس آنکھوں پہ رکھ گئی۔

ہم کو شرم آتا ہے۔۔۔تم اپنا قمیض پہن لو۔۔۔وہ معصومیت سے بولی تو ریان کو اسکی بات پہ ہنسی آئی جسے وہ فورن دبا گیا۔

ابھی تو میں نے ایسا کوئی کام کیا ہی نہیں ہے جس سے تمہیں شرم آئے۔۔۔

وہ اسکے پاس آتا اسکے ساتھ ہی بیڈ پہ بیٹھا تو زمدہ فورن اچھل کے دور ہوئی۔۔۔ مگر ہاتھ آنکھوں سے اب تک نا ہٹایا۔

دیکھو تم ہمارا ساتھ ایسا بے شرمی والا باتیں نا کرو۔۔۔ ورنا ہم۔۔۔

ہمم۔۔۔ وہ انگلی دیکھا کے بولی مگر سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کے آخر کہے گیا۔۔

جب کے اسکے ہاتھ میں موجود فون بج بج کے بند ہو چکا تھا جیسے اسنے بیڈ پہ ہی سائڈ میں رکھ دیا

کیا ہمم ہمم۔۔۔ ریان نے اسکی انگلی پکڑتے اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ ایک دم اسکے سینے سے لگی آنکھیں پھاڑے دونوں ہاتھ اسکے کندھوں پہ جما گئی۔

اب بولو ورنا کیا۔۔۔ریان اسکی حالت سے لطف اندوز ہوتا اسے کمر سے جکڑ کیا تو وہ زور سے آنکھیں میچ گئی۔

دیکھو ہم کو چھوڑ دو ورنا ہم تمہارا یہ بلڈوزر نما باز و توڑ دیگا جو ہمارا کمر میں دھنس رہا ہے۔۔۔آنکھیں میچے اسنے بڑی سنگین دھمکی دی

پر ریان نے تو جیسے اثر ہی نہیں لیا۔۔۔

وہ اپنے ہوش میں ہوتا تو اثر لیتا نا۔۔۔

اسکی نگاہیں تو زمدہ کے خوبصورت چہرے کا طواف کر رہیں تھیں۔

اسکا شرم وحیا سے سرخ ہوتا چہرے اسے بہکا رہا تھا۔

اسکا نازک وجود اسے بری طرح مدہوش کر رہا تھا۔

ابھی وہ اپنی اس بے خودی میں کوئی قدم اٹھاتا جب زمدہ نے زور لگاتے اسے خود سے پیچھے دھکیلا تو وہ ایک دم پیچھے بیڈ پہ گرا۔

اسکی پکڑ سے آزاد ہوتے ہی زمدہ فورن سے اٹھ کے واشروم کی جانب بھاگی ۔

بے شرم آدمی۔۔۔منہ چڑھا کے کہتی تیزی سے واشروم میں بند ہو گئی۔

جب کے اسکی اس حرکت پہ ریان مسکراتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیر کے اٹھ گیا۔

اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ کیوں وہ زمدہ کے قریب جاتا ہے۔۔کیون اسکا دل اسے بار بار چھونے کا کرتا ہے کیوں اسکے قریب آنے پہ اسکے باتیں کرنے پہ دل میں ہلچل ہوتی ہے۔۔

وہ اپنی اس کیفیت سے کافی گھبرا رہا تھا۔۔۔

وہ زمدہ سے دوری بنائے رکھنا چاہتا تھا مگر اسکا دل بار بار اسکی جانب متوجہ ہو رہا تھا جسے روکنے میں وہ خود بھی بے بس ہو جاتا تھا

🌺 🌺 🌺۔

زمدہ بیٹا آپ فون کیوں نہیں اٹھا رہیں۔۔۔کس کا فون ہے۔۔۔مہتاب بیگم اسکے ساتھ ہی لان میں بیٹھی اس سے باتیں کر رہیں تھی مگر اسے مسلسل بجتے فون کو اگنور کرتے دیکھ آخر بول پڑیں

ہمارا خالا کا فون ہے پر ہم نہیں اٹھائے گا۔۔ہم ان سے ناراض ہے۔۔زمدہ منہ بنا کے بولی تو مہتاب بیگم مسکرادیں۔

کیوں ناراض ہو اپنی خالہ سے۔۔۔انہوں نے پیار سے پوچھا۔

ابا کے انتقال پہ ہم نے انکو کتنا فون کیا مگر انہوں نے ہمارا ایک فون نہیں اٹھایا اب ہم بھی نہیں اٹھائے گا۔۔۔وہ خفگی سے کہتی آنے والی کال کو کاٹ گئی

بیٹا ایسا نہیں کرتے۔۔۔وہ پریشان ہوں گی آپ کے کیئے۔۔۔آپ اس طرح انکی کوئی بھی بات سنے بغیر ان سے ناراض نہیں ہو سکتیں۔

ہو سکتا ہے انکی کوئی مجبوری ہو تبھی آپ کا فون نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔

لیکن اب جس طرح سے وہ مسلسل فون کر رہی ہیں اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کے وہ آپ سے بہت پیار کرتی ہیں۔۔۔آپ کی بہت فکر کرتیں ہیں۔۔۔مہتاب بیگم نے پیار سے سمجھایا تو وہ سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلاتی فون اٹھا گئی۔

ہیلو۔۔۔اسنے زرا خفگی سے کہا۔

ہم ٹھیک ہے آپ کیسا ہے۔۔۔۔دوسری طرف سے اسکی خیریت پوچھنے پہ وہ زرا دھیرے سے بولی۔

اچھا آپ کو پتہ چل گیا چلو شکر ہے۔۔۔اب آپ پریشان نا ہونا ہمارا سسرال بہت اچھا ہے یہاں سب بہت خیال رکھتا ہے ہمارا۔۔۔دوسری

طرف سے کچھ کہنے پہ اسنے بغیر کسی شکوے گلے کے مسکراتے ہوئے انہیں یقین دلایا تو ساتھ بیٹھی مہتاب بیگم بھی مسکرادی۔

وہ ایک سمجھدار بچی تھی اور کس بات کو کہاں کہنا ہے یہ بھی وہ اچھے سے جانتی تھی۔۔۔اور یہ بات تو مہتاب بیگم پہلے دن سے ہی جان گئیں تھیں۔

کیا نہیں نہیں ہم نہیں آسکتا اب۔۔۔۔اب تو یہی گھر ہمارا ہے۔۔۔ہم اپنے شوہر کے گھر کو چھوڑ کے نہیں آئے گا۔۔۔زمدہ فورن سیدھی ہو کے بیٹھی پریشانی سے بولی تو مہتاب بیگم بھی پریشان ہو گئ۔

اوا چھا اچھا تو ایسا کہوں نا کے کچھ دنوں کے لیئے رکنے آجاؤ۔۔۔ہم سمجھا کے آپ ہمیں گھر چھوڑنے کا کہہ رہا ہے۔۔۔وہ واپس ریلیکس ہوتی پیچھے ٹیک لگا گئ تو مہتاب بیگم بھی پر سکون ہو گئ۔

ٹھیک ہے ہم اپنے شوہر سے پوچھ کے بتائے گا۔۔۔اب ہم فون رکھتا ہے اپنا خیال رکھنا خالا خدا حافظ۔۔۔۔خوش دلی سے کہتے اسنے فون بند کر دیا

ہمارا خالا ہم کو کچھ دنوں کے لیئے اپنے پاس رکنے بلا رہا ہے۔۔۔فون ٹیبل پہ رکھتے مہتاب بیگم کو بتایا

اگر ریان اجازت دے تو تمہیں ضرور جانا چاہیئے۔۔مہتاب بیگم پیار سے بولیں

آپ دیکھنا ایسے فورن اجازت دے گا۔۔۔ویسے بھی ہم سے ہمیشہ جان ہی تو چھڑواتا رہتا ہے۔۔۔وہ منہ بنائے بولیں تو مہتاب بیگم نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

نہیں بیٹا ایسی بات نہیں ہے۔۔۔بس جن حالات میں اچانک شادی ہوئی ہے وہ اس رشتے کو ٹھیک سے قبول نہیں کر پا رہا لیکن تم نے دیکھا تھا کل اسنے ماریہ کے سامنے تمہاری سائڈ لی تھی دیکھنا بہت جلد وہ اس رشتے کو قبول کر لے گا۔۔۔انہوں نے رسان سے سمجھایا تو وہ دھیرے سے مسکرا دی۔

ٹن ٹن۔۔۔۔

لو بھئی بڑی لمبی عمر ہے ہمارا شوہر کی۔۔۔ریان کی کال آتے دیکھ وہ ہنس کے کہتی فون اٹھا گئی۔

پتہ ہے ابھی ہم چچی سے آپ کا ہی بات کر رہا تھا اور دیکھو آپ نے فون ملا لیا دیکھنا اب سو سال جیو گا۔۔زمدہ فورن ہی شروع ہو گئی

میں نے تمہیں بس یہ بتانے کے کیئے فون کیا ہے کے ساتھ بجے تک تیار رہنا ایک جگہ دعوت پہ جانا ہے۔۔۔اوکے۔۔۔ریان نے فون کرنے کی وجہ بتائی اور بغیر اسکی سنے فون کاٹ دیا۔

ایک تو وہ پہلے ہی غصے میں تھا۔۔۔منان صاحب کے سختی سے کہنے پہ زبردستی جانے کے لیئے تیار ہوا تھا اس لیئے نہیں چاہتا تھا کے زمدہ پہ بلاوجہ غصہ کرے اس لیئے اسنے فون ہی بند کر دیا۔

ہاااا۔۔۔اکڑ تو دیکھو زرا۔۔۔۔فون کان سے ہٹاتے زمدہ نے فون کو گھورا۔۔

دیکھا آپ نے۔۔۔آپ کا اچھا بیٹا نے کیسے ہم کو حکم دے کے کھٹک سے ہمارا منہ پہ فون رکھ دیا۔۔۔زمدہ نے فورن ریان کی شکایت مہتاب بیگم سے لگائی۔

آنے دو اسے پھر پوچھوں گی۔۔۔وہ ہنستے ہوئے بولیں تو زمدہ بھی ہنس دی۔

🌺🌺🌺۔

رات کے آٹھ بج رہے تھے جب انکی گاڑی ایک بڑے سے تیون اسٹار ہوٹل کے سامنے رکھی جس کے بول روم میں آج کی دعوت منعقد کی گئی تھی۔

گاڑی سے اتر کے چابی وہاں کھڑے گارڈ کے حوالے کرتے وہ زمدہ کی جانب آیا جو منہ کھولے اس ہوٹل کو دیکھ رہی تھی۔

یہ تو محل ہے۔۔۔۔حیرت کے مارے اسکی آواز اتنی کم تھی کے اگر ریان اسکے ساتھ نا کھڑا ہوتا تو کبھی سن نا پاتا۔

یہ محل نہیں ہوٹل ہے۔۔۔۔

اور ہاں پلیز اندا جا کے کسی سے زیادہ فالتوں باتیں نہیں کرنا بلکے زیارہ کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور سب سے ضروری بات وہاں سب جیسے بیٹھے ہوں ویسے ہی بیٹھنا یوں سب کے سامنے کرسی پہ پاؤں اوپر کر کے نہیں بیٹھ جانا۔۔آس پاس سے گزرتے لوگوں کا خیال کرتے ریان نے زرا دھیرے سے سمجھایا۔

ارے مگر پاؤں اوپر کر کے بی۔۔۔۔

زمدہ پلیز ابھی میں کوئی بحث نہیں چاہا۔۔۔اس لیئے جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرنا۔۔۔ سمجھ گئی اچھے سے۔۔۔۔ سخت لہجے میں تنبیہ کرتے آخر میں یقین دھانی چاہی جس پہ زمدہ منہ بناتی اثبات میں سر ہلا گئی۔

گڈ آپ چلو۔۔۔ کوٹ ٹھیک کرتے اسکا ہاتھ تھامے اندر کی جانب بڑھ گیا

ریان زمدہ کا ہاتھ تھامے لفٹ میں داخل ہوا اسے تیسرے فلور پہ جانا تھا۔

جیسے ہی لفٹ چلی ویسے ہی زمدہ کی سانس حلق میں اٹکی۔۔۔اور لوگوں کی موجودگی کو دیکھتے ہوئے وہ بغیر کچھ بولے سختی سے ریان کا بازو دبوچ گئی۔۔۔

اسے ڈر سے آنکھیں میچے دیکھ ریان نے اپنا حصار نرمی سے اسکے گرد بنایا۔

چلوزمدہ۔۔۔لفٹ کے رکتے ہی اسنے دھیرے سے اسے پکارہ تو وہ آنکھیں کھولتی جلدی سے لفٹ سے باہر نکلی۔

توبہ توبہ یہ کیا چیز تھا۔۔ہم کو ایسا لگا جیسا ہمارا دل ابھی اچھل کے باہر آجائے گا۔۔۔وہ گہرے گہرے سانس لیتی ریان کے ساتھ چلتی سرگوشی میں بولی تو وہ بس مسکرا دیا۔

وہ لوگ بول روم میں داخل ہوئے تو وہ لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔۔۔ہر طرح کے موڈرن لوگ وہاں موجود تھے۔۔۔سب لوگ ایک دوسرے سے ہنس ہنس کے باتیں کر رہے تھے۔

زمدہ کے لیئے یہ ماحول نیا تھا اس لیئے وہ سب کو کافی عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

ارے آؤ آؤ ریان بیٹا کیسے ہو۔۔۔۔ مسٹر فیضان گرم جوشی سے ریان نے گلے لگے۔

میں ٹھیک ہوں انکل آپ کیسے ہیں۔۔۔اسنے بھی مسکرا کے حال پوچھا۔

ایک دم فٹ فاٹ۔۔۔وہ ہنس کے بولے۔

آ انکل یہ میری وائف ہے زمدہ۔۔۔ریان نے ساتھ کھڑی زمدہ کا تعارف کروایا۔

اسلام و علیکم۔۔۔اسنے فورن سلام کیا۔

و علیکم اسلام۔۔۔ماشاءاللہ ماشاءاللہ بہت پیاری ہو آپ تو بیٹا۔۔۔وہ اسکے سر پہ ہاتھ رکھتے بولے تو وہ مسکرادی۔

بہت بہت مبارک ہو آپ ہم دونوں کو۔۔۔۔منان نے بتایا تھا مجھے آپ کی شادی کا۔۔۔وہ خوش دلی سے بولے تو ریان بس مسکرا کے سر ہلا کے رہ گیا۔

وہ اسے لیئے آگے بڑھا اور باقی سب سے بھی اسکا تعارف کروایا۔۔۔

زمدہ نے سب کو ہی صرف سلام کیا تھا۔

باقی وہ پوری احتیاط کر رہی تھی کے فالتو نا بولے۔

تم دو منٹ یہاں بیٹھو میں زرا اپنے کچھ دوستوں سے مل لوں۔۔۔زمدہ کو ایک طرف کرسی پہ بیٹھاتے وہ اپنے دوستوں کی جانب بڑھ گیا۔

جب کے زمدہ بڑی مشکل سے پاؤں نیچے کیئے بیٹھی تھی۔۔۔ورنا اسکا بس نہیں چل رہا تھا ابھی الٹی پالٹی مار کے بیٹھ جاتی۔

🌺 🌺 🌺۔

وہ بے زاریت سے ادھر ادھر نظریں گھما رہی تھی جب اسے سامنے سے مسکراتی ہوئی ماریہ اپنی طرف آتی دیکھائی دی۔

افففف زمدہ اب ایک بار پھر سے خود کو اس بلا سے نپٹنے کے لیئے تیار کرلو۔۔۔اسے دیکھ زمدہ کا حلق تک کڑوا ہوا۔

ویسے مجھے امید نہیں تھی کے تم یہاں آؤ گی۔۔۔مجھے لگا تھا صرف ریان ہی آئے گا۔۔۔۔ مگر کیا کہہ سکتے ہیں۔۔۔انکل نے اسے فورس ہی اتنا کیا کے اسے تمہیں لانا ہی پڑھا۔۔۔وہ اسکی سامنے والی کرسی پہ بیٹھتی افسوس سے بولی مگر اسکے چہرے پہ موجود مسکراہٹ کچھ اور ہی کہہ رہی تھی۔

دیکھو ہمارا ابھی تمہارا منہ لگنے کا بلکل دل نہیں ہے۔۔۔۔زمدہ ناگواری سے کہتی نظریں پھیرتی ریان کی جانب کر گئی جو کچھ ہی فاصلے پہ کھڑا اپنے دوستوں سے بات کر رہا تھا

ماریہ نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو اسکے چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

بڑاافسوس ہوتاہے مجھے ریان کودیکھ کے۔۔۔اس بیچارے نے تواپنے پاپاکی بات مان کے اپنی زندگی برباد کردی۔۔۔۔ماریہ نے افسوس سے دائیں بائیں سر ہلایا۔۔مگر زمدہ خاموش ہی رہی جب کے اسکی خاموشی نے ماریہ کومزید بولنے کی شے دی۔

برامت ماننا مگر ریان اپنے جیسی پڑھیں لکھی لڑکی ڈیزرو کرتا تھا۔۔۔

ویسے آنٹی نے مجھے بتاتاہے کہ ریان اس شادی سے خوش نہیں ہے۔۔۔ ظاہر ہے خوش ہوتا بھی کیسے آخر کو وہ مجھے جو پسند کرتا تھا مگر انکل نے اسکی شادی زبردستی تم سے کروادی۔۔۔اب دیکھو ناشرمندگی کے مارے تمہیں اپنے دوستوں سے بھی نہیں ملوا سکتا۔۔۔

ماریہ دکھ سے ٹھنڈی سانس بھر کے بولی تو ایک پل کے لیئے زمدہ کی نظریں ریان کی جانب اٹھیں جو اس سے غافل اپنے دوستوں سے خوش گپوں میں مصروف تھا۔

ماریہ کی بات سیدھے اسکے دل پہ لگی تھی اور دماغ کہیں نا کہیں اسکی بات قبول کرنا چاہتا تھا پر اسنے اگلے ہی پل ساری سوچوں کو جھٹک دیا۔

ایسا نہیں ہے۔۔۔ہاں ہم مانتا ہے انکا پسند کا شادی نہیں ہے مگر وہ مرد ہے اور اگر وہ تم کو پسند کرتا تو تم سے دوسرا شادی کر سکتا تھا اور اگر ایسا کچھ ہوتا تو کل وہ ہماری جگہ تمہارا سائڈ لیتا۔۔۔زمدہ کے لہجے میں ہلکا سا مان تھا جو ماریہ سے قطعاً برداشت نا ہوا

یہ صرف تمہاری غلط فہمی ہے۔۔۔تم یہ بات کہہ کے صرف اپنے دل کو دلاسہ دے رہی ہو جب کے حقیقت سے تو تم بھی واقف ہو اور میں بھی۔۔۔طنزیہ لہجے میں کہتے اسنے جتاتے ہوئے ریان کی جانب اشارہ کیا۔۔۔کہ دیکھ لو تم یہاں اکیلی بیٹھی ہو اور وہ وہاں ہنسی مزاق کر رہا ہے۔

زمدہ نے ریان کو دیکھا تو وہ واقعی اس سے انجان بنا دوستوں کے ساتھ مصروف تھا۔

زندہ کے دل کو کچھ ہوا مگر وہ ماریہ کے سامنے خود کو کمزور تو نہیں پڑھنے دے سکتی تھی۔۔۔اس لیئے ایک دم پر سکون بیٹھی رہی۔

ہو گیا تمہارا اب تم جا سکتا ہے۔۔۔۔ہمارے اور ہمارا شوہر کے بیچ سب کیسا ہے ہم اور ہمارا شوہر ایک ساتھ خوش ہے یا نہیں یہ تم کو جاننے کا ضرور

نہیں ہے۔۔۔تم اپنا کام سے کام رکھو۔۔۔زمدہ سخت لہجے میں اسے دو ٹوک سنا گئی۔

تم تو برا ہی مان گئیں میں تو بس تمہیں سمجھا رہی تھی کے ابھی بھی وقت ہے ریان کی زندگی سے نکل جا۔۔۔وہ بول ہی رکھی تھی جب زمدہ نے اسکی بات کاٹی۔

ہم کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں ہے جو تم ہم کو سمجھائے گا۔۔۔ہم شادی شدہ ہے اور اچھے سے جانتا ہے کے ہمیں اپنا شادی شدہ زندگی کیسے اچھے سے گزارنا ہے۔۔۔اپنے شوہر کو کیسے خوش کرنا ہے۔۔۔

شادی کوئی مزاق نہیں ہے جو کبھی بھی کی اور کبھی بھی توڑ دی۔۔۔اس لیئے ہم کو سمجھانے کی بجائے تم اپنے بارے میں سوچو۔۔۔کوئی اچھا سا لڑکا

ڈھونڈ کے تم اپنا شادی کرو تب جا کے تمہیں شادی کی اہمیت کا اندازہ ہو گا۔۔۔زمدہ سنجیدگی سے بولی تو ماریہ دانت پیستی کھڑی ہو گئی۔

سنو۔۔۔ابھی وہ جانے کے لیئے مڑتی جب زمدہ کی پکار پہ رک گئی۔

آج کے بعد تم ہم میاں بیوی کے معاملے میں بولنے کی غلطی مت کرنا ورنا اچھا نہیں ہو گا۔۔۔زمدہ نے انگلی اٹھا کے وارن کیا تو ماریہ ناگواری سے اسے دیکھتی وہاں سے نکل گئی

اسکی پشت کو دیکھتے زمدہ نے کوفت سے نظریں پھیر لیں

وہ اتنا تو سمجھ ہی گئی تھی کے یہ لڑکی کافی ڈھیٹ ہے مگر اسکی کہی باتیں کہیں نا کہیں زمدہ کے دماغ میں بیٹھ گئیں تھیں۔



ہیلو مسٹر ریان یزدانی۔۔۔۔ریان کے پاس آتے ماریہ ہشاش بشاش لہجے میں بولی

ریان جو اپنے دوستوں کے ساتھ موجود تھا اسکی آواز پہ دائیں جانب مڑتے ناگواری سے اسے دیکھا

ہائے۔۔۔۔۔سب کے اپنی جانب متوجہ ہونے کی وجہ سے اسنے نرم لہجے میں جواب دیا۔

کیسے ہو تم۔۔۔ماریہ نے مسکرا کے پوچھا تو ریان کے چہرے کے تاثرات بدلے جنہیں وہ فورن چھپا گیا۔

ہمممم ٹھیک۔۔۔

ایکسکیوزمی۔۔۔۔بے دلی سے ماریہ کو جواب دیتے ان سب سے ایکسکیوز کرتا آگے بڑھا جب ماریہ بھی تیزی سے اسکے پیچھے بڑھی۔

ریان سنوں تو۔۔۔اسنے جلدی سے اسکا ہاتھ تھاما جسے ریان نے غصے سے جھٹکنا چاہا مگر سامنے اپنے حریف کو کھڑے دیکھ وہ اسکا ہاتھ جھٹکتے جھٹکتے رہ گیا۔

وہ اپنے حریف کو کسی طرح کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھا کہ وہ اس پہ باتیں بنائے۔۔۔اسکو نیچا دیکھانے کی کوشش کرے۔۔۔اور وہ بھی تب جب اسکا بزنس عروج پر جا رہا تھا۔

جب کے دور بیٹھی زمدہ نے یہ منظر آنکھوں میں چبھن لیئے کافی ضبط سے دیکھا۔۔۔

پلیز ماریہ ڈونٹ ٹچ می۔۔۔اسنے نامحسوس انداز میں اسکا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹاتے دھیمے مگر سخت لہجے میں وارن کیا۔

اوکے بٹ ایک نا ایک دن تو مجھے بھی یہ حق حاصل ہو گا نا کے میں تمہیں چھو سکوں۔۔۔ماریہ دلکش سے کہتی ریان کو زہر سے بھی زیادہ بری لگی۔

آئی نو ریان تم زمدہ کے ساتھ خوش نہیں ہو۔۔۔وہ ایک ان پڑھ لڑکی ہے ۔۔۔وہ تمہارے ساتھ بلکل سوٹ نہیں کرتی۔۔۔

اور ناہی وہ تم سے محبت کرتی ہے مگر میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔تم بھلے زمدہ کو نا چھوڑو تمہارے لیئے میں سوتن جیسا دکھ بھی برداشت کرنے کے لیئے تیار ہوں بس تم مجھے اپنالو۔۔۔

مجھ سے شادی کرلو۔۔۔دیکھنا تمہیں کتنا خوش رکھوں گی۔۔۔تمہاری طرح پڑھی لکھی ہوں سوسائٹی میں کیسے رہنا ہے کیسے اٹھنا بیٹھنا ہے بہت اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔تمہارا سر کبھی جھکنے نہیں دونگی۔۔۔۔ریان کی خاموشی پہ ماریہ تھوڑا اسکے نزدیک ہوتی شیرین لہجے میں بولی۔

ریان نے سپاٹ چہرے سے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر نظریں زمدہ کی ٹیبل کی جانب کیئں جو سرخ آنکھوں سے ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔

زمدہ جیسی بھی ہے وہ اب میری بیوی ہے۔۔۔۔اگر اسے سوسائٹی میں اٹھنا بیٹھنا نہیں آتا تو میں سیکھا دون گا اور جہاں تک بات رہی تمہاری تو یاد رکھنا اگر تم دنیا کی آخری لڑکی بھی ہوئی تو بھی میں تم سے شادی نہیں کروں گا۔

کیونکہ میں اچھے سے جانتا ہوں تم جیسی لالچی لڑکی صرف دولت سے پیار کرتی ہے نا کے انسانوں سے۔۔۔۔ریان درشتگی سے کہتا بغیر ماریہ کی جانب ایک بھی نظر ڈالے تیزی سے زمدہ کے پاس بڑھ گیا۔

پیچھے ماریہ اسکی بات پہ پیچ وتاب کھا کے رہ گئی۔



چلیں۔۔۔وہ سیدھے زمدہ کے پاس آتے اسکا ہاتھ جھڑتے اٹھانے لگا۔

ابھی تو ہم نے کھانا بھی نہیں کھایا۔۔۔زمدہ نے حیرت سے اسے دیکھتے یاد دلایا۔

میرا اب یہاں رکنے کا بلکل دل نہیں ہے۔۔۔ہم کسی ریسٹٹ میں کھانا کھا لیں گے۔۔۔ریان نے اسکے کھڑا کرنا چاہا تو وہ خاموشی سے کھڑی ہوتی اسکے ساتھ ہولی۔

مسٹر فیضان سے معذرت کرتے وہ زمدہ کو لیئے ریسٹورنٹ کے لیئے نکل گیا

سارے راستے گاڑی میں خاموشی چھائی رہی۔۔۔دونوں میں سے کسی نے بھی کچھ نا کہا۔

اور اب ریسٹورنٹ پہنچ کے بھی دونوں کے بیچ خاموشی برقرار تھی۔

ریان کو زمدہ کی یہ غیر معمولی خاموشی کافی تنگ کر رہی تھی۔۔۔وہ کبھی بھی خاموش رہنے والوں میں سے نہیں تھی یہاں تک کے جب وہ لوگ دعوت میں جا رہے تھے تب بھی وہ اتنی خاموش نہیں تھی جتنی اب ہو گئی تھی۔

تم ٹھیک ہو۔۔۔آرڈر دیتے اسنے اپنے سامنے بیٹھی زمدہ پہ نظریں جمائیں۔

وہ جو اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی اسکے پوچھنے پہ چونک کے اسکی جانب دیکھا اور پھر دھیرے سے اثبات میں سر ہلا گئی مگر ریان کو اب بھی یقین نا ہوا۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ ماریہ اور اسے ایک ساتھ دیکھ کے ضرور اسکے دماغ میں کچھ نا کچھ غلط چل رہا ہے۔

مجھے تمہاری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔اسنے تفتیش سے پوچھا۔

نہیں ہم ٹھیک ہے۔۔۔۔اسنے زرا سے کندھے اچکائے۔

کوئی پریشانی ہے کیا۔۔۔ریان نے پھر سے پوچھا۔

کیا آپ کو ہمارا ساتھ باعثِ شرمندگی لگتا ہے۔۔۔کب سے دماغ میں چلتا سوال آخر کار اسکے لبوں پہ آ ہی گیا۔

اسکے سوال پہ ریان نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔۔اسکو اس بہادر اور مضبوط لڑکی سے ایسے سوال کی امید ہر گز نہیں تھی

اگر ایسا ہوتا تو بھری محفل میں لے جا کے وہاں تمیں سب سے اپنی بیوی کی حیثیت سے متعارف نہیں کرواتا۔۔۔اسکے معصوم چہرے کو دیکھتے نرمی سے بولا۔

تو پھر آپ نے ہمارا تعارف اپنے دوستوں سے کیوں نہیں کروایا۔۔۔زمدہ نے شکواہ کناہ نظروں سے اسے دیکھا تو وہ دھیرے سے مسکرا دیا۔

میں اپنی بیوی کو اپنے دوستوں سے ڈسکس نہیں کرچاہتا۔۔۔ریان گھمبیر لہجے میں بولا تو زمدہ اسے دیکھ کے رہ گئی

میں جانتا ہوں وہ لوگ کیسے ہیں۔۔۔وہ میرے کوئی اتنے خاص دوست نہیں ہیں بس ایسے ہی بزنس کے متعلق بات چیت کرتے ہوئے دوست بن گئے ہیں۔۔۔میں انکی نظروں سے اتنا واقف نہیں ہوں کے وہ سامنے

والے کو کیسے دیکھتے ہیں اس لیئے میں اپنی بیوی کو انکے سامنے ہر گز نہیں لانا چاہا۔۔۔ریان نے بہت پہ پیار بھرے لہجے میں سمجھایا تو اتنی دیر میں پہلی بار زمدہ کے لبوں کو مسکان نے چھوا۔

کھانا شروعات کرو۔۔۔اتنی دیر میں ویٹر کھانا رکھ کے گیا تو وہ خود اسکی پلیٹ میں ڈالتا کھانا شروع کرنے کا کہنے لگا۔

وہ بغیر کچھ بولے بس مسکراتی ہوئی کھانا شروع کر گئی۔

ریان اسے دیکھ رہا تھا وہ بہت آہستہ آہستہ اور تمیز سے کھا رہی تھی۔۔۔ پاؤں بھی نیچے ہی تھے۔۔۔شاید اسے اب تک ریان کی باتیں یاد تھیں مگر اسے اپنے لیئے خود کو بدلتے دیکھ ریان کو شرمندگی نے ان گھیرا۔

جب کے زمدہ کے دماغ میں جو ماریہ کی باتیں چل رہیں تھیں وہ ریان کے سمجھانے پہ ختم ہو چکی تھی جس وجہ سے وہ ایک دم پر سکون ہو کے کھانا کھا رہی تھی۔



ہمارا خالہ ہم کو اپنے گھر رکنے بلا رہا ہے کیا ہم کچھ دنوں کے لیئے جائے۔۔۔ وہ لوگ واپسی کے راستے پہ تھے جب زمدہ نے اسکی جانب دیکھتے اجازت چاہی۔

ٹھیک ہے جب جانا ہو بتا دینا میں ڈرائیور سے کہہ دوں گا وہ تمہیں چھوڑ آئے گا۔۔۔ریان نے سر ہلاتے جانے کی اجازت دی تو زمدہ کھل اٹھی۔

ارے ڈرائیور کا ضرور نہیں ہے ہم خود چلا جائے گا۔۔۔ہم کوئی ڈرپوک لڑکی تھوڑی ہے جو ہمیں کسی کے ساتھ کا ضرورت ہو ہم خود جا سکتا ہے۔۔۔وہ خود پہ فخر کرتی گردن اکڑا کے بولی توریان نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

مجھے پتہ ہے تم ڈرپوک نہیں ہو مگر یہاں سے گاؤں جانے والا راستہ تھوڑا سنسان ہے اس لیئے تمہارا وہاں اکیلے جانا ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔اسنے سنجیدگی سے سمجھایا تو زمدہ نے منہ بنائے اسے دیکھا۔

ہم پہلے بھی اکیلے ہی آتا جاتا تھا۔۔۔اب بھی چلا جائے گا۔۔۔وہ ضدی لہجے میں بولی توریان نے اسے گھور کے دیکھا جس پہ وہ آگے سے دانت دیکھا گئی۔

اگر جانا ہے تو ڈرائیور چھوڑ کے آئے گا ورنا کہیں نہیں جا رہیں تم۔۔۔ریان نے دو ٹوک کہا تو وہ منہ بنا گئی۔

ٹھیک ہے چلا جائے گا ہم ڈرائیور کے ساتھ۔۔۔اور یاد رکھنا ہم دس بارہ دن سے پہلے واپس نہیں آئے گا۔۔وہ زرا خفگی سے انگلی اٹھا کے بولی۔

چلو اچھا ہے دس بارہ دن تک کمرے میں سکون رہے گا۔۔۔ریان نے اسے چھیڑا جس پہ وہ اسے گھور کے رہ گئی۔

وہ پہلے کی طرح پھر سے بولنے والی ہو گئیں تھی ریان کو اور کیا چاہیئے تھا۔۔۔اسے تو اچھا لگ رہا تھا زمدہ کا بولنا باتیں کرنا لیکن کیوں یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

🌺🌺🌺۔

انگلی صبح کافی روشن تھی۔۔۔

وہ جب سے اٹھی تھی اپنا سامان پیک کرنے میں لگی ہوئی تھی

ریان فریش ہو کے واشروم سے نکلا تو وہ اب تک کچھ نا کچھ اپنے بیگ میں رکھ ہی رہی تھی۔

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اٹھ کے تیار ہونے کے بعد جانے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ دس بارہ دن کے کیئے نہیں بلکے چار پانچ ماہ کے لیئے رکنے جا رہی ہو۔۔۔

بس کر دو۔۔۔کب سے سامان ہی پیک کیئے جا رہی ہو۔۔۔۔ریان اسے دیکھ کے جھنجھلایا جو زبردستی بیگ میں کپڑے ٹھونستی بیگ کو بند کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ماڑا زرا اسے بند کرنے میں ہمارا مدد کرواؤ۔۔۔اسکی بات پہ دھیان دئے بغیر وہ بیگ بند کرنے کی جدوجہد کرتی بولی توریان گہرا سانس بھرتے اسکے پاس آیا۔

ہٹو۔۔۔اسے سائڈ پہ کرتے خود بیگ بند کرنے لگا لیکن یہ کیا جیسے ہی اسنے جھٹکے سے زپ بند کرنے کی کوشش کی ویسے ہی وہ ہاتھ میں اگئی۔

ماڑا یہ کیا کیا۔۔۔زمدہ حیرت اور صدمے سے چیخ اٹھی۔

اتنا بیگ بھرو گی تو ایسا ہی ہو گا۔۔۔اسنے سارا الزام اسکے سر ڈالا اور خود جا کے ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

ایک تو غلطی خود کا۔۔۔زپ آپ نے توڑا اور اوپر سے آپ ہم کو الزام دے رہا ہے۔۔۔ہائے اب ہم کیا کرے۔۔۔وہ رونی صورت بنائے بیڈ پہ ڈھپ سے بیٹھی۔

اس بیگ کو چھوڑ کے دوسرا نکال لو۔۔۔باہوں میں کنگھاہ کرتے اسنے بے نیازی سے کندھے اچائے۔

مگر وہ تو چھوٹا ہے۔۔۔زمدہ نے منہ بسورا۔

تو تم کون سا سال بھر کے لیئے جا رہی ہو دس بارہ دن کے لیے جا رہی ہو ساتھ آٹھ سوٹ رکھ کے لے جاؤ بس کافی ہیں۔۔۔۔ریان نے کنگھاہ ڈریسنگ پہ رکھتے قدم اسکی جانب بڑھائے۔

ہم ایک گھنٹے سے محنت کر رہا تھا اور اب دوبارہ کرنا پڑے گا۔۔۔۔وہ افسردگی سے بیگ کو دیکھ کے بولی۔

ریان اسکی رونی صورت دیکھ خود ہی الماری سے بیگ نکال کے لایا اور اسکے کپڑے خود بیگ میں رکھنے لگا۔

یہ والا بھی رکو۔۔۔وہ چند سوٹ بیگ میں رکھ کے بند کرنے ہی لگا تھا جب اسنے ایک اور سوٹ اسکی جانب بڑھایا۔

ریان نے خاموشی سے وہ سوٹ لیتے بیگ میں رکھا جب اسنے ایک اور سوٹ اسکی جانب بڑھادیا۔۔۔اسنے وہ سوٹ بھی بیگ میں رکھ دیا۔

یہ والا بھی۔۔۔زمدہ نے ایک اور نیلا سوٹ اسکی جانب بڑھایا جس پہ ریان نے گھور کے اسے دیکھتے اسکے ہاتھ سے سوٹ چھپٹتے بیڈ پہ پھینکا۔

میڈم کیا آپ پہلے والے بیگ کا حشر بھول گئی ہیں جو اسے بھی بھرنے کی کوشش کروا رہی ہیں۔۔۔وہ طنزیہ بولا تو زمدہ نے آنکھیں چھوٹی کیئے دیکھا۔

اچھا اب ہٹو ہم کو اپنا کچھ اور سامان رکھنا ہے۔۔اسنے اسے سائڈ کرنا چاہا جس پہ ریان نے اسے گھورا۔

اور کون سا سامان بچا ہے جو تم نے رکھنا ہے۔۔۔وہ سوالیہ گویا ہوا۔

ہے ہمارا کچھ ضروری سامان۔۔۔وہ جھنجھلا کے بولی تو وہ سمجھتے ہوئے سر ہلاتے سائڈ پہ ہو گیا۔

اسنے اپنا چند ایک ضرورت کا سامان رکھتے بیگ بند کرتے بیڈ سے نیچے اتار

ہو گیا تمہارا بیگ تیار اب چلو ناشتہ کرتے ہیں پھر ڈرائیور تمہیں چھوڑ آئے گا۔۔۔اسکے پاس سے بیگ لیتے آگے بڑھا تو زمدہ بھی سر ہلاتی اسکے پیچھے ہو لی۔

وہ لوگ ڈائنگ روم میں آئے تو وہاں سب موجود ناشتہ شروع کر چکے تھے ۔۔۔ان دونوں نے سلام کرتے اپنی اپنی جگہ سمبھالی۔

انکل ہم کچھ دنوں کے لیئے اپنی خالہ کے گھر جا رہا ہے۔۔۔وہ ہم کو بہت یاد کر رہا ہے۔۔۔ناشتے کرتے ہوئے زمدہ نے منان صاحب کو مخاطب کیا

بہت اچھی بات ہے یہ تو۔۔۔آپ ضرور جاؤ لیکن ہاں آج کے بعد مجھے انکل نہیں کہنا سب کی طرح پاپا کہنا۔۔۔پیار سے کہتے منان صاحب نے آخر میں تھوڑا سختی سے کہا تو وہ مسکرا دی۔

نہیں ہم آپ کو پاپا نہیں بولے گا۔۔۔زمدہ نے سنجیدگی سے انکار کیا تو سب اسکی جانب دیکھنے لگے۔

اسنے کبھی منان صاحب کو کسی بھی بات سے انکار نہیں کیا تھا مگر آج اتنی سی بات پہ انکار کرنا سب کو ہی تعجب میں مبتلا کر گیا تھا

مگر کیوں۔۔۔منان صاحب نے فکر مندی سے پوچھا۔

پاپا تو ایسا لگتا ہے جیسے چائے والا پاپا ہو۔۔۔جو چائے میں جاتے ہی ڈوب جائے گا اس لیئے اگر آپ برا نا مانوں تو ہم آپ کو ابا بلا سکتا ہے۔۔۔کیونکہ آپ ہمیں بلکل ہمارے ابا کی طرح لگتا ہے۔۔۔زمدہ معصومیت سے بولی تو منان صاحب سمیت سب مسکرا دیئے جب کے قدسیہ بیگم نے بے زاریت سے سر جھٹکا۔

کیوں نہیں بیٹا ضرور۔۔۔بلکے مجھے تو خوشی ہو گی۔۔۔منان صاحب پیار سے بولے تو وہ کھل اٹھی

اچھا پاپا اب میں چلتا ہوں اور تم ناشتہ کر کے باہر آجانا میں ڈرائیور سے کہہ دونگا وہ تمہیں چھوڑ آئے گا۔۔ریان کھڑے ہوتے ہوئے بولا تو وہ سر ہلا گئی۔

کیا مطلب بھائی آپ بھابھی کو چھوڑنے نہیں جا رہے۔۔۔ابرار نے حیرت سے پوچھا۔

نہیں میری ایک ضروری میٹنگ ہے اس لیئے میں نہیں جا سکتا۔۔۔ریان نے رسان سے جواب دیا۔

Zubi Novels Zone

کیابھابھی سے بھی زیادہ ضروری ہے میٹنگ۔۔۔اریبہ نے معنی خیزی سے پوچھاتوریان نے نظریں زمدہ پہ کیں جو خود بھی اسہی کے جواب کی منتظر تھی

بولیں بولیں۔۔۔ادینہ نے بھی ابرو اچکائے مسکراتے ہوئے کہا۔

بھلا ہم سے ضروری بھی کچھ ہو سکتا ہے پر ہم نے ہی ان کو منا کیا ہے۔۔۔ بلکے ہم تو خود اکیلا جانا چاہتا تھا لیکن ان ہونے ضد کی کے ہم ڈرائیور کے ساتھ ہی جائے گا۔۔۔اسے اضطراب میں مبتلا دیکھ آخر زمدہ نے ہی اسکی مشکل آسان کی۔

اوا چھاااا۔۔۔وہ تینوں ہم آواز بولے۔

ان لوگوں کو چھوڑو بچوں آپ دونوں جاؤں دیر ہو رہی ہے آپ لوگوں کو۔۔۔مہتاب بیگم نرمی سے بولی تو زمدہ جلدی سے جوس کا گلاس ختم کرتی جی کہتی مسکراتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔

اللہ حافظ۔۔۔سب سے ملتی ہوئی ریان کے ساتھ ہی باہر نکل گئی۔

شکریہ اندر مجھے مشکل سوال سے بچانے کے لیئے۔۔۔اسکے ساتھ پورچ تک آتے ریان نے سنجیدگی سے شکریہ ادا کیا۔

ارے کوئی بات نہیں۔۔۔ہم جانتا ہے ابھی ہم آپ کے لیئے اتنا ضرور نہیں ہوا۔۔۔وہ مسکرانے کہتی گاڑی میں بیٹھی گئی

ریان نے ڈرائیور کو ٹھیک سے تائید کی جس پہ وہ جی کہتا گاڑی گیٹ سے باہر لے گیا۔

ماڑا اپنا خیال رکھنا۔۔۔ کھڑکی سے باہر سر نکالتے زمدہ نے ہاتھ ہلایا جس پہ ریان بس سر ہلا کے رہ گیا۔

اسکی گاڑی نظروں سے اوجھل ہونے تک ریان کی نظریں وہیں ٹکی رہیں۔۔۔

اسے زمدہ کا جانا بلکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ ابھی اسے گئے ایک منٹ نہیں ہوا تھا کے اسے اپنے ارد گرد خالی پن لگنا شروع ہو گیا تھا۔

🌺🌺🌺۔

زمدہ کو گئے پانچ دن ہو چکے تھے اور ان پانچ دنوں میں ریان کو اپنا کمرہ کاٹنے کو دوڑ رہا تھا۔

کہنے کو تو زمدہ کو اس گھر میں اور ریان کی زندگی میں آئے ابھی کچھ ہی دن ہوئے تھے مگر اتنے کم وقت میں ہی اسے زمدہ کی بری طرح عادت پڑھ چکی تھی۔

اپنے کمرے میں اسکے وجود کی موجودگی ریان کے اندر توانائی بھرتی تھی لیکن جب سے وہ گئی تھی اسے اپنا کمرا ویران لگنے لگا تھا۔

یہ نکاح کا ہی اثر تھا جو آج ایک ناپسندیدہ وجود اسے بڑی شدت سے یاد آرہا تھا

وہ جو اسے اپنے لہجے سے تکلیف دیتا تھا۔۔۔ صرف اسے اپنے پاپا کی پسند اور ایک زبردستی کا رشتہ مانتا تھا۔۔۔اس لڑکی کو ان پڑھ ہونے کے طعنے دیتا تھا آج وہی لڑکی اسے بری طرح سے بے چین کر رہی تھی۔

کتنی ہی دیر بالکونی میں کھڑا آسمان میں نا جانے کیا ڈھونڈتا رہا شاید وہ اس چہرے کو آسمان میں ڈھونڈھ رہا تھا جو اسے سکون سے سونے نہیں دے رہا تھا۔

اپنی حالت سے پریشان ہوتے وہ کمرے میں آیا مگر خالی کمرے سے اسے وحشت محسوس ہوئی۔۔۔

سونے کے لیئے بیڈ پہ لیٹتے آنکھیں بند کی تو زمدہ کا چہرہ اسکی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا۔۔

اسنے چھٹ سے آنکھیں کھولتے کروٹ بدلی۔۔۔اور ایسے ہی ایک کے بعد ایک کروٹ بدلتا رہا مگر آج تو نیند جیسے آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

آخر تنگ آ کے اٹھ کے بیٹھتے بیک گراؤنڈ سے ٹیک لگایا جب اسکے فون پی میسج ٹون بجی۔

میسج پڑھتے ہی اسکے ماتھے پہ بل پڑے۔۔۔

چہرہ ایک دم پریشان ہوا اٹھا۔

وہ بستر چھوڑتے جلدی سے گاڑی کی چابیاں اٹھاتا جوتے پہنتے کمرے سے باہر نکل گیا

🌺🌺🌺۔

ہائے وے کے ایک سنسان علاقے میں ایک بوسیدہ سی عمارت میں اس وقت دھیر سارے ڈبے پڑے ہوئے تھے جن میں کئی طرح کا آس+لحہ اور ڈر گز موجود تھیں۔

ڈبوں کے سامنے ہی ایک بڑی سی کرسی پہ ایک نوجوان بیٹھا سگریٹ پھونکنے کے ساتھ ساتھ اپنے سامنے کھڑے آدمیوں کو حکم بھی دیتا جا رہا تھا۔

یہ وہ لوگ تھے جو اپنے ملک سے منشیات دوسرے ممالک بھیجتے اور وہاں سے منگواتے تھے۔۔

ان لوگوں کا ایک بہت بڑا گینگ تھا جس کے آدھے لوگ اس وقت یہاں موجود تھے۔۔

سارا مال تیار ہے باس۔۔۔ایک آدمی مؤدب انداز میں اسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہوا

ہمممم یہ سارا مال میرے پرائیویٹ جیٹ میں رکھوا دو۔۔۔میں خود لے کے جاؤ گا۔۔۔اپنے آدمیوں کو جانے کا اشارہ کرتے وہ خود کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے سکون سے سگریٹ پھونکنے لگا۔

لیکن اسکا سکون صرف چند پل کا ہی تھا جب باہر سے فائر+رنگ کی آواز سنائی دی وہ فورن سیگریٹ پھینکتا اپنی ویسٹ سے گن نکالتے باہر کی جانب بھاگا۔

سیاہ لباس پہنے چہرے کو سیاہ ہی ماکس سے ڈھانپے جس میں سے صرف اسکی پرکشش شہد رنگ آنکھیں نظر آرہی تھیں جو چاروں طرف گھومتی اپنی مطلوبہ چیز ڈھونڈ رہیں تھیں۔۔۔

ہاتھ میں گن پکڑے وہ وجود دھیرے دھیرے اندر قدم بڑھاتا آخر اس جگہ آپہنچا جہاں سارا مال موجود تھا۔

باہر سے گولیاں چلنے کی خوب آوازیں آرہی تھی جب کے وہ وجود ہر ڈبے کو چیک کرتا دبے پاؤں آگے بڑھ رہا تھا جب اچانک اسکے سر پہ کسی نے پیچھے سے گن تانی۔

اپنی گن نیچے پھینک دو۔۔۔۔پیچھے سے باس کی آواز پہ اسنے گردن گھمانے کی کوشش کی مگر گن کا دباؤ اسکے سر پہ بڑھاتے اسے ایسا کرنے سے روکا۔

اپنی گن نیچے پھینکو۔۔۔اور زرا بھی ہوشیاری کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا میری گن ایک دم بھری ہوئی ہے۔۔۔وہ گن کی نوک اسکے سر پہ دباتے کرخت لہجے میں بولا۔

سیاہ لباس میں ملبوس اس وجود نے نیچے جھٹکتے گن زمین پہ رکھتے ہوئے ایک دم سے اسکی ناٹک پکڑ کے کھینچی تو وہ منہ کے بل زمین پہ گرا۔

اسے اٹھنے کا موقع دیئے بغیر وہ تیزی سے گن اس پہ تان گیا مگر اندھیرا ہونے کی وجہ سے اسکا چہرہ ٹھیک سے نا دیکھ سکا۔

اس سے پہلے وہ آگے بڑھتے اسے زمین سے اٹھاتا اس لڑکے نے اس پہ فائر کر دیا۔۔۔

وہ تو اسکی خوش قسمتی تھی کے اسکا نشانہ چوک گیا جس وجہ سے گولی دل پہ رکھنے کی بجائے کندھے پہ پیوست ہوئی۔

باہر سے اور لوگ اندر بھاگ کے آئے تو وہ نوجوان موقع دیکھتے ہی دوسرے راستے کی طرف بھاگ گیا جب کے وہ وجود اپنے کندھے سے نکلتے خون پہ ہاتھ رکھے اپنے درد کی پرواہ کیئے بغیر اسکے پیچھے بھاگا لیکن وہ جیسے کہیں غائب ہو چکا تھا۔

اسنے چاروں طرف نظریں گھمائیں مگر وہاں صرف خاموش تھی سناٹا تھا

آپ کو گولی لگی ہے۔۔۔ چلیں ہمارے ساتھ۔۔۔ایک افسر H2 ایجنٹ وہاں آتے اسے اپنے ساتھ لے گیا تو وہ بھی لب بھیجتے انکے ساتھ ہو لیا۔

🌺 🌺 🌺 ۔

اسکی آنکھ دروازے پہ ہونے والی دستک پہ کھلی۔۔۔۔اسنے اٹھ کے بیٹھنا چاہا تو کمر اور بازو میں کافی درد محسوس ہوا۔

آجاؤ۔۔۔بیک گراؤنڈ سے ٹھیک لگاتے اندر آنے کی اجازت دی تو ابرار کمرے میں داخل ہوا

کیا ہوا بھائی آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔آپ کبھی اتنا نہیں سوتے لیکن آج ابھی تک بستر میں ہیں۔۔۔ابرار اسکے سامنے کھڑا ہوتا تفتیشی انداز میں پوچھنے لگا۔

ہاں میں ٹھیک ہوں بس رات دیر سے سویا تھا تو اس لیئے شاید آنکھ نہیں کھلی۔۔۔وہ کمبل ایک طرف کرتا اٹھنے لگا مگر ہاتھ میں ہوتے درد کی وجہ سے وہ واپس بیٹھ گیا۔

بھائی آپ ٹھیک ہیں۔۔۔اسکے چہرے پہ درد کے آثار نمایاں ہوتے دیکھ ابرار نے اسکے ساتھ بیٹھتے اسکے بازو پہ ہاتھ رکھا تو وہ ایک دم کرہ گیا جس پہ ابرار نے فورن ڈر کے ہاتھ پیچھے کیا۔

کیا ہوا ہے بھائی بازو پہ دیکھائی مجھے۔۔۔ابرار نے اسکی شرٹ کی آستین اوپر کرنی چاہی جب اسنے روک دیا

کچھ نہیں ہوا یار بس رات کو باہر نکلا تھا ایسی تو ایک گاڑی والا مار کے چلا گیا تھا۔۔۔خیر فکر مت کرو بس زرا سی بازو پہ چوٹ آئی ہے ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔۔ریان نے اسے مطمئن کرنا چاہا مگر اسکی شکل دیکھ کے کہیں سے بھی ایسا نہیں لگ رہا تھا کے وہ مطمئن ہوا ہے۔

ایسے کیسے گاڑی والا مار کے چلا یا۔۔۔آپ نے اسکے خلاف رپورٹ نہیں کروائی اور دیکھائیں مجھے کتنی لگی ہے اور کہاں کہاں لگی ہے۔۔ابرار سنجیدگی سے واپس اسکی آستین اوپر کرنے لگے

افف ہوا ابرار کہہ تو رہا ہوں میں ٹھیک ہوں چھوڑو تم مجھے۔۔۔۔وہ اسکی ہاتھ ہٹاتا کھڑا ہوا۔

میں ابھی پاپا کو بتاتا ہوں۔۔۔ابرار بھی اسکے ساتھ ہی کھڑا ہوتے بولا۔

خبر دار جو تم نے کسی کو بھی کچھ بھی بتایا تو ورنا مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا سمجھ گئے۔۔۔۔ریان نے اسکا بازو تھامتے وارن کیا جس پہ ابرار نے نفی میں سر ہلایا۔

نہیں سمجھا۔۔۔وہ جھٹ سے بولا تو ریان نے جبڑے بھینچے

دیکھو ابرار سب کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔میں ٹھیک ہوں تمہارے سامنے کھڑا ہوں نا۔۔۔ریان نے سمجھانا چاہا مگر ابرار کچھ سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا۔

پھر بھی مجھے پاپا کو بتانا ہو گا۔۔۔آخر وہ ہمارے باپ ہیں انکا جاننا ضروری ہے۔۔۔اسنے اپنی طرف سے خاصی عقل مندی کی بات کہی تھی جس پہ ریان نے ایک ائبرو اچکائے اسے دیکھا۔۔۔جیسے کہہ رہا ہو واقع۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو وہ ہمارے باپ ہیں انہیں جاننا ضروری ہے اور انہیں یہ بھی جاننا چاہیئے کے انکا چھوٹا بیٹا پچھلے سیمسٹر میں فیل ہوا تھا جو اسنے اپنے پروفیسر کو رشوت دے کے اپنی اسائمنٹ کے نمبر بڑھوائے تھے۔۔۔ ریان نے سکون سے کہا تو ابرار کی آنکھ حیرت سے پھیلیں۔

آپ کو کیسے پتہ۔۔۔وہ بے یقینی سے بولا۔

بڑا بھائی ہوں تمہارا سب جانتا ہوں۔۔۔۔ریان پر سکون انداز میں کہتا الماری سے کپڑے نکالنے لگا۔

مگر اتنی سیکریٹ بات آپ کو کیسے پتہ۔۔۔ابرار اب بھی الجھا ہوا تھا

میں سب جانتا ہوں کے تم یونی میں کیا کرتے ہو اور کیا نہیں۔۔۔۔اور ہاں یاد رکھنا آج کے بعد کسی کو رشوت مت دینا جو کرنا ہے اپنی محنت سے کرنا ورنا میں پاپا کو سب بتا دوں گا اور اس رشوت لینے والے پروفیسر کے خلاف بھی کیس کر دوں گا۔۔۔ریان نے سمجھاتے ہوئے دھمکی دی تو ابرار شرافت سے اثبات میں سر ہلا گیا۔

میں نے رشوت نہیں دی تھی بس اوفر کی تھی اب انہوں نے میری اوفر قبول کر لی اس میں میں کیا کر سکتا تھا۔۔۔وہ معصومیت سے بولا تو ریان نفی میں سر ہلاتا واشروم کی جانب بڑھ گیا۔

یادرکھنانا اگر تم نے میرے بارے میں کسی کو بھی بتایا تو میں تمہارا راز کھول دوں گا۔۔۔وہ جاتے جاتے پلٹ کے اسے دوبارہ یاد دلانا نہیں بھولا۔

بھابھی کو بھی نہیں بتاؤں۔۔۔اسنے کنفرم کرنا چاہا۔

نہیں۔۔۔وہ خواہ مخواہ پریشان ہو جائے گی۔۔۔جب کے اتنی بڑی بات نہیں ہے۔۔۔ چھوٹا سا زخم ہے ٹھیک ہو جائے گا کچھ دنوں تک۔۔۔ریان رسان سے اپنی بات ختم کرتا ابرار کو کچھ بھی کہنے کا موقع دیئے بغیر واشروم میں گھس گیا تو ابرار بھی کندھے آچکا تھا کمرے سے نکل گیا

۔

آج اتوار کا دن تھا تو سب ہی گھر پہ موجود تھے۔۔۔

ریان اپنے کمرے میں بیٹھا لیپ ٹاپ گود میں رکھے بڑے انہماک سے کچھ ٹائپ کر رہا تھا جب بغیر اجازت کمرے کا دروازہ کھولتے ماریہ انداز داخل ہوئی

ماتھے پہ بل ڈالے ریان نے گردن اٹھا کے آنے والے کو دیکھا تو بلوں میں اضافہ ہو گیا

تم یہاں کیوں آئی ہو۔۔۔اور یہ کیا طریقہ ہے کسی کے کمرے میں آنے کا۔۔۔لیپ ٹاپ بند کرتے سائڈ پہ رکتے وہ کافی سخت لہجے میں باز پرس کرنے لگا۔

ایک تو تم ہر وقت مجھ پہ صرف غصہ ہی کرتے رہتے ہو۔۔۔۔میں تو بس آنٹی سے ملنے آئی تھی تو انہوں نے مجھے بتایا کے تمہاری بیوی گھر پہ نہیں

ہے اس لیئے میں یہاں تم سے ملنے چلی آئی۔۔۔ماریہ اسکے پاس آتی اسکے ساتھ ہی بیڈ پہ بیٹھی تو وہ جلدی سے بیڈ سے کھڑا ہو گیا۔

نکلو یہاں سے۔۔۔اسنے ضبط سے دروازے کی جانب اشارہ کیا۔

کوئی مہمان کو ایسے نکالتا ہے بھلا۔۔۔وہ چہرے پہ معصومیت سجائے بولی تو ریان نے لب بھینچے۔

میری بیوی کی غیر موجودگی میں تمہیں یا کسی بھی غیر لڑکی کو میں اپنے کمرے میں آنے کی اجازت ہر گز نہیں دوں گا۔۔۔میں سختی سے بولا تو ماریہ مسکرادی۔

میں کوئی غیر تو نہیں ہوں۔۔آخر تمہاری ہونے والی بیوی ہوں۔۔۔وہ دو قدم اسکے قریب ہوئی توریان نے اپنے قدم پیچھے لے لیئے۔

بکواس بند کرواپنی۔۔۔تم سے ڈھیٹ لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی جو بار بار اپنی انسلٹ کروانے کے باوجود ہر بار رجکٹ ہونے چلی آتی ہے۔۔۔ وہ غصے سے دھاڑا مگر اسکی دھاڑ کا بھی ماریہ پہ کوئی اثر نہیں ہوا بلکے وہ تو بس مسکرائے جارہی تھی

مجھے پتہ ہے تم اپنی ماما سے بہت پیار کرتے ہو۔۔۔دیکھنا اس بار تم مجھے ریجکٹ نہیں کرپاؤں گے ریان۔۔۔وہ پراسرار لہجے میں بولی توریان کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

مگر وہ اسکے سامنے کسی بھی طرح کا کوئی ریئکٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔وہ اسے یہی دکھانا چاہتا تھا کے وہ اسکی باتوں پہ بلکل یقین نہیں کرتا۔۔۔وہ ایک دم لاپرواہ بنا کھڑا رہا۔

میری ماں کو بیچ میں لانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔وہ انگلی اٹھائے اسے وارن کر رہا تھا مگر ماریہ پہ کوئی اثر ہو تب نا۔

میں کہاں لائی ہوں بیچ میں بلکے وہ مجھ بہو بنا کے لائیں گی اس گھر میں۔۔۔ تمہاری زندگی میں۔۔۔وہ خوبصورتی سے مسکراتی ریان کے قریب ہوتے می بے باکی سے اسکے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھ گئی۔

بس یہی تک ریان کی برداشت تھی۔۔۔اسنے اپنے دل کے مقام پہ رکھا اسکا ہاتھ کلائی سے دبوچا اور اسے کھینچتے ہوئے دروازے تک لاتے ایک جھٹکے سے اسے کمرے سے باہر نکالا۔

تم میری ماں کو تو پھنسا سکتی ہو مگر مجھے تم پھر بھی حاصل نہیں کر سکو گی۔۔۔ کیونکہ تم جیسی لڑکی کبھی کسی کی ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔جو دولت کے پیچھے کبھی اس کے پیچھے تو کبھی اس کے پیچھے بھاگتی ہے۔

اس لیئے خبر دار جو آیندہ میرے کمرے میں آنے کی یا میرے نزدیک آنے کی کوشش بھی کی تو میں بھول جاؤں گا کے تمہارے بابا میرے پاپا کے دوست ہیں۔۔۔وہ بغیر لحاظ کیئے اسے سخت سناتا دروازہ اسکے منہ پہ بند کر گیا جب کے ماریہ اہانت کے احساس سے سرخ ہوتا چہرہ لیئے نیچے کی جانب بڑھ گئی۔



مجھے آپ سب سے خاص کر ماما پاپا آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔

رات کے کھانے کے بعد سب لوگ ساتھ بیٹھے چائے پی رہے تھے جب ریان نے سب کو مخاطب کیا۔

ہاں بولو۔۔۔قدیسہ بیگم پوری طرح اسکی جانب متوجہ ہوئیں جب کے منان صاحب بھی چائے کا کپ ٹیبل پے رکھتے اسکی جانب دیکھنے لگے۔

پاپا ماریہ بھلے آپ کے دوست کی بیٹھی ہے مگر اب میں اسے اپنے آفس میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ریان سپاٹ لہجے میں بولا تو منان صاحب پریشان ہو گئے۔

مگر کیوں بیٹا۔۔۔منان صاحب نے فکر مندی سے استفسار کیا

ماریہ کے والد منان صاحب کے یونی کے دوست تھے جو ایک مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔۔۔لیکن انکا رہن سہن بلکل ہائی کلاس جیسا تھا ۔۔۔وہ ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں جوب کرتے تھے جن کی اب ریٹائرمنٹ ہو گئی تھی۔۔۔

ماریہ انکی اکلوتی بیٹی تھی جسے انہوں نے خوب لاڈ پیار میں پال کے ضدی بنا دیا تھا۔۔۔اسنے پڑھ لکھ کے جاب کا کہا تو منان صاحب نے انکی آسانی کے لیئے ماریہ کو ریان کے آفس میں جاب دلوادی تھی تاکہ وہ ماریہ کو بے فکر ہو کے جاب کرنے دیں مگر اب ریان کی باتیں انہیں پریشان کر رہیں تھیں۔

پاپا کیا آپ نے دیکھا نہیں ہے وہ کس طرح میرے قریب آنے کی کوشش کرتی ہے۔۔۔ہمارے گھر کے معاملے میں گھستی ہے۔۔۔۔بلاوجہ ہمارے مسئلوں میں ٹانگ اڑاتی ہے۔۔۔مجھے وہ لڑکی پہلے ہی دن سے ایک آنکھ نہیں بھائی تھی مگر میں مجبور تھا صرف آپ کی وجہ سے برداشت کر رہا تھا مگر اب میری برداشت جواب دیتی جا رہی ہے۔۔۔۔ریان ضبط سے کپ پہ پکڑ مضبوط کرتے لہجے کو بامشکل نارمل رکھتے بولا تو سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

ایسا نہیں ہے بیٹا وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔۔۔مجھے تو اس میں کوئی برائی نہیں دکھتی۔۔۔قدسیہ بیگم چائے کا ایک سپ لیتی نرمی سے بولیں جب کے انکا نرم لہجہ اور ماریہ کی تعریف ریان کو ماریہ کی باتیں یاد دلا گئی تھیں۔

وہ کتنی اچھی لڑکی ہے یہ مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔۔۔۔خیر میری بس ایک بات آپ سب اچھے سے سمجھ لیں وہ مجھے آئندہ کے بعد اس گھر میں نظر نا آئے خاص کر میری موجودگی میں۔۔۔۔ریان سختی سے کہتا چائے کا کپ میز پہ رکھتے کھڑا ہو گیا۔

مگر میں تو اسے ہمیشہ کے لیئے اس گھر میں لانے کا سوچ رہی ہوں۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ مڑ کے اوپر بڑھتا قدسیہ بیگم کی آواز نے اسکے قدم ساکت کر دیئے

وہ بے یقینی سے انہیں دیکھنے لگا جب کے انکی بات سن کے متعجب سے سب انہیں کو دیکھ رہے تھے۔

دیکھو ریان تم نے اپنے پاپا کی بات مانتے اس گاؤں کی ان پڑھ لڑکی سے تو شادی کرلی اب تم میری بات مانوں گے اور ماریہ سے شادی کروں گے ۔۔۔اسکے حیران چہرے کو دیکھ قدسیہ بیگم رسان سے بولیں تو ریان کی گردن کی رگیں واضح ہونے لگیں۔

قدسیہ یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔۔منان صاحب ہوش میں آتے غصے سے دبا دبا دھاڑے جسے وہ مکمل طور پہ نظر انداز کر گئی۔

بولو ریان کرو گے نا اپنی ماں کی پسند سے شادی۔۔۔منان صاحب کو اگنور کیئے وہ ریان سے مخاطب ہوئیں۔

آپ کو کیوں ایسا لگتا ہے کہ میں ماریہ سے شادی کروں گا۔۔۔کیا آپ لوگوں نے مجھے کوئی کھلونا سمجھ رکھا ہے کہ جب جس کا جی جایا مجھے اٹھا کے

کسی کے بھی ساتھ جوڑ دیا۔۔۔وہ غصے کو قابو کرتے بہت مشکل سے آواز کو اونچا اونے سے باز رکھتے بولا۔

مجھے پتہ ہے تم زمدہ کے ساتھ خوش نہیں ہو۔۔۔اس جیسی لڑکی کبھی تمہاری آئڈیل نہیں تھی۔۔۔ مگر ماریہ تمہاری آئڈیل جیسی ہے۔۔۔۔ پڑھی لکھی سلجھی ہوئی۔۔۔اسے اٹھنے بیٹھنے کا ڈھنگ بھی آتا ہے۔۔۔۔اور سب سے بڑھ کے وہ تمہیں پسند کرتی ہے جب کے زمدہ سے رشتہ صرف سمجھوتے کا ہے جو تم بھی کر رہے ہو اور وہ بھی۔۔۔جب کے ماریہ تمہیں پسند کرتی ہے اور مجھے یقین ہے جلد ہے تم بھی اسے پسند کرنے لگوں گے۔۔۔۔قدسیہ بیگم مسکراتے ہوئے اسے سمجھا رہیں تھیں جب کے انکی بات وہاں موجود کسی کو بھی اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

ماماوہ ایک لالچی لڑکی ہے۔۔۔وہ آپ کے بیٹے سے نہیں بلکے اسکی دولت سے محبت کرتی ہے اور ایسی لڑکی کبھی بھی آپ کے بیٹے کو پسند نہیں آسکتی

اور رہی بات زمدہ کے ساتھ سمجھوتے کی تو اس چیز کی آپ فکر مت کریں ۔۔۔جس رب نے اسکو میرا ہمسفر بنایا ہے وہی اس سمجھوتے کے رشتے کو محبت کے رشتے میں بدل دے گا۔

لیکن پلیز آج کے بعد آپ اپنے ذہن سے یہ بات نکال دیں کے میں ماریہ یا کسی بھی اور لڑکی سے دوسری شادی کروں گا۔۔۔ریان دوٹوک لہجے میں کہتا وہاں رکا نہیں۔۔۔

وہ دو دو سیڑھیاں پھلانگتے اوپر چڑھ گیا

مجھے افسوس ہے آپ کی سوچ پہ قدسیہ۔۔۔۔منان صاحب دکھ سے کہتے اٹھ کے باہر کی جانب بڑھ گئے۔

کاش بھابھی یہاں ہوتیں تو وہ بھی دیکھتی کے کیسے بھائی نے ان کے لیئے اسٹینڈ لیا ہے۔۔۔ادینہ حسرت سے آہستہ آواز میں کہتی اٹھ گئی

ہمم واقع۔۔۔۔اریبہ اور ابرار بھی اسکے پیچھے ہی بڑھ گئے۔

بھابھی آپ زمدہ کو سمجھنے کی کوشش کریں وہ اتنی بری نہیں ہے جتنا آپ اسے سمجھ رہی ہیں۔۔۔۔مہتاب بیگم نے انہیں سمجھانا چاہا۔

رہنے دو مہتاب۔۔۔اس لڑکی نے تو سب پہ جیسے جادو کر دیا ہے۔۔۔ہر کوئی اسکے ہی گن گاتا پھر رہا ہے۔۔۔۔قدسیہ بیگم نے نخوت سے سر جھٹکا۔

وہ گن گانے لائک ہے بھابھی۔۔۔۔عامر صاحب سنجیدگی سے کہتے مہتاب بیگم کو آنے کا اشارہ کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے جب کے قدسیہ بیگم وہیں لاؤنج میں بیٹھی منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتی رہیں۔



وہ غصے سے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا جب اسکا فون بجا۔

اسنے سامنے ٹیبل پہ رکھے فون پہ نام دیکھا تو زمدہ پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا۔

گہرا سانس بھرتے خود کو ریلیکس کرتے اسنے فون اٹھاتے کان سے لگایا۔

اسلام و علیکم کیسا ہے آپ۔۔۔دوسری جانب سے زمدہ کی ہشاش بشاش آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی تو اسکے ماتھے کہ بل کچھ کم ہوئے۔

و علیکم اسلام۔۔۔ٹھیک ہوں میں۔۔۔اسنے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اچھا لگ تو نہیں رہا۔۔۔۔

ماڑا کیا آپ غصے میں ہے۔۔۔۔زمدہ نے اسکے لہجے سے اندازہ لگایا جب کے اسکے اتنے سہی اندازے پہ ریان حیران رہ گیا۔

نہیں تو۔۔۔۔وہ فورن مکر گیا۔

پھر ہم کو ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے آپ غصے میں ہے۔۔۔۔کیا کسی سے لڑ کے آیا ہے؟۔۔۔۔زمدہ نے تفتیشی انداز میں استفسار کیا۔

تم یہاں نہیں ہو تو بھلا میں کس سے لڑ سکتا ہوں۔۔۔ریان نے اب کے قدرے سکون سے جواب دیا۔

ہمم ہم بھی یہی سوچ رہا تھا کہ آپ ہمارے علاوہ تو کسی سے نہیں لڑتا تو آج اتنا غصہ پتہ نہیں کیوں ہے جب کے غصہ بھی آپ صرف ہم پہ ہی ہوتا ہے۔۔۔زمدہ معصومیت سے بولی تو ریان ایک پل کے لیئے خاموش ہو گیا۔

اتنے دنوں سے تمہارا نمبر بند کیوں تھا۔۔۔ریان نے بات بدلی۔

ہمارا فون خراب ہو گیا تھا اس لیئے ممبر بند تھا۔۔۔ابھی سہی کروایا ہے تو سب سے پہلا فون آپ کو ہی کیا ہے۔۔۔اسکی مسکراتی آواز آئی

اچھا کب آرہی ہو۔۔۔وہ بے دھیانی میں پوچھتے صوفے پہ بیٹھا۔

کیوں ہمارا یاد آرہا ہے۔۔۔دوسری طرف سے وہ شرارتی انداز میں بولی تو ریان ایک دم سیدھا ہوتا اپنے سوال پہ غور کرنے لگا۔

نہیں وہ تو بس پاپا پوچھ رہے تھے اس لیئے پوچھا۔۔۔ورنا مجھے کوئی شوق نہیں ہے اپنا سکون برباد کرنے کا۔۔۔وہ جھوٹ بول گیا۔

جب کے اسکا دل تو زمدہ کو یاد کر کے پاگل ہوئے جارہا تھا۔۔۔وہ تو چاہتا تھا وہ جلد سے جلد واپس آ کے اسکے ویران وجود کو واپس آباد کر دے مگر انا نے بیچ میں آتے اسے کہنے نہیں دیا۔

جانتا ہے آپ ہم کو یاد کر بھی نہیں سکتا۔۔۔خیر ابا سے کہنا ہم جلدی آئے گا۔۔۔زمدہ کچھ اداسی سے بولی۔

پاپا کہہ رہے تھے کے تمہیں ایک ات دن میں لے آؤ۔۔۔تو تم مجھے بتادو کب تک لینے آنا ہے۔۔۔ریان سکون سے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے اپنے دل کی بات منان صاحب پہ رکھ کے بول رہا تھا۔

نہیں ابھی ہم ایک ہفتے اور یہاں رکے گا۔۔۔ابھی تو ہم خالہ کے ساتھ لاہور آیا ہوا ہے اپنے اور خالہ کے اوپر دم کروانے۔۔۔انکا کہنا ہے ہم خوبصورت ہے نا تو ہم کو نظر لگتا رہتا ہے۔۔۔۔زمدہ کی بات پہ ریان کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا

اوہو نظر!!!! بڑی تم حور پڑی ہونا۔۔۔ریان نے اسے چھیڑا۔

ہاں ہم حور پری ہی ہے۔۔۔پتہ ہے بابا جی نے کیا کہا ہے۔۔۔زمدہ نے تجسس پھیلایا۔

کیا۔۔۔ریان نے دلچسپی سے پوچھا۔

یہی کے آج کل ہم ایک جن کے ساتھ رہ رہا ہے جو ہم کو نظر لگاتا ہے۔۔۔ پتہ ہے آپ کو خالہ تو انکا بات سن کے اتنا ڈر گیا تھا کہ پتہ نہیں کون سا جن ہے جو ہمارے ساتھ رہتا ہے۔۔۔پھر ہم نے ہی بابا جی اور خالہ کو سمجھایا کے وہ کوئی جن نہیں ہے ہمارا شوہر ہے۔۔۔اور اب تو ہمیں سارا زندگی اسی جن کے ساتھ رہنا ہے۔۔۔مسکراہٹ روکے زمدہ مزے سے بولی۔

ریان جو دلچسپی سے اسے سن رہا تھا اسکی آخری بات پہ بدمزہ ہو کے رہ گیا۔

فالتو میرا ٹائم ضائع نہیں کرو۔۔۔خود بھی سو اور مجھے بھی سونے دو۔۔۔
نیند آرہی ہے مجھے۔۔۔وہ خفگی سے کہتا فون کاٹ گیا لیکن فون کاٹنے سے
پہلے اسے زمدہ کا قہقہہ سنائی دیا تھا جس سے وہ خود بھی مسکرا دیا۔

🌺🌺۔

(کچھ دن بعد)

شام کے چھ بج رہے تھے جب وہ اپنا بیگ اٹھائے یزدانی مینشن میں داخل
ہوئی تو اسے اندر کافی چہل پہل دکھی۔

Zubi Novels Zone

وہ باہر ایک انجان گاڑی کھڑی دیکھ چکی تھی اور سمجھ بھی چکی تھی کے ضرور اندر کوئی مہمان آئے ہوئے ہیں۔۔

وہ اندر آئی تو لاؤنج میں ہی سب لوگ جمع تھے سوائے اریبہ، ادینہ اور ابرار کے۔۔۔اور ساتھ ہی کچھ انجان چہرے بیٹھے ہوئے تھے۔

جن میں تین خاتون اور دو مرد حضرات شامل تھے۔

اسلام و علیکم۔۔۔۔بیگ صوفے کے پاس رکھتے اسنے مسکرا کے سب کو سلام کیا تو سب اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

اسے وہاں دیکھ کے سب ہی خوش ہو گئے تھے سوائے قدسیہ بیگم کے۔

وعلیکم اسلام۔۔۔آپ کون ہو بیٹا۔۔۔ایک بڑی عورت کے خاتون نے سلام کا جواب دیتے اسکے پٹھانی لب ولہجہ پہ حیرت سے پوچھا۔

ہم۔۔۔ہم اس گھر کا بہو ہے۔۔۔زمدہ ریان یزدانی۔۔۔زمدہ نے مسکرا کے اپنا پورا تعارف کروایا جب کے اسکے تعارف پہ قدسیہ بیگم بے بسی سے لہلو بدل کے رہ گئ۔

جب کے وہیں بیٹھے ریان نے اسکے نام کے ساتھ اپنا نام سن کے ہونٹوں پہ آئی مسکراہٹ بڑی مشکل سے روکی

زمدہ بیٹا بیٹھو۔۔۔مہتاب بیگم نے اسے اپنے ساتھ بیٹھایا۔

آپ اکیلی آگئی۔۔۔اگر آپ کو آنا تھا تو ریان کو بتا دیتیں وہ آپ کو لے نے آجاتا۔۔۔منان صاحب پیار سے بولے۔

ارے ابا ہم کون سا سات سمندر پار گیا تھا۔۔۔بس تھوڑا ہی تو دور گیا تھا ۔۔۔اور آپ کا زمدہ اتنا ڈرپوک نہیں ہے کے اکیلے کہیں آجا نا سکے۔۔۔وہ فخر سے گردن اکڑا کے بولی تو سب مسکرا دیئے۔

زمدہ تم تھک گئی ہوں گی جاؤ کمرے میں جا کے آرام کرو۔۔۔قدسیہ بیگم نے اسے وہاں سے ہٹانا چاہا۔

ارے ابھی تو ہم آیا ہے پہلے مہمانوں سے تو مل لیں۔۔۔ویسے کون ہے یہ لوگ۔۔۔زمدہ نے باری باری سب کو دیکھا۔

بیٹا یہ اریبہ کو دیکھنے آئے ہیں۔۔۔مہتاب بیگم نے بتایا۔

ہمارا اریبہ کوئی شوپیس ہے جو یہ اس کو دیکھنے آیا ہے۔۔۔اسنے آنکھیں چھوٹی کیئے سامنے بیٹھی عورتوں کو دیکھا جو دیکھنے سے ہی کافی چالاک لگ رہی تھیں۔

مطلب یہ لوگ اریبہ کا رشتہ کے لے آئے ہیں۔۔۔مہتاب بیگم نے تصحیح کی۔

اوا چھا ایسے کہیں نا۔۔۔اسنے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

یہ فرقان ہیں اور میں انکی وائف مسز فرقان اور۔۔۔ابھی وہ آگے اور لوگوں کا تعارف کرواتیں جب زمدہ نے بیچ میں انکی بات کاٹی۔

آپ دونوں کا نام فرقان ہے۔۔۔اسنے سامنے بیٹھی خاتون اور ایک لڑکے کے ساتھ بیٹھے آدمی کی جانب انگلی سے اشارہ کرتے الجھ کے پوچھا۔تو جہاں ان لوگوں نے اسے نا سمجھی سے دیکھا تھا وہیں باقی سب اپنی ہنسی چھپانے کے لیئے چہرہ جھکا گئے تھے جب کے قدسیہ بیگم تو ضبط کیئے بیٹھی ہوئیں تھیں ورنا انکا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس لڑکی کو اٹھا کے کمرے میں بند کر آئیں جو مہمانوں کے سامنے انکے مطابق انکی بے عزتی کروا رہی تھی

یہ مزاق کر رہی ہے۔۔۔۔قدسیہ بیگم نے زبردستی ہنستے ہوئے بات سمبھالی تو وہ لوگ مطمئن ہو گئے۔

یہ میری بیٹی اور یہ میری ساس ہیں اور یہ ہمارا بیٹا کاشف ہے۔۔۔ہم اسی کا رشتہ لائے ہیں۔۔۔مسز فرقان باری باری سب کا تعارف کروا رہی تھیں

جب کے زمدہ کی نظریں تو کاشف پہ تھیں جو کتنی ہی دیر سے اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔

زمدہ بیٹا جاؤ اریبہ کو لے آؤ۔۔۔عامر صاحب نے کہا تو وہ جی کہتی اٹھ کے اریبہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

ماشاءاللہ کافی خوبصورت ہے آپ کی بہو۔۔۔آخر کس خاندان سے ہے۔۔۔مسز فرقان نے استفسار کیا تو قدسیہ بیگم پریشان ہوا ٹھیں۔

آخر وہ کیا بتاتیں انہیں۔۔وہ خود بھی تو زمدہ کے خاندان کے بارے میں کچھ بھی تو نہیں جانتی تھیں۔

میرے دوست کی بیٹھی ہے۔۔۔کافی اچھے لوگوں تھے۔۔۔مگر اب نا اسکا باپ اس دنیا میں ہے اور نا ہی ماں۔۔۔۔منان صاحب نے دکھ سے جواب دیا۔۔

اوہ۔۔۔۔اچھا کوئی اور بہن ہے کیا اسکی۔۔۔ان کے ساتھ آئی ایک بڑی عمر کی عورت نے پوچھا جو لڑکے کی دادی تھیں۔

نہیں۔۔۔وہ اکلوتی ہے۔۔۔اب کی بار مہتاب بیگم نے جواب دیا۔

وہ لوگ باتیں ہی کر رہے تھے جب زمدہ اور ادینہ اریبہ کو لیئے لاؤنج میں داخل ہوئیں۔

اسلام و علیکم۔۔۔اریبہ نے دھیرے سے سر جھکائے سب کو سلام کیا

وعلیکم اسلام۔۔۔ماشاءاللہ ادھر آ کے بیٹھو بیٹا۔۔۔مسز فرقان نے اسے اپنے پاس بلایا تو وہ خاموشی سے سر جھکائے انکے پاس جا کے بیٹھ گئی۔

جب کے زمدہ وہیں مہتاب بیگم کے برابر میں بیٹھ گئی تو ادینہ اوپر کی جانب بڑھ گئی جہاں ابرار کھڑا نیچے ہی دیکھ رہا تھا

اور بیٹا کیا کیا کر لیتی ہو۔۔۔دادی نے اوپر سے لے کر نیچے تک اچھے سے اسکا جائزہ لیتے پوچھا۔

ہماری اریبہ گھر کے سارے کام جانتی ہے۔۔۔۔قدسیہ بیگم نے مسکرا کے بتایا۔

ارے بہن آج کل گھر کے کاموں کی کسے اتنی فکر ہوتی ہے گھر کے کام تو ملازمائیں بھی کر جاتی ہیں

میں تو یہ پوچھ رہی ہوں کے اریبہ فیشن کے بارے میں کیا جانتی ہے۔۔ میک اپ وغیرہ ڈریسنگ سب کرنی آتی ہے نا کیونکہ ہماری کلاس میں تو یہی سب چیزیں دیکھیں جاتی ہیں کے کون کیسا پہنا اوڑھا ہوا ہے۔۔۔۔ مسز فرقان اریبہ کے سادہ سے سوٹ اور لائک سے میک اپ کو دیکھتی زرا منہ بنا کے بولی تو وہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

ہمارا لڑکی اتنا اچھا ہے۔۔۔۔ یہ جو بھی پہنتا ہے اس پہ سب اچھا لگتا ہے۔۔۔۔ زمدہ نے فورن کہا

ہممم۔۔۔اچھا اریبہ زرا اپنے ہاتھ دیکھاؤ۔۔۔ مسز فرقان نے سنجیدگی سے کہا تو اریبہ ناسمجھی سے انہیں دیکھتی ہاتھ آگے کر گئ۔

مسز فرقان اور انکی بیٹی نے اچھے سے اسکے ہاتھ چیک کیئے کے نرم ہیں یا نہیں جب کے وہ لوگ تو فکر مندی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

ہاتھ تو کافی نرم ہیں۔۔۔

کاشف زرا کھڑے ہونا تم دونوں کی ہائٹ دیکھنی ہیں کہ ایک ساتھ کھڑے ہو کے کیسے لگو گے۔۔۔ مسز فرقان مسکرا کے کہتیں انہیں جھٹکا دے گئیں۔

جب کے کاشف انکی ایک ہی آواز پہ فورن کھڑا ہو گیا۔

اریبہ کاشف بھائی کے برابر میں جاکے کھڑی ہونا۔۔۔مسز فرقان کی بیٹی نے کہاتواریبہ نے الجھ کے اپنی ماں کو دیکھا جو خود بھی پریشانی سے بس دھیرے سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

وہ جھجھکتے ہوئے کاشف سے تھوڑادور کھڑی ہوئی توتینوں خاتون آپس میں کھسر پھسر کرنے لگیں

یہ آپ کیا کرتا ہے۔۔۔۔انکی کھسر پھسر سے تنگ آتے زمدہ آخر بول پڑی۔۔۔ایک تواسے پہلے ہی انکی حرکتوں پہ غصہ آرہا تھااوپر سے انکی کانوں میں کی جانے والی باتیں اسے مزید غصہ دلا رہی تھیں۔

آپ کی بیٹی کی ہائٹ تھوڑی چھوٹی ہے۔۔۔مسز فرقان نے کاشف کے کندھے سے تھوڑا نیچے آتی اریبہ کو دیکھتے کہا تو زمدہ کا خو+ن کھول اٹھا جب کے باقی سب کے چہرے پہ بھی ناگواری چھائی تھی۔

جی نہیں آنٹی۔۔۔۔ہمارا اریبہ کا لمبائی بلکل ٹھیک ہے۔۔۔اصل میں آپ کا بیٹا ضرورت سے زیادہ لمبا ہے۔۔۔زمدہ مسکراتی طنزیہ بولی

لڑکے تو ہوتے ہی لمبے ہیں۔۔۔خیر اریبہ آپ کے بال کٹنے ہیں۔۔۔لمبے ہیں یا چھوٹے۔۔۔۔مسز فرقان نے رسان سے پوچھا تو سب حیرت سے انہیں دیکھنے لگے۔

جب کے اوپر کھڑے ابرار اور ادینہ نے غصے سے ان لوگوں کو گھورا۔

اسکا بال بہت لمبا ہے۔۔۔۔ بلکل زمین پہ لٹکتا ہے بلکے پورے گھر کا صفائی اسکا بالوں سے ہی تو ہوتا ہے۔۔۔ زمدہ دانت پیستی غصے کو ضبط کرتے بولی تو اوپر گرل کے پاس کھڑے ابرار اور ادینہ نے اپنی ہنسی روکی۔

زمدہ یہ کہا کہہ رہی ہو۔۔۔۔ قدسیہ بیگم نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ بھی کہنے سے باز رکھا مگر زمدہ کہاں اب کسی کی سنے والی تھی۔

اریبہ اپنے سر سے دوپٹہ اتار کے دیکھاؤ نا تمہارے سر پہ سینگ بھی تو ہے۔۔۔ اور اپنا نوکیلا دانت بھی دیکھاؤ جس سے تم لوگوں کا خو+ن پیتا ہے۔۔۔

بلکے ایک کام کرو یہ انکے بیٹے کا خو+ن پی کے دیکھادو انہیں تب یقین آئے گا۔۔۔زمدہ غصے سے کہتی اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تو وہ سب بھی اٹھ گئے۔

جب کے اریبہ تو اپنی ہنستی روکنے کے لیئے چہرہ جھکا گئی۔

اوپر کھڑے ابرار اور ادینہ تو زمدہ کی باتوں کو خوب انجوائے کر رہے تھے جب کے نیچے والوں کا بھی یہی حال تھا سب ہی خاموش تھے کیونکہ ان سب کے بدلے کا زمدہ اکیلے ہی بول رہی تھی۔

ہاں مگر قدسیہ بیگم تھوڑی پریشان تھیں۔۔۔اور زمدہ پہ غصہ بھی۔

یہ آپ کی بہو کیا کہہ رہی ہے۔۔۔اسے زرا تمیز نہیں ہے گھر آئے مہمانوں سے کسے بات کرتے ہیں۔۔۔دادی بھڑک اٹھیں۔

اگر ہم کو تمیز نہیں ہے تو ماشاءاللہ سے آپ لوگ بھی کچھ کم نہیں ہے۔۔۔ کسی کے گھر جا کے اسکا بیٹی سے کیسے پیش آنا ہے یہ آپ لوگ بھی نہیں جانتا۔۔۔وہ دوبدو بولی۔

بہت ہی منہ پھٹ بہو ہے آپ کی۔۔۔ارے جب بہو ایسی ہے تو بیٹی کیسی ہو گی۔۔۔ چلیں جی ہمیں نہیں کرنا یہاں رشتہ ہمارے بیٹے کے لیئے ایک سے بڑھ کے ایک لڑکی موجود ہے۔۔ مسز فرقان اپنا بیگ اٹھاتی بولی تو زمدہ ماتھے پہ بل ڈالے اریبہ کو ایک سائڈ کرتی انکے بلکل مقابل ہوئی۔

ہاں ہاں جاؤں بہن۔۔۔۔ہم بھی اپنی بیٹی کا رشتہ ایسی جگہ کرے گا جہاں اس سے انسان کی طرح پیش آئے گا نا کے ایسے لوگوں میں جہاں اسے ایسا

لگے جیسے لوگ اسکا رشتہ کرنے نہیں بلکے اسے خریدنے آیا ہے۔۔۔زمدہ ہاتھ نچاتی تڑک کے بولی۔

ہاں ہاں جا رہے ہیں مگر ایک بات یاد رکھے گا۔۔۔جتنی لمبی آپ کی بہو کی زبان ہے نا دیکھنا یہ ہر آنے والے رشتے کو ایسے ہی بھگا دے گی۔۔۔بیٹھی رہ جائیں گی آپ کی بیٹیاں ساری زندگی آپکے ہی گھر میں۔۔۔۔دادی غصے سے کہتی باہر نکل گئی تو انکے پیچھے ہی سب باہر نکلے۔

ارے آپ جیسے لوگوں سے تو اچھا ہے ہمارا بیٹیاں گھر ہی بیٹھا رہے۔۔۔ جہیں لڑکی تو حور چاہیئے ہوتا ہے پر گھر سے اپنے بیٹے کا ٹنڈے جیسا شکل دیکھ کے آنا بھول جاتا ہے۔۔۔ان کے جاتے جاتے بھی زمدہ انہیں سنانا نہیں بھولی۔

ایک تواس لڑکے کی نظریں اور اوپر سے ان لوگوں کی باتیں اسے شدید غصہ دلا گئی تھیں۔

بس بھابھی بس۔۔۔۔چلے گئے وہ لوگ۔۔۔اریبہ نے ہنستے ہوئے اسے واپس کھینچا جو دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اچھا ہوا چلا گیا ورنا ہم خود ہاتھ پکڑ کر دروازے تک چھوڑ کے آتا۔۔۔۔ زمدہ کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔

اللہ توبہ کیسے لوگ تھے یہ۔۔۔۔شاباش بیٹا آپ نے جو کیا بہت اچھا کیا۔۔۔ایسے لوگوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔۔۔منان نے اسے شاباشی دی۔

کیا آپ اسے شاباشی دے رہے ہیں۔۔۔یہ کوئی اچھا کام نہیں کیا ہے اسنے ۔۔۔اب وہ لوگ جا کے ہر کسی کو بتائیں گے کے اس گھر کی بہو کتنی بد تمیز ہے۔۔۔۔اب سارے خاندان میں ہماری بے عزتی ہو گی۔۔۔۔قدسیہ بیگم کر خنگی سے بولیں۔

مامازمدہ نے کچھ غلط نہیں بولا۔۔۔۔جس طرح کے یہ لوگ ہیں جیسی یہ لوگ باتیں کر رہے تھے ان کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔۔۔۔سکون سے بیٹھے ریان نے بھی زمدہ کی سائڈ لی۔

ہاں بھابھی زمدہ نے بلکل ٹھیک کیا ہے۔۔۔۔وہ لوگ اسی لائق تھے۔۔۔ عامر صاحب نے بھی سب کی تائید کی۔

اوراب وہ لوگ جو ہمیں خاندان بھر میں بدنام کریں گے اسکا کیا۔۔۔۔
قدسیہ بیگم غصے سے بولیں۔

عزت دینے اور لینے والی ذات صرف ایک ہے۔۔۔۔اس لیئے ہمیں ان جیسے لوگوں سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔

سارا خاندان آپ لوگوں کو جانتا ہے۔۔۔ہر کسی کو پتہ ہے کے ہم لوگ کیسا ہے تو کسی کے کچھ بھی کہ دینے اور کسی کے یقین کر لینے سے ہمارا کچھ نہیں جائے گا۔۔۔اس لیئے ساسوں ماں آپ مطمئن رہو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔
زمدہ نے نرمی سے انہیں سمجھایا تو وہ سر جھٹکتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔

چلو بیٹا اب آپ بھی جاؤں اور آرام کرو۔۔۔۔منان صاحب نے زمدہ سے کہا تو وہ سر ہلاتی بیگ اٹھانے لگی۔

میں لا رہا ہوں بیگ تم جاؤ۔۔۔ریان نے کہا تو وہ کندھے اچکاتی اوپر کی جانب بڑھ گئی۔

🌺🌺🌺۔

واؤ بھابھی آپ نے تو کمال کر دیا۔۔۔ایسا سنایا ہے نا ان لوگوں کو کے دوبارہ کسی کے گھر جا کے یہ نہیں کریں گے۔۔۔۔وہ جیسے ہی اوپر آئی ویسے ہی ادینہ خوشی سے چیختی اسکے گلے لگی۔

ارے اگر تھوڑی دیر اور رکتا ناوہ لوگوں تو ہم انکو ایسا ایسا سناتا کے انکا کانوں سے خو+ن نکل آتا مگر کم ظرف لوگ بھاگ گیا۔۔۔وہ منہ بنائے بولی تو وہ دونوں ہنس دیئے۔

آپ کے جیسا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے بھابھی۔۔۔ابرار نے اسکی تعریف کی جیسے اسنے سر کو خم دیتے تسلیم کیا۔

تو پھر مانتے ہو نا اپنی بھابھی کو۔۔۔اسنے ایک ادا سے اپنی چوٹی پیچھے کو جھٹکی جو اوپر آتے ریان کے منہ پہ لگی۔

او۔۔۔ساری ساری(سوری سوری)۔۔۔اسنے جلدی سے معذرت کی۔

اگر تعریفی پروگرام ختم ہو گیا ہو تو کمرے میں آجاؤ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔وہ آنکھیں گھما کے کہتا کمرے میں بڑھ گیا

جائے جائے آپ کے وہ انتظار کر رہے ہیں۔۔۔وہ بے یقینی سے ابھی تک کمرے کے دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے ابھی ریان گیا تھا جب اسے ادینہ کی زو معنی آواز سنائی دی تو وہ اسے گھورتی ہوئی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

🌺🌺🌺۔

آپ کو ہم سے کیا ضروری بات کرنا ہے۔۔۔وہ دروازہ بند کرتے ہوئے بولی تو ریان پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے اسکی جانب قدم بڑھانے لگا۔

اسے تو یقین ہی نہیں آرہا تھا کے ریان نے خود اس سے بات کرنے کا کہا ہے۔

میں بات گھما پھرا کے نہیں بلکے ایک دم سیدھی بات کروں گا۔۔۔

تم بہت سمجھدار ہو زمدہ یہ میں جانتا ہوں۔۔۔تم جیسی ہو ویسے ہی بہت اچھی ہو مگر ماما تمہیں قبول نہیں کر پا رہی ہیں۔۔۔وجہ شاید تم انکی پسند کی نہیں ہو یا پھر شاید تم پڑھی لکھی نہیں ہو اس لیئے۔۔۔

مگر میں نہیں چاہتا کہ کوئی تمہیں ناپسند کرے۔۔۔تم اب میری بیوی ہو اس لیئے میں چاہتا ہوں کے سب تمہیں پسند کریں اور خاص کر ماما۔

ماما مجھے دوسری شادی لے کیئے کئی دنوں سے فورس کر رہی ہیں مگر میں دوسری شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ریان نے رسان سے اسکے مقابل رکتے کہا تو زمدہ سانس روک گئی۔

ماما میرے لیئے بہت اہم ہیں زمدہ اور میں انکے سامنے تمہارے لیئے اسٹینڈ بھی لے سکتا ہوں مگر ایک وقت آئے گا جب میں ان کے سامنے ہار جاؤں گا۔

آج جو کچھ بھی ہوا وہ ہم سب کی نظر میں بلکہ ٹھیک تھا مگر ماما کو ایک اور وجہ مل گئی ہے تمہیں ناپسند کرنے کی۔

میں یہ نہیں کہوں گا کے تم خود کو بدلو کیونکہ تم جیسی وہ ویسی ہی سب کو پسند ہو بس میں اتنا کہوں گا کے تم اپنی پڑھائی اسٹارٹ کرو۔۔۔

تمہارے پڑھ لکھنے سے شاید ماما ٹھیک ہو جائیں اور وہ تمہیں پسند کرنے لگیں۔۔۔اسکے معصوم چہرے کو نظروں کے حصار میں لئے ریان نے اطمینان سے سمجھایا۔

کتنے دن بعد وہ یہ چہرہ دیکھ رہا تھا جس نے اسکے دل کی دنیا بدل دی تھی۔

وہ اس سے یہ بات کرنا تو نہیں چاہتا تھا مگر پچھلے کچھ دونوں سے قدسیہ بیگم بار بار اسے دوسری شادی کا بول رہیں تھی اور پھر آج کے واقع کے بعد اسے مجبور ہو کے آج زمدہ سے یہ بات کرنی ہی پڑھی تھی۔

اسکی بات سنے کے بعد زمدہ کے چہرے پہ کسی طرح کی کوئی فکر یا پریشانی نہیں آئی تھی وہ ایک دم مطمئن تھی۔

جب ہم پڑھ لکھ جائے گا تو کیا آپ کو بھی اچھا لگے گا۔۔۔وہ بہت دھیرے سے بولی۔

تم مجھے اب بھی پسند ہو زمدہ۔۔۔اور آہستہ آہستہ میں تمہیں اس طرح بھی قبول کر لوں گا لیکن اگر ماما کے دل میں جگہ بنانی ہے تو تمہیں پڑھنا ہو گا ورنا وہ میری دوسری شادی کروانا چاہتی ہیں وہ بھی اس ماریہ سے۔۔۔۔
سنجیدگی سے سمجھاتے آخر میں وہ ہلکا سا مسکرایا تو زمدہ کی آنکھیں حیرت سے بڑی ہوئیں۔

کیا ان کو کوئی اور لڑکی نہیں ملا تھا۔۔۔وہ منہ بنائے بولی۔

اگر کوئی اور ہوتی تو کیا تم میری دوسری شادی ہونے دیتیں۔۔۔دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے وہ رسان سے گویا ہوا۔

سوچ سکتا تھا۔۔۔وہ کندھے اچکاتی اسکے برابر سے نکلتی واشروم میں گھس گئی جب کے وہ حیرت سے اسکی پشت دیکھتا رہ گیا۔

کیا لڑکی تھی یہ جو اپنے شوہر کی دوسری شادی پہ ایسا ٹھنڈا ریئکشن دے کے گئی تھی۔۔۔۔

واقع اسکی بیوی یونیک تھی ورنا اگر اسکی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو غصہ کرتی لڑتی جھگڑتی مگر یہ تو بس کندھے آچکا کے نکل گئی تھی۔

🌺🌺🌺۔

مجھے آپ سب کو ایک اہم بات سے آگاہ کرنا ہے۔۔۔۔رات کے کھانے کے بعد وہ سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے جب منان صاحب نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

کون سی اہم بات۔۔۔۔عامر صاحب نے نا سمجھی سے پوچھا۔

میں نے اسہی اتوار کو زمدہ اور ریان کے ولیمے کی تقریب رکھی ہے۔۔۔ منان صاحب نے سکون سے سب کو آگاہ کیا تو سب چونک اٹھے۔

اس سب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔قدسیہ بیگم فورن ناگواری سے زمدہ کو دیکھ کے بولی۔جس کا چہرہ منان صاحب کی بات سننے کے بعد کھل اٹھا تھا۔

نامیں نے کسی سے کوئی رائے مانگی ہے اور ناہی پوچھا ہے۔۔۔میں فیصلہ لے چکا ہوں۔۔۔میں نے ہال بھی بک کروالیا ہے بس مہمانوں کو انویٹیشن دینا رہتا ہے وہ ریان اور عامر دیکھ لیں گے۔۔۔منان صاحب حکمیہ لہجے میں بولے۔

لیکن ریان ابھی ولیمے کے لیئے تیار نہیں ہے۔۔۔قدسیہ بیگم نے ایک جواز پیش کیا۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ماما۔۔۔سکون سے کافی پیتا ریان اپنے فون میں مصروف اطمینان سے بولا تو قدسیہ بیگم کو جھٹکا لگا۔

ٹھیک ہے پھر اگر ولیمہ ہے تو پھر اسی دن ریان کا ماریہ کے ساتھ نکاح بھی ہو گا۔۔۔وہ سختی سے بولیں تو سب انکی جانب حیرت سے دیکھنے لگے۔

زمدہ اور ریان نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔ایک کی نظروں میں ڈر تھا تو دوسرا بھی پریشان تھا۔

دماغ تو ٹھیک ہے آپ کا۔۔۔۔یہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔۔۔ منان صاحب دباد باد ھاڑے۔

بلکل ٹھیک ہے میرا دماغ۔۔۔جب آپ اپنی منمانی کر رہے تھے تب میں نے کچھ بولا۔۔۔اب میں بھی اپنے بیٹے کے لیئے اپنی پسند کی لڑکی لاؤں گی۔۔۔۔قدسیہ بیگم ڈھیٹائی سے بولی۔

ماما میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کے میں دوسری شادی نہیں کروں گا پھر بھی آپ ایک ہی بات کے پیچھے پڑی ہیں۔۔۔۔کافی کا مگ میز پہ رکھتے ریان

نے انہیں نرمی سے سمجھانا چاہا مگر اس وقت وہ زمدہ کی نفرت میں اتنی بری طرح گرفتار تھیں کے انہیں کچھ اور سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔

میں نے کہہ دیا ہے کے تم ماریہ سے ہی شادی کروگے اب چاہے پہلے کرو یا ولیمے والے دن ہی یہ تم پہ ہے۔۔۔۔ لیکن اگر اب کسی نے کوئی اعتراض اٹھایا تو وہ میرا امر اہوا منہ دیکھے گا۔۔۔ زمدہ کی نفرت میں وہ اتنی بڑی بات کہتی سب کو حیران پریشان چھوڑ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

پیچھے سب ہی پریشان ہوا ٹھے تھے خاص کر ریان اور زمدہ تو شدید پریشان تھے۔۔۔۔

ان لوگوں نے تو سوچا ہی نہیں تھا کے ایسا کچھ ہو گا۔۔۔

اورابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ریان نے کہا تھا کے وہ اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہے اور وہ کبھی بھی انکے سامنے ہار سکتا ہے لیکن جب تو زمدہ نے اسکی بات کو زیادہ اہمیت نہیں دی تھی لیکن اب وہ سہی معنوں میں پریشان ہو گئی تھی۔

میں بات کرتا ہوں ماما سے۔۔۔ریان فکر مندی سے اٹھنے لگا تھا جب زمدہ نے اسے روک دیا۔

نہیں ہم بات کرتا ہے۔۔۔۔انکو ہم پسند نہیں ہے نا ہم خود انہیں منائے گا۔۔۔۔ہم خود ان سے بات کرے گا۔۔۔۔وہ پریشانی سے کہتی کھڑی ہوتی انکے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

🌺🌺🌺۔

آجاؤ۔۔۔دروازے پہ ہوئی دستک پہ انہوں نے آنے والے کو اجازت دی۔

ہم کو آپ سے بات کرنا ہے۔۔۔زمدہ کمرے میں داخل ہوتی دھیرے سے بولی تو اسے اپنے کمرے میں دیکھ کے ان کے اندر غصے کی ایک لہر دوڑ گئی۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔وہ غصے سے دھاڑیں۔

ہمارا بات تو سنیں۔۔۔وہ نرمی سے کہتی دو قدم آگے بڑھی۔

نہیں سنی مجھے تمہاری کوئی بھی بکواس۔۔۔تم نے میرے گھر والوں کو میرے خلاف کیا ہے۔۔۔میرا بیٹا جو ہر بات مانتا تھا میری، آج تمہارے

لیئے مجھ سے بحث کرتا ہے۔۔۔جب سے تم آئی ہو ہم میاں بیوی کے بیچ روز لڑائی ہوتی ہے۔۔۔سارے فصاد کی جڑ تم ہی ہو۔۔۔۔قدسیہ بیگم غصے سے پھٹ پڑھیں

آپ کو ہمارا بات برا تو لگے گا مگر یہ سچ ہے کے گھر کا ماحول ہماری وجہ سے نہیں آپ کی وجہ سے خراب ہو رہا ہے۔۔۔زمدہ نے محتاط انداز میں کہا مگر قدسیہ بیگم کو تو مانوں آگ لگ گئی۔

اتنے سال سے میں اس گھر میں رہ رہی ہوں جب تو گھر کا ماحول خراب نہیں ہوا اور اب میری وجہ سے گھر کا ماحول خراب ہو رہا ہے۔۔۔وہ طنزیہ بولیں تو زمدہ نے ایک گہرا سانس بھرا۔

بی بی زرا غور کرو جب سے تم اس گھر میں آئی ہو ایک پل میرا سکون سے نہیں گزرا آئی دن کچھ نا کچھ ہوتا رہتا ہے۔۔۔تم نہیں تھیں نا میرے گھر میں سکون ہی سکون تھا۔۔۔وہ دو قدم آگے آتی غصے سے دھاڑیں۔

اگر آپ ہم سے نفرت نا کرتا ہمیں قبول کر لیتا تو گھر کا ماحول کبھی خراب نا ہوتا۔۔۔مگر ہم نہیں جانتا کے آپ ہم سے اتنا نفرت کیوں کرتا ہے۔۔۔ کیوں ہمیں ناپسند کرتا ہے۔۔۔شاید اس لیئے کے ہم پڑھ لکھا نہیں ہے۔۔۔گاؤں سے آیا ہے۔۔۔ایک چھوٹے غریب گھرانے کا لڑکی ہے۔۔۔شاید اس لیئے آپ ہمیں پسند نہیں کرتا۔۔۔

مگر ہم ایک بات ضرور بولے گا۔۔۔یہ ساری چیزیں معنی نہیں رکھتا۔۔۔ چلو اس چیز کو چھوڑو۔۔۔آپ اپنی پسند سے اپنا بہو لانا چاہتے ہے ٹھیک ہے لے آؤ مگر آپ جس لڑکی کو اس گھر میں لانا چاہتا ہے نا بھلے وہ پڑھا لکھا ہے،

دیکھنے میں اچھا ہے۔۔خاندان بھی اچھا ہے مگر کیا آپ جانتا ہے کے وہ گھر کو جوڑنے والا لڑکی ہے یا نہیں۔۔۔کیا آپ جانتا ہے کہ وہ آپ کے بیٹے کی پسند بننے لائق ہے یا نہیں۔۔۔زمدہ اطمینان سکون سے انہیں سمجھا رہی تھی۔

ماریہ تم سے بہت بہتر ہے لڑکی۔۔۔وہ ایک خاندانی لڑکی ہے۔۔۔آج نہیں تو کل وہ میرے بیٹے کی پسند بھی بن جائے گی۔۔۔وہ تم جیسی گاؤں کی گوار سے تو کئی گناہ بہتر ہے۔۔۔۔قدسیہ بیگم نے نخوت سے سر جھٹکا تو زمدہ دھیرے سے مسکرادی۔

ٹھیک ہے جیسا آپ کو ٹھیک لگے آپ ویسا کرو۔۔۔بلکے ہم سب گھر والوں کو منانے میں آپ کا ساتھ دے گا۔۔۔وہ مسکرا کے کہتی کمرے سے نکل نے لگی۔

میری ایک بات اچھے سے یاد رکھنا لڑکی۔۔۔تمہارے اس گھر میں بہت کم دن بچے ہیں۔۔۔ایک بار ریان کی شادی ماریہ سے ہو جائے وہ خود تمہیں اس گھر سے نکالے گا اس لیئے بہتر ہے زیادہ اڑان مت بھرنا۔۔۔اسکی پشت کو دیکھتی دوٹوک انداز میں بولیں تو زمدہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ نہیں سمجھیں گی اس لیئے وہ زیادہ بولے کیئے بغیر کمرے سے نکل گئی۔



کیا ہوا بیٹا سب ٹھیک ہے۔۔۔اسنے تمہیں زیادہ کچھ کہا تو نہیں نا۔۔۔زمدہ کے لاؤنج میں آتے ہی منان صاحب فکر مندی سے گویا ہوئے۔

ارے نہیں اباوہ کیا ہم کو کچھ بولے گا۔۔۔بلکہ وہ تو بلکل ٹھیک کہتا ہے۔۔۔ وہ ایک ماں ہے۔۔۔انکا بھی اپنے پیٹے کو لے کے کئی ارمان ہو گا جو ہم نے آ کے چکنا چور کر دیا۔۔۔ خیر اب بھی کچھ نہیں بدلا ہم اب بھی انکا ارمانوں کو پورا کر سکتا ہے۔۔۔زمدہ سکون سے صوفے پہ بیٹھتی اطمینان سے بولی تو وہ سب نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھنے لگے۔

کیا مطلب!!!ہم کچھ سمجھے نہیں۔۔۔اسکے ساتھ بیٹھتے ریان نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

آپ ساسوں ماں کی مرضی سے دوسرا شادی کر لو۔۔۔۔بہت دھیرے سے سب سے نظریں چرا کے بولی تو سب کو جھٹکا لگا۔

وہ اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے بول گئی تھی۔۔۔کسی کو یقین ہی نہیں آرہا تھا۔

ہوش میں تو ہو تم۔۔۔یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔۔ریان نے اسکا بازو پکڑتے اسے غصے سے اپنی جانب موڑا۔

ہم اپنے پورے ہوش وہواس میں ہے۔۔۔ہم ساسوں ماں سے کہہ آیا ہے کے ہم آپ کو منالے گا انکا خواہش ہورا کرنے میں انکا ساتھ دے گا۔۔۔ اس لیئے پلیج (پلیز) آپ مان جاؤ۔۔۔آنکھوں میں اترتی نمی کو بہت مشکل سے قابو کرتے معصومیت سے بولی تو ریان لب بھیجتے ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔

مجھے کیا تم نے کوئی کٹ پتلی سمجھ رکھا ہے جو میں سب کے اشاروں پہ چلوں گا۔۔۔میری اپنی کوئی مرضی ہے بھی کے نہیں۔۔۔

وہاں ماما نے ضد باندھ لی ہے میری دوسری شادی کروانی کی اور یہاں تم آ کے اتنے آرام سے اپنے شوہر کو کہہ رہی ہو کے تمہارے سر پہ سوتن لے آئے۔۔۔وہ غصے سے اتنے زور سے دھاڑا کے زمدہ کانپ کے رہ گئ

جب کے اسکی آواز سن کے قدسیہ بیگم بھی اپنے کمرے سے باہر آ گئ تھیں۔

ہم ان کو زبان دے آیا ہے۔۔۔وہ دھیرے سے منمنائی۔

تم دے کے آئی ہو میں نے نہیں دی۔۔۔

یہ میری زندگی ہے میں جس کے ساتھ چاہے گزاروں گا۔۔۔میں کسی کو کوئی حق نہیں دیتا میری زندگی کا فیصلہ کرنے کا۔۔۔وہ اٹل لہجے میں کہتا ایک شکواہ کناہ نظر اپنی ماں پہ ڈالتا تیزی سے اوپر بڑھ گیا تو وہ بھی واپس اپنے کمرے کی جانب واپس مڑ گئیں۔۔

زمدہ آپ تو اتنی سمجھدار تھیں آپ کیوں ایسا غلط فیصلہ کر رہی ہو۔۔۔ مہتاب بیگم اسکے ساتھ بیٹھتی اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتی فکر مندی سے استفسار کرنے لگیں۔

ساسوں ماں کا خوشی کے لیئے۔۔۔اس گھر کا سکون کے لیئے۔۔۔۔وہ زرا سا مسکراتی پیچھے سب کو پریشان چھوڑ اٹھ کے باہر لان کی جانب بڑھ گئی۔



رات کے بارہ بجنے والے تھے اور وہ اب تک لان میں بیٹھی کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔

وہ اتنی آسانی اور سکون سے اندر کہہ تو آئی تھی ریان کی دوسری شادی کا مگر اب اسکا دل خوف سے کانپ رہا تھا۔

اتنے کم وقت میں ریان نے اسکے دل میں بری طرح قبضہ جمع لیا تھا اور اب اسے کسی اور کے ساتھ سوچ کے بھی اسکی جان نکل رہی تھی۔

مگر وہ ایک ماں کے ارمانوں کو مار نہیں سکتی تھی۔۔۔

اسنے قدسیہ بیگم کی خوشی اور گھر کے سکون کے لیئے کہہ تو دیا تھا کے وہ ریان کی دوسری شادی کروانے میں انکا ساتھ دے گی مگر اب اسکا دل بغاوت کرنے پہ اتر رہا تھا۔۔

وہ گہری سوچ میں گم غیر مرئی نقتے پہ نظریں جمائے بیٹھی ہوئی تھی جب اسکے پاس اریبہ ادینہ اور ابرار آ کے بیٹھے۔

تم لوگ سویا نہیں ابھی تک۔۔۔وہ سیدھی ہو کے بیٹھتی مسکرا کے ان تینوں سے استفسار کرنے لگی۔

آپ بھی تو نہیں سوئیں ابھی تک۔۔۔۔اسکی سرخ آنکھوں کو دیکھتے ادینہ آہستہ سے بولیں

ہاں بس نیند نہیں آرہا تھا تو سوچا زرا ہوا لے لے۔۔۔وہ زرا سے کندھے آچکا کے بولی

نیند نہیں آرہی تھی یا اب پچھتا رہی ہیں ریان بھائی کی دوسری شادی کا بول کے۔۔۔اریبہ اسکا چہرہ غور سے دیکھ کے بولی مگر اسے وہاں سوائے سنجیدگی کے کچھ نا ملا۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔اپنے دل کی حالت چھپاتی اطمینان سے بولی تو وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

بھابھی آپ یہ ٹھیک نہیں کر رہی ہیں۔۔۔۔پلیز یہ ضد چھوڑ دیں۔۔۔۔ آپ کیسے کسی اور عورت کو برداشت کریں گی۔۔۔اور پھر بھائی بھی تو شادی کے لیئے تیار نہیں ہیں۔۔۔پھر آپ کیوں انہیں راضی کرنے پہ تلی

ہوئی ہیں۔۔۔ابرار نرمی سے سمجھاتے گویا ہوا تو اسنے مسکرا کے اسے دیکھا۔

ہم پٹھان ہے۔۔ہم سب برداشت کر لے گا۔۔۔وہ فخر سے بولی تو اسنے ایک گہری سانس لی

سوتن کوئی عورت برداشت نہیں کر سکتی بھابھی مگر آپ پتہ نہیں اتنی باہمت کیسے ہیں۔۔۔ادینہ متجسس ہوئی۔

بچپن سے دنیا کو اکیلے برداشت کیا ہے۔۔۔ماں کے جانے کے بعد ابا نے میرا بہت خیال رکھا مگر وہ کام پہ بھی جاتا تھا اور ہم پیچھے گھر پہ اکیلا ہوتا تھا ۔۔۔دنیا کا اکیلے ہی سامنا کیا ہے ہمشیہ۔۔۔اور اب تو ابا بھی نہیں ہے۔۔۔

شوہر ہے اتنا اچھا گھر ہے مگر اب ہم اتنا مضبوط ہو گیا ہے کے ہر دکھ، ہر غم کو اکیلے جھیل لگتا ہے۔۔۔

ہر بڑی سے بڑی چیز برداشت کر سکتا ہے اب ہم۔۔۔۔

مگر بھابھی اب تو بھائی ہیں آپ کے ساتھ ہم سب ہیں۔۔۔اور ویسے بھی تو بھائی نہیں چاہتے نا یہ شادی کرنا تو آپ کیوں پھر بڑی ماما کا ساتھ دے رہی ہیں۔۔۔۔اریبہ فکر مندی سے بولی۔

تم سب لوگ بہت اچھا ہے ہم جانتا ہے۔۔۔ مگر یہ مت بھولو تمہارا بھائی کا شادی ایک زبردستی کا رشتہ ہے جس میں شاید وہ خوش نہیں ہے۔۔۔

بھلے وہ دوسرا شادی نہیں کرنا چاہتا پر کیا ہم نہیں جانتا کہ وہ اس رشتے کو مجبوری میں نبھا رہا ہے۔۔۔ایک ان چاہی لڑکی کے ساتھ سمجھوتا کر رہا ہے۔

اور جب بیوی ہی پیا من نا بھائے تو بھلے سارا زمانہ اسکا ساتھ ہو اور پھر بھی اکیلا ہوتا ہے۔۔

جب انسان کے پاس کوئی سہارا نہیں ہوتا تو وہ مضبوط ہو جاتا ہے۔۔۔ہر چیز کو برداشت کرنا سیکھ جاتا ہے۔۔۔وہ مسکراتی نم آنکھوں سے بولی تو وہ سب بس اسے دیکھ کے رہ گئے۔

جب کے پر بالکونی میں کھڑا ریان گہری سانس بھرتا اندر کی جانب بڑھ گیا

جب کے لان کے دروازے کے پاس کھڑی قدسیہ بیگم ایک سپاٹ نظر ان سب پہ ڈالتی اندر کی جانب بڑھ گئی

۔

صبح اسکی آنکھ کھلی تو اسکے برابر والی جگہ خالی تھی۔۔۔

رات جب وہ دیر سے کمرے میں آئی تھی جب تک ریان سو چکا تھا اور اب صبح جب اسکی آنکھ کھلی تو وہ اب بھی کمرے میں نہیں تھا۔

اٹھ کے بیٹھتے اسنے اپنے ڈھیلے سے جوڑے کو ٹھیک کیا اور نظریں واشروم کی جانب گھمائیں مگر واشروم کی لائٹ بند تھی

وہ سمجھ چکی تھی کہ کل رات کی اسکی حرکت ریان کو بلکل پسند نہیں آئی اس لیئے وہ آج صبح بغیر بتائے بغیر ناشتہ کیا جا چکا تھا

گہری سانس بھرتے وہ اٹھ کے واشروم میں گھس گئی۔

تھوڑی دیر بعد فریش ہوتے وہ نیچے آئی تو سب ناشتے کے لیئے جمع ہو چکے تھے۔

ریان ناشتے کے لیئے نہیں آیا۔۔۔اس سے اکیلے ہی ڈائنگ روم میں آتے دیکھ منان صاحب پوچھے بغیر نا رہ سکے

نہیں وہ آفس چلا گیا۔۔۔زمدہ اپنی جگہ پہ بیٹھی دھیرے سے بولی۔

بغیر ناشتہ کیئے۔۔۔ابرار نے حیرت سے پوچھا کیونکہ ریان کبھی بھی ناشتہ کیئے بغیر کسی بھی کام کے لیئے نہیں جاتا تھا۔۔۔

وہ دن میں کچھ کھائے یا نہیں لیکن صبح کا ناشتہ ضرور کرتا تھا۔

شاید کوئی ضروری کام ہو گا اس لیئے تو ناشتہ کیئے بغیر ہی چلا گیا۔۔۔زمدہ نے کندھے اچکائے۔

ہمم۔۔۔خیر ناشتہ کریں سب۔۔۔منان صاحب نے سب کو ناشتے کی جانب متوجہ کیا تو سب اپنی اپنی پلیٹ پہ جھک گئے جب کے زمدہ بے دلی سے دو چار نوالے لیتی اٹھ گئی۔



Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ اپنے آفس روم میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔اسکے سامنے اسکا لیپ ٹاپ کھلا رکھا تھا۔۔۔۔

اسکی نظریں تو لیپ ٹاپ کی اسکرین پہ تھیں مگر اسکی سوچ کہیں اور تھی

وہ پچھلی کتنی ہی دیر سے یوہی بیٹھا سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا اور اب بھی نا جانے اور کتنی دیر تک ایسے ہی بیٹھا رہتا جب اسکے آفس کا دروازہ بجا تے اجازت کا انتظار کیئے بغیر ماریہ اندر داخل ہوئی۔

آج ہمدانی صاحب کے ساتھ میٹنگ تھی تم گئے نہیں ابھی تک۔۔۔ماریہ اسکے سامنے ٹیبل کی دوسری طرف رکتی حیرت سے پوچھنے لگی۔

میٹنگ کینسل کر دو۔۔۔اور مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔۔وہ سرد و سپاٹ لہجے میں ایک نظر اسے دیکھ کے کہتا لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گیا

کیاہوا ہے تم ٹھیک ہو۔۔۔وہ فکر مند لہجے میں کہتی اسکی جانب بڑھی۔

میں نے کہانا مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔۔تو ایک دفا کی بات تمہیں سمجھ نہیں آتی ۔۔۔سرخ آنکھوں سے اسے گھورتے ٹیبل پہ ہاتھ مارتے اتنی تیز دھاڑا کے ماریہ ڈر کے پیچھے ہوئی۔

ٹھیک ہے میں جارہی ہوں۔۔۔تم غصہ تو نہیں کرو۔۔۔تھوک نگلتی خوف سے اسے دیکھتی تیزی سے دروازے کی جانب بڑھی۔

اسنے کبھی ریان کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔وہ غصہ کرتا تھا مگر آج جتنا تیز ہو دھاڑا تھا یقیناً اسکی دھاڑ باہر تک سنائی دی ہو گی۔

وہ الٹے قدموں باہر کی جانب بڑھی جب دروازے سے منان صاحب اندر داخل ہوئے

ریان اتنا غصہ کیوں کر رہے ہو۔۔۔یقیناً منان صاحب نے باہر اسکی آواز سن لی تھی تبھی وہ فکر مندی سے سوال کرنے لگے۔

کچھ نہیں پاپا۔۔۔منان صاحب کو نرمی سے جواب دیتے ریان کی نظر ماریہ پہ گئی جو اب تک دروازے کے پاس کھڑی تھی۔

اور تم یہاں اب تک کھڑی ہو۔۔۔گئی نہیں۔۔۔اسنے کرخت آواز میں کہا تو ماریہ "جا رہی ہوں" کہتی فورن ہی کمرے سے باہر نکل گئی۔

ریان غصہ کم کیا کرو۔۔۔اسکے غصے سے سرخ چہرے کو دیکھتے منان صاحب نے سمجھایا تو وہ سر جھٹک کے رہ گیا۔

ناشتہ کیئے بغیر ہی آفس آ گئے۔۔۔۔منان صاحب اسکے سامنے والی کرسی گھسکا کے بیٹھے۔

جی بس کام زیادہ تھا اس لیئے جلدی آ گیا۔۔۔اسنے نظریں چراتے ہوئے بہانا بنایا مگر منان صاحب اچھے سے سمجھ رہے تھے اسکے سارے بہانوں کو۔

بھلے کتنا بھی کام ہو آج سے پہلے تو تم کبھی اس طرح سے بغیر ناشتہ کیئے آفس نہیں آئے۔۔۔وہ انجان بنتے تفتیشی انداز میں پوچھنے لگے۔

آپ کے لیئے کافی منگواوں۔۔۔اسنے بات بدلی۔

میرے بیٹا کا آفس ہے اگر مجھے کچھ منگوانا ہو گا تو میں خود منگوالوں گا۔۔۔۔ فلحال مجھے میرے سوال کا جواب چاہیئے۔۔۔وہ اپنی بات سے پیچھے ہٹنے کو تیار ہی نہیں تھے

بس پاپا دل نہیں کر رہا تھا ناشتے کا۔۔۔۔اسنے واپس نظریں لیپ ٹاپ پہ کیں

دل نہیں کر رہا تھا یارات والی بات سے پریشان تھے۔۔۔۔منان صاحب غور سے اسکے چہرے کو دیکھتے بولے تو اسنے گہری سانس بھرتے لیپ ٹاپ بند کیا۔

آپ سمجھاتے کیوں نہیں ہیں ماما کو کہ وہ اپنی ضد چھوڑ دیں۔۔۔ریان نے آخر ہار مانتے انہیں اپنی بے چینی کی وجہ بتائی۔

تمہیں لگتا ہے میں انہیں نہیں سمجھاتا۔۔۔۔

دن رات میں انہیں یہی سکھاتا ہوں مگر نا جانے تمہاری ماں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ بس ایک ہی بات کے پیچھے پڑھ گئی ہے.... کہ کسی بھی طرح تمہاری دوسری شادی کروادیں اور وہ بھی صرف ماریہ سے۔۔۔۔منان صاحب تھکے ہوئے انداز میں بولے۔

ماما ایسی تو نہیں تھیں پتہ نہیں انہیں کیا ہو گیا ہے کیوں ضد باندھ کے بیٹھ گئی ہیں۔۔۔فکر مندی سے کہتے ریان نے پیچھے کرسی کی پشت سے ٹیک لگایا۔

ہمم پتہ نہیں کیوں اسنے زمدہ سے بیر پال لیا ہے۔۔۔اور وہ بچی تمہاری ماں کی خوشی کے لیئے اتنی بڑی قربانی دینے کو تیار ہو گئی ہے مگر نا جانے کیوں قدسیہ کو یہ چیز نظر نہیں آرہی۔۔۔۔منان صاحب دکھ سے بولے۔

پلیز پاپا آپ ماما کو سمجھانے کی کوشش کریں۔۔۔میں ماما سے بہت پیار کرتا ہوں۔۔۔انکی بہت عزت کرتا ہوں انکی ہر بات میری سر آنکھوں پہ مگر یہ

۔۔

یہ میں نہیں کر سکتا۔۔میں ماریہ سے تو کیا کسی سے بھی دوسری نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔میں نے جو ایک شادی کر لی ہے میں اسے ہی اچھے سے نبھانا چاہا ہوں۔۔۔ریان جھنجھلائے کوئے انداز میں بولا تو منان صاحب دھیرے سے سر ہلا گئے۔

انشاءاللہ سب ٹھیک ہو گا۔۔۔میں کوشش کرتا ہوں ایک بار اور تمہاری ماں کو سمجھانے کی۔۔۔منان صاحب نے اسے تسلی دی جب کے وہ اس سے زیادہ جیسے خود کو تسلی دے رہے تھے جس پہ ریان بس سر ہلا کے رہ گیا

آخر وہ بول بھی کیا سکتا تھا۔۔۔وہ خود اپنی ماں کو سمجھانا نہیں چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کے انکے سامنے جاتے ہی قدسیہ بیگم اسے ایموشنلی بلیک میل کر کے اس سے ہاں کروا دیں گی اور وہ ایسا بلکل نہیں چاہتا تھا۔

کیونکہ اسکا دل اپنے اندر زمدہ کی اہمت محسوس کر چکا تھا اور اب وہ کسی اور کو سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا مگر نا جانے کیوں دونوں ساس بہو مل کے اسکی دوسری شادی کے پیچھے پڑھ گئی تھیں۔

🌺🌺🌺۔

اباریان نہیں آیا آپ کا ساتھ۔۔۔منان صاحب کو اکیلے ہی گھر میں داخل ہوتے دیکھ اسنے بے چینی سے پوچھا۔

نہیں اسے کچھ کام تھا تو دیر سے آئے گا۔۔۔منان صاحب سنجیدگی سے جواب دیتے آگے بڑھ گئے جب وہ جلدی سے صوفے سے کھڑی ہوئی۔

کیا آپ ہم سے ناراض ہے۔۔۔ان کے جانے سے پہلے اسے تیزی سے پوچھا۔۔

انکار ویے انکے لہجے نے زمدہ کو بتا دیا تھا کے وہ اس سے خفا ہیں۔

منان صاحب اسکی جانب مڑے تو اسکی سوالیہ پریشان نظریں خود پہ ہی پائیں۔

ناراض نہیں ہوں بیٹا۔۔۔بس افسردہ ہوں۔۔۔

میں نے اپنی بیٹی کو بہت سمجھدار سمجھا تھا مگر وہ اتنی ناسمجھ ہو گی میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔۔۔وہ دکھ سے بولے

ہم ناسمجھ نہیں ہے ابا۔۔۔وہ دھیرے سے منمنائی۔

ہاں آپ ناسمجھدار نہیں ہو بلکے ضرورت سے زیادہ سمجھدار ہو جو اپنا گھر اپنے ہاتھوں سے برباد کر رہی ہو۔۔۔وہ ایک افسوس بھری نظر اس پہ ڈالتے اپنے کمرے کی جانب بڑھی گئے تو وہ بھی اپنے آنسوں روکتی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

۔

بارہ سے ایک بجھ گیا مگر ریان کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا۔۔۔

وہ باہر ہی لان میں بیٹھی اسکے آنے کا انتظار کر رہی تھی مگر ریان تھا کے آ کے ہی نہیں دے رہا تھا

اسنے کتنے ہی فون ملائے مگر آگے سے اسک ساری کولز کاٹ دی گیں

وہ لان میں رکھی کرسی پہ بیٹھی اونگ رہی تھی جب اسے گاڑی کی آواز آئی۔

وہ جلدی سے اٹھ کے کھڑی ہوئی تو ریان گاڑی پورچ میں پارک کر رہا تھا۔

اتنا دیر کر دیا آنے میں۔۔۔ہم کب سے انتظار کر رہا تھا۔۔۔وہ فورن اسکے پاس آتی فکر مندی سے بولی مگر ریان گاڑی سے نکلتا اسے نظر انداز کیئے اندر بڑھ گیا۔

کیا ہوا اب کچھ بولتا کیوں نہیں ہے۔۔۔وہ اسکے قدم سے قدم ملانے کی کوشش کرنے لگی مگر وہ اسکی ہر بات نظر انداز کرتا سیدھے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

آدھی سیڑھیوں پہ رکتے اس سے اوپر بڑھتے دیکھ زمدہ نے ایک گہرا سانس بھرا اور پھر دھیرے دھیرے واپس اوپر بڑھنے لگی۔

وہ کمرے میں آئی تو ریان واشروم جا چکا تھا۔

صوفے پہ پڑا اسکا کوٹ اٹھا کے ہینگ کرتے وہ صوفے پہ بیٹھی اسکے واشروم سے نکلنے کا انتظام کرنے لگی

تقریباً دس منٹ بعد وہ گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا واشروم سے باہر نگلاتا ایک نظر زمدہ کو دیکھتے ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ہو گیا

کیا بات ہے سب ٹھیک ہے۔۔۔۔زمدہ فکرمندی سے اسکے پیچھے کھڑی ہوتی شیشے میں دونوں کا عکس دیکھتے استفسار کرنے لگی مگر وہ تب بھی کچھ نہیں بولا بس خاموشی سے بالوں میں کنگھا کرتا رہا۔

کچھ بولتا کیوں نہیں ہے آپ۔۔۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔کوئی مسئلہ ہے کیا۔۔۔ اسنے ریان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے ہلکا سا ہلاتے اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا جب ریان غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکتے اسکی جانب پلٹا

تم ہو میرا سب سے بڑا مسئلہ سمجھ گئی اب چھوڑو میری جان۔۔۔۔ نہیں کرنی مجھے تم سے کوئی بھی بات۔۔۔وہ غصے سے دباد باد ھاڑا تو وہ پریشان ہو گئی۔

ہم نے کیا کیا ہے۔۔۔۔وہ معصومیت سے بولی توریان نے غصے سے مٹھیا بھیجے اسکے معصوم چہرے کو گھورا۔

واااازمدہ بی بی سب کچھ کر کے پوچھتی ہو ہم نے کیا کیا ہے۔۔۔۔

ارے تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔۔۔۔کون ہوں میں۔۔۔کوئی چابی سے چلنے والا کھلونا جو جب تمہارا جی جائے جیسے چاہے تم اسے چلاؤ گی۔۔۔جب تمہاری مرضی ہو گی اس کھلونے کے ساتھ دوسروں کو کھیلنے دو گی۔۔۔

ضبط کرنے کے باوجود ریان کی آواز تیز ہوئی تو زمدہ کی آنکھوں میں نمی اتری۔

وہ مضبوط لڑکی جو بڑی سے بڑی مشکل میں کبھی نہیں روئی تھی۔۔۔ کبھی اسکی آنکھ میں آنسوں نہیں آئے تھے وہ آج اتنے سے غصے پہ آنکھوں میں نمی لے آئی تھی۔

دیکھو زمدہ اس وقت میرا دماغ بہت زیادہ خراب ہے۔۔۔ پلیز میرے منہ مت لگوں۔۔۔ میں غصے میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ وہ انگلی اٹھا کے کہتا اسکی نم آنکھوں سے بامشکل نظریں ہٹاتے اپنی جگہ پہ لیٹتے کمبل منہ تک تان گیا۔

زمدہ اسکی بے رخی اسکے غصے کو سمجھ رہی تھی۔۔۔وہ اسے ٹائم دینا چاہتی تھی اس لیئے سر جھکاتی خود بھی خاموشی سے آ کے اپنی جگہ پہ لیٹتی پشت اسکی جانب کر گئی

ریان نے زرا سا چہرہ نکالتے اسکی پشت کو دیکھا اور پھر گہرا سانس بھرتے آنکھیں موند گیا مگر نیند تو شاید اتنی جلدی دونوں کو ہی نہیں آنی تھی۔

🌺🌺🌺۔

اسکی آنکھ کھلی تو اپنے بلکل پاس اسے زمدہ کا معصوم چہرہ نظر آیا۔۔۔

وہ اسکے اوپر ایک ہاتھ رکھے سکون سے سو رہی تھی جب کے اسے اپنے اتنے پاس دیکھتے ریان کی نیند اڑ چکی تھی۔

اسکی نظریں،،، بند آنکھوں پہ سایہ فگن گھنی پلکوں سے ہوتی ہوئی اسکے گال پہ آئیں۔۔۔ سرخ و سفید رنگ پہ لال لال گال بہت جچ رہے تھے۔

اسنے ہاتھ آگے بڑھاتے بہت ہی دھیرے سے نامحسوس انداز سے اسکے گال کو انگلی سے چھوا اور پھر خود ہی مسکرا دیا۔

گال سے بھٹکتی نظریں گلابی لبوں پہ آ رکھیں تو آنکھوں میں خمار اترنے لگا۔

کیوں ہو تم ایسی۔۔۔ کیوں اپنے سے پہلے دوسروں کا سوچتی ہو۔۔۔۔ کیوں تم میری ماما کے دل میں جگہ بنانے کے لیئے میرا سکون برباد کر رہی ہو۔۔۔ اپنے اوپر سوتن لا کے کیوں اپنا سکون برباد کرنا چاہتی ہو۔۔۔ بہت نرمی سے انگوٹھے سے اسکے گال کو سہلاتے سرگوشی نما آواز میں شکوہ کیا۔

تم شاید بہت بے وقوف لڑکی ہو یا شاید بہت معصوم جو نہیں سمجھ رہیں کے شوہر کی دوسری شادی کروانے میں کسی طرح کا کوئی سکون نہیں ہے۔۔۔ سوائے اس کے کہ اس سے تین زندگیاں برباد ہوں گی۔۔۔اسکے معصوم چہرے پہ نظریں گھماتے وہ دھیرے سے اسے سمجھا رہا تھا جو دنیا جہاں سے بے خبر اپنی نیند پوری کر رہی تھی۔

ناہی میرے انکار کرنے پہ تم وجہ جاننا چاہتی ہو۔۔۔نا یہ سمجھ پا رہی ہو کے میں آخر انکار کر کیوں رہا ہوں۔۔

لیکن نہیں تم تو بس یہ سمجھتی ہو نا کہ ہمارا رشتہ ایک سمجھوتے کا رشتہ تھا میں اس سے خوش نہیں ہوں۔۔۔

ہاں یہ سچ ہے کے میں اس رشتے سے خوش نہیں تھا۔۔۔لیکن شاید تم ابھی تک "تھا" اور "ہے" میں فرق نہیں سمجھیں۔۔۔ایک گہرا سانس لیتے اسنے پیار سے اسکے ریشمی بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کیا۔

میں تم سے سب سے زیادہ چڑھتا تھا کیونکہ مجھے پڑی لکھی لڑکی چاہیئے تھی مگر یقین جانو جس وقت ہمارا نکاح ہوا تھا میں تب سے ہی تمہارے ساتھ وفادار ہوں

ایک پڑھے لکھے لڑکے کا ایک گاؤں کی ان پڑھ لڑکی سے نکاح ہو گیا۔۔۔۔ یہ بات میرے لیئے کافی معنی رکھتی تھی مگر اب میرے لیئے جیسے یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

میں سمجھ چکا ہوں کہ انسان کی شخصیت میں تعلیم سے زیادہ تربیت کا کردار ہوتا ہے۔۔۔

تمہاری معصومیت نے۔۔۔تمہاری بہادری نے۔۔۔۔تمہارے خوش اخلاق نے میرے دل میں اتنی مضبوط جگہ بنالی ہے کے میں چاہ کے بھی اس جگہ کو خالی نہیں کر سکتا۔۔۔۔وہ زرا سا اٹھ کے ٹیک لگا کے بیٹھتا ہلکا سا مسکرایا۔

اور جب تم مجھے ماڑا کہہ کے بلاتی ہو تو تم پہ بہت پیار آتا ہے بہت معصوم لگتی ہو اس وقت۔۔۔اسکے چہرے کو مسکراتی نظروں کے حصار میں لیئے گویا ہوا۔

بہت بار سوچا کے تمہیں تمہاری اہمیت بتادوں مگر کچھ بولا ہی نہیں جارہا۔۔۔۔ مگر اب ایسا لگ رہا ہے تمہیں اپنے جذبات سے آگاہ کرنا پڑے گا۔۔۔ ریان کچھ سوچتے ہوئے اسکے ماتھے پہ جھک گیا

نرم گرم سا لمس پاتے ہی زمدہ زرا سا کسمسائی تو وہ اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کرتے دھیرے سے پیچھے ہو گیا۔

زمدہ بیگم یہ جو تمہارے سر پہ میری دوسری شادی کا بھوت سوار ہو گیا ہے نا فکر مت کرو بہت جلد اتارتا ہوں تمہارا یہ بھوت۔۔۔۔ تنبیہ کرتی نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھتے وہ اٹھ کے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔

واشروم کا دروازہ بند ہوتے ہی زمدہ کے لبوں پہ مسکراہٹ رینگ گئی جسے اسنے تکیہ میں منہ دے کے چھپایا۔



بھابھی آپ نے رات کو کھانا نہیں کھایا تھا کیا۔۔۔آپ کا پیزہ تو بچا ہوا فرج میں ہی رکھا ہوا تھا۔۔سب بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے جب ادینہ فرج میں رکھی پیزے کی پلیٹ لیئے حاضر ہوتی زمدہ سے سوال کرنے لگی تو سب کی نظریں اسکی جانب ہو گئ

وہ ہم کو بھوک نہیں لگ رہا تھا اس لیئے بس۔۔۔اور ویسا بھی ہم کو یہ اتنا موٹا روٹی کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔۔۔زرا سے کندھے اچکا کے کہتی وہ واپس اپنی پلیٹ پہ جھک گئ

بھائی آپ نے بھی نہیں کھایا تھا کیا۔۔۔وہ اب ریان کی جانب متوجہ ہوئی جو اسکے مخاطب کرنے پہ زمدہ سے نظریں ہٹاتے اسکو دیکھنے لگا۔

میں باہر سے کھا کے آیا تھا۔۔۔لاپرواہی سے جواب دیتے وہ بھی اپنی پلیٹ پہ جھک گیا۔

بھائی آپ کو ایک بار تو بھابھی کے بارے میں سوچنا چاہیئے تھا۔۔۔وہ آپ کے انتظار میں بھوکی بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔اریبہ افسوس سے دائیں بائیں سر ہلاتی بولی تو ریان نے حیرت سے زمدہ کی جانب دیکھا جو سامنے بیٹھی اریبہ کو گھور رہی تھی۔

تم نے بتایا کیوں نہیں کے تم نے رات کو کھانا نہیں کھایا تھا۔۔۔ریان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

ہم بھول گیا تھا۔۔۔زمدہ نے نظریں چراتے جواب دیا تو ریان گہرا سانس بھرتے دھیرے سے نفی میں سر ہلا کے رہ گیا۔

ڈرامے باز۔۔۔۔قدسیہ بیگم آہستہ سے بڑبڑاتی سر جھٹک گئیں۔

اچھا چلو اب باتیں چھوڑو اور کھانا کھاؤ۔۔۔اور ہاں ریان اور عامر کھانے کے بعد زرا ڈرائنگ روم میں آنا مجھے مہمانوں کے بارے میں ڈسکس کرنا ہے۔۔۔۔منان صاحب ناشتہ کرتے ہوئے بولے تو وہ دونوں سر ہلا گئے۔

میں نے۔۔۔قدسیہ بیگم کچھ کہنے لگی تھیں جب منان صاحب نے انکی بات کاٹتے اپنی شروع کی۔

اور بچوں آپ لوگ تیاری نہیں کر رہے۔۔۔۔تیاری شروع کریں اس اتوار کو زمدہ اور ریان کا ولیمہ ہے۔۔۔مہتاب آپ بچوں کو اپنے ساتھ لے جائے گا شوپنگ پہ دن کم بچے ہیں۔۔۔وہ مسکرا کے گویا ہوئے تو سب ایکسائٹڈ ہو گئے جب کے زمدہ تو پریشان ہوا ٹھی تھی۔

زمدہ نے قدسیہ بیگم کی جانب دیکھا جو اسے ہی خو+ن جھلکاتی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

ریان تو پھر کیا فیصلہ کیا ہے آپ نے۔۔۔۔دوسری شادی پہلے کرنی ہے یا ولیمے والے دن ہی۔۔۔قدسیہ بیگم سنجیدگی سے بولیں تو سب کے کھلتے چہرے ایک دم سے بجھ گئے۔

میں اپنا فیصلہ پہلے ہی سنا چکا ہوں۔۔۔آپ کے بار بار پوچھنے سے میرا فیصلہ بدلے گا نہیں ماما۔۔۔اپنا ناشتہ کرتے ریان اٹل لہجے میں بولا تو قدسیہ بیگم نے مٹھیاں بھینچیں۔

آپ مان کیوں نہیں لیتا ساسوں ماں کی آپ۔۔۔زمدہ آہستہ سے منمنائی

اسکی منمناہٹ کسی نے سنی ہو یا نہیں مگر برابر میں بیٹھے ریان نے باخوبی سن لی تھی اور اب اسکی غصے سے ماتھے کی رگیں واضح ہونے لگیں تھیں۔

قدسیہ بس بہت ہو گیا اب آپ دوبارہ اس ٹوپک پہ بات نہیں کریں گی۔۔۔منان صاحب سخت لہجے میں بولے مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔

اس کل کی آئی لڑکی کی وجہ سے تم اپنی ماں کی بات ماننے سے انکار کر رہے ہو۔۔۔اپنی ماں کی خواہش کو رد کر رہے ہو۔۔۔

تم چاہتے ہی نہیں ہو نا اپنی ماں کو زندہ دیکھنا تو ٹھیک ہے پھر میرے ہونے یا ناہونے سے کیا فرق پڑھتا ہے کسی کو۔۔۔منائیں آپ سب اپنی خوشیاں ۔۔۔چلی جاؤں گی میں یہ گھر چھوڑ کے۔۔۔قدسیہ بیگم آنکھوں میں آنسوں لیئے ریان کو دیکھتی دکھ سے بولیں تو ریان نے بڑی مشکل سے ان پہ سے نظریں ہٹاتے ضبط سے جبڑے بھیجے۔

وہ اس وقت قدسیہ بیگم کی جذباتی باتوں میں آ کے کوئی غلط فیصلہ نہیں لینا چاہتا تھا اس لیئے فورن ہی اپنی جگہ سے اٹھتا باہر کی جانب قدم بڑھا گیا تو زمدہ بھی اپنی جگہ سے اٹھتی اسکے پیچھے بھاگی۔

جب کے قدسیہ بیگم آنسوں بہاتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

پر سکون ماحول ایک دم سے سوگوار ہو گا تھا۔۔۔سب کا کھانے سے دل اٹھ چکا تھا۔



سنو۔۔۔وہ اسے آوازیں لگاتی باہر تک آئی مگر وہ تو اسکی آواز کو ان سنا کیئے آگے بڑھتا رہا۔۔۔

ہمارا بات تو سنو ماڑا۔۔۔اسکے پیچھے لاؤنج کے دروازے تک آتے زمدہ نے اسکا بازو تھامتے اسے روکا تو ریان خونخوار نظروں سے اسے گھورنے لگا۔

آپ سکون سے ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔۔۔ماریہ آپ کو پسند کرتے ہے وہ آپ کو خوش رکھے گا۔۔۔

دیکھو آپ ہمارا فکر مت کرو۔۔۔بس پلیج (پلیز) آپ ساسوں ماں کی خوشی کے لیئے دوسرا شادی کرلوں۔۔۔ہم خوشی خوشی آپ کو دوسرا شادی کا اجازت دیتا ہے۔۔۔زمدہ نے پیار سے کہا مگر اسکی بات نے جلتی پہ تیل کا کام کیا۔

ریان کا دماغ پہلے ہی گھوم رہا تھا باقی کی رہی سہی کسر زمدہ نے پوری کردی تھی۔

اسکے ہاتھ کی نازک گلائی کو اپنے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں جکڑتے اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب لے جانے لگا۔

افف یہ کیا کرتا ہے ماڑا۔۔۔ ہمارا ہاتھ چھوڑو درد ہو رہا ہے ہم کو۔۔۔ وہ اپنا پورا زور لگاتے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش میں مسلسل ناکام ہو رہی تھی جب کے ریان بغیر کچھ کہے چہرے پہ چٹانوں سی سختی لیئے اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے میں لایا۔

ہمارا ہاتھ چھوڑو ہم کو درد ہو رہا ہے۔۔۔ اسنے ایک بار پھر منت کی مگر ریان نے اسکا ہاتھ نا چھوڑا۔

درد ہو رہا ہے تمہیں ہاں۔۔۔ صرف ایک ہاتھ پکڑنے سے درد ہو رہا ہے۔۔۔ کمرے میں لاتے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ چھوڑتے دھاڑ سے دروازہ بند کرتے دھاڑا تو زمدہ سہم کے دو قدم پیچھے ہوئی

یہ درد تو صرف کچھ ہی دیر کا ہے مگر اس درد کا کیا کروں گی جب مجھے کسی اور کے ساتھ دیکھو گی۔۔۔کیا کرو گی اس درد کا جسے زندگی بھر کے لیئے اپنے لیئے چن ناچاہ رہی ہو۔۔۔ریان نے اسے احساس دلانا چاہا کے وہ کتنا غلط فیصلہ کر رہی ہے۔۔۔کتنی غلط ضد باندھ کے بیٹھ گئی ہے

ہم کو درد نہیں ہوتا۔۔۔ہم بہت مضبوط ہے۔۔۔ہر درد کو برداشت کر سکتا ہے۔۔۔لہجے کو نارمل رکھتے وہ لاپرواہی سے بولی۔

ہاں تم تو پتھر کی ہونا تمہیں کہا درد ہو گا۔۔۔وہ استہزاء ہنسی ہنسا تو زمدہ نظریں جھکا گئی۔

زمدہ بی بی یہ درد کسی چوٹ کے لگنے کا نہیں ہے جو برداشت کر لو گی۔۔یہ درد دل کا درد ہے۔۔۔جو برداشت نہیں ہوتا۔۔

ارے کوئی عورت چاہے جتنی بھی مضبوط ہو مگر اپنے شوہر کو کسی دوسری عورت کے ساتھ نہیں بانٹ سکتی۔۔۔

اپنے شوہر پہ کسی دوسری عورت کا حق برداشت کر ہی نہیں سکتی اور تم کہتی ہو (ہم برداشت کر لے گا) تو یہ صرف تمہاری بھول ہے۔۔۔اسکی جانب دو قدم بڑھتے ایک ایک لفظ پہ زور دے کے بولا تو زمدہ نے نظریں اٹھا کے اسکی جانب دیکھا۔

ہم سب عورتوں کے بارے میں نہیں جانتا مگر ہم اپنا آپ کو جانتا ہے ہم برداشت کر سکتا ہے۔۔۔

آپ ہمارا فکر مت کرو بس اپنا شادی کا تیاریاں کروں اور ساسوں ماں کو جا کے خوشخبری سناؤں۔۔۔وہ مسکرا کے بولی توریان نے اپنا ماتھا پیٹا مطلب اسنے جو اتنا لمبا سمجھایا اور جو وہ کل سے کہہ رہا تھا وہ سب ضائع گیا۔

یار عجیب پاگل لڑکی ہو تم۔۔۔۔شوہر منا بھی کر رہا ہے کے اسے دوسری شادی نہیں کرنی مگر نا جانے تم کس مٹی کی بنی ہو جو اپنے شوہر کی زبردستی دوسری شادی کروانے کے پیچھے پڑی ہو۔۔۔ریان غصہ ضبط کرتے سر تھامتے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔

وہ سمجھ گیا تھا یہاں غصہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اسے صرف پیار سے سمجھایا جا سکتا۔۔۔۔

آپ کو تو خوش ہونا چاہے کہ آپ کا بیوی خود آپکا خوشی خوشی دوسرا شادی کروا رہا ہے۔۔۔

مگر آپ نا جانے کیسا ناشکرا مرد ہے جو دوسرا شادی کی بات پہ ہی اچھل جاتا ہے۔۔۔۔زمدہ اسکے سامنے کھڑی ہوتی آنکھیں گھما کے بولی توریان نے اسے گھور کے دیکھا۔

میں سب جانتا ہوں۔۔۔تم اپنی خوشی سے نہیں بلکے اپنی ساسوں ماں کو خوش کرنے کے لیئے میری دوسری شادی کروانا چاہتی ہو۔۔۔۔ریان نے حقیقت بیان کی تو زمدہ لاجواب ہو گئی۔

تم پہلی عورت ہو گی جو بغیر کسی وجہ کے صرف اپنی ساس کو خوش کرنے کے لیئے اپنے شوہر کی دوسری شادی کروانا چاہ رہی ہو۔۔۔اسکی خاموشی پہ ریان مزید بولا۔

ایسا نہیں ہے۔۔۔ہم خود بھی چاہتا ہے کہ آپ اپنے جیسا کسی پڑھا لکھا لڑکی سے دوسرا شادی کر لو۔۔۔جو آپ کا ساتھ چلے تو کم سے کم آپ کو شرمندگی تو نا ہو۔۔۔وہ نظریں چرا کے بولی توریان نے گہرا سانس بھرتے اسے دیکھا۔۔

یہی بات تھی جو وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔وہ پہلے دن سے ہی دیکھ چکا تھا کے زمدہ اس رشتے کو پورے دل سے قبول کر چکی ہے۔۔۔مگر پھر بھی اسکا دوسری شادی کے لیئے اتنا فورس کرنا ریان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا مگر اب اسے سمجھ آیا تھا کہ وہ اسکو دوسری شادی کے لیئے فورس کیوں کر رہی تھی۔

بیٹھو یہاں۔۔۔۔ریان نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے ساتھ بیڈ پہ بیٹھاتے خود اسکی جانب گھوم کے بیٹھا۔

اگر مجھے تمہارے ساتھ چلنے پہ شرمندگی ہوتی تو تمہیں مسٹر فیصل کی اتنی بڑی دعوت میں سب سے اپنی بیوی کی حیثیت سے متعارف نہیں کرواتا۔۔۔ریان نے جتاتی نظروں سے دیکھا

وہ آپ کا مجبوری تھا۔۔۔پر ہم جانتا ہے آپ اس شادی سے خوش نہیں ہے ۔۔۔۔اور ناہی ساسوں ماں۔۔۔۔تو اچھا ہے آپ دوسرا شادی کروں آپ دونوں خوش ہو جائے گا۔۔۔۔اور ویسے بھی ماریہ آپ کو پسند کرتا ہے وہ آپ کو بہت خوش رکھے گا۔۔۔۔وہ مسکرا کے بولی تو ریان نے تاسف سے سر ہلایا۔

زمدہ میں جانتاہوں تم صرف ماما کی وجہ سے مجھے دوسری شادی کے لیئے فورس کر رہی ہو۔۔۔

پر کیامیری مرضی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔۔میں شادی کرناچاہتاہوں یا نہیں یہ آپ لوگوں کے کیئے کوئی معنی نہیں رکھتا۔۔۔

تم خوش ہو،ماماخوش ہیں مگر میں یااور باقی گھر میں جواتنے لوگ ہیں کیاوہ اس شادی سے خوش ہوں گے۔۔۔

زراسوچوں زمدہ تم فضول ضد کر کے صرف ہم سب کی زندگیاں برباد کر رہی ہو۔۔۔ناتم خوش رہ پاؤں گی نامیں اور ناہی ماما۔۔۔

اور رہی بات ماریہ کی تو اسے میں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔وہ ایک لالچی لڑکی ہے جو کبھی کسی ایک کی ہو کے نہیں رہ سکتی۔۔۔جس کے پاس پیسا ہے وہ صرف اسکی ہے۔۔۔ریان نے رسان سے سمجھایا تو زمدہ فکر مندی سے اسے دیکھنے لگی

تو ہم کوئی اور لڑکی دیکھ لیتا ہے۔۔مگر ساسوں ماں کو تو صرف ماریہ پسند ہے تو اب کیا کریں۔۔۔وہ پریشانی سے بولی تو ریان نے اپنی دکھتی کنپٹیوں کو دو انگلیوں سے مسلا۔

یعنی وہ جتنا بھی سنبھالے مگر اسکی سوئیں صرف دوسری شادی پہ اٹکی ہوئی تھی چاہے پھر وہ ماریہ سے کرے یا کسی اور سے۔۔۔

زمدہ میں ماریہ یا کسی بھی دوسری لڑکی سے شادی نہیں کرنا چاہا۔۔۔کیونکہ ۔۔۔اسنے دانستہ بات اُدھوری چھوڑی۔

کیونکہ کیا۔۔۔۔وہ متجسس ہوئی۔

کیونکہ میرے دل میں ایک لڑکی نے اپنا قبضہ جما لیا ہے اور اس کے رہتے ہوئے میرے دل میں تو کیا میری زندگی میں کسی اور کی کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔اسکے ہاتھ کی پشت کو نرمی سے انگوٹھے سے سہلاتے نظریں اسکے معصوم چہرے پہ جمائے پیار بھرے انداز میں بولا تو زمدہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

تو آپ ہم کو اس لڑکی کا نام بتاؤں ہم اس لڑکی سے آپ کا شادی کروادے گا۔۔۔وہ بے تابی سے بولی۔

زندہ۔۔۔وہ مسکرا کے شریر لہجے میں بولا

ہاں ہاں ہم کو پتہ ہے زندہ ہی ہو گا۔۔۔مردہ تو ہو نہیں سکتا۔۔۔بس آپ ہم کو اسکا نام بتاؤں۔۔۔۔وہ بغیر اسکی بات سمجھے اپنی ہی دھن میں بولی تو ریان اسے دیکھ کے رہ گیا

اب بتاؤں بھی۔۔۔اسے خاموشی سے خود کو تکتے دیکھ وہ بے تابی سے بولی تو ریان نے جھٹکے سے اسکا ہاتھ کھینچتے اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ ایک دم اسکے سینے سے آ لگی۔

جب کے ریان کی اس بے ساختہ حرکت پہ زمدہ سٹپٹا کے پیچھے ہٹنے لگیں مگر ریان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسکی اس کوشش کو ناکام بنایا

اسکا نام "زمدہ ریان یزدانی" ہے۔۔۔چہرا اسکے کان کے پاس لے جاتے سرگوشی نما آواز میں بولا تو ایک پل کے لیئے زمدہ بلکل ساکت ہو گئی

میں نے تمہیں بہت باتیں سنائی ہیں۔۔۔بہت طنز کیا ہے مگر نا جانے اس بیچ تم کب میرے دل میں اتر گئیں مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرے کیئے اسکی لمبی چوڑی کو اپنے ہاتھ میں لیتے اسکی نرمی محسوس کرتے گھمبیر لہجے میں بولا تو زمدہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

اتنا حیران مت ہو۔۔۔ریان نے اسکے حیران زدہ چہرے پہ پھونک ماری تو وہ سٹپٹا کے نظریں چرا گئی۔

شاید تمہاری اما بلکل ٹھیک کہتی تھیں۔۔۔شوہر کے دل میں جانے کا راستہ اسکے پیٹ سے ہو کے جاتا ہے۔۔۔اور دیکھا جس دن سے تم نے مجھے اپنے ہاتھ کا بنا کھانا کھلایا ہے اس دن سے ہی میرا دل تمہارا ہو گیا ہے۔۔۔

شرارتی انداز میں کہتے وہ زمدہ کے چہرے پہ مسکراہٹ لے آیا

ایک بات پوچھوں تم سے۔۔۔۔ تھوڑی کے نیچے دو انگلیاں رکھتے اسکے جھکے سر کو اوپر اٹھایا تو وہ دھیرے سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

جب کے اسکی بے انتہا نزدیکی اسکی بولتی بدن کر گئی تھی۔

کیا تم بھی اپنے دل میں وہی جذبات رکھتی ہو جو میرے دل میں ہیں۔۔۔ آنکھوں میں امید کے دیئے لیئے سوالیہ گویا ہوا تو وہ کھل کے مسکرائی۔

جس دن ہم نے نکاح نامے پہ دستخط کیا تھا اسی دن سے یہ دل آپ کے لیئے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔اٹھتی گرتی پلکھوں کے ساتھ اسنے آخر آج اپنے دل کا راز بیان کر ہی دیا تھا۔

وہ تو اسکے اتنے پیارے اظہارِ محبت پہ سرشار ہی ہو گیا تھا اسنے کھینچ کے اسے اپنے سینے سے لگایا تو وہ ایک دم بوکھلا گئی مگر پھر پرسکون ہوتی اسکے سینے پہ سر ٹکا گئی۔

اگر یہ دل میرے لیئے دھڑکتا ہے تو پھر کیوں تم اس پہ ستم ڈھا رہی ہو ۔۔۔کیوں میری دوسری شادی کے پیچھے پڑھ گئی ہو۔۔۔اسے سینے سے لگائے ہی اسنے شکاہ کیا تو زمدہ کے چہرے پہ افسردہ مسکراہٹ ابھری

ہمارا ماں نہیں ہے۔۔۔ہم جانتا ہے اپنی اولاد کو لے کے ایک ماں کا کتنا خواب ہوتا ہے۔۔۔ہم ایک ماں کا خواہش نہیں مار سکتا۔۔۔وہ بہت ہی کم آواز میں بولی توریان نے اسے کندھوں سے تھام کے اپنے سامنے کیا۔

اگر ماما کی کوئی سہی خواہش ہوتی تو اسے پورا کرنے کے کیئے سب سے آگے میں ہی ہوتا مگر اس وقت ماما صرف جذباتی ہو رہی ہیں اور انکے اس جذباتی پن میں کوئی اچھائی نہیں ہے۔۔۔

انکی اس خواہش سے گھر میں سکون یا خوشیاں نہیں آئیں گی بلکل اس سے ہم سب کی زندگیوں کا سکون برباد ہو جائے گا۔۔۔اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرتے پیار سے سمجھایا۔

تواب ہم کیا کرے۔۔۔۔ہم تو ساسوں ماں کو زبان دے چکا ہے کہ آپ کو دوسرا شادی کے لیئے راضی کرلے گا۔۔

اور آپ جانتا ہے ہم پٹھان ہے اور پٹھان کبھی اپنی بات سے مکرتا نہیں ہے۔۔۔وہ پریشانی سے بولی تو ریان مسکرادیا۔

اب یہ صرف تبھی ہو سکتا ہے جب ماما خود ماریہ کی اصلیت دیکھیں گی۔۔۔ مگر مجھے سمجھ نہیں آرہا کے ماما کو کیسے ماریہ کی اصلیت دیکھاؤں۔۔۔۔پتہ نہیں ماریہ نے ماما پہ کون سا ایسا جادو کر دیا ہے کہ وہ آج کل ماریہ کے خلاف ایک لفظ نہیں سنتیں۔۔۔ریان نے گہرا سانس بھرتے اسکے گرد بازوں کا حصار بناتے مسئلہ بیان کیا تو زمدہ نچلا لب دانتوں میں دبائے سوچ میں پڑھ گئی

خیر تم فکر مت کرو کوئی نا کوئی حل نکل آئے گا۔۔۔ریان نے نرمی سے انگلی سے اسکا لب دانتوں سے آزاد کیا۔

ہمارے پاس اس مسئلے کا ایک حل ہے۔۔۔وہ جوش سے کہتی دونوں پاؤں اوپر کیئے الٹی پالتی مار کے بیٹھی۔

وہ کیا۔۔۔ریان متجسس ہوا۔

آپ نے ہم کو بتایا نا ماریہ ایک لالچی لڑکی ہے۔۔۔وہ آپ کا پیچھے صرف پیسے کے کیئے پڑا ہوا ہے تو کیوں نا ہم ابا سے کہہ کے آپ کو جائیداد سے عاق کروادے۔۔۔وہ ایکسائٹمٹ سے بولی تو ریان نے مسکرا کے نفی میں سر ہلایا۔

ایسا نہیں ہوا سکا کیونکہ یہ سارا بزنس میرے نام پہ ہے۔۔۔صرف گھر اور فیکٹری پاپا اور چاچو کے نام ہے باقی یہ بزنس میں نے خود اپنی محنت سے کھڑا کیا ہے ایسا ممکن نہیں ہے کے پاپا مجھے عاق کر سکیں۔

اگر وہ مجھے عاق کرتے بھی ہیں تو بھی میرے پاس سب کچھ ہو گا۔۔۔مجھے زیادہ کوئی خاص فرق نہیں پڑے گے۔۔۔اور یہ بات ماریہ اچھے سے جانتی ہے۔۔۔اس لیئے تمہارا یہ آئیڈیا فلوپ ہو گیا۔۔۔ریان نے کندھے اچکاتے اسکا آئیڈیا رد کیا۔

تو کیا ہوا ہم کہہ دے گا کے آپ نے اپنا بزنس ابا کے نام کر دیا تھا اور اب انہوں نے آپ کو عاق کر دیا۔۔۔

جس کے بعد ماریہ آپ کو چھوڑ دے گا اور ساسوں ماں کو بھی اسکی اصلیت سمجھ آجائے گا۔۔۔۔

ویسے تو جھوٹ بولنا نہیں چاہیئے مگر کسی اچھا کام کے لیئے تھوڑا سا بول چل جاتا ہے۔۔۔وہ دانتوں کی نمائش کرواتی بولی تو ریان اسکے دماغ کی داد دیئے بغیر نا رہ سکا۔

ہمم ٹھیک ہے۔۔۔۔چلو پھر تیار ہو جاؤ۔۔۔ریان کھڑے ہوئے بولا تو وہ بھی کھڑی ہو گئی۔

کیوں کہیں جانا ہے کیا۔۔۔اسنے نا سمجھی سے پوچھا۔

ہاں آج تم میرے ساتھ آفس چلو گی۔۔۔وہیں ہم پاپا سے اس بارے میں بات کرلیں گے کیونکہ میں نہیں چاہتا کے یہ بات ہم تینوں کے علاؤہ اور کوئی جانے اس لیئے یہ بات گھر میں نہیں کر سکتے۔۔۔۔وہ سمجھاتے ہوئے بولا تو زمدہ ہاں میں سر ہلاتی اٹھ گئی

جلدی سے نیچے آجاؤ میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔اسکے ماتھے پہ بوسہ دیتا اسے شرم سے لال ہوتا چھوڑ کمرے سے باہر نکل گیا تو وہ شرماتے ہوئے واشروم میں گھس گئی۔



وہ دونوں ایک ساتھ آفس میں داخل ہوئے تو سب ریان کو دیکھتے کھڑے ہو گئے۔۔۔

جب کے اسکے ساتھ کھڑی سیاہ قمیض شلوار پہنے سفید شوال اپنے گرد لپیٹے خوبصورت سی لڑکی کو نا سمجھی سے دیکھنے لگے۔

ایوری ون یہ ہیں میری وائف زمدہ ریان۔۔۔سب کو اپنی جانب متوجہ پا کے ریان نے زمدہ کا ہاتھ تھامتے اسکا تعارف کروایا تو وہ مسکرا دی۔۔۔ جب کے یہ منظر لفٹ سے نکلتی ماریہ نے جلتی آنکھوں سے دیکھا اور فورن ہی وہاں سے ہٹ گئی۔

مبارک ہو سر آپ کو۔۔۔اسکے امپلاؤ اسے مبارکبادی دینے لگے جسے اسنے سر کو خم دیتے مسکرا کے وصول کیا۔

آج اپنے باس کو مسکراتے دیکھ وہ سب ہی حیران تھے۔۔۔وہ کبھی اس طرح ہنستا مسکراتا نہیں تھا زیادہ طر وہ سنجیدہ رہتا تھا مگر آج وہ سب سے

مسکرا مسکرا کے بات کر رہا تھا جو سب کے لیئے ہی ایک حیران کن بات تھی۔

بابر میں اپنے پرائیویٹ روم جا رہا ہوں جب پاپا آئیں تو انہیں بھی وہیں بھیج دینا۔۔۔اس کے علاوہ مجھے ڈسٹرب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ پیچھے کھڑے پیون کو تائید کرتے زمدہ کا ہاتھ تھامے لفٹ کی جانب بڑھ گیا۔

ہم سیڑھیوں سے نہیں جا سکتا۔۔۔زمدہ لفٹ کے دروازے پہ رکتی گھبراہٹ سے بولی تو اسنے مسکرا کے اسکے گرد بازوں کا حصار بنایا

جب میں ساتھ ہوں تو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔گھمبیر لہجے میں کہتے اسنے اندر قدم رکھا تو زمدہ نا چاہتے ہوئے بھی اسکے ساتھ آگے بڑھی۔

لفٹ کے چلتے ہی زمدہ نے اپنا چہرہ ریان کے سینے میں چھپایا تو وہ مسکراتے ہوئے اپنا حصار مضبوط کر گیا۔

آجاؤ۔۔۔منزل پہ لفٹ رکتے ہی وہ اسکا ہاتھ تھامے باہر نکلا۔

بہت پیارا دفتر ہے آپ کا۔۔۔۔وہ چاروں اور نظریں گھماتی خوشی سے ہر چیز کو دیکھ رہی تھی

وہ اسے اپنے ساتھ لیئے آخری کے ایک کمرے میں داخل ہوا تو زمدہ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں

آفس کا یہ پرائیویٹ روم کافی اچھا ڈیکوریٹ کیا ہوا تھا۔۔۔وہ آفس کا روم کم اور گھر کا ہی کمرہ زیادہ لگ رہا تھا۔

صاف ستھرا بڑھا سا کمرا جس میں ڈبل بیڈ الماری صوفے اور ایک اسٹیڈی ٹیبل موجود تھی۔۔۔

صوفے کے سامنے والی دیوار پہ بڑا سا ایل سی ڈی لگا ہوا تھا۔۔۔

کھلا سا صاف کمرہ بہت اچھا لگ رہا تھا۔

ہائے ےےےے۔۔۔ماڑا یہ تو ہمارے کمرے سے بھی زیادہ پیارا ہے۔۔۔وہ ستائشی انداز میں بولی تو وہ اسکے مسکراتے چہرے میں کھو گیا۔

دروازہ بند کرتے اسنے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا تو اسکی ریڈھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔

اگر تمہیں یہ کمرہ اچھا لگ رہا ہے تو ہم اپنا کمرا بھی ایسا ہی بنوا لیں گے۔۔۔

ریان نے اسکے کان پہ لب رکے تو وہ اسکے گرم لمس پہ سانس روک گئی۔

کیا کرتا ہے ماڑا۔۔۔ ہم اس وقت دفتر میں ہے۔۔۔ اسکے حصار سے نکلنے کے کیئے وہ زرا سا کسمساتی اسے جگہ کا احساس دلانے لگی۔

فکر مت کرو یہاں میری اجازت کے بنا کوئی نہیں آتا۔۔۔ دوپٹہ اسکے سر سے اتارتے اسنے چہرہ اسکے بالوں سے مس کرتے انکی نرمی محسوس کی۔

آپ۔۔ ابا کو۔۔ فون ک کروں نا۔۔۔ ان سے پوچھوں۔۔۔ کہا رہ گ گیا ہے۔۔۔ اسکی گرم سانسوں کی تپش اپنی گردن پہ محسوس کرتی گھبراہٹ سے اسکی آواز اٹک اٹک کے نکلی۔

آجائیں گے اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔۔۔وہ سہولت سے کہتا اسکی گردن پہ لب رکھنے لگا تھا جب اچانک دروازہ بجنے پہ وہ بدمزاج ہوتے دروازے کو گھورنے لگا

کون ہے۔۔۔۔زمدہ کو اپنے حصار سے آواز کرتے سنجیدگی سے پوچھا تو زمدہ جلدی سے اس سے تھوڑا دور ہوتی دوپٹہ واپس سر پہ جما گئی

میں ہوں ماریہ۔۔۔۔باہر سے ماریہ کی آواز آئی تو ریان کے اندر غصے کی ایک لہر دوڑ گئی۔

لو آگئی تمہاری ناہونے والی سوتن۔۔۔وہ زمدہ کو طنز کرتا دروازے کی جانب بڑھتے دروازہ کھول گیا

میں جوس دینے آئی تھی۔۔۔۔دروازہ کھولتے ہی ماریہ نے مسکراتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی جوس کی ٹرے آگے کرتے ریان کے پیچھے کھڑی زمدہ کو دیکھا جس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا جو ماریہ کو بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔۔۔ جس سے اسکے اندر ایک ناگوار لہر اتری

میں نے منگوایا تھا۔۔۔ریان نے ایک ابرو اٹھائے سرد لہجے میں استفسار کیا۔

زمدہ پہلی بار آفس آئی ہے تو ہمارا فرض بنتا ہے نا اسکی خاطر داری کرنا۔۔۔ ماریہ بڑی مشکل سے مسکرائی۔

جوس دیناتو صرف ایک بہانا تھااصل مقصد توان دونوں کی پرائویسی میں خلل ڈالنا تھا۔

وہ کوئی مہمان نہیں جواسکی خاطر داری کی جائے۔۔۔یہ اسکااپنا آفس ہے اسے جو بھی چاہیئے ہو گیاوہ خود منگوالے گی۔۔۔

اوراب ہمیں ڈسٹرب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ سمجھ گئیں۔۔۔ سخت سنجیدگی سے کہتے ماریہ کے جواب کاانتظار کیئے بغیر ہی ریان نے اسکے منہ پہ دروازہ بند کر دیاتو وہ اپنی اتنی توہین پہ زمدہ کو کوستی واپس مڑ گئی۔

وہ پیسے کے لالچ میں اتنی اندھی ہو گئی تھی کے بار بار اپنی تذلیل کروانے چلی آتی تھی۔۔۔

وہ ریان کے قریب جانے کی کتنی بھی کوشش کرلے مگر ریان کبھی اسکے ہاتھ نہیں انے والا یہ بات وہ سمجھ چکی تھی مگر ابھی اسے قدسیہ بیگم کا سہارا تھا جو اس سے کہی چکی تھیں کے وہ اسے اپنی بیوی بنانا چاہتی ہیں جس وجہ سے وہ بار بار ڈھیٹوں کی طرح اپنی بے عزتی کروانے چلی آتی تھی اور ہر بار بے عزتی کے بعد زمدہ کے لیئے اسکے دل میں نفرت بڑھتی جاتی تھی۔

اسے لگتا تھا زمدہ کی ہی وجہ سے آج ریان اسکا نہیں ہے جب کے ریان تو خود اسکی حرکتوں کی وجہ سے کبھی اسکی جانب متوجہ تک نا ہوا تھا۔

🌺🌺🌺۔

یہ ٹی وی کھل کیوں نہیں رہا۔۔۔وہ دروازہ بند کر کے مڑا تو زمدہ ایل سی ڈی کے ریمونٹ کو پیٹ رہی تھی۔

ایسے نہیں کھلتا یار۔۔۔پہلے بٹن کھولنا پڑھتا ہے۔۔۔۔ریان نے آگے بڑھتے ایل سی ڈی کا بٹن کھولا تو تھوڑی ہی دیر میں اسکرین روشن ہو گئی۔

اس میں ڈرامہ کیسے لگتا ہے۔۔۔وہ الٹے سیدھے بٹن دباتی مصروف سے انداز میں بولی۔

مجھے بتاؤں کون سا ڈرامہ دیکھنا ہے۔۔۔اسکے ساتھ بیٹھتے ریان نے اس کے ہاتھ سے رمونٹ لیا۔۔۔تو وہ اپنی پسند کا ڈرامہ اسے بتانے لگی۔

وہ دونوں ایک ساتھ بیٹھے زمدہ کی پسند کا ڈرامہ دیکھ رہے تھے جب دروازے پہ دستک ہوئی۔

آجائیں۔۔۔زمدہ سے دور ہوتے اسنے آنے والے کو اجازت دی تو منان صاحب کمرے میں داخل ہوئے۔

اتنا دیر کر دیا آنے میں۔۔۔ہم کب سے انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔ریمونٹ صوفے پہ رکھتی زمدہ جلدی سے کھڑی ہوئی۔

بس بیٹا کچھ کام میں پھنس گیا تھا۔۔۔وہ ان دونوں کو ایک ساتھ ہنستے مسکراتے دیکھ مسکرا کے کہتے آکے انکے ساتھ ہی برابر صوفے پہ بیٹھے۔

اچھا اب ہم کو آپ سے بہت ضروری بات کرنا ہے۔۔۔زمدہ دونوں پاؤں اوپر رکھتی پوری طرح انکی جانب متوجہ ہوئی۔

میں بھی جاننے کے لیئے متجسس ہوں کہ آخر ایسی کون سی بات ہے جو ریان تمہیں یہاں آفس لے آیا۔۔۔اور وہ بھی اپنے پرائیویٹ روم میں جب کے یہ تو یہاں مجھے بھی زیادہ آنے نہیں دیتا۔۔۔منان صاحب تجسس بھرے لہجے میں بولے تو ریان نے زیر لب مسکراہٹ روکی۔

آپ ناریان کو اپنا جائیداد سے عاق کر دو۔۔۔زمدہ جوش سے بولی تو منان صاحب نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے پہلے زمدہ کو دیکھا پھر ریان کو جو زیر لب اپنی مسکراہٹ روکے ہوئے تھا۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہو بیٹا۔۔۔میں ایسا کیسا کر سکتا ہوں۔۔۔یہ سب کچھ تو ریان کا ہی ہے۔۔۔اور ویسے بھی میں کیوں اسے عاق کروں گا۔۔۔۔

منان صاحب نے تعجب سے اسے دیکھا۔

افففف ہوا با۔۔۔اصل میں تھوڑی کرنا ہے۔۔۔ہم نے تو بس ڈرامہ کرنا ہے۔۔۔زمدہ اپنا ماتھا پیٹتے بولی تو وہ اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگے۔

ایک منٹ۔۔۔زمدہ جلدی سے اٹھتی دروازے تک گئی۔۔۔دروازہ کھول کے ادھر ادھر اچھے سے دیکھا جب یقین ہو گیا کے کوئی کمرے کے آس پاس نہیں ہے تو دروازے اچھے سے بند کرتے واپس آ کے بیٹھی

منان صاحب نے ریان سے اشارہ کر کے پوچھا کے آخر ماجرا کیا ہے جس پہ اسنے آنکھوں سے انہیں انتظار کرنے کا اشارہ کیا۔

ہم آپ کو سمجھاتا ہے۔۔۔زمدہ رازداری سے کہتی انہیں پورا پلین سمجھانے لگی جس پہ وہ پہلے حیران ہوئے پھر انکے چہرے پہ بڑی ہی خوبصورت مسکراہٹ آ گئی۔

پاپا میں چاہتا ہوں جتنا جلدی ہو سکے یہ کام مکمل ہو جائے۔۔۔میں ماما کو اور ٹینشن نہیں دے سکتا۔۔۔میں چاہتا ہو جتنا جلدی ہو سکے ماما زمدہ کو قبول کریں اور ماریہ کا چہرہ جلدی ہی انکے سامنے اجائے۔۔۔ریان سنجیدگی سے بولا تو منان صاحب سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئے۔

ٹھیک ہے میں آج ہی وکیل سے جالی پیپرز بنوالیتا ہوں۔۔۔امید ہے رات تک بن کے آجائیں گے تو ہم اپنے اس مشن کو رات کو ہی سرانجام دیتے ہیں۔۔۔

لیکن مجھے فکر ہو رہی ہے۔۔۔۔تمہیں عاق کرنے کی بات پہ تمہاری ماں جزباتی نا ہو جائے۔۔۔اگر اسنے کوئی اونچ نیچ کر دی تو۔۔۔منان صاحب فکر مندی سے ماتھا مسلتے گویا ہوئے

ابا آپ پہلے سے کوئی بھی نتیجہ نہیں نکال سکتے۔۔۔جس طرح ایک سپاہی کو جنگ پہ جانے سے پہلے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ جیتے گا یا اپنی زندگی کی بازی ہی ہار جائے گا ایسے ہی ہم کسی بھی معاملے میں پہلے سے اپنے پاس سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے۔۔زمدہ رسان سے بولی توریان نے بھی اسکی بات سے اتفاق کرتے اثبات میں سر ہلایا

بلکل پاپا ہمیں آغاز کرنے سے پہلے انجان کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔۔۔جو ہو گا اچھا ہی ہو گا آپ بس اللہ کا نام لے کے پیپرز بنوائیں۔۔۔ریان نے سمجھایا تو وہ ایک گہرا سانس بھر کے رہ گئے

وہ بھی چاہتے تھے کے یہ مسئلہ جلد سے جلد ختم ہو جائے۔۔۔کیونکہ ہر گزرتے دن کے ساتھ قدسیہ بیگم کی ضد بڑھتی جا رہی تھی اس لیئے وہ یہ مسئلہ جلدی سے جلد نپٹانا چاہتے تھے۔

🌺🌺🌺۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے اور ریان اور منان صاحب کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا۔

وہ کب سے ان دونوں کا بے صبری سے انتظار کرتی کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔

اسے تقریباً دس منٹ ہی گزرے ہوں گے جب نیچے سے اسے شور کی آواز سنائی دی۔

وہ فورن ہی چپل پہنتی تیزی سے کمرے سے باہر نکلتی نیچے آئی تو لاؤنج میں آہستہ آتی سب ہی جماہونا شروع ہورہے تھے۔۔۔جب کے لاؤنج کے بیچ وبیچ قدسیہ بیگم اور ریان ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے۔

ایک کے چہرے پہ سخت سنجیدگی تھی تو دوسرے کے چہرے پہ سخت جھنجھلاہٹ۔

ماما پلیز چھوڑ دیں آپ اپنی یہ ضد۔۔۔آپ ماریہ کو جتنا اچھا سمجھ رہی ہیں وہ اتنی اچھی نہیں ہے۔۔۔وہ ایک لالچی اور خود غرض لڑکی ہے۔۔۔۔

ریان جھنجھلائے ہوئے لہجے میں بولا تو قدسیہ بیگم کے ماتھے پہ بل پڑے۔

وہ تنگ آگیا تھا قدسیہ بیگم کی ایک ہی رٹ سے۔۔۔اور اب بھی وہ جیسے ہی گھر میں گھسا تھا قدسیہ بیگم پھر سے شروع ہو گئیں تھیں۔

شٹ اپ ریان۔۔۔۔لالچی ماریہ نہیں تمہاری یہ بیوی ہے جو خود تو ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتی ہے مگر لڑکا اسنے امیر گھر کا پھنسایا ہے۔۔۔ سیڑھیوں کے پاس کھڑی زمدہ کو دیکھ کے نخوت سے بولیں تو زمدہ نے مٹھیاں بھیج کے خود کو کچھ بھی سخت کہنے سے روکا۔

ماما آپ زمدہ کے پیچھے کیوں پڑھ گئی ہیں۔۔۔اس سب میں اسکی کیا غلطی ہے۔۔۔۔اسکی مجھ سے شادی پاپا نے کروائی ہے اسنے خود آ کے مجھ سے شادی کا نہیں کہا تھا۔۔۔۔ریان زمدہ کے چہرے پہ ابھرنے والی ناگواری دیکھ اپنی ماں کو سمجھانے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ کہاں کچھ سمجھنے والی تھیں۔

چلومان لیتی ہوں اس سے تمہاری شادی تمہارے پاپا نے کروائی تھی اور تم نے انکی بات مانتے ہوئے اس سے شادی کی بھی،،،اب ایسے ہی میں تمہاری شادی ماریہ سے کرواناچاہتی ہوں اور تم میری بات مانتے ہوئے ماریہ سے شادی کروں گے۔۔۔ سمجھ گئے۔۔۔قدسیہ بیگم تحکم لہجے میں بولیں توریان نے بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھا۔

ماما آپ کو اپنے بیٹے کی خوشی عزیز نہیں ہے۔۔۔اپنی ماں کا ہاتھ تھامتے تھکے ہارے اندر میں گویا ہوا۔

اپنے بیٹے کی آنکھوں میں امید دیکھ قدسیہ بیگم کا دل پسیجا مگر پھر پیچھے کھڑی زمدہ کو دیکھ انہوں نے بڑھی مشکل سے اپنا دل سخت کیا۔

خوشی عزیز ہے تبھی تمہاری ماریہ سے شادی کروا رہی ہوں۔۔۔بیٹا یقین کرو تم اسکے ساتھ بیت خوش رہو گے۔۔۔وہ بلکل تمہارے ٹائپ کی ہے۔۔۔قدسیہ بیگم نے پیار اسے سمجھایا تو ریان نے ناامید ہوتے انکا ہاتھ چھوڑ دیا۔

سوری ماما مگر میں کبھی دوسری شادی نہیں کروں گا۔۔۔وہ سپاٹ لہجے میں کہتا زمدہ کی جانب قدم بڑھا گیا

اگر تم شادی نہیں کرو گے تو بھول جانا اپنی ماں کو۔۔۔قدسیہ بیگم نے کافی سنگین دھمکی دی جس پہ ریان کے قدم دو پل کے لیئے رکے اور پھر اسنے آگے بڑھتے زمدہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔

آپ میرے لیئے بہت اہم ہیں ماما۔۔۔میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں مگر یہ جو لڑکی میرے ساتھ کھڑی ہے اسکا میرے علاوہ اس دنیا میں کوئی مضبوط رشتہ نہیں ہے

چاہے یہ رشتہ پاپا کی مرضی سے جڑا تھا مگر اب یہ رشتہ میرے دل میں بس گیا ہے اور میں اس رشتے کو پوری وفاداری سے اپنی آخری سانس تک نبھالوں گا۔

اس لڑکی کے اوپر کبھی بھی کسی کے بھی کہنے سے سوتن نہیں لاؤں گا۔۔ میں کبھی اسے دوسری عورت کا دکھ نہیں دوں گا پھر چاہے آپ کچھ بھی کیوں نا کہیں۔۔۔ریان انکی جانب پشت کیئے مضبوط لہجے میں کہتا پیچھے قدسیہ بیگم کو حیران پریشان چھوڑ زمدہ کو لیئے اوپر کی جانب بڑھ بڑھنے لگا۔

انہیں یقین نہیں آرہا تھا کے انکا لاڈلا بیٹا اس طرح انکی بات رد کر دے گا۔۔۔

جہاں باقی سب کافی خوش تھے ریان کو زمدہ کے لیئے اسٹینڈ لیتے دیکھ۔۔ وہیں انہیں قدسیہ بیگم کی ضد دکھ دے رہی تھی۔

ان دونوں کو اوپر بڑھتے دیکھ ابھی قدسیہ بیگم کچھ کہتی کے اس سے پہلے ہی منان صاحب کی آواز لاؤنج میں گونجی۔

ریان۔۔۔ منان صاحب کے سنجیدگی سے پکارنے پہ ریان اور زمدہ کے قدم رکے۔

ریان نے ایک نظر زمدہ کو دیکھتے آنکھوں سے اوکے کا اشارہ کرتے پیچھے مڑا

۔

جی بولیں۔۔۔۔وہ سپاٹ انداز میں گویا ہوا

ریان میں اب اس گھر میں اور بدمزگی نہیں چاہتا۔۔۔۔یہ روز روز کے لڑائی جھگڑوں سے میں تنگ آگیا ہوں۔۔۔اس لیئے جو تمہاری ماں کہہ رہی ہے وہ تم مان جاؤں اس ہی میں گھر کا سکون ہے۔۔۔۔منان صاحب سمجھانے والے انداز میں بولے تو جہاں سب حیران ہوئے وہیں قدسیہ بیگم کا چہرہ کھل اٹھا۔

آخر دیر میں ہی سہی انکے شوہر کو خیال تو آگیا تھا بیوی کی طرفداری کرنے کا۔۔۔اور اسے زیادہ خوشی کی بات انکے لیئے کوئی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔

سوری پاپا میں آپ لوگوں کی یہ بات نہیں مان سکتا۔۔۔ریان نے صاف انکار کیا تو منان صاحب کے ماتھے پہ بل پڑے۔

مجھے پتہ تھا تمہارا یہی جواب ہو گا اس لیئے میں نے اس گھر کے سکون کے لیئے پہلے سے انتظام کر لیا ہے۔۔۔منان صاحب سکون سے بولے۔

کیسا انتظام بھائی۔۔۔عامر صاحب نے نا سمجھی سے استفسار کیا۔

ابرار میری گاڑی میں ایک لفافہ رکھا ہوا ہے وہ نکال کے لاؤ۔۔۔منان صاحب نے اپنی گاڑی کی چابی آگے بڑھاتے ہوئے ابرار سے کیا تو وہ فورن ان سے چابی لیتا باہر نکل گیا۔

آپ آخر کیا سوچ رہے ہیں۔۔۔قدسیہ بیگم نے کسی اندیشے کے تحت پوچھا مگر منان صاحب خاموش رہے۔

یہ لیں پاپا۔۔۔دو منٹ سے بھی کم وقت میں ابرار نے ایک خاکی لفافہ منان صاحب کے ہاتھ میں لا کے تھمایا۔

ہال میں ایک خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔سب لوگ انکے بولنے کا انتظار کر رہے تھے

ریان اور قدسیہ آپ دونوں ہی میرے لیئے بہت معنی رکھتے ہو دونوں سے ہی میرا بہت گہرا رشتہ ہے۔۔۔قدسیہ میری ہمسفر ہے تو ریان تم میرا کندھا ہو۔۔مگر گھر کے سکون کے لیئے مجھے یہ قدم اٹھانا بڑھ رہا ہے۔۔۔

دکھ بھرے لہجے میں اپنی بات کہتے منان صاحب نے سب کے پریشان چہروں پہ ایک نظر ڈالی اور پھر مزید گویا ہوئے

میں جانتا ہوں آپ دونوں ہی اپنی ضد نہیں چھوڑیں گے اور مجھے اپنے گھر میں یہ روز روز کی چک چک بلکل پسند نہیں ہے۔۔۔

قدسیہ آپ کو اپنے بیٹے کی دوسری شادی کروانی تھی نا تو جب بیٹا ہی نہیں ہو گا تو دوسری شادی کس کی کروائیں گی۔۔۔ منان صاحب پر اسرار لہجے میں بولے تو قدسیہ بیگم نے الجھ کے انہیں دیکھا۔

آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں بھائی صاحب۔۔۔ مہتاب بیگم نے فکر مندی سے پوچھا۔

قدسیہ میری ہمسفر ہیں میں انہیں نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔اس گھر سے جانے کا نہیں کہہ سکتا اس لیئے میں نے فیصلہ کیا ہے کے ریان یہ گھر چھوڑ کے جائے گا۔۔۔منان صاحب سرد لہجے میں کہتے سب کے سروں پہ دھماکہ کر گئے۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں منان۔۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔قدسیہ بیگم تڑپ کے آگے بڑھتی انکا ہاتھ تھام گئی

میں کہیں نہیں جاؤں گا پاپا۔۔۔یہ میرا گھر ہے۔۔۔۔ریان زمدہ کا ہاتھ تھامے منان صاحب کے سامنے کھڑا ہوتے سنجیدہ سے بولا۔

یہ گھر میرا ہے۔۔۔اس گھر کا سربراہ میں ہوں۔۔۔اس لیئے فیصلہ بھی میں ہی کروں گا کے کون یہاں رہے گا اور کون نہیں۔۔۔۔منان صاحب دوٹوک لہجے میں گویا ہوئے۔

یہ سب ہماری وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔اس لیئے اگر کوئی اس گھر سے جائے گا تو وہ ہم ہے۔۔۔کافی دیر بعد زمدہ نے پہلی بار بات میں حصہ لیا۔

تم کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔ریان نے اسے باور کراتی نظروں سے دیکھا تو وہ خاموش ہو گئی۔

زمدہ اکیلی کہیں نہیں جائے گی تم بھی اسکے ساتھ جاؤں گے۔۔۔کیونکہ میں تمہیں عاق کر چکا ہوں۔۔۔۔منان صاحب نے سنجیدگی سے کہتے

ایک اور دھماکہ کرتے ریان کی جانب خاکی لفافہ بڑھایا تو وہ سب ڈھنگ رہ گئے۔۔۔اتنی سی بات پہ انہیں منان صاحب سے یہ امید ہر گز نہیں تھی۔

آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔سب سے پہلے قدسیہ بیگم ہوش میں آتی انہیں جھنجھوڑ کے بولی۔

پاپا آپ بھائی کو عاق کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔ابرار بھی آگے بڑھتے پریشانی سے گویا ہوا۔

بھائی اتنی سی بات پہ اتنا بڑا فیصلہ۔۔۔یہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔عامر صاحب بھی انہیں سمجھانے کے لیئے آگے بڑھے۔

کیا سہی ہے اور کیا غلط یہ کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے یہ گھر اور سارا بزنس میرے نام پہ ہے۔۔۔اور میں نے گھر اور اپنے سکون کے لیئے فیصلہ کر لیا ہے اور میں اس سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔۔۔منان صاحب اٹل لہجے میں بولے تو سب پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

ٹھیک ہے پاپا اگر آپ کا یہی فیصلہ ہے تو مجھے منظور ہے۔۔۔ریان مضبوط لہجے میں بولا تو قدسیہ بیگم نے بے چینی سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

ریان یہ کیا پاگل پن ہے۔۔۔تمہارے پاپا تو پاگل ہو گئے ہیں تم کیوں انکے ساتھ پاگل بن رہے ہو۔۔۔کہیں نہیں جاؤں گے تم۔۔۔اگر کوئی جائے گا تو یہ لڑکی جس کی وجہ سے یہ سارا فساد پھیلا ہے۔۔۔قدسیہ بیگم زمدہ کی جانب دیکھتی پھنکاریں تو زمدہ صبر کے گھونٹ بھرتی خاموش ہی رہی۔

میں فیصلہ لے چکا ہوں تو بس اب بات ختم۔۔۔منان صاحب سرد لہجے میں کہتے اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھا گئے

ٹھیک ہے پھر میں بھی بھائی کے ساتھ جاؤں گا۔۔۔ابرار تیز لہجے میں بولا تو منان صاحب کے قدموں کو بریک لگی۔

انہوں نے مڑ کے ریان اور زمدہ کو دیکھتے آنکھوں سے نامحسوس انداز میں اشارہ کیا کے اب کیا کریں جس پہ ریان نے انہیں تسلی دی اور ابرار کی جانب بڑھا

نہیں ابرار تم کہیں نہیں جاؤں گے۔۔۔یہیں رہ کے ماما پاپا کا خیال رکھو گے۔۔۔ریان نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے کہا

نہیں۔۔۔۔اگر آپ یہاں نہیں رہ سکتے تو میں بھی یہاں نہیں رہوں گا

۔۔۔ابرار باضد ہوا۔

اگر ریان اور زمدہ کے علاوہ اس گھر سے کوئی گیا تو میں اس سے ہر تعلق ختم کرلوں گا۔۔۔منان صاحب نے دھمکی دی۔

تو کرلیں ختم۔۔۔میں بھی جاؤں گی اپنے بیٹے کے ساتھ۔۔۔۔قدسیہ بیگم بھڑک اٹھیں تو منان صاحب نے زمدہ کی جانب دیکھا۔

ساسوں ماں اگر آپ کو ہمارے ساتھ دوسرے گھر میں ہی رہنا تھا تو آپ نے اپنا ضد پہلے کیوں نہیں چھوڑ دیا۔۔۔اگر آپ اپنا ضد پہلے چھوڑ دیتیں تو یہ نوبت نہیں آتا۔۔۔۔زمدہ کے کہنے کی دیر تھی کے وہ غصے سے لال

ہوتی اسکی جانب بڑھیں اور بے اختیار انکا ہاتھ اٹھا جسے زمدہ نے بیچ میں ہی روک دیا۔

سب اپنی اپنی جگہ منہ پہ ہاتھ رکھے کھڑے تھے۔۔۔کسی کو امید نہیں تھی کے قدسیہ بیگم ہاتھ ہی اٹھا دیں گی۔

اس طرح آپکا ہاتھ پکڑا سا سوں ماں اس کے لیئے ہم معذرت کرتا ہے مگر آپ ہم پہ یوں ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔۔۔کیونکہ ابھی غلط ہم نہیں آپ ہے۔۔۔ہم نے ہر ممکن طرح سے آپکا مدد کرنے کا کوشش کیا تھا مگر اب آپ کا بیٹا خود دوسرا شادی نہیں کرنا چاہتا تو ہم کیا کر سکتا ہے۔۔۔۔وہ انہیں غصہ دلا رہی تھی اور اسکی توقع کے عین مطابق انہیں شدید غصہ آ بھی رہا تھا۔

تم نے میرا شوہر چھین لیا میرے بیٹے کو میرے خلاف کر دیا۔۔۔تمہاری وجہ سے میرے گھر کا سکون برباد ہو گیا۔۔۔قدسیہ بیگم کرختگی سے دھاڑیں تو سب نے انہیں افسوس سے دیکھا جو اپنی بے ہسی اور انا میں آ کے ہر لحاظ بھول گئی تھی۔۔۔سہی غلط کا فرق بھول بیٹھی تھیں۔

مامازمدہ کی اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔اگر آپ زمدہ کو آرام سے قبول کر لیں تو آج یہ دن نہیں دیکھنا پڑھتا۔۔۔ریان زمدہ کے ساتھ کھڑا ہوتے ایک ایک لفظ پہ زور دے کے بولا

مگر ابھی تو رات ہو رہا ہے۔۔۔زمدہ کے منہ سے بے اختیار نکلا تو ریان نے اسے گھور کے دیکھا جس پہ وہ زبان دانتوں تلے دباتی سر جھکا گئی۔

جب کے اتنی سیریس سیچویشن میں اسے بونگیاں مارتے دیکھ ریان کا دل کیا اسکے منہ پہ ہاتھ رکھ دے۔

ابرار تمہیں میری قسم ہے تم میرے ساتھ آنے کی ضد نہیں کرو گے۔۔۔ ابرار نے کچھ کہنے کے لیئے منہ کھولا ہے تھا جب ریان نے اسے اپنی قسم دیتے اسے چپ کروا دیا۔

آپ اپنا خیال رکھے گا ماما۔۔۔اور ابرار تم بھی اپنا اور باقی سب کا دھیان رکھنا۔۔۔میں چلتا ہوں۔۔۔زمدہ کا ہاتھ تھامتے سکون سے کہتا دروازے کی جانب قدم بڑھا گیا۔

نہیں ریان تم ایسے اپنی ماں کو چھوڑ کے نہیں جا سکتے۔۔۔۔قدسیہ بیگم نے اسکے پیچھے جانا چاہا تو منان صاحب نے انکا ہاتھ تھامتے انہیں روکا۔۔۔جب

کے ریان خود پہ ضبط کرتا قدسیہ بیگم کی بات کو ان سانس کیئے آگے بڑھتا چلا گیا۔

🌺🌺🌺۔

ہم کہاں جائیں گے۔۔انکی گاڑی جیسے ہی گھر سے باہر نکلی زمدہ کی زبان دوبارہ سے چلنا شروع ہو گئی۔

میرے اپارٹمنٹ پہ۔۔۔ریان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اپارٹ کیا۔۔۔زمدہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جو سنجیدگی سے ڈرائیور کر رہا تھا۔

میرے دوسرے گھر پہ اور پلیز اب کچھ مت کہنا۔۔۔ریان جھنجھلائے ہوئے لہجے میں بولا تو زمدہ اسکی جھنجھلاہٹ سمجھتی خاموش ہو گئی۔

وہ سمجھ سکتی تھی جو کچھ آج ان لوگوں نے کیا تھا وہ آسان نہیں تھا۔۔۔ ریان کو اپنی ماں کی فکر تھی۔۔۔اپنے گھر والوں کی ٹینشن تھی۔

وہ سمجھ سکتی تھی کے اس طرح اچانک یہ سب ہونے سے گھر والے کتنے پریشان ہوں کے اور انکی پریشان ریان اور وہ اچھے سے محسوس کر سکتے تھے۔

اسنے ریان کے سنجیدگی پر سوچ چہرے کو دیکھا اور پھر دھیرے سے اسکے کندھے پہ سر رکھ گئی۔

زمدہ کی بے اختیار کی گئی حرکت پہ ریان ایک پل کے لیئے حیران ہوا مگر پھر ایک گہرا سانس بھرتے خود کو پر سکون کرتے ہر سوچ کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کرنے لگا۔

آپ فکر مت کرو دیکھنا بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔زمدہ نے پیار سے تسلی تھی جس پہ وہ محض ہنکارہ بھر کے رہ گیا۔

🌺🌺🌺۔

ارے واہ اتنا حسین گھر۔۔۔۔وہ اس خوبصورت سے تین کمروں کے اپارٹمنٹ میں داخل ہوتی ستائشی نظروں سے پورے اپارٹمنٹ کو دیکھنے لگی جو وائٹ اور بلیک کی تھیم پہ ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔

وہ سامنے والا ہمارا بیڈ روم ہے۔۔۔تم جا کے ہاتھ منہ دھولو جب تک میں کچھ کھانے کو آرڈر کرتا ہوں۔۔۔ریان اپنا فون نکالتے اسے سامنے والے کمرے میں جانے کا اشارہ کرتا خود باہر نکل گیا۔

وہ ریان کے بتائے کمرے میں آئی تو اس کمرے کی ہر چیز گولڈن رنگ کی تھی یہاں تک کے بیڈ شیڈ کی چادر بھی۔

وہ سیدھی الماری کی جانب بڑھی۔۔۔

اسنے الماری کھولی تو اس میں ریان کے ہی کچھ کپڑے موجود تھے جسے دیکھ کے اسنے بے اختیار اپنے ماتھے پہ ہاتھ مارا۔۔۔

افففف ہو۔۔۔ہمارا سارا سامان تو گھر پہ ہے۔۔۔ہم تو کپڑے بھی نہیں لایا اور فون۔۔۔افسوس سے کہتے اسے ایک دم اپنے فون کا خیال آیا تو وہ چونکی۔

ارے نہیں۔۔۔۔ہم تو اپنا فون بھی گھر پہ ہی بھول آیا۔۔۔وہ سر تھامے زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔

ریان جو آرڈر دے کے کمرے میں داخل ہوا زمدہ کو الماری کے پاس سر تھامے بیٹھے دیکھ فکر مندی سے اسکے پاس آیا

کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔۔۔پنجوں کے بل اسکے پاس بیٹھتے بے چینی سے استفسار کیا تو زمدہ سر اٹھائے بغیر دھیرے سے نفی میں سر ہلا گئی۔

کیاہوا ہے۔۔طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔ریان نے اسکا گال اور ماتھا چھو کے چیک کیا جو ٹھنڈا پڑا تھا۔

کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔سر اٹھاتے معصومیت سے ریان کو دیکھا تو ریان پریشان ہوا اٹھا۔

کچھ بتاؤں گی بھی کے آخر ہوا کیا ہے۔۔۔۔ریان نے متفکر ہوا۔

ہمارا فون گھر پہ ہی رہ گیا ہے۔۔۔وہ بچوں کی طرح نچلا ہونٹ باہر نکالے آنکھیں پٹپٹا کے بولی تو ریان نے سکون بھرا سانس لیا۔

تم صرف فون کی وجہ سے اتنی پریشان ہو۔۔۔۔ریان نے زرا حیرت سے پوچھا تو وہ جھٹ سے ہاں میں سر ہلا گئی

حد ہے۔۔۔میں سمجھا پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے

۔۔۔خیر اٹھو نیچے سے اوپر بیڈ پہ بیٹھو۔۔۔ریان نے اسکا بازو پکڑتے اسے کھڑا کرنا چاہا مگر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔

ہم نہیں اٹھ رہا ہم کو ہمارا فون چاہیئے۔۔۔زمدہ منہ بسورے بولی تو ریان کو لگا جیسے وہ ابھی رو دے گی

افف ہو زمدہ ہم کون سا یہاں ہمیشہ کے لیئے رہنے آئے ہیں ایک دو دن کی تو بات ہے اس کے بعد گھر ہی جانا ہے تب تمہیں تمہارا فون مل جائے گا تھوڑا صبر کر لو بس۔۔۔ریان نے اسے بچوں کی طرح نرمی سے سمجھایا تو وہ آنکھوں میں نمی لیئے فورن رونے کو تیار ہوئی۔

ارے یار اس میں رونے والی کون سی بات ہے۔۔۔اچھا اٹھو تو میں کچھ کرتا ہوں۔۔۔اسکی آنکھوں میں اترتی نمی دیکھ ریان نے پیار سے کندھوں سے تھامتے اٹھایا تو وہ خاموشی سے منہ بنائے اٹھ گئی۔

نا ہمارے پاس ہمارا فون ہے اور نا ہی ہم کپڑے لایا ہے۔۔۔اب ہم کیا پہنے گا۔۔۔اسے اب ایک اور فکر لاحق ہوئی تو ریان نے کچھ سوچتے ہوئے پیشانی مسلی۔

دیکھو کپڑوں کا کوئی مسئلہ نہیں ہے تم میری کوئی شرٹ اور ٹروزار پہن لو اور رہا فون تو تم میرا چلا لو۔۔۔ریان نے جھٹ سے مسئلے کا حل نکالا۔

ماڑا ہم کو نہیں چاہیئے آپ کا کوئی بھی چیز۔۔۔آپ ابرار سے بول کے ہمارا سامان منگوا دو۔۔۔ہم نے سامان شام کو ہی پیک کر کے رکھا تھا مگر سب اتنا جلدی میں ہوا کے ہم سامان لانا بھول گیا۔۔۔

آپ ابرار کو فون کر کے بولو نا کہ وہ ہمارا سامان اور ہمارا فون دے جائے ۔۔۔زمدہ نے اپنی طرف سے اسے حل بتایا۔

میں ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔ایسا کرنے سے ابرار کو شک ہو سکتا ہے۔۔۔ ریان نے صاف انکار کیا تو اسکا منہ دوبارہ بن گیا۔

ٹھیک ہے تو پھر ہم خود جا کے لے آئے گا۔۔۔وہ غصے سے بھڑکتی باہر کی جانب قدم بڑھانے لگی تھی کے ریان نے فورن اسکا بازو تھاما۔

زمدہ ضد مت کرو۔۔۔ابھی تم میرے کپڑے پہن لو کل صبح تمہارے اٹھنے سے پہلے میں تمہارے لیئے نئے کپڑے منگوالوں گا۔۔۔اسے اپنے سامنے کرتے ریان نے پیار سے سمجھایا۔

اور ہمارا فون۔۔۔وہ زرا خفگی سے بولی۔

یار فون کا کیا ہے۔۔۔کون سا تمہیں وزیر اعظم کا فون آنا ہے جو فون کے لیئے اتنی اوتاولی ہوئے جارہی ہو۔۔۔ریان جھنجھلا کے بولا تو زمدہ نے منہ بنائے اسے غصے سے گھورا۔

اچھا بس کرو۔۔۔ایک ات دن کی بات ہے پھر تو ویسے بھی واپس گھر ہی جانا ہے۔۔۔ابھی جاؤ اور جا کے کپڑے بدل لو۔۔۔جب تک میں دیکھتا ہوں کھانا آیا یا نہیں۔۔۔۔ریان اسکا گال تھپتھپاتے زرا سا مسکرا کے کہتا

کمرے سے باہر نکل گیا تو وہ بھی الماری سے بلوٹی شرٹ اور وائٹ ٹروزر لیتی پیر پٹختی واشروم میں گھس گئی۔

🌺🌺🌺۔

یہ کیا ہو گیا یار۔۔۔۔ بڑے پاپا اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔نیچے گھاس پہ منہ لٹکائے بیٹھی ادینہ نے اداسی سے کہا۔

ریان کے جانے کے بعد وہ تینوں منہ لٹکائے لان میں آ کے بیٹھ گئے تھے۔۔۔کسی کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ منان صاحب نے ریان کو عاق ہی کر دیا ہے۔

پاپا کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔۔ہاں ماناماما کی ضد کافی بڑھ گئی تھی مگر اسکا یہ مطلب تو نا ہوا کہ بھائی کو عاق ہی کر دیں۔۔۔صرف گھر سے جانے کے

لیئے بھی تو کہہ سکتے تھے نا۔۔۔ابرار افسردہ لہجے میں بولا تو وہ دونوں بھی گہری سانس بھر کے رہ گئے۔

مجھے تو ابھی سے زمدہ بھابھی کی یاد آرہی ہے۔۔۔اریبہ اداسی سے کہتی دونوں ہاتھوں کو تھوڑی کے نیچے رکھتی منہ لٹکا کے بیٹھ گئی۔

ظاہر ہے یاد تو آئے گی ناوہ اتنی اچھی جو تھیں۔۔۔ادینہ نے بی اسکی بات سے اتفاق کیا۔

پتہ نہیں کہاں گئے ہوں گے وہ لوگ۔۔ابرار تم پتہ کرو نا انکا۔۔۔ادینہ فکر مندی سے بولی مگر ابرار تھوڑی پہ ہاتھ رکھے کسی غیر مرئی نقعتے کو گھورتا رہا۔

ابرار تم کس سوچ میں ہو۔۔۔ابرار کو سنجیدگی سے کسی گہری سوچ میں ڈوبے دیکھ اریبہ نے ہلایا تو وہ جیسے ہوش میں آیا۔

میں یہ سوچ رہا ہوں۔۔۔یہ بزنس توریان بھائی کا تھا نا تو پاپا نے ایسا کیوں کہا کہ سارا بزنس انکے نام پہ ہے جب کے اس سے پہلے پاپا نے یہ بات کبھی نہیں کہی تھی۔۔۔وہ کچھ سوچتے ہوئے مشکوک انداز میں بولا تو اریبہ اور ادینہ نے نا سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

اس میں ایسا بتانے والی کون سی بات ہے۔۔کیا پتہ بڑے پاپا اور ریان بھائی نے یہ بات سیکریٹ رکھی ہو۔۔۔اریبہ کندھے آچکا کے بولی۔

ہاں اور ویسے بھی کون سا تم اس گھر کے بڑے بزرگ ہو جس سے مشورہ کرتے یا بتاتے۔۔۔ادینہ نے بھی لقمہ دیا تو ابرار نے اسے گھور کے دیکھا۔

تم دونوں مانوں یا نامانوں مگر کچھ تو گڑ بڑ ضرور ہے کیونکہ پاپا بلکل کسی بھی بچے سے اسکا حق چھیننے کے حق میں نہیں ہیں اور وہ بزنس تو پھر ریان بھائی نے خود اپنی محنت سے کھڑا کیا ہے۔۔اسے اتنا آگے پہنچایا ہے۔۔۔ایسے ہی تو نہیں پاپا ان سے انکا حق چھین لیں گے کچھ تو بات ضرور ہے جو ہمیں نہیں پتہ۔۔۔ابرار اب بھی مشکوک تھا جب کے اب تو اریبہ اور ادینہ کو بھی اسکی بات سہی لگنے لگی تھی۔

منان صاحب ہر بچے کے ساتھ انصاف کرنے والے تھے پھر چاہے انکے اپنے بچے ہوں یا انکے بھائی کے وہ سب کو ایک برابر رکھتے تھے۔۔۔جو جس کی چیز ہوتی تھی فورن اسکے حوالے کر دیتے تھے اور یہ تو پھر اتنا بڑا بزنس تھا جو ریان نے اپنی محنت سے اسے دنیا میں ایک الگ مقام دلایا تھا اور وہ ریان کی محنت تو کبھی نہیں چھین سکتے تھے۔۔۔

بات واقعی ان لوگوں کو مشکوک لگی تھی۔

🌺 🌺 🌺 ۔

آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔کیسے میرے بیٹے کو اس گھر سے نکال سکتے ہیں اسے عاق کر سکتے ہیں۔۔۔قدسیہ بیگم صوفے پہ بیٹھے سنجیدگی سے لیپ ٹاپ گود میں رکھے منان صاحب کے سامنے آتی غصے سے تیز لہجے میں بولی۔

میں ایسا نہیں چاہتا تھا مگر آپ نے مجھے مجبور کیا ہے یہ سب کرنے کے لیئے۔۔۔وہ لیپ ٹاپ کی اسکرین سے نظریں ہٹائے بغیر سپاٹ لہجے میں بولے تو قدسیہ بیگم نے مٹھیاں بھینچیں۔

میں نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا جس پہ آپ کو اتنا بڑا قدم اٹھانا پڑھتا۔۔۔وہ بھڑک اٹھیں۔

بلکل آپ نے کچھ کیا نہیں تھا مگر کرنے کا پورا ارادہ رکھیں تھیں۔۔۔منان صاحب انہیں دیکھتے طنزیہ گویا ہوئے۔

میں جو کر رہی تھی اپنے بیٹے کی خوشی کے لیئے کر رہی تھی۔۔۔انہوں نے اپنی طرف سے بڑی ہی مضبوط وضاحت پیش کی جو منان صاحب کی نظر میں ایک دم بے بنیاد تھی۔

غلط۔۔۔آپ جو کچھ کر رہی تھیں اپنی انا اور اس بچی کے ساتھ پالے گئے بے مقصد بیر کے لیئے ایسا کر رہیں تھیں۔۔۔منان صاحب نے انہیں حقیقت کا آئینہ دیکھایا۔۔۔جس پہ وہ نظریں چرا گئیں۔

یہ سچ ہے مجھے وہ لڑکی شروع سے ہی ایک آنکھ نہیں بھاتی لیکن میں یہ بھی جانتی ہوں کے میرا بیٹا بھی اس لڑکی کو پسند نہیں کرتا اس لیئے میں اسکی شادی اسکے جیسی لڑکی سے کروانا چاہتی تھی جس سے وہ بھی خوش رہتا ۔۔۔قدسیہ بیگم نے ایک اور بار اپنی بات پہ زور دیا مگر منان صاحب استہزا مسکراہٹ کے ساتھ لیپ ٹاپ بند کر کے ٹیبل پہ رکھتے انکے مقابل کھڑے ہوئے۔

قدسیہ آپ کا اور میرا اتنے سالوں کا ساتھ ہے۔۔۔میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ مجھے ایک ایسا دن بھی دیکھنا پڑے گا جب مجھے آپ پہ افسوس ہو گا۔۔۔منان صاحب سنجیدگی سے بولے۔

کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔انہوں نے ماتھے پہ بل ڈالے پوچھا

آج مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ آپ کیسی ماں ہیں جو اپنے بیٹے کی خوشی دیکھ نہیں پا رہی، سمجھ نہیں پا رہی، بس اپنی ضد اور انا میں آ کے اپنے ہی بیٹے کی زندگی برباد کرنے کے پیچھے تلی ہوئی ہیں۔۔۔

ارے اپنی خود غرضی سے باہر آ کے زرا اپنے بیٹے کو زمدہ کے ساتھ دیکھ لے گا۔۔۔اس وقت آپ کے بیٹے کے چہرے پہ جو سکون اور اطمینان ہوتا ہے ناوہ میں نے تو زندگی میں کبھی اسکے چہرے پہ نہیں دیکھا۔

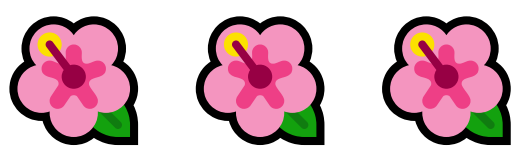
مجھے تو دکھ ہے کہ آپ ماں ہو کے اپنے بیٹے کی خوشی اور آنکھوں کی چمک کو نہیں دیکھ پائیں۔۔۔منان صاحب دکھ سے کہتے انہیں وہیں کھڑا چھوڑ جا کے اپنی جگہ پہ لیٹتے آنکھوں پہ بازو رکھ گئے

جب کے قدسیہ بیگم کتنی ہی دیر تک ایک ہی جگہ کھڑی منان صاحب کی باتوں کو سوچتی رہیں۔

کیا واقعی وہ ایک بری ماں تھیں جو اپنے بچے کی خوشی کے آگے اپنی انا کو فوقیت دے رہیں تھیں۔۔۔

زمدہ سے بے جا نفرت میں وہ اتنی آگے نکل گئیں تھیں کے انہیں اپنے بیٹے کا ہی خیال نہیں تھا۔۔

یہ ساری سوچیں ہی انہیں کہیں اندر ہی اندر شرمندہ کر رہیں تھیں مگر وہ اتنی جلدی ہار ماننے والی نہیں تھیں کہیں نا کہیں شرمندگی پہ آنا غالب آرہی تھی۔



وہ ریان کی ٹی شرٹ اور ٹروزار پہنے اوپن کچن کے سامنے رکھی ڈائنگ ٹیبل کے پاس آئی تو سکون سے کرسی پہ بیٹھا ریان ساکت ہو گیا

ڈھیلا سا ٹروزر جس کے پائینچے نیچے سے تھوڑے فولڈ کیئے ہوئے تھے جب کے کھلی سی شرٹ جو کافی سہی آئی تھی اسکے لمبے قد پہ مگر ریان کی نظریں تو شرٹ کی ہاف آستین سے جھلکتے اسکے دودھیا بازوں پہ ٹک سی گئیں تھیں

وہ اسے اپنے لباس میں اتنی کیوٹ لگ رہی تھی کے اسکا دل چاہا ابھی اسے اپنے سینے سے لگا لے اور وہ ایسا کرنے بھی لگا تھا مگر زمدہ اسکے سامنے رکھی کرسی پہ جا کے بیٹھ گئی تو وہ بھی خود کی بے خودی پہ ضبط کر کے رہ گیا

ہم کو بہت نیند آرہا ہے۔۔۔وہ کھانے کی بجائے ٹیبل پہ کہنیاں ٹکائے اس پہ چہرہ رکھ کے بیٹھ گئی۔

اتنی جلدی نیند آگئی ویسے تو تم دیر رات تک فون چلاتی رہتیں تھیں تب تو تمہیں نیند نہیں آتی تھی۔۔۔ریان ایک ابرو اچکائے استفسار یا گویا ہوا۔

تو جب فون بھی تو ہوتا تھا اب کون سا ہمارے پاس فون ہے۔۔۔افسردہ لہجے میں کہتے منہ بسورا تو ریان کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھیر گئی۔

ماڑا ہنسنے کا ضرورت نہیں ہے۔۔آپ کی وجہ سے ہی ہمارا فون رہ گیا۔۔۔وہ خفگی سے گھور کے بولی۔

میری وجہ سے؟؟؟۔۔ریان نے اپنی جانب انگلی کرتے حیرت سے استفسار کیا۔

ہاں آپ کی وجہ سے۔۔۔کیا ضرورت تھا ہاتھ پکڑ کے نیچے کے نیچے ہی باہر نکل جانے کا۔۔۔آپ ایسا بھی تو کہہ سکتا تھا ناز مدہ جاؤں اپنا ضروری سامان لے آؤ مگر نہیں آپ تو کچھ زیادہ ہی فرمابردار بیٹے کے کردار میں گھس گیا تھا جس پہ ابا نے کہا چلے جاؤں اور آپ ہمارا ہاتھ پکڑے گھر سے باہر نکل گیا۔۔۔ناسامان لینے دیا نا فون۔۔۔اسے اپنے فون کا زیادہ ہی دکھ تھا اس لیئے وہ بولنے پہ آئی تو بغیر رکے بولتی ہی چلی گئی جب کے ریان تو اسکی پہلی بار اتنی زیادہ چلتی زبان کو دیکھتا رہ گیا۔

کتنا بولتی ہو تم لڑکی۔۔۔ریان حیرت سے گویا ہوا

ہمارا زبان ہمارا مرضی ہم کتنا بھی بولے اگر آپ کو نہیں سنا تو آپ اپنا کان بند کر لو۔۔۔غصے سے اٹھ کے کھڑی ہوئی۔

کہاں جا رہی ہو۔۔۔اسے جاتے دیکھ ریان جلدی سے بولا

سونے۔۔۔وہ اک لفظی جواب دیتی تن فن کرتی اپنے کمرے میں گھس گئ

توبہ ایک فون کے لیئے اتنا غصہ۔۔۔جیسے یہ ایک دن فون یوز نہیں کرے گی تو ملک کے سارے کام رک جائیں گے۔۔۔افففف۔۔۔ریان سر جھٹکتے اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہوا پر دل تو اب اسکا بھی نہیں چاہ رہا تھا اس لیئے واپس سب سامان اٹھا کے کچن میں رکھنے لگا۔

۔🌺🌺🌺

صبح اسکی آنکھیں کافی دیر سے کھلی۔۔۔اسنے لیٹے لیٹے ہی ایک بھرپور انگڑائی لیتے چاروں اور کمرے میں نظر دوڑائی توریان کہیں نہیں تھا

ماڑا یہ کہاں گیا۔۔۔یا ساری رات کمرے میں ہی نہیں آیا۔۔۔وہ فکر مندی سے اٹھ کے بیٹھی۔

وہ رات ریان کے کمرے میں آنے سے پہلے ہی سو گئی تھی اور اب جب اسکی آنکھ کھلی تھی توریان اب بھی موجود نہیں تھا۔

ہمارا فون بھی نہیں ہے ورنا ہم فون کر کے پوچھ لیتا۔۔۔اپنے فون کو یاد کرتے وہ ایک بار پھر اداس ہوئی۔

خیر چھوڑو زمدہ۔۔۔اٹھ کے زرا کچن میں دیکھ لو کچھ کھانے کو بڑی بھوک لگی ہے۔۔۔وہ خود سے کہتی اپنے بالوں کو لپیٹتی شیشے کے سامنے آئی اور بے اختیار مسکرادی۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ ہم کتنا پیارا لگ رہا ہے اپنے شوہر کے کپڑوں میں۔۔۔ اچھے سے گھوم کے خود کو دیکھتی خوشی سے خود کی ہی بلائیں لیں

کھانا بعد میں کھاؤں گی۔۔۔آج کون ساریان کا سوٹ پہنا ہے پہلے زرا وہ دیکھ لو۔۔۔۔باہر جانے کا ارادہ کینسل کرتی وہ الماری کی جانب بڑھ گئی۔

ہمم کافی کپڑے ہیں۔۔۔الماری کھولتی ہر کپڑے کو آگے پیچھے کر کے دیکھنے لگی۔

وہ اکثر جب آفس سے لیٹ ہو جاتا تھا تو یہیں رکتا تھا یا کبھی اسے زیادہ کام ہوتا تو وہ اپنے اپارٹمنٹ پہ ہی رک جاتا تھا اس لیئے اسکے یہاں کافی کپڑے تھے۔۔۔

ایک کام کرتا ہے سارے کپڑے پہن کے چیک کرتا ہے جو جو اچھا لگے گا وہ ہم رکھ لے گا۔۔۔ ظاہر سی بات ہے اب ہمیں ہمارا سامان نہیں لانے دیا تو اسکا کوئی تو سزا ہونا چاہیئے نا۔۔۔

اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔ وہ بروا ؤن ٹروزار شرٹ نکال کے دیکھتی منصوبے بنا رہی تھی جب اسے بلکل اپنے کان کے پاس ایک دم ریان کی آواز سنائی دی تو وہ اچھل پڑی

ہائے اللہ لاڑ اڈرا دیا آپ نے۔۔۔۔وہ دل پہ ہاتھ رکھتی گہری سانس لے کے بولی توریان مسکرا دیا۔

یقین نہیں آرہا زمدہ ریان یزدانی ڈر گئی۔۔۔وہ تعجب بھرے انداز میں بولا توزمدہ نے گھور کے اسے دیکھا۔

ہم ڈرتا ورنا نہیں ہے وہ تو ہم اپنی دنیا میں مگن تھا اور آپ یوں اچانک آگیا بس اس ہی وجہ سے ہم تھوڑا ڈر گیا۔۔۔ورنا زمدہ کو ڈرانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔۔۔اپنی گردن اکڑا کے بولی توریان نے او کی شیپ میں ہونٹوں کو گول کیا۔

اچھا یہ سب چھوڑو۔۔۔آپ بتاؤں کہاں گیا تھا اتنی صبح صبح۔۔۔وہ شرٹ اور ٹروزار واپس الماری میں ٹانگتی دونوں ہاتھ کمر پہ ٹکائے ایک ابرو اچکائے سوالیہ گویا ہوئی۔

پہلی بات صبح صبح نہیں ہے دوپہر ہونے والی ہے اور دوسری بات تمہارے لیئے یہ لینے گیا تھا۔۔۔ریان نے بائیں ہاتھ میں پکڑا گلاب کا پھول اسکے سامنے کیا تو اسکا چہرہ کھل اٹھا۔

میں نے شادی کے بعد تمہیں کوئی تحفہ نہیں دیا تھا اس لیئے یہ میری طرف سے پہلا تحفہ تمہارے لیئے۔۔۔ریان محبت بھرے انداز میں گویا ہوا تو زمدہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی

بہت خوبصورت ہے۔۔۔گلاب اسکے ہاتھ سے لیتی اسکی دلکش خوشبو اپنی سانسوں میں اتارتی دھیرے سے بولی۔

دل میں خوشگوار احساس بھرنے لگا۔۔۔پہلی بار اسکے شوہر نے اسے کوئی چیز دی تھی۔۔۔چاہے وہ ایک چھوٹا سا گلاب کا پھول تھا مگر وہ اسے ہیرے سے زیادہ قیمتی لگ رہا تھا

بلکل تمہاری طرح۔۔۔ریان نے زرا سا آگے بڑھتے اسکے ماتھے پہ لب رکھے تو ایک پل کے لیئے زمدہ سانسیں روک گئی مگر پھر ایک سکون بھرا سانس خارج کرتی اسکے سینے پہ سر ٹکا گئی۔

ریان نے ایک ہاتھ سے اسکے گرد حصار بناتے اسے اپنے اندر بھینچا۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کے دل کی دھڑکنیں باآسانی محسوس کر رہے تھے۔۔۔دونوں کی ہی دھڑکنوں میں شور برپا تھا۔۔۔ایک سکون بھرا حساس تھا جو دونوں کو ہی اپنی رگوں پہ میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔

ایک اور چیز لایا ہوں تمہارے لیئے۔۔۔ایک ہاتھ سے اسکے گرد گھرا بنائے ریان مسکراتے لہجے میں بولا۔

کیا۔۔۔زمدہ ایکسائٹمنٹ سے پیچھے ہوتی بے صبری سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔

ریان نے اپنا دائیاں ہاتھ آگے کرتے اس میں موجود تین بیگز کو اسکی جانب بڑھایا جنہیں زمدہ نے بے صبری سے تھام لیا۔

ہاااااا۔۔۔ہمارے لیئے کپڑے ہیں۔۔۔بیگ میں جھانکتے اندر موجود پنچ کلر کا سوٹ دیکھتی خوشی سے استفسار کرنے لگی۔

ہمم۔۔۔میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کے تم میرے کپڑے ہتھیانا چاہتی ہو اس لیئے میں تمہارے لیئے نئے کپڑے لے آیا۔۔۔اب تو میرے کپڑے نہیں لو گی نا۔۔۔شرارت سے کہتے آخر میں معصومیت سے سوال کیا۔

وہ تو ہم پھر بھی لے گا۔۔بیڈ پہ بیٹھی اپنے تینوں سوٹ نکال کے دیکھتی مزے سے چھیڑنے لگی۔

یار یہ غلط بات ہے۔۔ریان بھی معصوم شکل بنائے اسکے ساتھ ہی بیڈ پہ بیٹھا۔

کوئی غلط بات نہیں ہے۔۔۔کیونکہ جو آپ کا ہے وہ ہمارا ہے اور جو ہمارا ہے وہ تو پھر ہے ہی ہمارا۔۔۔وہ مزے سے کندھے اچکا کے بولی توریان منہ کھولے اسے دیکھنے لگا

مطلب تم میرے پاس کچھ نہیں چھوڑنے والیں۔۔۔ریان نے منہ بنائے حیرت سے پوچھا۔

نہیں۔۔۔اسنے ایک لفظی جواب دیا۔

لیکن جو تمہارا ہے وہ میرا بھی ہے۔۔۔ریان اس سے بچوں کی طرح لڑ رہا تھا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے آپ بھی پہن لینا ہمارے کپڑے بس خوش۔۔وہ اپنی مسکراہٹ روکے بولی توریان صدمے سے اچھلا۔

لڑکی پاگل ہو گئی ہو میں پہنوں گا تمہارے کپڑے۔۔۔اسنے صدمے سے استفسار کیا۔

تو آپ نے ہی تو کہا ہے کہ جو تمہارا ہے وہ میرا ہے۔۔۔آنکھیں پٹپٹاتے اسنے کچھ دیر پہلے کہی ریان کی بات یاد دلائی۔

اسکی معصومیت اسکی شرارت اسکے چہرے پہ چھائی خوشی ریان کو اس وقت اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی۔

اسنے آگے بڑھتے اسکی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے اپنے ساتھ لگایا تو زمدہ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں۔

ریان کے کندھوں کو تھامے وہ اپنے بے قابو ہوتے دل کو قابو کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

میں تو تمہاری بات کر رہا تھا۔۔۔ جتنی تم خود کی ہوا اس سے کئی زیادہ میری ہو۔۔۔ محبت سے چور لہجے میں کہتے اسکے گالوں کو سرخ ہوتا دیکھ ریان کے اندر سرشاری اتری۔۔۔ ایک دلکش مسکراہٹ نے اسکے لبوں کو چھوا۔۔۔

زمدہ کی جھکی پلکوں سے نظریں سفر کرتیں اسکے لبوں پہ آ کے رکیں تو اسے پیاس کا احساس ہوا۔۔۔ وہ بے خود ہوتا اسکے گلابی لبوں پہ جھکنے ہی لگا تھا جب اسکا فون بج گیا۔

اوہنہ۔۔۔کیا مصیبت ہے یار کوئی بھی میری نیا پار کیوں نہیں لگنے دے رہا ۔۔۔وہ بدمزہ ہوتا پیچھے کو ہوتے جیب سے فون نکالنے لگا تو زمدہ اسکی بات پہ سر نیچے کیئے مسکرا دی۔

ہاں بولو ابرار کیا بات ہے۔۔۔کال پیس کرتے فون کان سے لگائے اسنے نرم لہجے میں استفسار کیا مگر آگے سے ملنے والی خبر پہ وہ فکر مندی سے کھڑا ہوا۔

زمدہ نے اسکے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوتے پریشانی ابھرتی دیکھی تو کپڑے ایک سائڈ میں کرتی اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔

ٹھیک ہے میں ابھی آتا ہوں۔۔۔عجلت میں کہتے اسنے فون کاٹا۔

ماڑا کیا ہوا ہے۔۔۔وہ متفکر ہوئی۔

ماما اسپتال میں ہیں۔۔۔انکا بی پی کافی ہائی ہو گیا ہے۔۔۔مجھے ابھی جانا ہو گا ۔۔۔تم اپنا خیال رکھنا۔۔۔وہ پریشانی سے کہتا جانے کے کیلئے مڑا ہی تھا جب زمدہ نے اسکا ہاتھ تھاما۔

ہم بھی ساتھ چلے گا۔۔۔زمدہ کھڑی ہوتی بولی

کیا تمہارا وہاں جانا ٹھیک ہو گا۔۔۔اسنے بے چینی سے اسے دیکھا۔۔۔تو زمدہ دھیرے سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

ٹھیک ہے پھر میں باہر انتظار کر رہا ہوں دو منٹ میں کپڑے بدل کے باہر آجاؤں۔۔۔وہ بے چینی سے کہتا کمرے سے باہر نکل گیا تو زمدہ بھی ریان کے لائے کپڑوں میں سے ایک سوٹ لیتی جلدی سے واشروم میں گھس گئی۔



وہ دونوں اسپتال پہنچتے ریسیپشن سے کمرہ نمبر پوچھنے سیدھے کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں منان صاحب، ابرار اور مہتاب بیگم تینوں پہلے سے ہی موجود تھے۔

جب کے قدسیہ بیگم بیڈ پہ لیٹی ہوئی تھی جن کے ایک ہاتھ میں ڈرپ لگی ہوئی تھی۔۔۔آنکھیں بند تھی۔۔اب ناجانے وہ جاگ رہی تھیں یا سو رہی

تھی وہ سمجھ نہیں پایا مگر اپنی ماں کو اس طرح اسپتال کے بستر پہ لیٹے دیکھ اسے بلکل اچھا نہیں لگا تھا۔

پاپا کیا ہوا ہے ماما کو۔۔۔ریان بے چینی سے باپ کے پاس آتے گویا ہوا جب کے نظریں اپنی ماں پہ ہی تھیں۔

رات سے بخار میں تھی اور پھر اوپر سے تمہاری فکر میں ہلکان ہوتی رہی بس اسی لیئے بی پی شوٹ کر گیا۔۔۔منان صاحب نے گہرا سانس بھرتے تفصیل سے بتایا۔

اب ساسوں ماں کیسا ہے۔۔۔زمدہ بھی انکے قریب آتی فکر مندی سے استفسار کرنے لگی

ٹھیک ہیں اب ۔۔۔بس ڈاکٹر نے آرام کا کہا ہے اور نیند کا انجیکشن لگایا ہے اس لیئے سو رہی ہیں ابھی۔۔۔ابرار نے رسان سے بتایا۔۔۔تو وہ سب سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئے

میں اس ہی وجہ سے فکر مند تھا۔۔۔میں جانتا تھا وہ چاہے باہر سے جتنی بھی تپھر دل بن جائے مگر اسکا دل بہت نرم ہے۔۔۔اور خاص کر ریان تمہارے لیئے۔۔۔تم اس کے بڑے بیٹے ہو۔۔۔اسے بہت محبت ہے تم سے اور دیکھو ایک دن بھی تمہاری جدائی برداشت نا کر سکی۔۔۔منان صاحب ریان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے سرگوشی نما آواز میں بولے

مجھے نہیں پتہ تھا کہ ماما اتنا دل پہ لے لیں گی۔۔۔ریان نے افسردہ لہجے میں کہا تو وہ بس گہری سانس بھر کے رہ گئے۔۔۔جب کے ابرار زمدہ سے ہلکی پھلکی باتیں کرتا ان دونوں کو ہی مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ان سب کو وہیں بیٹھے ہوئے کچھ ہی دیر گزری تھی جب ماریہ کمرے میں داخل ہوئی۔

کیا ہوا آنٹی کو۔۔۔۔یہ سب کیسے ہوا۔۔۔چہرے پہ فکر مندی سجائے وہ قدسیہ بیگم کے سرہانے پہنچتی ایسے بولی جیسے نا جانے اسے قدسیہ بیگم کی کتنی فکر ہو۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔اسے وہاں دیکھ کے ریان کا خو+ن کھولا۔

جب کے باقی سب کا بھی یہی حال تھا۔۔۔زمدہ کے اندا تو غصے کی ایک شدید لہر دوڑ گئی تھی کیونکہ آج جو کچھ بھی ہو رہا تھا وہ سب ماریہ کی وجہ سے ہی ہوا تھا۔

میں آنٹی کو دیکھنے آئی ہوں... آنٹی کے نمبر پہ فون کیا تو وہاں سے پتہ چلا کے آنٹی اسپتال میں ہیں اس لیئے میں فورن یہاں چلی آئی۔۔۔کیا ہوا ہے انہیں۔۔۔وہ مسنوعی دکھ چہرے پہ سجائے بولی تو سب نے بے زاریت سے سر جھٹکا۔

جو بھی ہوا ہے وہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ریان نے ضبط سے کہا تو وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

میری وجہ سے کیسے۔۔۔اسنے الجھ کے اسے دیکھا۔

آپ کی آنٹی ٹھیک ہیں ماریہ بیٹا۔۔۔پر فلحال آپ جاؤں یہاں سے ابھی۔۔۔منان صاحب نے نرمی سے بتاتے اسے وہاں سے بھیجنا چاہا کیونکہ وہ ریان کے چہرے پہ چھانے والی شدید ناگواری دیکھ چکے تھے۔

جاؤں مگر ایسے کیسے پہلے آنٹی کو ہوش تو آنے دیں۔۔۔ماریہ قدسیہ بیگم کے پیروں کے پاس خالی جگہ پہ بیٹھی

تم نے سنا نہیں جا۔۔۔ریان سختی سے اسے جانے کا کہنے ہی لگا تھا جب زمدہ نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے خاموش کروایا

یہ اسپتال ہے۔۔۔آپ کے اس طرح غصہ کرنے سے سب مریض کے آرام میں خلل پڑے گا۔۔۔اور آپ ساسوں ماں کا بھی تو سوچیئے انکا نیند خراب ہو گا۔۔۔اس لیئے چھوڑ دیں اس کو اسکے حال پہ۔۔۔زمدہ نے

سمجھداری سے اسکا غصہ کم کیا تو وہ بغیر کچھ کہے اثبات میں سر ہلاتا مہتاب بیگم کے ساتھ بینچ پہ جا کے بیٹھ گیا۔

یہ سب ہوا کیسے انکل۔۔۔وہ قدسیہ بیگم کے بیڈ کے پاس کرسی پہ بیٹھے منان صاحب سے مخاطب ہوئی۔

پتہ نہیں۔۔۔وہ زرا بے زارگی سے بولے تو انکے لہجے کی بے زاریت پہ وہ لب بھیجتی خاموش ہو گئی۔

وقت گزرتا جا رہا تھا اور سب کو یہی لگ رہا تھا کہ ماریہ کچھ ہی دیر میں چلی جائے گی مگر وہ تو جیسے وہاں جم ہی گئی تھی۔

اسکاوجود ریان کو وہاں زہر کی مانند لگ رہا تھا۔۔۔جب اتنی دیر کے بعد بھی وہ نہیں گئی تو ریان غصے سے کھڑا ہوا مگر اس ہی وقت اسکے کانوں سے قدسیہ بیگم کی آہستہ آواز ٹکرائی۔

پا۔۔۔نی۔۔۔۔وہ نیند سے بیدار ہو رہیں تھیں۔۔ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں پانی مانگ رہیں تھیں۔

اس سے پہلے کوئی آگے بڑھتے انہیں پانی دیتا ماریہ جلدی سے اٹھتی انکی سائڈ ٹیبل پہ رکھی بوتل سے پانی گلاس میں ڈالنے لگی۔

سب نے ایک دوسرے کو دیکھا اور جہاں تھے وہیں رک گئے

آنٹی یہ لیں پانی۔۔۔قدسیہ بیگم کے سر کے نیچے ہاتھ لگاتے انہیں زرا سا اٹھاتے اسنے گلاس انکے لبوں سے لگایا۔۔۔جس میں سے دو چار گھونٹ بھرنے کے بعد انہوں نے گلاس پیچھے کر دیا

ریان۔۔۔انہوں نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں تو سامنے ہی ریان کو کھڑے دیکھ انکی خوشی کی انتہا نا رہی۔

ر۔۔۔یان۔۔۔م میرا۔۔۔بچہ۔۔۔لڑکھڑاتے لہجے میں اسے پکارتے ہاتھ آگے بڑھاتا تو ریان جلدی سے انکے پاس آتا انہیں سینے سے لگا گیا تو ماریہ پیچھے ہو گئی۔

سب لوگ انکے بیڈ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔۔۔جہاں دونوں ماں بیٹے ایک دوسرے کے گلے گئے ہوئے تھے۔

کیوں گئے۔۔۔اپنی ماں کو۔۔۔ چھوڑ کے۔۔۔وہ اٹک اٹک کر آنسوں کے درمیان بولیں مگر ریان انہیں تسلی کے دو بول نا بول سکا۔

وہ یہ نا کہہ سکا کہ اب آپ فکر نا کریں۔۔اب میں آپ کو چھوڑ کے کہیں نہیں جاؤں گا کیونکہ سامنے ہی ماریہ کھڑی تھی اور یہاں وہ اتنی مشکل سے پہنچے تھے وہ نہیں چاہتا تھا کے اس موڑ پہ آ کے وہ لوگ ہار جائیں۔۔۔

جس کے لیئے انہوں نے اتنا بڑا ناٹک کیا تھا کہ آج اس ناٹک کی وجہ سے اسکی ماں اسپتال میں تھی وہ ایسے ہی تو نہیں سب کچھ برباد کر سکتا تھا۔

بس دیر تھی تو ماریہ کو اسکے عاق ہونے کا پتہ چلنے کی اور پھر اسے اپنی اصلیت پہ آتے دیر نہیں لگتی جو وہ لوگ قدسیہ بیگم کو دیکھانا چاہتے تھے۔

آپ ٹھیک ہیں ناماما۔۔۔انکے آنسوں صاف کرتے اسنے پیار سے پوچھا۔

اپنے بیٹے کو دیکھ لیا تو بلکل ٹھیک ہو گئی۔۔۔وہ سمبھل کے بولیں توریان مسکرا دیا۔

آنٹی کیسی ہیں آپ اب۔۔۔ماریہ شائستگی سے گویا ہوئی تو قدسیہ بیگم نے مسکرا کے اسے دیکھا۔

ٹھیک ہو بیٹا۔۔۔انہوں نے نرمی سے جواب دیا مگر نظر جیسے ہی زمدہ پہ پڑی چہرے کی مسکراہٹ پل بھر میں غائب ہوئی۔

ساسوں ماں اب آپ کیسا محسوس کر رہا ہے۔۔۔انکے پاس بیٹھتے زمدہ نے استفسار کیا مگر وہ کچھ نا بولیں

ماریہ مجھے زرا واشروم لے جاؤ گی۔۔۔زمدہ کو اگنور کیئے انہوں نے ماریہ کی جانب ہاتھ بڑھایا تو وہ موقع سے فائدہ اٹھاتی فورن کھڑی ہو گئی۔

ایک دن میں ہی قدسیہ بیگم کے اندر کافی کمزوری آگئی تھی۔۔۔ان سے خود سے ٹھیک سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا ابھی انہیں ایک سہارے کی ضرورت تھی جو انہیں نے ماریہ سے لیا تھا مگر وہ یہ نہیں جانتی تھیں کے انکا یہ سہارا صرف کچھ ہی پل کا ہے۔

میں لے جاتی ہوں بھابھی آپ کو۔۔۔مہتاب بیگم نے انہیں پکڑنا چاہا جب انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روک دیا

نہیں ماریہ لے جائے گی۔۔۔وہ ماریہ کے سہارے اٹھتی ہوئی بولیں تو ماریہ نے فتح یاب نظروں سے زمدہ کو دیکھا جس پہ وہ نظریں پھیر گئی

ماریہ کا دل تو نہیں تھا یوں انکی تیمارداری کرنے کا لیکن کیونکہ کام اسکا تھا۔۔۔اسے کسی بھی طرح قدسیہ بیگم کی مدد سے ریان تک پہنچنا تھا اس لیئے وہ خاموشی سے انہیں اپنے ساتھ کمرے میں ہی موجود واشروم میں لے گئی۔

یہ لڑکی ضرورت سے زیادہ اچھی بن رہی ہے۔۔۔مہتاب بیگم فکرمندی سے بولیں

صرف کچھ دیر ہی اسے اور برداشت کرنا ہے۔۔۔زمدہ زیر لب دھیرے سے بولی جسے صرف ریان سن سکا جو اسکے ساتھ ہی کھڑا تھا۔

یوں اچانک کیا ہو گیا تھا آپ کو۔۔۔اس طرح سے اچانک اسپتال کیسے پہنچ گئیں۔۔۔ماریہ انکا ہاتھ پکڑے واشروم سے انہیں باہر لاتی آہستہ آہستہ بستر کی طرف لاتے ہوئے بولی تو قدسیہ بیگم کے قدم رکے۔

انہوں نے زمدہ کی جانب دیکھا جو بیڈ کے پاس ہی کھڑی انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

کیا ہوا آنٹی آپ رک کیوں گئی۔۔۔کیا کچھ ہوا تھا گھر میں۔۔۔زمدہ نے کچھ کیا ہے کیا۔۔۔انہیں رک کے زمدہ کی جانب غصیلی نظروں سے گھورتے دیکھ ماریہ نے اندازہ لگایا۔

جب کے اسکی بات پہ ریان کو سخت غصہ آیا جسے وہ ضبط کرنے کے لیئے بھٹیاں بھیج گیا۔

اس لڑکی کی وجہ سے تمہارے انکل نے ریان کو گھر سے نکل دیا اور جائیداد سے بھی عاق کر دیا۔۔۔ماریہ کے سر پہ دھماکہ کرتی وہ جبڑے بھیجے قدم آگے بڑھانے لگی لیکن ماریہ نے ایک دم انکا ہاتھ چھوڑ دیا۔

اس سے پہلے وہ لڑکھڑا کے گرتی زمدہ نے جلدی سے آگے بڑھتے انہیں سہارا دیتے سمبھالا۔

یہ کیا کرتا ہے تم۔۔۔ابھی وہ گر جاتا تو۔۔۔۔زمدہ نے غصے سے ماریہ کو دیکھا جو حیرت سے گنگ ساکت کھڑی تھی جب کے اسکی اس حرکت پہ جہاں سب غصے میں تھے وہیں قدسیہ بیگم حیرت میں مبتلا تھیں۔

کیا کہا انہوں نے ابھی۔۔۔ریان کو عاق کر دیا ہے۔۔۔ماریہ کی صدمے سے چور پھنسی پھنسی آواز نکلی تو منان صاحب زمدہ اور ریان تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا مطلب صاف تھا انکا تیز بلکل نشانے پہ لگا تھا۔

آپ کا زیادہ دیر کھڑا رہنا ٹھیک نہیں ہے۔۔۔آپ آؤ بیٹھ جاؤ۔۔۔۔ماریہ کی بات کو اگنور کرتی زمدہ نے قدسیہ بیگم کو آگے بڑھانا چاہا مگر وہ تو اپنی جگہ سے ہل ہی نہیں رہی تھیں۔

ماریہ بیٹا مجھے بیڈ پہ بیٹھاؤ۔۔۔زمرہ کا ہاتھ خود کے گرد سے ہٹاتی انہوں نے ماریہ کی جانب ہاتھ بڑھایا مگر ماریہ ایسے دو قدم پیچھے ہوئی جیسے وہ کوئی اچوت ہوں۔

ماریہ۔۔۔قدسیہ بیگم نے حیرت اور صدمے سے اسے دیکھا۔۔انہوں ماریہ سے ایسے رویہ کی بلکل توقع نہیں تھی

ارے آنٹی میں آپ کی کوئی کیئر ٹیکر تھوڑی ہوں۔۔۔یہ ہے نا آپ کی مفت کی نوکرانی اس سے کروائیں جو کام کروانا ہے۔۔۔وہ ہر تمیز بھلائے صاف انکار کر گئی۔

قدسیہ بیگم تو اسکے بدلتے لب و لہجے پہ گنگ اسے دیکھتی رہ گئیں۔

آئیں ساسوں ماں۔۔۔زمدہ نے ایک بار پھر انکا ہاتھ تھاما تو وہ اس بار کچھ نہیں بولیں۔۔۔

خاموشی سے زمدہ کے ساتھ آتی واپس بستر پہ بیٹھ گئیں۔

انکل سب کچھ ریان کا تھا تو پھر آپ اسے عاق کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔ماریہ منان صاحب کی جانب بڑھتی تفتیشی انداز میں گویا ہوئی۔

بھائی سب کچھ پاپا کے نام کر چکے تھے۔۔۔ابرار جو کب سے خاموش کھڑا تھا آخر بول پڑا۔

اوا چھا ٹھیک ہے میں اب چلتی ہوں۔۔۔وہ جلدی سے اپنا بیگ بیڈ سے اٹھاتی باہر کی جانب بڑھی جب قدسیہ بیگم نے اسے پکارہ

تھوڑی دیر بیٹھ جاؤں بیٹا۔۔۔قدسیہ بیگم نے ایک امید سے کہا مگر وہ کہاں جانتی تھی کہ غلط جگہ امید لگالی ہے۔

مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔اور انکل کل تک میرا ریزائنمنٹ لیٹر آپ کو مل جائے گا۔۔۔میں اب یہ جاب نہیں کرنا چاہتی۔۔۔وہ بے زاریت سے بولی توریان کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ آگئی جسے ابرار نے کافی غور سے دیکھا۔

بیٹا ایسے کیسے آپ جاب چھوڑ سکتی ہو اور ویسے بھی میں آپ کو اپنے گھر کی بہ۔۔۔قدسیہ بیگم ابھی بول ہی رہی تھیں جب اسنے انکی بات کاٹی۔

اوہو آنٹی کیا آپ کو اب بھی لگتا ہے کے میں ایسے شخص سے شادی کروں گی جس کے پاس کچھ بھی نا ہو۔۔۔سب کچھ اسکے باپ کا ہو۔

ہر گز نہیں۔۔۔میں کبھی ایک کنگال شخص سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔ ماریہ ہر لحاظ بھلائے کہتی قدسیہ بیگم کو شوکڈ کر گئی

مگر تم تو ریان سے پیار کرتی تھیں نا۔۔۔قدسیہ بیگم کو اپنی ہی آواز کسی کھائی سے آتی سنائی دی۔

صرف پیار کے سہارے تو زندگی نہیں گزاری جا سکتی نا۔۔۔پیار نا ہی کھایا جا سکتا ہے نا پیا اور نا ہی اوڑھا۔۔۔صرف پیار سے تو کچھ نہیں ہوتا نا۔۔۔ زندگی کی ہر خوشی تو پیسے سے ہوتی ہے اور جہاں پیسا نہیں وہاں پیار و یار جیسی فضول چیز بھی نہیں۔۔۔آنکھیں گھما کے بے زاریت سے کہتی جہاں

وہ قدسیہ بیگم، مہتاب بیگم اور ابرار کو حیرت میں مبتلا کر گئی تھی وہیں زمدہ ریان اور منان صاحب کے چہرے پہ اطمینان بکھر گیا تھا۔

میرے لیئے اور بہت سے امیر لڑکے موجود ہیں جو میرے آگے اپنی ساری دولت بچھا دیں گے۔۔۔اب میں انہیں چھوڑ کے ایک کنگال خالی جیب والے آدمی سے تو شادی نہیں کر سکتی نا۔۔اس لیئے میری طرف سے انکار سمجھیں اور شاید اب آج کے بعد ہمارا سامنا بھی نا ہو اس لیئے ہمیشہ کے کیئے گڈ بائے۔۔۔ایک ادا سے بالوں کو پیچھے کرتی ماریہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

اسکے جاتے ہی کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔۔۔سب لوگ ہی قدسیہ بیگم کی طرف متوجہ تھے جو اب تک ماریہ کی باتوں کے زیر اثر تھیں۔

انہوں نے کبھی نہیں سوچا تھا کے جس لڑکی کو وہ اپنی بہو بنانا چاہتے رہی ہیں وہ لڑکی واقع لالچی نکلے گی۔۔۔جب کے ریان نے کتنی بار بتایا بھی کے وہ صرف پیسے سے پیار کرتے ہے مگر وہ ہر بار اسکی بات نظر انداز کرتی رہیں لیکن آج جب ماریہ کی حقیقت انکے سامنے آئی تھی تو انہیں بہت دکھ پہنچا تھا۔۔۔وہ شرمندہ ہو کے رہ گئیں تھیں۔

وہ ایک غیر کے پیچھے کتنا غلط سمجھتی رہیں تھیں اپنے ہی لوگوں کو۔۔۔سب سے لڑتی رہیں تھی اور آج وہیں غیر انکا سر جھکا کے چلا گیا تھا۔

دیکھا قدسیہ جس کو تم ہمارے گھر کے سکون کے لیئے اپنے بیٹے کی خوشی کے لیئے لانا چاہ رہیں تھی وہ تو دولت کے پیچھے پڑی ہوئی تھی۔

کیسے پتہ چلتے ہی کے ریان کے پاس اب کچھ نہیں ہے۔۔۔اسے عاق کر دیا ہے۔۔۔وہ نا صرف ریان سے کیئے محبت کے دعوے کو بلکے وہ تو تمہاری محبت کو بھی دو منٹ میں بھلا کے چلی گئی ہے۔

جسے تم اتنی محبت دیتی تھیں وہ لالچی لڑکی دو منٹ میں سب ختم کر کے چلی گئی تمہاری محبت اور عزت کو پیروں میں روندھ گئی۔۔۔

اور جسے تم لالچی سمجھتیں تھیں۔۔۔سمجھتیں تھیں کے اسنے تمہارے بیٹے سے پیسوں کے لیئے شادی کی ہے آج وہ تمہارے بیٹے کے پاس کچھ نا ہونے کے باوجود اسکے ساتھ قدم سے قدم ملا کے کھڑی ہے۔۔۔انکے جھکے سر کو دیکھتے منان صاحب نے انہیں احساس دلایا جس پہ انکی آنکھوں سے ندامت کے آنسوں بہہ نکلے۔

ابا چھوڑیں نا یہ باتیں۔۔۔ساسوں ماں کو آرام کرنے دیں۔۔۔انہیں روتے دیکھ زمدہ نے منان صاحب کو خاموش کروایا۔

ساسوں ماں آپ لیٹ جاو۔۔۔وہ پیار سے قدسیہ بیگم سے مخاطب ہوئی جس پہ انہوں نے فورن سے اسے اپنے گلے سے لگالیا اور زار و قطار رو دیں

ریان اور منان صاحب نے ایک دوسرے کو مسکرا کے دیکھا جب کے مہتاب بیگم اور ابرار بھی زمدہ کو گلے لگانے پہ خوش تھے۔

مجھے معاف۔۔۔اپنی غلطی کا احساس ہونے پہ ان سے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔

بس ساسوں ماں۔۔۔آپ کو رونے کا یا کچھ بھی کہنے کا کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔ہم سب سمجھتا ہے۔۔۔آپ ماں ہو۔۔۔آپکا بھی بہت سا ارمان ہو گا اپنے بیٹے کو لے کے۔۔۔کوئی بات نہیں ہو جاتا ہے۔۔۔زمدہ نے پیار سے انکے آنسوں صاف کرتے کہا مگر زمدہ کے اتنی محبت سے ہر بات کو در گزر کرنے پہ انکے آنسوں میں روانی آگئی۔

ماما پلیز ایسے روئیں نہیں۔۔۔انکے پاس آتے ریان نے انہیں اپنے حصار میں لیا تو وہ اسکے سینے سے لگتی رو دیں۔

میں بلکل بھی اچھی ماں نہیں ہوں۔۔۔۔اپنے بیٹے کی خوشی دیکھ ہی نہیں پائی۔

اپنی انااور خود غرضی میں آ کے اپنے بیٹے کی زندگی برباد کرنے چلی تھی ۔۔۔۔میں بلکل اچھی ماں نہیں ہوں۔۔۔وہ آنسوں کے درمیاں بولیں تو ریان نے انکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے انکے آنسوں صاف کیئے۔

آپ ایک بہت اچھی ماں ہیں۔۔۔انفیکٹ میری ماما جیسی کوئی ماں نہیں ہے۔۔۔اب دیکھیں نا بیٹے کی ایک دن کی جدائی میں آپ اسپتال پہنچ گئی۔۔۔۔اب بتائیں کوئی اور ایسی ماں ہو گی۔۔۔وہ انہیں پیار سے سمجھاتے ہوئے پچکار رہا تھا جس پہ وہ روتے روتے ہی زرا سا مسکرا دیں۔

ٹھوکر لگنے پہ سب کو عقل آجائی ہے۔۔۔۔اللہ نے مجھے بھی عقل دینے کے لیئے ہی یہ سب کیا ہو گا۔۔واقع جو ہوتا ہے اچھے کے لیئے ہی ہونا ہے۔۔۔بس اب تم دونوں مجھے معاف کر دینا۔۔۔آسودہ لہجے میں کہتے

قدسیہ بیگم نے ان دنوں کے آگے ہاتھ جوڑے تو زمدہ نے جلدی سے انکے ہاتھ تھام لیئے۔

کیا کرتا ہے آپ۔۔۔آپ ہم سے بڑا ہے۔۔۔ہمارا اماں ہے۔۔۔یوں ماں کو بچوں کے سامنے ہاتھ جوڑنا زیب نہیں دیتا۔۔۔انکے ہاتھ چومتے زمدہ محبت سے بولی تو وہ اسکے اعلیٰ ظرف پہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتی اپنے ساتھ لگا گئیں۔

میں نے تمہیں تنگ کیا۔۔۔تمہارے ساتھ اتنا برا سلوک رکھا۔۔۔ہر چیز کا قصوروار تمہیں ٹھہرایا۔۔۔تم پہ الزام لگایا پھر بھی تم اتنی آسانی سے سب بھول جاؤ گی۔۔۔قدسیہ بیگم نے شرمندہ نظروں سے اسے دیکھا تو وہ مسکرا کے اثبات میں سر ہلا گئی۔

آپ ہماری ماں ہو۔۔۔اور مائیں تو اپنے بچوں کو غصے میں کبھی کبھی سخت کہہ دیتی ہیں۔۔۔اب اسے ہم دل پہ تو نہیں لگا سکتا نا۔۔۔زمدہ پیار سے سمجھانے والے انداز میں گویا ہوئی تو وی مسکرا دیں۔

انہوں نے کتنا غلط سمجھا تھا اسے۔۔۔مگر وہ واقع بہت اچھی تھی۔۔۔عزت اور پیار دینا اور لینا خوب جانتی تھی۔

خوش رہو تم دونوں۔۔۔ریان اور زمدہ کے سر پہ ہاتھ پھیرتے انہوں نے دعا دی۔

باقی پیار گھر جا کے کر لے گا۔۔۔میں ابھی ڈاکٹر سے مل کے آیا ہوں انکا کہنا ہے اب آپ گھر جا سکتی ہیں۔۔۔سب کو خوش دیکھتے ابرار جو تھوڑی دیر

پہلے ہی کمرے سے نکلا تھا اب کمرے میں داخل ہوتے مسکرا کے بولا تو وہ لوگ اثبات میں سر ہلا گئے۔

ریان زمدہ تم دونوں بھی ہمارے ساتھ گھر چلو گے نا۔۔۔قدسیہ بیگم نے امید سے پوچھا مگر اس سے پہلے ریان کچھ کہتا ابرار بول پڑا۔

یہ کیسے جا سکتے ہیں پاپا نے تو انہیں عاق کر دیا ہے نا۔۔۔وہ مسنوعی دکھ بھرے انداز زمیں بولا تو قدسیہ بیگم نے پریشانی سے منان صاحب کو دیکھا۔

میں نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا ہے۔۔۔اب زمدہ اور ریان ہمارے ساتھ ہی جائیں گے۔۔۔دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے منان صاحب رسان سے بولے تو ابرار نے انہیں ایسے دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہوں واقعی۔

اب تو چلو گے نا بیٹا ہمارے ساتھ۔۔۔قدسیہ بیگم خوش ہوتی واپس ریان کی جانب متوجہ ہوئیں۔

جی ضرور۔۔۔وہ مسکرا کے بولا تو وہ سرشار ہو گئیں۔

سب خوش تھے آخر دیر سے ہی سہی مگر قدسیہ بیگم کو عقل آگئی تھی۔۔۔ انہیں سہی غلط کا فرق پتہ چل ہی گیا تھا۔



تم جلدی سے اپنے کپڑے لے لو پھر گھر کے لیئے نکلتے ہیں۔۔۔ریان زمدہ سے کہتا باہر ہی ٹی وی لاؤنج میں بیٹھ گیا جب کے زمدہ سر ہلاتی اندر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

زمدہ اور ریان زمدہ کے کہنے پہ اپارٹمنٹ آئے تھے۔۔۔۔جو کپڑے صبح ریان نے لا کے دیئے تھے زمدہ کو وہ لینے تھے۔۔۔جب کے ریان نے اسے کتنی بار کہاں کے بعد میں لے لیں گے مگر وہ نامانی اور وہ اسپتال سے واپسی پہ اپارٹمنٹ آ گئے۔

وہ کمرے میں آئی تو بیڈ پہ کپڑے بکھرے پڑے تھے۔

اسنے جلدی سے آگے بڑھتے کپڑوں کو ادھر ادھر کرتے اپنی مطلوبہ چیز تلاش کرنی شروع کی جس کے لیئے اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی۔

اسکے دوپٹے کے نیچے ہی سرخ گلاب کا پھول رکھا ہوا تھا جسے دیکھتے ہی اسکے چہرے پہ بڑی سی مسکراہٹ آ گئی۔

اگر صرف کپڑے ہوتے تو وہ کبھی یہاں لینے نا آتی مگر اسکے شوہر نے اسے پہلی بار کوئی تحفہ دیا تھا اور وہ پہلا تحفہ اسکے لیئے وہ سرخ گلاب کا پھول تھا جو اسکے دل کے کافی قریب تھا۔

کپڑے اور پھول شوپنگ بیگ میں ڈالتی وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

اتنا سا سامان تھا اسکے لیئے تم نے مجھے اتنا پریشان کیا۔۔اسے باہر آتے دیکھ ریان کھڑے ہوتے مسنوعی غصے سے بولا تو زمدہ نے اسے گھور کے دیکھا۔

ہمارا فون تو آپ کی وجہ سے گھر پہ ہی رہ گیا تھا مگر اب ہم اپنے کپڑے آپکی وجہ سے یہاں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔وہ دو بدو کہتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔

ایک تواسکا فون۔۔۔ کبھی بھولے گی نہیں اسے۔۔۔اسکی پشت کو دیکھتے بڑبڑاتے ہوئے وہ بھی اسکے پیچھے ہی باہر کی جانب قدم بڑھا گیا۔



ویلکم ویلکم۔۔۔ موسٹ ویلکم۔۔۔انکی گاڑی جیسے ہی پورچ میں آکے رکی ابرار ادینہ اور اریبہ تینوں ہی تالیاں بجاتے بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوئے۔

ہم بہت لمبے عرصے کے بعد نہیں آرہے جو تم لوگ ہمیں یوں ویلکم کر رہے ہو۔۔۔ریان گاڑی سے اترتے بولا جب کے زمدہ ناسمجھ سے انہیں دیکھ رہی تھی کے آخر وہ کہہ کیا رہے ہیں۔

ایک دن بھی آپ دونوں کے بغیر ایک لمبے عرصے سے کم تھوڑی تھا۔۔۔ اس لیئے ویلکم بھائی بھابھی ویلکم۔۔۔۔ادینہ آگے بڑھتی زمدہ سے گلے ملی۔

ماڑا یہ ولکیم ولکیم کیا لگا رکھا ہے۔۔۔ہم جانتا ہے تم لوگ انگریز کا بچہ ہے مگر ہمارے سامنے اپنا انگریزی جھاڑنے کا ضرور نہیں ہے۔۔۔زمدہ انگلی اٹھا کے زرا سخت لہجے میں بولی تو وہ سب مسکرا دیئے۔

ویلکم مطلب خوش آمدید۔۔۔۔ابرار نے ٹرانسلیٹ کیا

تو ایسا بولو نا۔۔۔کتنا اچھا لگتا ہے خوش آمدید۔۔۔ مگر پتہ نہیں تم لوگوں کو انگریزی جھاڑنے میں کیا مزاح آتا ہے۔۔۔۔وہ سر جھٹک کے بولی۔

اچھا چلو اب باقی باتیں اندر جا کے کریں گے۔۔۔ان سب کا وہیں جمے رہنے کا ارادہ محسوس کرتے ریان کیشتا آگے بڑھا جب ابرار نے فورن اسکا راستہ روکا۔

ایک منٹ ایک منٹ۔۔۔اتنی بھی کیا جلدی ہے اندر جانے کی۔۔۔چلے جائے گا اندر لیکن پہلے ہمارے ایک سوال کا جواب دینے کے بعد۔۔۔ابرار کے راستہ روکنے پہ ریان نے اسے گھورا۔

جلدی پوچھو کیا بات ہے۔۔۔دونوں بازو سینے پہ باندھتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا

ابرار نے ایک معنی خیز نظر زمدہ کو ڈالی اور پھر وہیں نظریں ریان پہ کیں۔۔

تم پوچھ رہا ہے یا ہم جائے اندر۔۔۔۔۔زمدہ دو قدم آگے بڑھتی بولی تو اسے ایک طرح سے ادینہ جب کے دوسری طرف سے اریبہ نے اسکا ہاتھ تھام لیا

میں گھما پھرا کے نہیں پوچھوں گا۔۔۔سیدھا سا سوال ہے۔۔۔کیا پاپا نے واقعی آپ کو عاق کیا تھا۔۔۔ابرار سیدھے ہی مدعے پہ آیا تو ایک پل کے لیئے ریان گڑبڑا گیا مگر وہ خود کو سنبھالنا جانتا تھا۔

نہیں۔۔۔اس سے پہلے ریان کوئی جواب دیتا زمدہ نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

ہاں ں ں ں ں۔۔۔دیکھا میں نہیں کہتا تھا کے کچھ تو گڑبڑ ہے دیکھا دیکھا پاپا نے بھائی کو عاق نہیں کی۔۔۔ابرار تو جیسے خوشی سے چیخ ہی اٹھا تھا

اگر ریان اسکے منہ پہ ہاتھ رکھتے اسکی آواز نا دباتا تو یقیناً سب کو انکے پلین کا پتہ چل جانا تھا۔۔

پاگل ہو گئے ہو۔۔۔منہ بند رکھو اپنا اور تم۔۔۔ تمہیں کیا ضرورت تھی سچ بتانے کی۔۔۔ابرار کو آنکھیں دیکھاتے ریان نے زمدہ کو بھی گھیرے میں لیا تو وہ آگے سے دانت دیکھا گئی۔

بھابھی کو نہیں ڈانٹیں۔۔۔وہ آپ کی طرح جھوٹی نہیں ہیں۔۔۔اریبہ نے فورن زمدہ کی سائڈ لی۔

تم لوگوں کو کس نے بتایا ہے یہ۔۔۔۔ابرار کا منہ چھوڑتے ریان نے آہستہ مگر زرا سخت لہجے میں استفسار کیا۔۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا کے گھر میں موجود باقی کے افراد کو یہ راز پتہ چلے جواب راز رہا ہی نہیں تھا۔

جاسوسوں نے۔۔۔ابرار اپنی شرٹ کا کالر کھڑا کرتے بولا۔

سہی سہی بتا رہے ہو یا۔۔۔ماتھے پہ تیوری لیئے ریان اپنی آستیون کو اوپر چڑھاتا آگے بڑھا جب ابرار نے اندر کی جانب دوڈ لگا دی

آپ نے بتایا تھا جو میں بتاؤں۔۔۔وہ زور سے ہانک لگاتا اندر بھاگ گیا جس پہ ریان دانت پیس کے اریبہ اور ادینہ کی جانب گھوما۔

ہم اسے دیکھ کے آتے ہیں۔۔۔ادینہ جلدی سے بہانا بناتی اریبہ کا ہاتھ پکڑے وہاں سے نو تو گیارہ ہوئی۔۔۔توریان کی نظریں زمدہ پہ گئیں جو اپنی مسکراہٹ روک رہی تھیں۔

تمہیں بڑی ہنسی آرہی ہے۔۔۔ کہیں تم نے ہی تو نہیں بتایا انہیں۔۔۔دو قدم اسکی قریب ہوتے ماتھے پہ بل ڈالے ریان نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

زمدہ نے اسکے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکا دیا جس پہ وہ بے ساختہ پیچھے کو ہوا۔

ہم نے کچھ نہیں بتایا یہ سب آپ کی ناکام اداکاری کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ وہ سکون سے کہتی اندر بڑھ گئی تو ریان اسکی پشت کو گھور کے رہ گیا۔

مطلب وہ اسے فلوپ ایکٹر کہہ کے گئی تھی لیکن وہ کر بھی کیا سکتا تھا سوائے اسے گھورنے کے۔۔۔

🌺🌺🌺

کیاڈھونڈ رہی ہو۔۔۔کمرے میں آتے ہی اسے چیزیں ٹٹولتے دیکھ ریان پوچھے بغیر نا رہ سکا۔

اپنا فون۔۔۔۔اسنے مصروف انداز میں جواب دیا۔

رکو میں تمہیں کال ملاتا ہوں پھر آسانی سے پتہ چل جائے گا کہ کہاں رکھا ہے۔۔۔ریان نے جیب سے فون نکالتے اسکے نمبر پہ کال ملائی تو کمرے میں زمدہ کے فون کی آواز گونج گئی جو بیڈ کے نیچے سے آرہی تھی۔

ہیں ں ں ں۔۔۔یہ یہاں کیسے پہنچا۔۔۔بیڈ کے نیچے سے فون نکالتی وہ حیرت زدہ سی بولی۔

جلدی جلدی کے چکر میں تم نے ہی پھینک دیا ہو گا۔۔۔ریان کندھے اچکا کے کہتا آ کے صوفے پہ بیٹھا۔

نہیں ہمیں اچھے سے یاد ہے ہم نے فون بستر پہ ہی رکھا تھا۔۔۔۔پھر یہ نیچے کیسے۔۔۔وہ الجھ سی گئی۔

تمہیں یاد نہیں ہے،،، خیر چھوڑو تم یہ سب میرے کپڑے نکال دو میں نہانے جا رہا ہوں۔۔۔صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے وہ آنکھیں موندے بولا تو زمدہ کنفیوز سی اثبات میں سر ہلاتی فون کو سائڈ میں رکھتی الماری کی جانب بڑھ گئی مگر اسکے ذہن میں ان گنت سوچیں چل رہیں تھیں۔

اسے اچھے سے یاد تھا وہ فون اوپر رکھ کے گئی تھی اور اب بیڈ کے نیچے سے ملا تھا۔۔۔

یا تو انکے کمرے میں کوئی آیا تھا یا شاید وہ خود ہی بھول گئی تھی مگر جو بھی تھا بات سوچنے والی تھی۔

🌺 🌺 🌺 ۔

سب لوگ رات کے کھانے پہ جمع تھے۔۔۔قدسیہ بیگم اب کافی ٹھیک تھی تو وہ بھی ڈائنگ ٹیبل پہ ہی موجود تھیں۔

زمدہ نے انکے لیئے خاص پرہیزی کھانا بنایا تھا جو وہ کافی مزے سے کھا رہیں تھیں۔

مجھے آپ سب لوگوں سے کچھ کہنا ہے۔۔۔سوپ کا ایک چمچہ منہ میں ڈالتی قدسیہ بیگم نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا تو سب کھانا چھوڑے انہیں دیکھنے لگے۔

میری وجہ سے ولیمے کے پروگرام میں خلل پڑا۔۔۔میری وجہ سے آپ سب کی تیاریاں رہ گئی تو میں چاہتی ہوں آپ بچے کل جا کے ساری تیاری کر لو کیونکہ دن بہت کم رہ گئے ہیں کیوں منان میں نے ٹھیک کہا نا۔۔۔نرمی سے کہتی قدسیہ بیگم نے آخر میں منان صاحب کی بھی رائے چاہی جس پہ انہیں نے مسکرا کے ہاں میں سر ہلا دیا

آپ بلکہ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔بچوں کل کے کل اپنی ساری تیاری مکمل کر لو۔۔۔کیونکہ اس کے بعد بس ایک دن بچے گا۔۔اتوار کا ولیمہ ہے اور میں نے سارے انتظام دیکھ لیئے ہیں۔۔۔مہمانوں کی لسٹ بھی بنالی ہے

بس عامر تم آج جا کے سب کو انوائیٹ کر دینا۔۔۔منان صاحب انکی بات سے اتفاق کرتے مزید گویا ہوئے تو سب سمجھتے ہوئے خوشی اور ایکسائٹمنٹ سے سر ہلا گئے

بڑی ماما،، مما آپ دونوں بھی چلے گا نا ہمارے ساتھ۔۔۔ادینہ نے قدسیہ بیگم اور مہتاب بیگم کو مخاطب کیا۔

میں نے اپنا اور بھابھی کا سوٹ پانچ دن پہلے ہی اونلائن آرڈر کر دیا تھا آج یا کل تک آجائے گا۔۔۔مہتاب بیگم نے مسکرا کے بتایا۔

کیا تم نے میرا بھی منگوالیا تھا۔۔قدسیہ بیگم نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

جی کیونکہ میں جانتی تھی آپ اپنے بچوں کی خوشی سے زیادہ دیر دور نہیں رہ سکیں گی۔۔۔آخر آپ ماں ہیں اپنے بچے کی خوشی میں تو شریک ہوں گی نا اس لیئے میں نے آپ کا اور اپنا سیم سیم ڈریس منگو لیا ہے۔۔۔مہتاب بیگم نے خوشی سے بتایا تو سب مسکرا دیئے۔

ارے واہ ماما آپ تو ہم سے بھی زیادہ فاسٹ نکلیں۔۔۔اریبہ نے انہیں داد دیتی نظروں سے دیکھا۔

ہمم اب سب بچے کل جا کے اچھے سے اپنی اور دلہن صاحبہ کی شوپنگ کرنا۔۔۔زمدہ بیٹا آپ کو جو پسند ہو وہ لینا ہمم۔۔۔ان سب سے کہتی انہیں نے خاص طور پہ زمدہ کو مخاطب کیا تو وہ مسکرا کے اثبات میں سر ہلا گئی۔

آپ فکر ہی نا کریں چاچی۔۔۔کل تو ہم بھائی کو کنگال ہی کر دیں گے۔۔۔

ابرار مزے سے بولا تو ریان اسے گھور کے رہ گیا۔

ویسے پاپا اگر آپ بھائی کو واقعی عاق کر دیتے تو مزا ہی آ جاتا۔۔۔۔ساری جائیداد میری ہو جاتی۔۔۔میں کتنا امیر آدمی بن جاتا یار۔۔۔ابرار شرارتی نظروں سے ریان کو دیکھتا مزے سے بولا تو اسنے اسے آنکھیں دیکھائیں کہ مبادا لغہ کہیں وہ سب کچھ ہی نا اگل دے۔

واقعی سے کیا مطلب ہے بڑے پاپا نے سچ میں عاق کیا تھا بھائی کو۔۔۔۔اریبہ نے الجھ کے کہا مگر آنکھوں میں شرارت صاف واضح تھی جسے دیکھتے ریان نے اپنے ساتھ بیٹھی زمدہ کو دیکھا جو ایسے اپنے کھانے میں مگن تھی جیسے پہلی بار کھانا کھا رہی ہو۔

ایک ہی بات بار بار دوہرانا ضروری ہے کیا۔۔۔ریان نے لبوں پہ مسکراہٹ لیئے لفظوں کو چبا چبا کے ادا کیا۔۔۔انداز میں صاف وارننگ تھی۔۔۔مگر وہ لوگ تو ابھی شرارت کے موڈ میں تھے۔

وہ تو شکر تھا کے ان لوگوں کی آواز زیادہ تیز نہیں تھی اور باقی بڑے بھی سب اپنے کھانے میں مصروف تھے ورنا وہ لوگ با آواز ان کی باتیں سن سکتے تھے۔

آپ چاہتے ہیں کے ہم یہ بات نا دوہرائیں۔۔۔ادینہ کے چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ چمکی جس پہ ریان نے لب بھینچے اثبات میں سر ہلایا۔

ٹھیک ہے پھر کل کی شوپنگ اور ڈنر آپ کی طرف سے۔۔۔ریان کے بگڑتے تاثرات دیکھتے ابرار مزے سے بولا تو وہ بس اپنے بھائی کو دیکھ کے رہ گیا۔

ان لوگوں کو اچھی خاصی پوکٹ منی ملتی تھی۔۔۔مگر ان لوگوں نے کل سارا خرچہ اس پہ ڈال دیا تھا تو مطلب صاف تھا وہ لوگ کل اسے اچھا خاصا لوٹنے والے تھے۔

تم ان سب کے ساتھ ملی ہوئی ہونا۔۔۔اسنے ساتھ بیٹھی زمدہ کی طرف جھکتے سرگوشی کی تو وہ اسے ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔

اممم۔۔۔کیا۔۔۔۔ہم سے کچھ کہا۔۔۔معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتی وہ ایسی بن گئی جیسے اس نے کچھ سنا ہی نا ہو جب کے وہ اچھے سے دیکھ چکا تھا کچھ دیر پہلے ان سب کی اشارے بازی کو۔

ہمم اب تو تمہیں کچھ سنائی ہی نہیں دے گا۔۔۔وہ طنزیہ کہتا تاسف سے نفی میں سر ہلاتا اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہو گیا جب کے زمدہ اور باقی ان تینوں کے اشارے پھر سے شروع ہو گئے تھے.

🌺🌺🌺۔

رات کے نا جانے کس پہر ریان کی آنکھ کھلی تو اپنے برابر والی جگہ کو خالی دیکھ وہ فکر مندی سے اٹھ بیٹھا

کمرے میں نیم اندھیرا تھا جس میں اسے زمدہ کہیں دکھائی نہیں دی۔

واشروم کی لائٹ بھی بند تھی جس کا مطلب تھا وہ وہاں بھی موجود نہیں ہے۔

یہ کہاں چلی گئی۔۔۔۔جمائی روکے وہ بیڈ سے اترتے بالکونی کی جانب بڑھا ۔

بالکونی میں آیا تو وہ بھی خالی تھی۔۔۔اسنے گرل سے نیچے جھنکا تو وہ فون کان سے لگائے لان میں چہل قدمی کرتی نظر آئی۔

اتنی رات کو کس سے باتیں کر رہی ہے۔۔۔کیا ابھی تک اپنی خالہ سے باتیں کر رہی ہے۔۔۔وہ سوچتے ہوئے بالکونی سے نکلتے کمرے سے باہر نکلا

رات کے کھانے کے بعد وہ لوگ کافی دیر تک سب کے ساتھ بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے اور پھر جب کمرے میں آئے تو زمدہ کی خالہ کا فون آگیا جس کے بعد انکی باتوں کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو گیا تو ریان زمدہ کو فون پہ مصروف دیکھ سو گیا تھا اور اب جب اسکی آنکھ کھلی تھی تو بھی وہ کمرے میں نہیں تھی۔

پورے گھر میں نیم اندھیرا تھا۔۔بس کہیں کہیں نائٹ بلب جل رہے تھے

وہ لاؤنج میں نظریں دوڑاتا باہر لان میں آیا تو اب تک زمدہ فون پہ ہی لگی ہوئی تھی۔

آپ نہیں جانتا خالہ آپ کا داماد بہت سوتا ہے۔۔۔۔اسے سونے کے علاوہ اور کچھ نہیں آتا کسی کام کا نہیں ہے۔۔۔وہ دھیرے سے چلتے اسکے قریب

آیاتوزمدہ کی آوازاسکے کانوں سے ٹکرائی جس پہ وہ صدمے سے آنکھیں آئبرواچکائے دونوں بازو سینے پہ باندھے اسکے پیچھے ہی کھڑا ہو گیا۔

کیسا محنت خالہ سارا کام تواسکا ملازم کرتا ہے وہ توبس اپنے کمرے میں بیٹھا حکم چلاتا رہتا ہے۔۔۔وہ منہ بنائے اپنی ہی ہانکے جا رہی یہ جانے بغیر کے جس کی وہ برائیاں کر رہی ہے وہ اسکے پیچھے ہی کھڑا ہے۔

جب کے پیچھے کھڑا ریان اسے اپنی برائی میں مگن دیکھ حیرت اور صدمے سے منہ کھولے کھڑا تھا۔

ارے وہ تو۔۔۔۔۔۔

اہم اہم۔۔۔اس سے پہلے وہ اسکی مزید گوہر افشانی کرتی ریان نے گلہ کھنکھارتے اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

وہ ایک جھٹکے سے پیچھے مڑی تو ریان کو دونوں بازو باندھے خود کو ہی گھورتے پایا۔

خالہ ہم بعد میں بات کرتا ہے۔۔۔جلدی سے کہتے اسنے فون بند کیا۔

آپ اٹھ کیوں گیا۔۔۔سوتا رہنا۔۔۔وہ معصومیت سے گویا ہوئی مگر ریان کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

وہ ہم خالہ سے بات کر رہا تھا۔۔۔آپ کا نیند خراب نا ہو اس لیئے ہم یہاں آگیا۔۔۔اسکی سرخ آنکھیں خود پہ جمی دیکھ اسنے خود ہی وضاحت دی۔

ہممم تو میں سوتار ہنا ہوں۔۔۔کسی کام کا نہیں ہوں۔۔۔سارا کام میرے ملازم کرتے ہیں۔۔۔یہی کہہ رہی تھیں نا اپنی خالہ سے۔۔۔ایک ابرو اچکائے استفسار۔

نہیں تو۔۔۔اسنے جھٹ سے نفی میں سر ہلایا

چلو بیٹا کمرے میں بتاتا ہوں کے میں سونے کے علاوہ اور کیا کیا کر سکتا ہوں ۔۔۔وہ ذو معنی لہجے میں کہتا زمدہ کا ہاتھ تھامے اسے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گیا

جب کے اس کے ارادے جان کے زمدہ کی سانس خشک ہوئی تھی

ہم کو نیند آرہا ہے۔۔۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اسنے جلدی سے بہانا بنایا۔

آتا رہے تم کو نیند۔۔۔اب نا تم سوئے گا نا ہم۔۔۔وہ اسکے لہجے میں ہی اسے جواب دیتا زمدہ کو گھبرانے پہ مجبور کر گیا۔

اسے کمرے میں لاتے دروازہ لوک کیا تو زمدہ کی سانس رک گئی۔۔

کیا کہہ رہیں تھیں۔۔۔ کسی کام کا نہیں ہوں میں۔۔اب بتاتا ہوں کے میں کیا کیا کام کر سکتا ہوں۔۔۔اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے ایک جھٹکے سے اسے اپنے ساتھ لگاتے شوخی سے بولا تو زمدہ کے کانوں کی لوئیں سرخ ہوئیں۔

ہمارا یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔وہ نظریں جھکائے منمنائی تو ریان کے لبوں پہ مسکراہٹ روڈ گئی۔

تمہارا کوئی بھی مطلب ہو لیکن اب میرا یہی مطلب ہے جو تم سمجھ رہی ہو۔۔۔گھمبیر لہجے میں کہتے اسنے نرمی سے اسکے بالوں سے کیچر نکالا تو سیاں بال کسی آبشار کی طرح اسکی پشت پہ بکھر گئے

زمدہ کی دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں۔۔۔اسکی قربت پہ چہرہ سرخ انارای ہوا۔۔

میں اپنی زندگی کا یہ نیا سفر اس طرح سے شروع نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

سوچا تھا جب تم مکمل دلہن بن کے میرے کمرے میں بیٹھی میرا انتظار کر رہی ہو نگی تب سارے حق وصول کروں گا مگر اب لگ رہا ہے جیسے خود پہ قابو پانا کافی مشکل ہے۔۔۔۔اسکے چہرے پہ جھولتی لٹ کو پیچھے کرتے

اسنے اسکی گردن میں ہاتھ پھنسائے زمدہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی پیدا کر گیا۔

وہ ہم۔۔۔۔
شششششش۔۔۔وہ کانپتی آواز میں کچھ کہنے کی کوشش کر رہی تھی جب ریان نے اسکے لبوں پہ انگلی رکھتے اسے خاموش کروایا

یاد ہے تمہیں۔۔۔تم نے ہی کہا تھا اگر میں پیار سے پیش آؤ گا تو تم اپنی دلی رضامندی کے ساتھ میرے ساتھ تعاون کرو گی۔۔۔

اور آج میں نا صرف پیار سے پیش آؤں گا بلکے تمہیں میرے ہر عمل سے میری محبت کا اندازہ ہو جائے گا۔۔۔وہ سرگوشی نما آواز میں بے خودی سے کہتا اسکی گردن تھانے اسکے سرخ و سفید گال پہ لب رکھ گیا۔

شرم وحیا سے سرخ پڑھتے چہرے پہ لرزتی پلکیں جھکائے وہ دونوں ہاتھوں سے ریان کے کندھے کو تھام گئی۔

دل میں عجیب سی گدگدی ہو رہی تھی۔۔۔پیٹ میں تتلیاں اُڑ رہیں تھیں۔۔۔دھڑکنیوں کا شور کانوں میں سنائی دے رہیں تھیں

آج کوئی ہمارے بیچ نہیں آئے گا۔۔۔بے خود لہجے میں کہتے ریان نے اسکے دوسرے گال پہ لب رکھے تو وہ سکون سے آنکھیں بند کر گئی

آج تمہیں مکمل طور پہ اپنا بنا کے ہم ایک نئی زندگی کی شروعات کریں گے۔۔۔ریان نے محبت سے لب اسکی پیشانی پہ رکھے تو ایک شرمگیں مسکراہٹ زمدہ کے چہرے پہ دوڑ گئی۔

محبت بھری زندگی ہماری منتظر ہے۔۔۔کیا تم اس سفر میں میرا ساتھ دو گی۔۔۔۔اسکا چہرہ اوپر کرتے اسکے چہرے کے نزدیک اپنا چہرہ کیئے اجازت طلب نظریں اسکے چہرے پہ جمائے گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تو زمدہ کی سانسیں تیز ہوئی۔

ریان کی گرم سانسوں کا لمس اسکا چہرہ جھلسا رہیں تھیں۔۔۔سفید رنگ سرخی مائل ہو گئی تھی۔

اسنے لرزتی پلکیں اٹھا کے اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں محبت کے دیپ جل رہے تھے۔

وہ اسکی محبت سے بھری جزبات لٹاتی آنکھوں میں زیادہ دیر نا دیکھ سکی اور جلد ہی چہرہ جھکائے اسکی گردن کے گرد اپنے بازؤں کا حصار بنائے اپنا آپ اسکے حوالے کر گئی۔

اسکی یہ خود سپردگی دیکھ ریان سرشاری سے مسکراتا اسکے کندھے پہ جھولتا دوپٹہ اتار کے ایک طرف رکھتا اسکے لبوں پہ جھکتے اسکی سانسیں قید کر گیا جس پہ زمدہ زور سے آنکھیں میچتی خود کو اسکے رحم و کرم پہ چھوڑ گئی۔

وہ دونوں اپنے نئے سفر کی شروعات کرتے ایک دوسرے میں کھو گئے تھے جب کے باہر چمکتا چاند شرما کے بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔



صبح اسکی آنکھ کھلی تو زمدہ کمرے میں نہیں تھی۔۔۔

وہ فریش ہو کے نیچے آتے سیدھے ڈائنگ ٹیبل پہ آیا تو زمدہ اسے کچن سے چائے کی کیتلی لیئے آتی دیکھائی دی۔

لال سادے سے سوٹ میں اسکا نکھرا نکھرا وجود سیدھے ریان کے دل میں اتر رہا تھا

آج اسے دیکھ کے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ایک دن کی دلہن ہو۔۔۔
ریان کی قربت کے رنگ اسکے چہرے پہ صاف واضح تھے۔۔۔جو اسے اور بھی خوبصورت بنا رہے تھے۔

اسے دیکھتے مسکراتے ہوئے بامشکل اس سے نظریں ہٹاتے اپنی جگہ پہ بیٹھا۔

بیٹا آپ بھی بیٹھ کے ناشتہ کرو۔۔۔اسے ناشتہ لگاتے دیکھ قدسیہ بیگم نے پیار سے کہا تو وہ جی کہتی ریان کے برابر میں آ کے بیٹھ گئی۔

قدسیہ بیگم نے ان دنوں کو دیکھتے دل ہی دل میں نظر اتاری۔۔۔
وہ زمدہ کا بدلہ بدلہ رنگ روپ دیکھتے صدقے واری جا رہیں تھیں۔

انکی غلطی انکے بچوں کی زندگی میں کتنا اثر رکھتی تھی یہ ہو سمجھ چکیں تھیں اور اب جب سب ٹھیک ہو گیا تھا تو انکے بچوں کے چہروں پہ بھی ایک اطمینان چھا گیا تھا

کیا بات ہے بھائی آج کچھ زیادہ ہی مسکرا رہے ہیں۔۔۔ریان کے چہرے سے مسکراہٹ جدا نا ہوتے دیکھ ابرار نے آخر چھیڑ ہی دیا۔

ابرار کی بات پہ سب کی نظریں ریان کی جانب اٹھیں جنہیں دیکھ کے وہ ایک پل کے لیئے گڑ بڑا گیا مگر اگلے ہی لمحے سمبھال کے سیدھے ہو کے بیٹھا۔

میرے مسکرانے پہ کیا پابندی ہے۔۔۔ریان نے ابرو اچکائے الٹا اس سے سوال کیا تو ابرار شریر نظروں سے اسے دیکھتا دھیرے سے نفی میں سر ہلا گیا۔

ویسے آپ کو یاد ہے نا آج شوپنگ پہ جانا ہے۔۔۔اسنے ایک بار پھر یاد دلایا

ہمم یاد ہے۔۔۔ابھی میں آفس جارہاہوں۔۔۔تم سب میرے آنے سے پہلے شام میں تیار رہنا۔۔۔وہ اپنا آخری نوالہ ختم کرتے اٹھتے ہوئے بولا تو وہ تینوں سمجھتے ہوئے سر ہلا گئے

زمدہ میرا رومال نہیں مل رہا تھا۔۔۔زرا آ کے دینا۔۔۔۔وہ زمدہ کو دیکھے بغیر مخاطب کرتا ڈائنگ روم سے باہر نکل گیا تو زمدہ بھی جلدی سے اسکے پیچھے ہولی۔

وہ باہر آئی تو اچانک ریان نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ اسکے سینے سے آ لگی۔

ماڑا کیا کرتا ہے۔۔۔وہ ایک دم گھبراتی ادھر ادھر دیکھنے لگی کے کہیں کوئی آ تو نہیں رہا

تمہیں کس نے اجازت دی تھی میرے اٹھنے سے پہلے کمرے سے باہر جانے کی۔۔۔وہ اسکی کمر میں بازو حائل کیئے اسے اپنی جانب کھینچتا دونوں کے درمیان موجود دو انچ کا فاصلہ بھی مٹا گیا۔

وہ ہم کو ساسوں ماں کے لیئے ناشتہ بنانا تھا اس لیئے۔۔۔خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ دھیرے سے منمنائی جب کے نظریں مسلسل ارد گرد کا طواف کر رہیں تھیں۔

اس گھر میں بہت ملازم ہیں جو تمہارے آنے سے پہلے بھی ناشتہ بناتے تھے۔۔۔وہ طنزیہ بولا تو زمدہ نے معصوم شکل بنائے اسے دیکھا۔

ایسی شکل مت بتاؤں ورنا میرا آفس جانے کا ارادہ بدل کے کمرے میں جانے کا ارادہ بن جائے گا۔۔۔وہ وارننگ بھرے انداز بولا تو زمدہ نے اسکے سینے پہ ہاتھ جمائے اسے پیچھے کی جانب دھکا دیا مگر وہ ایک انچ نا ہلا۔

سکون سے کھڑی نہیں رہ سکتیں۔۔۔اسے بار بار مزاحمت کرتے دیکھ وہ زرا سختی سے گویا ہوا

ماڑا ہم کو چھوڑو کوئی آجائے گا۔۔۔وہ اسکی گرفت میں جھٹپٹا کے رہ گئی مگر ریان نے نا چھوڑا۔

آنے دو۔۔۔ہمیں ایک دوسرے کے اتنے قریب دیکھ کے خود ہی واپس چلا جائے گا۔۔۔وہ بے باکی سے آنکھ ونگ کرتے بولا تو زمدہ اسکا منہ تکنے لگی۔

ماڑا آپ ایک رات میں اتنا بے شرم کیسے ہو گیا۔۔۔وہ تعجب سے بولی تو ریان نے گردن پیچھے گرائے ہلکا سا قہقہہ لگایا

جب سے تم نے میرے جزبات بھڑکائے ہیں تب سے یہ دل بے شرم ہو گیا ہے۔۔۔وہ محبت سے چور لہجے میں کہتا اسکے چہرے پہ جھکنے لگا تھا جب زمدہ زور سے چلائی

اباااا۔۔۔اسکے چلاتے ہی ریان ہڑبڑا کے فورن اس سے دور ہوتے پیچھے دیکھنے لگا مگر وہاں کوئی نہیں تھا

زمدہ کی بچی۔۔۔زمدہ کے کھلکھانے کی آواز سنتے وہ اسکی جانب واپس مڑا تو وہ اسکی پہنچ سے دور جا چکی تھی۔

واپس آؤ یہاں۔۔۔ریان نے سنجیدگی سے اسے انگلی سے اشارہ کرتے اپنے پاس بلایا مگر وہ ہنستے کوئے نفی میں سر ہلاتی قدم پیچھے لینے لگی۔

دفتر جاؤ دیر ہو رہا ہے آپ کو۔۔۔وہ کھکھلا کے کہتی جلدی سے اندر بھاگ گئی تو ریان بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکراتے ہوئے گھر سے باہر نکل گیا۔

🌺 🌺 🌺۔

وہ آفس پہنچا تو چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔

مگر وہ باتوں پہ دھیان دیئے بغیر اپنے سیکٹری کو آنے کا اشارہ کرتے سیدھے اپنے آفس میں آ گیا۔

یہ باہر کیا ہو رہا ہے ظفر۔۔۔اپنی کرسی سنبھالتے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

سر ماریہ میڈم تو کہہ رہیں تھیں آپ کو بڑے سر نے عاق کر دیا ہے۔۔۔ ظفر نے پریشانی سے پوچھا تو ریان کے چہرے پہ مسکراہٹ دوڑ گئی

وہ سمجھ گیا تھا کے ماریہ پورے آفس میں یہ بات پھیلا چکی ہے مگر اسے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑھتا تھا۔

اپنی ماریہ میڈم کی باتوں پہ زیادہ یقین نہیں کیا کرو۔۔۔ خیر یہ بتاؤں کیا انہوں نے رزائن دے دیا۔۔۔وہ اپنا لیپ ٹاپ کھولتے سکون سے گویا ہوا۔

جی سر۔۔۔یہ رہا رزائنمنٹ لیٹر۔۔۔ ظفر نے ایک لفافہ اسکے سامنے رکھتے کہا تو ریان کے دل میں ٹھنڈ پڑھ گئی۔

مگر سر وہ ابھی آفس میں ہی ہیں۔۔۔ کہہ رہیں تھیں انکا کچھ سامان ہے وہ لینا ہے لیکن پتہ نہیں کون سی چیزیں ہیں انکی جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہیں۔۔۔انہیں کافی دیر ہو گئی ہے اپنے کیبن میں بیٹھے ہوئے۔۔۔ ظفر الجھ کے بتانے لگا

جانتا ہوں میں کون سی چیزیں ہیں جو ختم نہیں ہو رہیں۔۔۔ خیر تم جاؤ اب۔۔۔اسے جانے کا کہتے خود کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے سنجیدہ نظریں اسکرین پہ مرکوز کر گیا۔۔۔تو ظفر ادب سے سر ہلاتا باہر نکل گیا

وہ توجہ سے اسکرین پہ نظریں جمائے ٹچ پیڈ پہ انگلی پھیرتے کچھ پڑھنے میں مصروف تھا جب کوئی بغیر دروازہ نوک کیئے سیدھے اندر گھس آیا۔

اسنے ماتھے پہ بل ڈالے آنے والے کو دیکھا تو پل بھر میں ہی بل غائب ہوتے چہرے پہ دل جلی مسکراہٹ بکھر گئی۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟۔۔۔ماریہ نے حیرت سے اسے دیکھتے سوال کیا۔

یہ بات تو مجھے آپ سے پوچھنی چاہیئے مس ماریہ کے آپ رزائن دینے کے بعد بھی میرے آفس میں کیا کر رہی ہیں۔۔۔اسنے آفس پہ زور دیتے جتاتی نظروں سے دیکھا۔

کیا مطلب تمہارا آفس۔۔۔تمہیں تو انکل نے عاق کر دیا تھا نا۔۔۔وہ نا سمجھی سے بولی۔

ہاں لیکن اب انہوں نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا ہے۔۔وہ مزے سے کہتا اسکے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا جہاں پہلے حیرت ابھری پھر غصہ اور پھر افسوس شاید اپنی جلد بازی پہ۔

مگر ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔۔۔وہ جھنجھلا کے بولی

اپنے دماغ پہ زیادہ زور مت دو۔۔۔اپنا جو سامان لینا تھا وہ لو اور نکل جاؤں میرے آفس سے۔۔۔وہ سکون سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔

نہیں۔۔۔۔میں کہیں نہیں جارہی۔۔۔میں اپنی رزائنمنٹ واپس لیتی ہوں۔۔۔وہ جلدی سے بولی توریان کا دلکش قہقہہ گونج گیا۔

مس ماریہ آپ رزائن دے چکی ہیں اومیں ایکسیپٹ بھی کر چکا ہوں اس لیئے اب آپ کی یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔۔۔اسکی حالت سے لطف اندوز ہوتے وہ مزے سے بولا۔

مگر اب میں یہ جاب نہیں چھوڑنا چاہتی۔۔۔ماریہ کی آواز میں بے بسی جھلکی جس پہ اسنے سر جھٹکا۔

مس ماریہ آپ سے بحث کرنے کے علاؤہ میرے پاس اور بھی بہت سے کام ہیں۔۔۔اس لیئے آپ پلیز یہاں سے جاسکتی ہیں۔۔۔اسنے دروازے کی جانب اشارہ کیا مگر وہ ڈھیٹ ہڈی وہیں جمی کھڑی رہی۔

میں کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔جب تک تم مجھے پھر سے جاب پہ نہیں رکھ لیتے۔۔۔وہ غصے اور بے بسی سے بولی توریان نے ایک گہری سانس بھری۔

تمہارے پاس دو منٹ ہیں۔۔۔اس دروازے سے لے کر اس بلڈنگ سے باہر جانے کے لیئے۔۔۔اگر دو منٹ کے اندر اندر تم یہاں سے نہیں گئیں تو مجھے سیکیورٹی بلا کے زبردستی تمہیں یہاں سے باہر پھکوانا پڑے گا۔۔۔ اسنے سنجدگی سے دھمکی دی جو کافی کارگر ثابت ہوئی۔

تم اچھا نہیں کر رہے میرے ساتھ۔۔۔واپس آؤ گی میں یاد رکھنا۔۔۔انگلی اٹھا کے وارن کرتی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی تو وہ بھی سر جھٹکتے واپس اپنے کام کی جانب متوجہ ہو گیا۔



بھابھی کیسا لگ رہا ہے یہ۔۔۔میں یہ لے لو۔۔۔۔اچھا لگے گا نا مجھ پہ۔۔۔۔

اریبہ نے اپنے ساتھ لائٹ پنک کلر کا سوٹ لگاتے زمدہ سے پوچھا جس پہ زمدہ سوچ میں پڑھ گئی

وہ لوگ کچھ دیر پہلے ہی مال آئے تھے اور آتے ساتھ ہی لڑکیاں زور و شور سے شوپنگ اسٹاٹ کر چکیں تھیں جس میں ابرار انکا پورا پورا ساتھ دے رہا تھا۔

ایک سے بڑھ کے ایک مہنگی چیز دیکھ رہا تھا جس پہ ریان بس تاسف سے سر ہلا کے رہ جاتا۔

بتائیں نابھا بھی کیسا ہے۔۔۔اسے سوچ میں ڈوبے دیکھ اریبہ نے پھر سے پکارہ۔

ہمم اچھا ہے۔۔۔پر ہے کتنے کا۔۔۔اسنے اوپر سے لے کے نیچے تک سوٹ کو دیکھا۔

بس اٹھائس ہزار کا ہے۔۔۔پرائز ٹیگ دیکھ اریبہ نے خوش ہوتے بتایا جب کے زمرہ تو پیسے سن کے بے ہوش ہونے کے درپہ تھی۔

ماڑا اٹھائیس ہزار تمہیں بس لگ رہا ہے۔۔۔ارے ایسا ہے ہی کیا اس میں ۔۔۔اسنے صدمے سے آنکھیں پھاڑے اس سوٹ کو دیکھا جو لائٹ سے کام کا تھا۔

بھابھی ڈزائنر کپڑے ایسے ہی ہوتے ہیں بلکے اس سے بھی مہنگے ہوتے ہیں یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔اریبہ وہ سوٹ واپس ٹانگتی دوسرا دیکھتے ہوئے بولی

اس سے تو اچھا ہم ہفتہ بازار سے خریداری کر لیتا ایک سے ایک اچھا جوڑا وہاں مل جاتا اور وہ بھی سستے میں۔۔۔وہ تاسف سے اس سب کپڑوں کو دیکھتی منہ بنا کے بولی تو اریبہ کی ہنسی نکل گئ۔

سیریسلی بھابھی ہفتہ بازار۔۔۔وہاں کے کپڑوں میں اور یہاں کے کپڑوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔۔۔اریبہ نے اسے سمجھانا چاہا۔

ارے چھوڑو تم یہ سب ہم کل ہی جا کے ہفتہ بازار سے کپڑے لے آئے گا۔۔۔چلو یہاں سے چلتا ہے۔۔۔وہ اسکے ہاتھ سے سوٹ لیتی واپس ہینگ کر گئی۔

اوہو بھابھی آپ ہمارے بس کی نہیں ہیں۔۔۔آپ کو بھائی ہی ہینڈل کر سکتے ہیں۔۔۔آپ آئیں میرے ساتھ۔۔۔۔اریبہ ہنستے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑے بینچ پہ بیٹھے ریان کے پاس لائی۔

بھائی آپ بھابھی کو لے جا کے زرا انکے ولیمے کا ڈریس دلا دیں جب تک ہم یہاں اپنی شوپنگ کر لیتے ہیں ورنا آپ کی بیگم ہمیں شوپنگ کرنے نہیں دیں گی۔۔۔انکا بس چلے تو اپنے میاں کے پیسے بچانے کے چکر میں ہمیں ہفتہ بازار لے جائیں۔۔۔اریبہ ہنستے ہوئے بولی تو ریان اسکی بات سمجھتے مسکرا دیا جب کے زمدہ نے اسے گھور کے دیکھا۔

یہ لو۔۔۔یہ کارڈ رکھو تم لوگ۔۔۔اپنی شوپنگ کر لو اور ہم لوگ اپنی کر لیتے ہیں۔۔۔ریان نے والٹ سے کاڈر نکالتے اریبہ کو تھمایا جسے وہ خوشی سے لیتی ادینہ کی جانب بڑھ گئی جو ابرار کے ساتھ مل کے نا جانے کون کون سے سوٹ لے رہی تھی۔

ریان نے ہمیشہ انہیں اپنی سگی بہنوں کی طرح رکھا تھا اس لیئے انہیں کبھی بھی ریان سے کچھ بھی لینے میں کوئی شرم یا جھجھک محسوس نہیں ہوتی تھی۔

ان لوگوں کو اپنی شوپنگ میں مگن دیکھ وہ زمدہ کا ہاتھ تھامے اسے اپنے ساتھ لیئے باہر نکل گیا۔.

ہم کہاں جا رہا ہے۔۔۔

تمہارا برائڈل ڈریس لینے۔۔۔لفٹ کی جانب بڑھتے ریان نے زرا سا مسکرا کے جواب دیا۔

ہمارا کیا لینے۔۔۔اسنے نا سمجھی سے پوچھا۔

تمہارے لیئے دلہن کا جوڑا لینے۔۔۔آخر تم دلہن ہو۔۔تمہاری شوپنگ کچھ خاص ہے۔۔۔لفٹ میں داخل ہوتے اسنے زمدہ کے گرد اپنے بازو پھیلاتے اسے اپنے ساتھ لگایا تو وہ بھی اسے جلدی سے تھامتی اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔

کچھ نہیں ہوتا رلیکس۔۔۔اپنے کوٹ پہ اسکی سخت ہوتی گرفت محسوس کرتے اسنے اسکی پشت تھپتھپائی۔

لفٹ تیسرے فلور پہ رکی تو زمدہ کی جان میں جان آئی۔۔۔۔دروازہ کھلتے ہی وہ تیزی سے باہر نکلی جس پہ ریان تاسف سے سر ہلاتا اسکے پیچھے باہر نکلا۔

آؤ اس طرف۔۔۔۔اسکا ہاتھ تھامے وہ اسے اپنے ساتھ لیئے آگے بڑھا

اللہ اللہ کتنے اچھے چوڑے ہیں۔۔۔ریان اسے لیئے ایک بوتیک میں داخل ہوا تو وہاں لگے خوبصورت ڈریسسز کو دیکھتے زمدہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

اچھے لگے نا۔۔۔چلو اب ان میں سے تمہارے لیئے پسند کرتے ہیں۔۔۔وہ آگے بڑھتا خود ہی اسکے لیئے کپڑے دیکھنے لگا جس میں زمدہ اسکا پورا پورا ساتھ دے رہی تھی۔

سیلز گرل ایک سے بڑھ کے ایک خوبصورت ڈریس اسے دیکھا رہی تھی مگر وہ سارے ہی ریجکٹ کرتا جا رہا تھا۔

اسے کسی کا کلر اچھا نہیں لگ رہا تھا تو کسی کا ڈیزائن۔۔۔کسی کی آستین چھوڑی تھی تو کسی کی آستین پوری نیٹ کیں تھیں۔۔۔کسی کا گلہ بڑا تھا تو کسی کی بیک پہ صرف نیٹ لگی ہوئی تھی۔

اسے یہ سارے ہی سوٹ زمدہ کے لیئے ناقابل قبول لگے۔
وہ زمدہ کے لیئے ایسا سوٹ لینا چاہتا تھا جس میں وہ کمفٹیبل ہو۔۔۔اور آخر کار کافی سارے سوٹ دیکھنے کے بعد اسے ایک سوٹ بلکہ زمدہ کے معیار کا لگا۔

ہمم یہ اچھا ہے۔۔۔چلو جاؤ اسے ایک بار پہن کے چیک کر لو۔۔۔۔
لائٹ بلو فل سلیوز والی میکسی اسکے ساتھ لگاتے بولا تو وہ اسے دیکھنے لگی

کیا ہوا جاؤ۔۔۔پہن کے چیک کرو۔۔۔اسے خود کو تکتے دیکھ وہ پھر سے
بولا

یہاں کیسے کرے۔۔۔وہ ادر گرد لوگوں کو دیکھتی زرا الجھ کے بولی تو وہ منہ
نیچے کیئے مسکرا دیا

میری معصوم بیوی۔۔۔یہاں چینج کرنے کے لیئے کمرے الگ سے بنے
ہوتے ہیں۔۔۔اسکے گال پہ ہاتھ رکھتے اسنے مسکرا کے بولا تو وہ او کی شیپ
میں ہونٹوں کو گول کر گئی۔

آئیں میم میں آپ کو لے چلتی ہوں۔۔۔ان دونوں کو کپڑے دیکھانے والی سیلز گرل اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتی آگے بڑھ گئی تو وہ ریان کے ہاتھ سے سوٹ لیتی اسکے پیچھے ہولی۔

زمدہ کو گئے پانچ منٹ ہونے کو آئے تھے۔۔۔وہ گھڑی پہ ٹائم دیکھتا چینجنگ روم کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا جب اسکا فون بجا۔

اسنے رک کے جیب سے فون نکالا تو ابرار کی کال تھی۔

ہاں بولو۔۔۔فون کال سے لگائے اسکی پوری توجہ اس طرف تھی جہاں سے زمدہ گئی تھی۔

ابرار اسے اپنی شوپنگ کا بتاتے ہوئے انکا پتہ پوچھ رہا تھا جب اسکے کانوں سے ایک جانی پہچانی آواز ٹکرائی۔

یہ رہی انفرمیشن۔۔۔اور سر کو کہنا مجھے تین دن کا وقت چاہیئے۔۔۔اس کے بعد یہ کام ہو جائے گا۔۔۔

آواز کافی جانی پہچانی تھی مگر لہجہ بلکل بدلہ ہوا تھا۔۔۔اسنے فورن مڑ کے پیچھے دیکھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا

فون بند کرتے وہ دکان سے باہر نکلتے ادر گرد نظریں دوڑانے لگا مگر دور دور تک کوئی جانا پہچانا دیکھائی نا دیا تو وہ واپس اندر آ گیا جہاں زمدہ کھڑی اسکا انتظار کر رہی تھی

کہاں گیا تھا آپ۔۔۔اسے اپنی جانب آتے دیکھ وہ پوچھے بغیر نارہ پائی۔

ابرار کی کال آئی تھی بس وہی سنے گیا تھا اور یہ کیا تم نے سوٹ پہن کے نہیں دیکھا۔۔۔اسے ویسے ہی کھڑی دیکھ وہ حیرت سے بولا۔

یہ ہم کو تھوڑا ٹائٹ ہے اس لیئے ہم پہن کے باہر نہیں آیا۔۔۔اسنے وجہ بتائی جسے سمجھتے وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔

اس میں ایک سائز بڑا ہو گا۔۔۔ریان نے سیلز گرل سے پوچھا۔

سر یہ سائز میم کے لیئے پرفیکٹ ہے۔۔۔انہیں بلکہ ٹھیک آئے گا۔۔۔۔لڑکی نے شائستگی سے زمدہ کے ہاتھ میں موجود سوٹ کی جانب اشارہ کیا تو زمدہ کے ماتھے پہ بل ہڑے۔

ماڑاسوٹ تم کو پہنا ہے یا ہم کو۔۔۔۔ہمارا جسم ہے ہمیں پتہ ہے کون سا ناپ آئے گا اور کون سا نہیں۔۔۔۔وہ لڑکی پہ بھڑک اٹھی۔

اوکے اوکے میں سمجھ سکتی ہوں۔۔۔اسکا کل سائز آجائے گا آپ کل لے لیجیئے گا۔۔۔زمدہ کے غصے سے ڈرتی وہ لڑکی جلدی سے بولی۔

اوکے!!!پر کل تک لازمی آجانا چاہیئے۔۔۔کیونکہ پرسوں ہمارا ایونٹ ہے۔۔۔ریان نے رسان سے کہا جس پہ وہ لڑکی سر ہلا گئی

ویسے اسکا قیمت کیا ہے۔۔۔سوٹ پہ ہاتھ پھیرتے اسنے قیمت جاننی چاہی۔

میم یہ ون۔۔۔۔۔

آ۔۔۔رہنے دیں۔۔۔چلو زمدہ چلیں تمہیں باقی کی شوپنگ بھی کرنی ہے۔۔۔اس سے پہلے سیلز گرل اسے قیمت بتاتی اور زمدہ پھر وہیں شروع ہو جاتی ریان نے اس لڑکی کی بات کاٹتے زمدہ کے ہاتھ سے سوٹ لے کے رکھتے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے لیئے باہر نکل گیا۔

ارے آپ ہم کو باہر کیوں لے آیا۔۔۔پہلے اسکا قیمت تو معلوم کرنے دیتا ۔۔پتہ چلے وہ ہم کو بہت مہنگا دے رہا ہو پھر۔۔۔اسکے ساتھ چلی زمدہ فکر مندی سے بولی۔

فکر مت کرو اگر وہ مہنگا دے گی نا تو میں واپس کر دوں گا۔۔۔کینٹن کی جانب مڑتے ریان نے بہانا بنایا جس پہ وہ کچھ مطمئن ہو گئی

ارے واہ ہم کچھ کھانے جارہا ہے۔۔۔تو پھر ایک کام کرتا ہے ابرار، اریبہ اور ادینہ کو بھی بلالیتا ہے۔۔۔ کینٹین میں داخل ہوتے ہی وہ خوشی سے چہکی کیونکہ اسے کافی دیر سے بھوک لگ رہی تھی۔

میں انہیں پہلے ہی بلا چکا ہوں اور دیکھو بھکڑوں کو ہم سے پہلے پہنچ کے کھانا بھی شروع کر چکے ہیں۔۔۔ریان نے اسکی توجہ کونے کی ٹیبل کی جانب کروائی جہاں وہ تینوں بیٹھے مزے سے برگر کھا رہے تھے۔

ماڑا تم لوگوں نے ہمارا انتظار بھی نہیں کیا۔۔۔ان لوگوں کے پاس آتی زمدہ کرسی پہ پاؤں اوپر کر کے بیٹھنے ہی لگی تھی کہ فورن سے پاؤں واپس نیچے کر گئی

اسے ایسا کرتے ریان نے بڑے غور سے دیکھا تھا۔۔۔مطلب وہ اسکی باتیں سمجھتی تھی۔۔۔ان پہ عمل بھی کرتی تھی ریان کے لیئے اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی تھی

میں آرڈر دے کے آتا ہوں۔۔اسے وہیں بیٹھا کے وہ خود آڈر دینے نکل گیا تو وہ ان تینوں کے ساتھ باتوں میں لگ گئی۔

🌺🌺🌺۔

آج تو بہت ہی مزا آگیا۔۔۔ڈھیر سارے شوپنگ بیگز گاڈی کی ڈگی میں رکھتے ابرار مزے سے بولا۔

ہمم تمہاری جیب سے کچھ نہیں گیا اس لیئے مزا تو آنا ہی تھا نا۔۔۔کنجوس مکھی چوس۔۔۔ادینہ نے اسے چھیڑا جس پہ وہ منہ بنا گیا۔

اب کھانا کھانے کہاں چلنا ہے بھائی۔۔۔اریبہ نے ریان سے پوچھا جو زمدہ کے لیئے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولے کھڑا تھا۔

تم لوگوں کے پیٹ میں ابھی کھانے کی بھی جگہ بچی ہے۔۔۔ریان نے حیرت سے پوچھا کیونکہ وہ لوگ پوری شوپنگ کے دوران کچھ نا کچھ کھاتے ہی رہے تھے۔

ہاں۔۔۔تینوں نے ایک ساتھ سر ہلایا جس میں زمدہ بھی شامل ہو گئی۔

ٹھیک ہے۔۔۔پھر اپنے وہیں پرانے ریسٹورنٹ چلتے ہیں۔۔۔زمدہ کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے کہا تو وہ تینوں سر ہلا گئے۔

تم لوگ پہنچوں مجھے زرا کچھ کام ہے میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔۔۔

گاڑی کا دروازہ بند کرتے وہ ابرار سے بولا تو وہ ادینہ اور اریبہ کو لیئے دوسری گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

ماڑا کہاں جا رہا ہے آپ۔۔۔۔ کھڑکی سے باہر نکلتی زمدہ نے تعجب سے پوچھا۔

ایک کام ہے۔۔۔بس دس منٹ میں آیا تم اندر آرام سے بیٹھو ہمم۔۔۔اسکا گال تھپتھپاتے وہ آگے کی جانب بڑھتا زمدہ کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو وہ بھی واپس سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتی شیشہ اوپر کر گئی۔

دس منٹ، پندرہ منٹ یہاں تک کے اسے گئے بیس منٹ ہو گئے مگر ریان کا کہیں کوئی اتا پتہ نہیں تھا اور وہ اب گاڑی میں اکیلے بیٹھے بیٹھے جھنجھلا گئی تھی۔

اسنے کتنے ہی فون ریان کو ملائے مگر آگے سے کوئی جواب نا آیا۔۔۔وہ غصے سے ابھی گاڑی سے اترنے ہی لگی تھی جب ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتے ریان تیزی سے اپنی جگہ پہ بیٹھا۔

سوری سوری۔۔۔دیر ہو گئی مجھے آنے میں۔۔۔۔معذرت کرتے اسنے جلدی سے گاڑی اسٹارٹ کی۔

رکو۔۔۔ہم کو باتھروم جانا ہے۔۔۔اس سے پہلے وہ گاڑی آگے بڑھاتا زمدہ فورن بول پڑی۔

ابھی بس دو منٹ میں ریسٹورنٹ پہنچ رہے ہیں پھر چلی جانا۔۔۔ریان نے سمجھایا مگر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

نہیں ہم کو ابھی جانا ہے۔۔۔وہ زرا خفگی سے بولی تو ریان کو ماننا ہی پڑا۔

اچھا چلو میں لے چلتا ہوں۔۔۔گاڑی واپس بند کرتے اسنے سیٹ بیلڈ کھولی۔

نہیں ہم خود ہی چلا جائے گا۔۔وہ منہ بنائے کہتی گاڑی سے اتر گئی

مگر تم اکیلی کیسے جاؤں گی۔۔۔تمہیں تو راستوں کا پتہ ہی نہیں ہے۔۔۔ ریان متفکر ہوا۔

ہم کو پتہ ہے۔۔۔ہم اریبہ کے ساتھ گیا تھا۔۔۔ہم کو راستہ یاد ہے۔۔۔
آپ ہمارا انتظار کروں ہم بس پانچ منٹ میں آیا۔۔۔وہ بھی بلکل اسہی کے انداز میں کہتی آگے بڑھ گئی جب کے ریان بس گہرا سانس بھرتے اسے دیکھتا رہ گیا۔

وہ کہہ کے پانچ منٹ کا گئی تھی اور اب پچیس منٹ ہو گئے تھے نا وہ واپس آئی تھی اور نا ہی فون اٹھا رہی تھی۔۔۔ریان کو اب اسکی فکر ہونے لگی تھی۔

ابرار بھی بار بار اسے فون کر رہا تھا جس پہ بس اسنے ایک بار آ رہے ہیں کہہ کے دوبارہ فون نہیں اٹھایا تھا۔۔۔

مگر اب کافی دیر ہو گئی تھی۔۔۔وہ پریشانی سے گاڑی سے نکل کے اندر کی جانب بڑھا۔۔۔

اسنے واشروم سے لے کے اندر پورا مال دیکھ لیا مگر وہ کہیں نہیں ملی

کہاں چلی گئی۔۔بولا بھی تھا میں ساتھ چلتا ہوں۔۔۔خود سے بڑبڑاتے فکر مندی سے چہرے پہ ہاتھ پھیرتے وہ واپس گاڑی کی طرف آیا تو اسے دور سے ہی زمدہ گاڑی میں بیٹھی آئسکریم کھارتی نظر آئی۔

وہ دوڈ کے گاڑی تک پہنچا اور دروازہ کھولتے ایک جھٹکے سے اسے گاڑی سے باہر نکالتے اپنے سینے سے لگا گیا۔

زمدہ جو اپنے دھیان میں بیٹھی مزے سے آئسکریم کھا رہی تھی اس اچانک افتادہ پہ ساکت رہ گئی۔

کہاں چلی گئیں تھیں تم۔۔۔پتہ ہے میں کتنا پریشان ہو گیا تھا۔۔۔اسے اپنے سینے میں بھینچے وہ سکون محسوس کر رہا تھا۔

ارے ہم بتا کے تو گیا تھا۔۔۔زمدہ پیچھے ہوتی پر سکون انداز میں بولی۔

اتنی دیر لگتی ہے اور یہ آئسکریم۔۔۔ادھر میں پریشان ہو رہا تھا اور تم مزے سے آئسکریم کھا رہی ہو۔۔۔تمہیں زرا فکر ہے میری کہ کیا حالت ہو گئی تھی۔۔۔

میں پاگلوں کی طرح تمہیں اندر مال میں ڈھونڈ رہا تھا اور تم مزے کر رہیں تھیں۔۔۔اسکے ہاتھ میں آئسکریم دیکھ وہ ایک دم بھڑک اٹھا جس پہ زمدہ نے اسے آنکھیں چھوٹی کیئے دیکھا

احساس ہے تمہیں۔۔۔پانچ منٹ کا کہہ کے گئی۔ تھی۔اور اب آدھا گھنٹہ ہونے والا ہے۔۔۔۔ مگر نہیں تم تو بچائے اپنی غلطی پہ سوری کرنے کے الٹا مجھے گھور رہی ہو۔۔۔ڈانٹتے ہوئے ریان نے بھی بدلے میں اسے گھورا۔

آپ بھی تو دس منٹ کا کہہ کے گیا تھا اور آیا بیس منٹ میں تھا تب ہم نے کچھ کہا تھا۔۔۔وہ منہ بنائے کہتی واپس گاڑی میں بیٹھتی دروازہ بند کرنے لگی تھی جب ریان نے بیچ میں ہی دروازہ روک دیا۔

تو مطلب تم نے یہ مجھ سے بدلا لیا ہے۔۔۔ریان نے ابرو اچکائے پوچھا جس پہ وہ آئسکریم کھارتی زور و شوروں سے ہاں میں سر ہلا گئی۔

ماڑا اب آپ کو پتہ چلا ہو گا کے ہم کیسے اکیلا بیٹھا تھا۔۔۔آپ تو ہمیں یہاں اکیلا بیٹھا کہ پتہ نہیں کہاں غائب ہو گیا تھا۔۔۔مگر اب آپ کو اچھے سے احساس ہو گیا ہو گا کے ہم نے وہ وقت کیسے گزارا تھا۔۔۔وہ منہ بنائے کہتی ایک جھٹکے سے دروازہ بند کر گئی۔

ریان نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کی مگر غصہ تو اتنا آرہا تھا کے رکھ کے ایک لگائے اس کے جو بچوں جیسی حرکتیں کر رہی تھیں۔

آنکھیں بند کیئے گہری سانس بھرتے اسنے سارا غصہ ہوا کے سپرد کیا اور جلدی سے ڈائیونگ سیٹ پہ آ کے بیٹھتے بغیر کچھ کہے گاڑی اسٹار کرتے آگے بڑھا گیا۔



رات ڈنر کرنے کے بعد وہ لوگ گھر آئے تو آتے ساتھ ہی ریان اپنے کمرے میں چلا گیا۔

زمدہ کب سے اسکی خاموشی نوٹ کر رہی تھی اور سمجھ بھی رہی تھی کے وہ کیوں خاموش ہے۔۔۔

وہ سمجھ چکی تھی کے ریان اس سے ناراض ہے۔۔۔کیونکہ وہ سارے راستے بھی خاموش رہا تھا۔۔۔

اریبہ،ادینہ اور ابرار سے تو باتیں کر رہا تھا مگر اس کی طرف نظر بھر کے بھی نہیں دیکھتا تھا جس سے زمدہ کو اسکی ناراضگی کی حد کا اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کس حد تک ناراض ہے۔

اب بھی گھر آتے ہی وہ سیدھے اوپر چلا گیا تھا۔۔۔
زمدہ تھوڑی دیر سب کے پاس بیٹھتی نیند کا بہانا بنا کے اوپر آگئی

وہ کمرے میں آئی تو ریان چینج کر کے سونے کے لیئے لیٹ چکا تھا یا شاید سو چکا تھا وہ سمجھ نہیں سکی۔

اسکا یوں خاموش ہونا۔۔۔کوئی بات نا کرنا زمدہ کو بلکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ شدید ناراض ہے اور اب اسے منانا بھی تھا۔

ماڑا ہمارا بات سنو۔۔۔اسکے سرہانے کھڑے ہوتے اسے مخاطب کیا مگر وہ آنکھیں موندے بے حس و حرکت لیٹا رکھا

ماڑا ناراض ہے کیا ہم سے۔۔۔وہ زرا زور سے بولی مگر وہ ویسے ہی لیٹا رہا۔

ماڑا سو گیا کیا۔۔۔وہ اسکے پاس ہی تھوڑی سی جگہ بنا کے بیٹھی تو وہ ہلکا سا پیچھے کھسک گیا۔

اوئے ماڑا بات تو سنوں۔۔۔زمدہ نے زور سے اسکا بازو ہلایا تو وہ جھنجھلا کے اٹھ بیٹھا۔

کیا ہے۔۔۔کیا ماڑا ماڑا الگا رکھا ہے۔۔۔وہ زرا غصے سے بولا تو وہ معصوم شکل بنا گئی۔

کوئی کہتا ہے جب ہم اسے ماڑا کہہ کے بلاتا ہے تو اسے ہم پہ بہت پیار آتا ہے بہت معصوم لگتا ہے ہم۔۔۔وہ آنکھیں پٹپٹاتی مسکراہٹ روکے بڑی مشکل سے بولی

یہ تو میں نے کہا تھا۔۔۔مطلب تم اس وقت جاگ رہیں تھیں۔۔۔ریان کو یاد آتے ہی جھٹکا لگا۔

اسنے یہ بات کافی دن پہلے کہی تھیں جب وہ سو رہی تھی۔۔۔وہ تو سمجھا تھا وہ سو رہی ہے مگر یہاں تو وہ بہت بڑی میسنی نکلی تھی جو سونے کا ناٹک کر کے

اسکی باتیں سنتی تھی اور سامنے بلکل ایسی بن جاتی تھی جیسے اس سے زیادہ معصوم اور کوئی ہو ہی نہیں۔

نہیں بس ہمارا تھوڑی دیر کے لیئے آنکھ کھل گیا تھا۔۔۔وہ دانتوں کی نمائش کرواتی مزے سے بولی تو ریان اسے گھورتے ہوئے واپس لیٹ گیا۔

ارے آپ واپس کیوں لیٹ گیا۔۔۔ہمارا بات تو سنا نہیں۔۔۔۔زمدہ نے پھر سے اسکا بازو پکڑ کے ہلایا۔

مجھے کچھ نہیں سنا۔۔۔وہ خفگی سے کہتا کروٹ بدل گیا۔

ایسے کیسے نہیں سنے گا۔۔۔آپ کو سنا پڑے گا ورنا اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔زمدہ نے اپنے تیئں اسے دھمکی دی جس پہ ریان فورن اٹھ کے بیٹھا۔

ورنا کیا اچھا نہیں ہو گا۔۔۔کیا!!!!!کر کیا لو گی تم۔۔۔وہ تیوری چڑھے بولا تو زمدہ کھسیانی ہنسی ہنس دی۔

وہ ہم کہہ رہا تھا۔۔۔۔

کہا کہہ رہا تھا ہاں۔۔۔۔اسنے اسکی بات کاٹتے اسہی کے انداز میں مگر سرد لہجے میں کہا تو وہ سر جھکا گئی۔

ساری(سوری)۔۔۔۔وہ نظریں جھکائے بولی۔

تم نے کیا سوچ کے وہ حرکت کی تھی۔۔۔ریان نے اسکا بازو پکڑتے اسے اپنے قریب کیا تو وہ معصومیت سے اسے دیکھنے لگی۔

ہم تو بس بدلہ لینا چاہ رہا تھا۔۔۔وہ دھیرے سے منمنائی۔

پاگل ہو تم۔۔۔ تمہیں اندازہ بھی ہے میں وہاں گاڑی میں بیٹھے بیٹھے کتنا پریشان ہو گیا تھا۔۔۔ تمہیں ڈھونڈنے بھی گیا مگر تم کہیں نہیں ملیں۔۔۔ جانتی ہو اس وقت میری کیا حالت تھی۔۔۔کیسے کیسے عجیب خیال آ رہے تھے میرے دل میں۔۔۔اسے اپنے مزید قریب کرتے وہ بے بسی سے بولا تو زمدہ کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا۔

وہ سمجھ گئی تھی کہ مزاق مزاق میں ہی سہی مگر وہ اسے کافی پریشان کر چکی ہے۔

ہم کو معاف کر دو۔۔۔ہم کو نہیں پتہ تھا کے آپ اتنا پریشان ہو جائے گا۔۔۔ہم تو بس ایسے ہی مزاق کر رہا تھا۔۔۔وہ ایک ہاتھ سے اسکا چہرہ تھامے شرمندگی سے بولی توریان نے اسکے ماتھے سے ماتھا ٹکائے گہرا سانس بھرا۔

اس وقت مجھے ایسا لگا جیسے اگر تم نا ملیں تو میری جان نکل جائے گی۔۔۔پلیز آئندہ ایسا مزاق کبھی نہیں کرنا۔۔۔وہ شدت سے اسکے ماتھے پہ لب رکھتے گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تو زمدہ نے مسکرا کے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ایسے نہیں وعدہ کرو کبھی ایسا نہیں کرو گی۔۔۔مزاق میں بھی کبھی مجھ سے دور نہیں جاؤ گی۔۔۔وہ اسکی گردن میں ہاتھ ڈالے اسکا چہرہ اوپر اٹھائے جزبات سے چور لہجے میں بولا۔

ہم وعدہ کرتا ہے کبھی ایسا مزاق نہیں کرے گا۔۔۔اسکی شدت سے گھبراتے اسنے فورن سے وعدہ کیا۔

اسکی بے پناہ نزدیگی اوپر سے اسکی گرم سانسوں سے جھلسا چہرا اسے سانس روکنے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔اسے نہیں پتہ تھا کے اسکا یہ بدلہ اسے اتنا مہنگا پڑھنے والا ہے کہ اسکی سانسیں ہی روک لے گا۔

اسکے وعدہ رکتے ہی ریان شدت سے اسکے لبوں پہ جھکتا سہی معنوں میں اب اسکی سانسیں روک گیا تھا۔

زمدہ نے بڑی سختی سے آنکھیں میچے سینے پہ سے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھرا۔۔۔

وہ اپنا غصہ ناراضگی سب بھلائے اسے خود میں بھینچتا جا رہا تھا۔

اسکی سانسوں کو آواز کیئے بغیر ہی اسکے سر کے نیچے ہاتھ رکھتے ریان نے اسے گھما کے تکیے پہ لٹاتے خود اس پہ سایہ بنا گیا۔

وہ دونوں ایک دوسرے میں کھوتے جا رہے تھے جب زمدہ کے فون کی آواز نے ان دونوں کے سحر کو توڑا۔

ریان نے سائڈ کارنر سے فون اٹھا کے دیکھا تو اس پہ خالہ لگا ہوا تھا۔

ہم بات کرتا ہے۔۔۔۔زمدہ اٹھنے لگی تھی جب ریان نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے ایسا کرنے سے روکا۔

خاموشی سے لیٹی رہو۔۔۔ صبح خالا کو بتا دینا انکا داماد صرف سونے کے علاوہ بھی بہت سے کام کرتا ہے۔۔۔۔وہ معنی خیزی سے کہتا فون سائلنٹ پہ لگا کے واپس رکھتے پھر سے اس پہ جھک گیا۔

اسکے لبوں کا نرم گرم لمس اپنی گردن ہی جا بجا محسوس کر وہ سکون سے آنکھیں موندتی اسکے گرد اپنے بازؤں کا گھیرا بنا گئی۔

🌺 🌺 🌺 ۔

نیا دن اپنے ساتھ کئی مصروفیات لے کے آیا تھا۔۔۔

. صبح سے ہی گھر میں آنے والے دن کی تیاریاں شروع ہو گئیں تھیں

کل کے لیئے سب اپنی اپنی چیزیں جمع کر رہے تھے۔۔۔

کوئی بوتیک سے سوٹ لا رہا تھا تو کوئی مہندی لگوا رہا تھا۔

ناشتے کے بعد سے ہی مہندی والی آگئی تھی۔۔۔

وہ سب کو مہندی لگانے کے بعد اب زمدہ کے مہندی لگانے بیٹھی تھی۔

قدسیہ بیگم نے کہا تھا کے اسکے دونوں ہاتھوں اور پاؤں پہ بھر بھر کے مہندی لگانی ہے جس وجہ سے اسنے سب سے آخر میں لگوائی تھی۔

وہ لاؤنج میں سب کے ساتھ بیٹھ کے ہی مہندی لگوا رہی تھی۔۔۔اسکا کہنا تھا اگر کمرے میں بیٹھ کے لگوائے گی تو اسے اور بھی جلدی نیند آنے لگے گی اس وجہ سے وہ سب کے ساتھ ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

کافی دیر سے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے وہ تھک گئی تھی۔۔۔اور اب تو بیٹھے بیٹھے اسے نیند کے جھونکے بھی آنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔

اسکی آنکھیں بند ہونے لگیں تھیں۔۔۔مگر اس سے پہلے وہ بیٹھے بیٹھے نیند کی وادی میں اترتی لاؤنج میں ماریہ کی ہشاش بشاش آواز گونجی تو اسکی پوری آنکھیں کھل گئیں۔

ہیلو ایوری ون۔۔۔ٹائٹ گھٹنوں سے اوپر کرتی اور جینز میں دوپٹے سے بے نیاز ہاتھ ہلاتی سب کو اپنی جانب متوجہ کرتی وہ لاؤنج میں داخل ہوئی تو سب کے گہرے پہ ناگواری چاہ گئی۔

افففف اس وقت ہمارے اندر بلکل ہمت نہیں ہے اسکا بکواس سننے کا۔۔۔

ماریہ کو دیکھ زمدہ نے گہرا سانس خارج کرتے سر صوفے کی پشت سے ٹکایا۔

کیسی ہیں آنٹی آپ۔۔۔اور یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔آپ سب کے مہندی لگی ہوئی ہے کوئی فنگشن وغیرہ ہے کیا۔۔۔وہ بے تکلفی سے قدسیہ بیگم کے ساتھ بیٹھتی دوستانہ لہجے میں بولی۔

کل میرے بیٹے کا ولیمہ ہے۔۔۔۔قدسیہ بیگم نے سپاٹ انداز میں جواب دیتے ماریہ کے سر پہ دھماکہ کیا۔

کیا۔۔۔۔یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔۔وہ بے یقینی سے زمدہ کو دیکھتی قدسیہ بیگم سے مخاطب ہوئی

وہی جو آپ سن رہی ہیں۔۔۔۔قدسیہ بیگم کی جگہ اریبہ نے اپنی مہندی پہ پھونک مارے دل جلے انداز میں جواب دیا۔

مگر آنٹی آپ نے تو کہا تھا آپ ریان کی شادی مجھ سے کروائیں گی۔۔۔۔وہ قدسیہ بیگم کا ہاتھ تھامتی معصومیت سے بولی تو ان کے چہرے پہ استہزا مسکراہٹ ابھری۔

وہ میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی جو میں اپنے بیٹی کی تم سے شادی کروانے چلی تھی۔۔۔وہ سر جھٹکتی ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکلاتی سرد لہجے میں بولی تو ماریہ نے بڑی مشکل سے دانت بھیجے خود کو کنٹرول کیا۔

اگر اسے اپنا مطلب نہیں ہوتا تو وہ ضرور انہیں بہت سخت سناتی لیکن کیونکہ اسے کسی بھی طرح پھر سے قدسیہ بیگم کے دل میں جگہ بنانی تھی اس لیئے خاموش رہی۔

مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ ایک بار اگر کوئی دل سے اتر جائے تو وہ پھر سے پہلے والا مقام کبھی نہیں پا سکتا اور پھر اس نے تو اپنی اصلیت سب کے سامنے دیکھاتے خود ہی اپنے پیروں پہ کلہاڑی ماری تھی۔۔۔اب تو وہ کسی صورت انکا اعتماد نہیں جیت سکتی تھی۔

مگر آنٹی میں توریان سے محبت کرتی ہوں نا۔۔۔ماریہ کا لہجہ چاشنی میں ڈوبا ہوا تھا مگر وہاں اب پرواہ کسے تھی۔

ہمم بہت اچھے سے پتہ ہے تمہاری محبت کا۔۔۔جب پتہ چلا کے میرے بیٹے کے پاس اب کچھ نہیں ہے تو اسے چھوڑ گئیں۔۔۔میری محبت کو میرے منہ پہ مار کے چلی گئیں۔۔۔قدسیہ بیگم تو گویا پھٹ پڑیں۔

ن۔۔۔نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ایسا۔۔۔۔ماریہ کی آواز تو جیسے حلق میں ہی اٹک گئی تھی۔۔۔۔اسے امید نہیں تھی کہ قدسیہ بیگم یوں سب کچھ اسکے منہ پہ ہی کہہ دیں گیں۔

یہ لڑکی دیکھ رہی ہو۔۔۔انہوں نے زمدہ کی جانب اشارہ کیا جو سکون سے بیٹھی ہوئی تھی

اس لڑکی نے میرے بیٹے کا ساتھ تب دیا جب اسے عاق کر دیا گیا تھا۔۔۔ اسکے پاس کچھ نہیں بچا تب یہ لڑکی بغیر کسی غرض کے اس کے ساتھ اس گھر سے چلی گئی۔۔۔

میں نے اسے کیا کچھ نہیں کہا تھا مگر اسنے اپنی اعلیٰ تربیت کا ثبوت اور اپنا اعلیٰ ظرف دیکھاتے ہمشیہ میرے ساتھ حسن سلوک کیا مگر تم نے کیا کیا یہ بھی میں دیکھ چکی ہوں۔

اوراب مجھ سے کسی بھی اچھے کی امید مت رکھنا۔۔۔قدسیہ بیگم غصے سے اسے کھری کھری سناتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔
جب کے ماریہ تو کتنی ہی دیر تب انکی باتوں کو سوچتی رہی۔

مہندی والی بہن۔۔۔یہاں ہتھیلی کے بیچ وبیچ ہمارے شوہر جی کا نام ضرورت لکھنااوراس دوسری ہتھیلی پہ زمدہ ریان لکھنا۔۔۔ماریہ کو چڑانے کے لیئے زمدہ بلند آواز میں اترا کے بولی تو ماریہ کو آگ لگ گئی۔

یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ماریہ غصے سے کھڑی ہوتی زمدہ کے سر پہ پہنچی۔

کمال لڑکی ہے تم۔۔۔اتنی بے عزتی کے بعد بھی یہیں کھڑا ہے۔۔۔اگر تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو اپنی اتنی توہین پہ ڈوب مرتا مگر تم تو کافی بے غیرت نکلا۔۔۔اسکی بات کو اگنور کیئے زمدہ نے کافی افسوس بھرے انداز میں دائیں بائیں سر ہلایا تو ماریہ دانت بھیجے تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔

ویسے بھی اب وہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔وہاں اسکی صرف ایک ہی حمایتی تھی اور وہ تھی قدسیہ بیگم جو اب وہ بھی نہیں رہیں تھیں۔

ہاہاہاہا۔۔۔مزا آگیا بھا بھی آج تو۔۔۔کیا سنائی ہیں بڑی ماما نے اسے۔۔۔ماریہ کے جاتے ہی اریبہ نے قہقہہ لگایا۔

ہاں شکل دیکھنے والی ہو گئی تھی ماریہ کی۔۔۔ادیبہ نے بھی مزے سے کہا۔

ماڑا چھوڑو اس کو تم ہم کو زرا پانی بلاؤں ٹھنڈا۔۔۔ویسے تو ماریہ کا بے عزتی دیکھ کے ویسے ہی دل کو ٹھنڈ پڑھ گیا ہے مگر پیاس تو پانی سے ہی بھیجتی ہے نا۔۔۔زمدہ مسکرا کے بولی تو اریبہ ہنستے ہوئے کچن کی جانب بڑھ گئی۔



شام کے سایہ گہرے ہو رہے تھے۔۔۔روشن آسمان دھیرے دھیرے اندھیرے کی اور بڑھ رہا تھا۔

کچھ دیر پہلے ہی زمدہ مہندی لگوا کے تھوڑا آرام کرنے کی غرض سے کمرے میں آئی تھی۔

وہ بیڈ پہ لیٹی اپنی ہتھیلی پہ لکھے ریان کے نام کو دیکھ کے مسکرا رہی تھی۔۔۔ ایک پل کے لیئے بھی اسکے لبوں سے مسکراہٹ جدا نہیں ہوئی تھی۔۔۔وہ بار بار ریان کا نام دھراتی دل میں سکون اتارتا محسوس کر رہی تھی۔

وہ اپنے اسی مشغلے میں مگن تھی جب اسے بالکنی سے کھڑ پڑ کی آواز آئی

۔۔۔

اسنے ایک دم چونگ کے بالکونی کی جانب دیکھا مگر شیشے کی دیوار کے آگے پردہ ہونے کے سبب وہ دیکھ نا پائی کے اس پار کون ہے۔

اپنا وہم سمجھ کے نظر انداز کرتی وہ واپس اپنے سابقہ مشغلے میں مصروف ہو گئی جب ایک دم سے کچھ گرنے کی آواز آئی تو وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

کون ہے۔۔۔آواز دیتی بیڈ سے اتر کے دھیرے دھیرے بالکنی کی جانب بڑھی۔

ہم پوچھتا ہے کون ہے وہاں۔۔۔پھر سے پکارتے اسنے بائیں ہاتھ سے (جس کی مہندی سوکھ چکی تھی) آگے بڑھتے ایک جھٹکے سے پردہ کھولا مگر باہر کوئی بھی نہیں تھا لیکن وہاں رکھا گملا زمین پہ پڑا مٹی مٹی ہو گیا تھا۔

دروازہ کھولے بغیر ادھر ادھر جانک کے دیکھا مگر کوئی نظر نا آیا۔

لگتا ہے بلی گرا گیا۔۔۔زمدہ خود سے اندازہ لگاتی نفی میں سر ہلاتی واپس بیڈ پہ آ کے بیٹھ گئی مگر نظریں ابھی تک اسی گملے پہ تھیں جس کے خوبصورت پھول بکھر چکے تھے۔



بھابھی بھابھی۔۔۔زمدہ کمرے میں بیٹھی ریان کا انتظار کر رہی تھی جسے آنے میں آج تھوڑی دیر ہو گئی تھی

وہ اپنے ہی خیالوں میں مگن اس جگہ کو دیکھ رہی تھی جہاں گملا گرا تھا جسے اسنے صاف کروا دیا تھا مگر ابھی تک اسکی سوچ کے گھوڑے وہیں تھے جب ادینہ اریبہ اور ابرار تینوں بھاگتے ہوئے اسکے پاس آئے۔

کیا ہوا۔۔۔وہ فکر مندی سے انکی جانب متوجہ ہوئی

بھابھی آپ کو پتہ ہے جس مال میں ہم گئے تھے وہاں کل کیا ہوا ہے۔۔۔ ادینہ نے تجسس پھیلایا۔

کیا۔۔۔وہ زرا لاپرواہی سے بولی۔

ہم کل جس مال میں شوپنگ کرنے گئے تھے نا وہاں اس مال کے پیچھے والی سائڈ سے کل رات کو دو لاشیں ملیں ہیں۔۔۔ابرار نے سنسنی خیز لہجے میں بتایا تو زمدہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

کیا سچ میں۔۔۔وہ آنکھیں پھلائے بولی تو ان تینوں نے ایک ساتھ سر اثبات میں ہلایا۔

ہاں۔۔۔میں نے ابھی نیوز دیکھی ہے پتہ چلا ہے وہ لوگ کر+منل تھے۔۔۔ معصوم لوگوں کو ما+رتے تھے۔۔۔ری+پسٹ اور ڈر+ گز اس+مگلر تھے جن کا کل رات کسی نے قت+تل کر دیا۔۔۔ابرار نے سنجیدگی سے بتایا۔

پھر تو اچھا ہی ہوا۔۔۔زمدہ نے کندھے اچکاتے کہا۔

یہ کیا باتیں کر رہے ہو تم لوگ۔۔۔ریان کمرے میں داخل ہوتے بولا وہ ان لوگوں کی ساری باتیں سن چکا تھا۔

بھائی میں بھابھی کو بتا رہا تھا کے کل جس مال میں ہم گئے تھے وہاں دو لوگوں کا قت۔۔۔۔۔

ہاں میں جانتا ہوں۔۔۔بار بار بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ریان نے اسکی بات کاٹتے کہا

ان کے ساتھ بہت اچھا ہوا ایسے برے لوگ اسی کے لائق ہوتا ہے۔۔
جس نے بھی انکو مارا ہم کو اس پہ بہت فخر ہے۔۔۔زمدہ نے خوشی سے کہا تو ریان اسے دیکھ کے رہ گیا۔

خیر چھوڑو اس بات کو۔۔۔اور تم لوگ جاؤ اپنے اپنے کمروں میں۔۔۔
ریان صوفے پہ ایک شوپنگ بیگ رکھتے زرا جھنجھلا کے بولا تو وہ تینوں معنی خیزی سے اسے دیکھنے لگے۔

کیا۔۔۔ان سب کو اپنی جانب معنی خیز مسکراہٹ سجائے تکتے دیکھ اسنے ابرو اچکائی تو زمدہ نے بھی ان تینوں کو نا سمجھی سے دیکھا۔

کچھ نہیں ہم جا رہے ہیں۔۔۔ادینہ مسکراہٹ دبائے ان دونوں کو باہر آنے کا اشارہ کرتی کمرے سے باہر نکل گئی تو ابرار اور اریبہ بھی اسکے پیچھے ہو لیئے۔

آپ آج اتنی دیر سے کیوں آیا ہے۔۔۔ریان جیسے ہی دروازہ بند کرتے واپس مڑا زمدہ کمر پہ ہاتھ ٹکائے خفگی سے بولی تو ریان مسکرا کے اسکے پاس آتا اسکی کمر کے گرد بازو حائل کر گیا۔

تمہارا سوٹ ارجنٹ اپنے سامنے بیٹھ کے تیار کروا رہا تھا اس لیئے دیر ہو گئی۔۔۔اسکے ماتھے پہ بوسہ دیکھتے پیار سے وجہ بتائی۔

آپ ہمارا جوڑا لے آیا۔۔۔وہ ایکسائٹمنٹ سے بولی توریان نے مسکرا کے اثبات میں سر ہلاتے صوفے پہ رکھے بیگ کی جانب اشارہ کیا توزمدہ اس سے اپنا آپ چھڑواتی جلدی سے بیگ کے پاس پہنچی مگر پھر ایک دم رک گئی۔

کیا ہوا۔۔۔رک کیوں گئیں دیکھو کھول کے کیسا ہے۔۔۔ریان صوفے کی پشت پہ ہاتھ ٹکائے بولا توزمدہ نے اپنے مہندی لگے ہاتھ اسکے سامنے کر دیئے

ارے واہ بہت خوبصورت ہے۔۔۔ریان نے اسکے ہاتھ پکڑے۔

ہاں ہم جانتا ہے مگر ہم کپڑے کیسے دیکھے اگر ہم ہاتھ لگائے گا تو کپڑوں پہ نشان لگ جائے گا اس لیئے آپ دکھاؤ ہمیں۔۔۔اسنے وجہ بتائی توریان سمجھتے ہوئے اسے بیگ میں سے سوٹ نکال کے دکھانے لگا

بہت اچھا ہے۔۔۔۔برائڈل میکسی کو دیکھ زمدہ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

ہمم لیکن تمہارے پہنے کے بعد اور اچھا لگے گا۔۔۔ریان نے سوٹ اسکے ساتھ لگاتے کہا تو وہ مسکرا دی۔

کل تو بہت مزا آئے گا۔۔۔۔وہ چہک کے بولی۔

ہمم بلکل۔۔۔اچھا کھانا کھایا تم نے۔۔۔سوٹ واپس بیگ میں رکھتے ریان نے کھانے کا پوچھا کیونکہ چاہے کچھ بھی ہو جائے زمدہ ہمیشہ اسکے ساتھ ہی

کھانا کھاتی تھی اور وہ جانتا تھا آج بھی وہ اسکے ہی انتظار میں بھوکی بیٹھی ہو گی۔

نہیں ہم آپ کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔وہ پیار سے کہتی صوفے پہ بیٹھی۔

پتہ تھا مجھے۔۔۔تم بس مجھے پانچ منٹ دو میں فریش ہو کے پھر لاتا ہوں۔۔۔وہ اسکے بال بگاڑتا اپنے کپڑے لیئے واشروم میں گھس گیا۔

جب تک وہ فریش ہو کے اسکے لیئے کھانا لایا تب تک زمدہ ٹی وی پہ اپنی پسند کا ڈرامہ لگا چکی تھی۔

ریان نے کھانے کی ٹرے اس کے سامنے رکھی اور خود اسکے برابر میں بیٹھ گیا۔

شروع کریں۔۔۔۔ریان پلیٹ میں سالن نکالتے بولا تو زمدہ نے ایک بار پھر اپنے مہندی لگے ہاتھ اسکے سامنے کر دیئے جس کا مطلب تھا اب کھلانا بھی اسے ہی ہے۔

تمہاری مہندی سوکھ گئی ہے تو تم ہاتھ دھو کیوں نہیں لیتیں۔۔۔چھوٹا سا نوالہ اسکے منہ میں ڈالتے بولا

ہم اپنا مہندی صبح دھوئے گا تاکہ اس کا رنگ گہرا آئے جس سے ہمیں پتہ چل سکے کہ آپ ہم سے کتنی محبت کرتا ہے۔۔۔وہ مزے سے بولی۔

اور اگر گہرا نا آیا تو۔۔۔ایک اور نوالہ اسکی جانب بڑھاتے دلچسپی سے سوال کیا کہ آخر وہ جواب کیا دے گی۔

تو ہم سمجھ جائے گا کہ آپ کا محبت اصلی نہیں ہے۔۔۔بس دکھاوا ہے۔۔۔

وہ منہ بنائے مہندی کو دیکھ کے بولی توریان کا اپنے منہ میں نوالہ ڈالتا ہاتھ بیچ میں ہی تھم گیا۔

اسکے چہرے کے تاثرات بدلے جنہیں زمدہ اپنی مہندی میں مگن ہونے کی وجہ سے نا دیکھ سکی۔

ریان نے نوالہ واپس پلیٹ میں رکھا اور اسکا بازو اپنی گرفت میں لیتے اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ بوکھلاتی اپنے مہندی لگے ہاتھ اسکے سینے پہ سجا گئی

آج تو تم نے یہ بات کہہ دی مگر آئندہ نہیں کہنا۔۔۔وہ سرد و سپاٹ لہجے میں بولا تو زمدہ حیرت اور معصومیت سے اسکا چہرہ تکنے لگی۔

ہم تو بس ایسے ہی کہہ رہا تھا۔۔۔اسے غصے میں آتے دیکھ اسنے جلدی سے صفائی پیش کی۔۔۔وہ تو بس اسے تنگ کر رہی تھی اسے کیا پتہ تھا کے وہ غصہ ہی ہو جائے گا۔

زمدہ کبھی بھی میری محبت کو رنگوں اور لفظوں سے مت تولنا۔۔۔میری محبت بے لوث ہے۔۔۔اسے رنگوں سے پتہ نہیں لگایا جا سکتا۔۔۔اور نا ہی میں اپنی محبت کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔۔۔وہ شدت سے اسکی کمر کے گرد بازو حائل کرتے جذبات سے چور لہجے میں بولا تو زمدہ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں۔

ہم کو پتہ ہے ماڑا۔۔۔وہ اپنا حنائی ہاتھ اسکی داڑھی پہ رکھتی ہلکے سے انگوٹھے سے رب کرتے بولی توریان کے انداز سکون اترتا چلا گیا۔

یادرکھنا ریان یزدانی زمدہ ریان یزدانی کے بغیر ادھورا ہے۔۔۔وہ گھمبیر لہجے میں کہتا اسکے گال کو لبوں سے چھوتا اسے سرخ ہونے پہ مجبور کر گیا۔

ہم کو بھوک لگا ہے۔۔۔اس سے پہلے لب گال سے سرکتے گردن تک آتے وہ زرا سا پیچھے ہوتی بولی توریان مسکرا دیا۔

ہمم جلدی جلدی کھانا کھا لیتے ہیں پھر دونوں مل کے میٹھا کھائیں گے۔۔۔ وہ اسکے نرم ملائم ہونٹوں پہ انگوٹھا پھیرتے معنی خیزی سے بولا تو زمدہ اسکا مطلب سمجھتی شرماتے ہوئے سر جھکا گئی۔

اسکے چہرے پہ اپنی محبت کے رنگ ریان کو اندر تک سرشار کر گئی۔۔۔۔

اسنے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کے اسے ایک ایسی لڑکی سے بے انتہا محبت ہو جائے گی جس کے بارے میں کبھی اسنے سوچا بھی نہیں تھا۔

اپنی آئڈیل سے بلکل مختلف لڑکی سے محبت ہونا اسے کافی حیران کن بات لگی تھی مگر اب جو بھی تھا زمدہ پوری طرح اسکے دل پہ قابو کر چکی تھی۔۔۔

اسے اپنی محبت میں بری طرح گرفتار کر چکی تھی اور وہ دل و جان سے اس محبت میں ساری زندگی قید ہو کے رہنا چاہتا تھا۔

🌺 🌺 🌺 ۔

آدھی رات۔۔۔سیاہ آسمان پہ چمکتے تارے۔۔۔آدھا چاند جو بادلوں کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔۔۔

چارسو پھیلا سناٹا۔۔۔چند ایک جلتی لائٹس جو اندھیرے کو چیرتی تھوڑی روشنی پھیلا رہیں تھیں۔

اس ہلکی سی روشنی میں یزدانی مینشن سے ایک سایہ ہاتھ میں ایک فائنل پکڑے لان سے گزرتے ہوئے گھر کے پچھلے سائڈ کی جانب بڑھا۔

پچھلی جانب کوئی بلب نہیں تھا اس لیئے وہاں روشنی نا ہونے کے برابر تھی۔

وہ سایہ پچھلی جانب بنے دروازے کے پاس بیٹھے ایک شخص کے پاس آ کے رکا۔

ان لوگوں کو مجھ پہ شک ہو گیا ہے۔۔۔اور یہ بھی پتہ چل چکا ہے کے میری شادی ہو گئی ہے۔۔۔مجھے ڈر ہے کے وہ لوگ کہیں میرے گھر تک نا پہنچ جائیں۔۔۔مجھے اپنی فیملی کی حفاظت کرنی ہے۔۔۔اس لیئے جتنا جلدی ہو سکے اس کیس کو کمپلیٹ کرو۔۔۔اس لوگوں کے ٹھکانوں کا پتہ لگاو۔۔۔وہ وجود فائل اپنے سامنے کھڑے شخص کو ہو تھماتے سنجیدگی سے گویا ہوا۔

آپ فکر نہیں کریں۔۔۔ہم آپ کے گھر کے آس پاس کچھ H2 ایجنٹ لوگ رکھوا دیتے ہیں جو چوبیس گھنٹے آپ کے گھر پہ نظر رکھیں گے۔۔۔ مقابل کھڑا شخص دھیرے سے بولا تو وہ وجود اثبات میں سر ہلا گیا۔

ہمم یہ ٹھیک رہے گا اس سے ہمیں یہ بھی پتہ چل جائے گا کے آخر اس سب کے پیچھے ہے کون۔۔۔ نظروں رکو ہر آتے جاتے بندے پہ۔۔۔وہ

وجود سنجدگی سے بولا تو مقابل سر ہلاتا جہاں سے آیا تھا اسی راستے سے دیوار پھلانگتے واپس باہر نکل گیا جب کے وہ وجود بغیر آواز پیدا کیئے جس طرح سے آیا تھا اسی طرح سے واپس گھر کے اندر چلا گیا۔



آخر وہ دن آ ہی گیا جس کا سب کو بے صبری سے انتظار تھا۔۔

ہر طرف خوشیوں کی چہچہاہٹ تھی۔۔۔گھر کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔۔ولیمے کا سارا انتظار لان میں کیا گیا تھا جو سجنے کے بعد کسی ہال سے کم نہیں لگ رہا تھا

صبح سے ہی سب کام میں لگے ہوئے تھے۔۔۔سب کے ذمے کوئی نا کوئی لگایا گیا تھا بس ایک زمدہ ہی تھی جو بلکل فارغ بس اپنی تیاری میں مگن تھی۔

وہ اس وقت بھی قدسیہ بیگم کے بلانے پہ ان کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی جب وہ ہاتھوں میں کچھ باکس اٹھائے اس کے پاس آتی اسکے آگے رک کے وہیں بیٹھ گئیں۔

یہ کیا ہے۔۔۔زمدہ نے حیرت سے پوچھا تو قدسیہ بیگم نے ایک باکس کھول کے اسکے سامنے کر دیا۔

یہ میں نے اپنی بڑی بہو کے کیئے بنوائے تھے۔۔۔سوچا تھا جب ریان کی شادی ہو کی تو اپنی بہو کو بارات میں یہی سیٹ پہناؤں گی مگر تم لوگوں کی شادی جس طرح سے ہوئی اس میں ہم سب کے ارمان ادھورے رہ گئے۔

لیکن اب میں چاہتی ہوں میری بہو بارات میں نا سہی ولیمے میں یہ سیٹ پہنے۔۔۔انہوں نے خوبصورت سا سونے اور موتی کے کام سے بنا سیٹ اسکے سامنے کیا تو زمدہ کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

کیسا لگا تمہیں۔۔۔اسکے کچھ نا کہنے پہ قدسیہ بیگم نے خود ہی پوچھا۔

بہت اچھا ہے۔۔۔وہ چہک کے بولی تو قدسیہ بیگم مسکرا دیں۔

ہمم اور یہ اس کے ساتھ کی چوڑیاں اور کنگن۔۔۔انہوں نے دو باکس اور کھولے جس میں سونے کی چوڑیاں اور کنگن موجود تھے۔

اتنا سب کچھ کا ضرورت کیا تھا۔۔۔وہ معصومیت سے بولی۔

یہ تو میری خوشی ہے بیٹا۔۔۔اگر تمہیں ان کا ڈیزائن پسند نا آئے تو ہم بدلوا بھی سکتے ہیں۔۔۔اسے محویت سے ان سب چیزوں کو تکتے دیکھ وہ یہی سمجھیں کے اسے شاید ڈزائن پسند نہیں آئے۔

نہیں ساسوں ماں ایسا بات نہیں ہے۔۔۔ہم کو بہت پسند آیا ہے یہ۔۔۔وہ جلدی سے بولی

اچھا ٹھیک ہے اور ہاں مجھے یہ ساسوں ماں کہنا چھوڑ دو۔۔۔ماما بولا کرو سب کی طرح۔۔۔انہیں نے مسنوعی گھوری دیکھاتے ڈپٹا۔

اگر آپ برا نا مانوں تو ہم آپ کو اماں پکار لے۔۔۔وہ کیا ہے نا ہم نے کافی عرصہ سے کسی کو اماں کہہ کے نہیں بلایا۔۔۔ابا کے جانے کے بعد سسر جی نے ہمیں ابا والا پیار دیا تو ہمیں ایسا لگا ہمیں ہمارا ابا واپس مل گیا ہے۔

اور آپ میں ہمیں اپنی ماں دیکھتا ہے۔۔۔آپ بھی انکی طرح بہت اچھا ہے تو کیا ہم آپ کو اماں بلا سکتا ہے۔۔۔وہ نم لہجے میں کہتی استفسار یہ گویا ہوئی تو قدسیہ بیگم نے آگے بڑھتے اسے اپنے گلے سے لگایا۔

بلکل بُلا سکتی ہو۔۔۔وہ نرمی سے کہتی اسکا چہرہ تھام گئیں تو زمدہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

اب ہم کو ابا اماں دونوں واپس مل گیا ہے۔۔۔خوشی سے بھرپور لہجہ چہرے کی مسکراہٹ اسکی خوشی کا پتہ دے رہی تھیں۔

اچھا بس اب رونا نہیں۔۔۔اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ انہیں نے پیار سے ڈپٹا تو وہ جلدی سے انہیں پونچھ گئی۔

چلو جاؤ اپنے کمرے میں تھوڑی دیر آرام کر لو۔۔۔پھر پالر والی آجائے گی تو پھر اسکے بعد آرام کرنے کا ٹائم نہیں ملے گا۔۔۔قدسیہ بیگم نے جیولری باکس اسکے ہاتھ میں تھماتے کہا تو وہ جی کہتی باکس لیئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

🌺🌺🌺۔

وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھنے ہی لگی تھی جب اسے ابرار کے کمرے سے ادینہ اور اسکے لڑنے کی آوازیں آئیں تو وہ ان کے کمرے کی جانب رخ کر گئی۔

یار میرے لیئے پلیز۔۔۔زمدہ اندر جانے ہی لگی تھی جب ابرار کی منت بھری آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تو دروازہ پہ ہی رکتی تھوڑے سے کھلے دروازے سے اندر جھانکنے لگی۔

ابرار اور ادینہ بیڈ کے سامنے کھڑے کسی بات پہ بحث کر رہے تھے جب کے انکے پاس ہی بیڈ پہ ایک بہت ہی خوبصورت مہرون رنگ کی فراک رکھی تھی

بھئی کیا مسئلہ ہے۔۔۔جب میں نے کہہ دیا کے میں یہ نہیں پہنوں گی۔۔۔ میں نے اور اریبہ نے میچنگ کے ڈریس بنوائے ہیں ہم دونوں وہی پہنے کے پھر تم کیوں مجھے ایموشنل بلیک میل کر رہے ہو۔۔۔ابرار کے منت بھرے انداز پہ ادینہ چڑھ اٹھی۔

ساری زندگی تم اپنی بہن کے ساتھ ہی میچنگ کرتی آئی ہو تب میں نے کچھ کہا۔۔۔نہیں نا۔۔۔تو اب میرا دل ہے کے تم میرے ساتھ میچنگ کرو۔۔۔وہ حتمی لہجے میں بولا تو ادینہ نے گہرا سانس خارج کیا

تمہارے ساتھ میچنگ کرنے کے لیئے پوری زندگی پڑی ہے۔۔۔ابھی مجھے میری بہن کے ساتھ میچنگ کرنے دو۔۔۔ادینہ نے اس بار نرمی سے سمجھایا کہ شاید اسکے بات سمجھ آجائے مگر ابرار تو جیسے آج کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا

جب کے دروازہ پہ کھڑی زمدہ ان دونوں کی گفتگو حیرت سے سن رہی تھی۔

میں کتنی محبت سے تمہارے لیئے ڈریس لایا ہوں اور تم میری محبت کو انکار کر رہی ہو۔۔۔مطلب تمہیں مجھ سے کوئی محبت رہی ہی نہیں ہے

اب۔۔۔ابرار نے پھر سے ایموشنل بلیک میل کرنا چاہا جب کے محبت لفظ پہ تو زمدہ چونک اٹھی۔

یار محبت کہاں سے بیچ میں آگئی اسکے۔۔۔ادینہ جھنجھلا کے بولی

محبت تو ہمیشہ سے ہمارے بیچ میں موجود ہے۔۔۔ابرار شوخ ہوا تو ادینہ نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

زیادہ چھچھورپن کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ادینہ اسے گھور کے بولی

۔

تم میری محبت کو میرے جزبات کو چھچھورپن کہہ رہی ہو۔۔۔ابرار معصوم شکل بنائے بولا تو ادینہ کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی جسے اسنے جلدی سے چھپایا۔

جب کے دروازے پہ کھڑی زمدہ کے چہرے پہ بھی شیطانی مسکراہٹ چھا گئی۔۔۔

اتنی معصوم شکل بنانے کی ضرورت نہیں ہے اور بھی زیر لگتے ہو۔۔۔ادینہ منہ بنائے کہتی بیڈ سے فراک اٹھانے لگی تو اسکے ارادے جان کے ابرار کے چہرے پہ مسکراد وڑ گئی۔

اچھا ہے سوٹ مگر میں اریبہ کو کیا بولوں گی۔۔۔لائٹ سے کام کی فراک پہ ہاتھ پھیرتے ادینہ نے مسئلہ بیان کیا۔

کہہ دیناوہ سوٹ جل گیاہے اس لیئے تم نے یہ پہن لیا۔۔۔ابرار نے فورن حل پیش کیاجوادینہ کو بھی پسند آیا تھااور باہر کھڑی زمدہ نے بھی ابرار کو خوب داد دی تھی۔

ٹھیک ہے۔۔۔ادینہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

اچھے سے تیار ہونا کے میری نظریں۔۔۔۔

اہم اہم۔۔۔اس سے پہلے ابرار اپنی بات مکمل کرتا زمدہ گلا کھنکھارتی کمرے میں داخل ہوئی تووہ دونوں ہڑ بڑا کے سیدھے کھڑے ہوئے۔

کیاہورہاہے یہاں۔۔۔زمدہ نے اطمینان سے دونوں بازو فولڈ کیئے

کچھ نہیں۔۔۔میں تو بس یہاں اس سے کھانے کا پوچھنے آئی تھی۔۔۔ادینہ جلدی سے بولی۔

مگر ہم نے تو پوچھا ہی نہیں کے تم یہاں کیا کرنے آیا ہے۔۔۔ مسکراہٹ روکے زمدہ ابرو آچکا کے بولی تو ادینہ گڑبڑا گئی۔

ارے یہ فراک تو بہت اچھا ہے۔۔۔تم پہ بہت اچھا لگے گا۔۔۔ماننا پڑے گا یہ لانے والے کی پسند کو۔۔۔زمدہ نے ستائشی انداز میں آنکھیں اچکائیں۔

بھابھی کیا آپ نے سب دیکھا اور سن۔۔۔ابرار نے ڈرتے ڈرتے بات اُدھوری چھوڑی

ارے فکر مت کرو ہم نے کچھ نہیں دیکھا مگر ان کانوں کا کیا کرے جنہوں نے سب سن لیا ہے۔۔۔۔وہ چہرے پہ بڑی سی مسکان لیئے مزے سے کہتی ان دونوں کی جان خشک کر گئی۔

بھابھی آپ جیسا سمجھ رہی ہیں ویسا کچھ نہیں ہے میں تو بس ایسے ہی یہ لے آیا تھا۔۔۔ابرار نے جلدی سے بہانا بنایا تو ادینہ نے بھی اس کی بات سے اتفاق کرتے زور سے اثبات میں سر ہلایا۔

ہمم مطلب ہماری ناک کے نیچے یہاں گل کھلتا رہا اور ہمیں کچھ بتا ہی نہیں چلا۔۔۔ بھئی ماننا پڑے گا تم دونوں کو بڑے چھپے رستم ہو۔۔۔ابرار کی بات کو سرے سے ہی نظر انداز کرتے زمدہ نے داد دیتی نظروں سے دونوں کو دیکھا۔

نہیں بھابھی یہاں کوئی گل نہیں کھل رہا تھا۔۔۔ادینہ تم بھی تو کچھ بولو نا۔۔۔گھبراہٹ میں کہتے ابرار نے خاموش کھڑی ادینہ کو بھی بیچ میں گھسیٹا جس پہ وہ پھر سے بغیر کچھ بولے صرف اثبات میں زور و شور سے سر ہلا گئی۔

ماڑا بزدل مرد کیوں بنتا ہے۔۔۔جب پیار کیا تو ڈرنا کیا۔۔۔اور تم۔۔۔۔ ابرار کو گھور کے کہتی وہ ادینہ کی جانب متوجہ ہوئی۔

تم کیا صرف اونٹ کی طرح گردن ہلائے جا رہا ہے۔۔۔اگر پیار کیا ہے تو ڈنکے کی چوٹ پہ بولو۔۔۔اسنے ادینہ کو ڈپٹا تو وہ سر جھکا گئی۔

بھابھی ابھی ہم کیسے کسی کو کچھ بتا سکتے ہیں۔۔۔پہلے اریبہ کی شادی ہو جائے پھر ہم سب کو بتادیں گے۔۔۔ادینہ سر جھکائے ہی بولی توزمدہ نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

یہ کہاں لکھا ہے کے بڑی سے پہلے چھوٹی کا شادی نہیں ہو سکتا۔۔۔

اگر تم دونوں سنجیدہ ہے تو سب کو بتاؤں شادی نا سہی مگر منگنی یا نکاح تو کر ہی سکتا ہے نا ابھی۔

اور ابرار اگر تم نہیں چاہتا کے ادینہ کا شادی کسی اور سے ہو تو جلدی سب سے بات کرلو کیونکہ ہمیں پتہ چلا ہے کے چاچی جان اریبہ اور ادینہ کا شادی ایک ہی گھر میں کرنا چاہتا ہے اور ان دونوں کے لیئے لڑکے دیکھنا بھی

شروع کر دیا ہے۔۔۔اطمینان سے کہتے زمدہ نے ان دونوں کے سر پہ ب+م پھوڑا۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں بھابھی۔۔۔۔ابرار کی صدمے سے چور آواز نکلی

بھئی ہم نے تو تمہیں سمجھا کے اپنا فرض پورا کر دیا اب آگے تمہارا مرضی ہے کہ سب کو بتا کے اپنی محبت سے شادی کر لو یا اپنی محبت کے نکاح کے چھوارے کھانے کے لیئے تیار ہو جاؤں فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔۔۔ زمدہ کندھے آچکاتی ان دونوں کو پریشان چھوڑ مسکراہٹ دبائے کمرے سے باہر نکل گئی۔

وہ ان دونوں کو ڈرا آئی تھی اور اسے انتظار تھا ان لوگوں کے کسی رد عمل کا۔ اور وہ جانتی تھی اب ابرار جلد ہی کوئی نا کوئی ایکشن ضرورت لے گا۔



جیسے ہی آسمان پہ نیلاہٹ چھانے لگی ویسے ہی یزدانی مینشن روشنیوں میں نہا گیا۔

سارے انتظام ہو چکے تھے۔۔۔سب اپنی تیاری کو آخری ٹچ دے رہے تھے کیونکہ کچھ ہی دیر بعد مہمانوں نے آنا شروع کر دینا تھا۔

پالر والی زمدہ کو تیار کر کے جا چکی تھی۔۔۔وہ اکیلی کمرے میں بیٹھی ریان کا انتظار کر رہی تھی جو گھنٹے پہلے کسی کام کا بول کے گیا تھا اور اب تک واپس نہیں آیا تھا

اسنے کتنی ہی بار اسے فون بھی ملایا مگر آگے سے کوئی جواب نا آیا۔

وہ اپنی میکسی سنبھالتی شیشے کے سامنے آتی اپنا جائزہ لینے لگی۔

ہلکے آسمانی رنگ کی برائڈل میکسی کے ساتھ سونے کی جیولری۔۔۔ برائڈل میک اپ جس سے اسکے تیخے نین نقش اور بھی ابھر کے واضح ہو رہے تھے۔۔۔لمبے بالوں کا جوڑا بنایا گیا تھا جس میں سے کچھ لٹیں چہرے پہ جھول رہی تھیں۔

وہ بلاشبہ اتنی حسین لگ رہی تھی کے اسکی خود کی نظریں ہی اپنے آپ سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہیں تھیں۔

کاجل سے سجی آنکھوں میں نمی اتری اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دو آنسوں ٹوٹ کے گال پہ لڑک گئے۔

اماں ابا۔۔۔دیکھو آج آپ کا زمدہ دلہن بنا ہے۔۔۔دلہن بن کے کتنا روپ آیا ہے۔۔۔آج آپ کا زمدہ مکمل ہو گیا ہے مگر آپ ہمارے ساتھ نہیں ہے۔۔۔وہ اداسی سے خود کو تکتی پھیکا سا مسکرائی اور جھک کے ڈریسنگ کی آخری دروازے سے ایک فریم نکلا جس میں اسکے والدین کی تصویر تھی

یہاں سب بہت اچھا ہے۔۔۔سب ہم سے بہت پیار کرتا ہے۔۔۔ابا نے ہمیں آپ کی طرح کا پیار دیا اور اب تو ساسوں ماں بھی ہمیں بلکل بیٹیوں کی طرح چاہتا ہے مگر ہم پھر بھی آپ دونوں کو بہت یاد کرتا ہے۔۔۔
تصویر پہ ہاتھ پھیرتی افسردگی سے بولی ساتھ ایک آنسوں اور آنکھیں سے بہہ نکلا۔

ہم بہت خوش ہے۔۔۔آپ کا فیصلہ بلکہ سہی تھا ابا۔۔۔ریان بہت اچھا ہے۔۔۔۔ہم سے بہت محبت کرتا ہے۔۔۔ریان کا ذکر کرتے اسکے چہرے پہ مسکراہٹ ابھری جسے اسکے پیچھے کھڑے ریان نے کھڑی غور سے دیکھا۔

آپ جانتا ہے آپ کا زمدہ کمزور نہیں ہے مگر آج آپ دونوں کی کمی بہت محسوس ہو رہا ہے۔۔۔وہ اپنے آنسوں پہ اختیار کھوتی شدت سے رو دی

اسے اس طرح روتے دیکھ ریان نے تڑپ کے آگے بڑھتے اسکا رخ اپنی جانب کیا تو ایک پل کے لیئے زمدہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی روتے ہوئے اسکے سینے سے لگ گئی جس پہ ریان اسے خود میں بھینچتا دھیرے دھیرے اسکی کمر سہلانے لگا۔

بس زمدہ میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔۔۔اسے چپ نا ہوتے دیکھ ریان نے اسے اپنے سامنے کرتے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھامتے انگوٹھے سے آنسوں صاف کیئے جس پہ وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

اسکا کاجل پھیل چکا تھا مگر ابھی اس پہ زیادہ دھیان نا دیا۔۔۔ابھی اسکا چپ ہونا زیادہ ضروری تھا۔

یہاں بیٹھو۔۔۔ریان نے اسے پیچھے صوفے پہ بیٹھایا اور خود سائڈ کارنر پہ رکھے جگ میں سے پانی لایا۔

یہ لو۔۔۔اسکے پاس بیٹھتے اسنے گلاس اسکے لبوں سے لگایا تو وہ ایک سانس میں ہی پورا پانی پی گئی

میری جان اتنی کمزور تو نہیں تھی کہ یوں رو دے۔۔۔اسکے گرد اپنا حصار بناتے اسے اپنے ساتھ لگایا تو وہ اسکے سینے پہ سر رکھ گئی۔

آج اماں ابا بہت یاد آرہا ہے۔۔۔اماں کہتا تھا کہ میں اپنا بیٹی کے لیئے شہزادہ لاؤں گا۔۔۔اگر وہ آج زندہ ہوتا تو دیکھتا انکی بیٹی کو شہزادہ ہی ملا ہے۔۔۔۔ وہ سوسو کرتی بے خیالی میں اسکی تعریف کر گئی جس پہ ریان کے لبوں پہ تبسم بکھر گیا۔

چلو اب چپ کر جاؤ شہزادی صاحبہ۔۔۔تمہارے آنسوں شہزادے کو تکلیف دے رہے ہیں۔۔۔ریان محبت سے چور لہجے میں بولا تو زمدہ نے بھیگی پلکیں اٹھا کے اسکی جذبات لٹاتی مسکراتی آنکھوں میں دیکھا۔

رورو حشر کر لیا ہے آنکھوں گا۔۔۔ریان نے اسکی دونوں آنکھوں پہ باری باری لب رکھے۔

شیشے میں دیکھو زرا تم شہزادی سے چڑیل بن گئی ہو۔۔۔ریان نے اسکا دھیان بھٹکانے کے لیئے شرارت سے کہا تو وہ نا سمجھی سے اسے دیکھتی اٹھ کے شیشے کے سامنے آئی اور اپنی حالت دیکھتے اسکی آنکھیں اور منہ پورا کھل گیا۔

آنکھوں کے گرد کاجل پھیل چکا تھا۔۔کاجل کے ساتھ بہتے آنسوں کے سبب آنکھوں سے تھوڑی تک کالی کالی لکیریں بن گئیں تھیں۔۔۔اسے اپنی ایسی حالت دیکھتے ایک بار پھر سے رونا آیا۔۔۔

کچھ دیر پہلے وہ کتنی خوبصورت لگ رہی تھی اور اب چڑیل سے کم نہیں لگ رہی تھی

ہم تو چڑیل بن گیا۔۔۔اسنے پھر سے رونے کی تیاری پکڑی توریان نے اسے جلدی سے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا۔

خوبصورت چڑیل۔۔۔ریان نے اسکے کندھے پہ تھوڑی رکھتے تصحیح کی۔

ماڑا آپ ہمارا مزاق اڑا رہا ہے۔۔۔زمدہ نے خفگی سے آنکھیں ترچھی کیئے دیکھا تو وہ معصومیت سے نفی میں سر ہلا گیا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

یار میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔میں نے پہلی بار اتنی خوبصورت چڑیل دیکھی ہے جو ہر طرح سے مجھے اچھی لگ رہی ہے۔۔۔اسنے مسکراہٹ دبائے اسکے کندھے کو چوما تو وہ کسمسا اٹھی۔

ماڑا پیچھے ہٹو ہم کو یہ ٹھیک کرنے دو اب۔۔۔زمدہ نے پیٹ پہ بندھے ریان کے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش کی جس پہ ریان نے اپنی پکڑ اور مضبوط کر دی۔

ابھی میں نے کہا نا مجھے تم ایسے ہی اچھی لگتی ہو۔۔۔میری خوبصورت سی چڑیل۔۔۔ریان نے اسے شوخی سے چھیڑا جس پہ وہ تپ گئ

بس کرو اب ماڑا۔۔۔ پیچھے ہو ہم کو تیار ہونا ہے نیچے سارا مہمان ہمارا انتظار کر رہا ہو گا۔۔۔ وہ اسکی پکڑ سے آزاد ہونے کی کوشش کرنے لگی مگر ریان اسے چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

پلیج ہم کو چھوڑ دو کوئی آ جائے گا۔۔۔ جب اسے پیچھے کرنے کی ناکام ہوئی تو فکر مندی سے منت کی جسے ریان نے سکون سے رد کرتے نفی میں سر ہلایا

کوئی نہیں آئے گا۔۔۔ ریان گھمبیر لہجے میں کہتا اسکی گردن پہ لب رکھنے ہی لگا تھا جب دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا۔

بھابی وہ۔۔۔ دھاڑ سے دروازہ کھولتے اریبہ کمرے میں داخل ہوئی تو ریان جلدی سے زمدہ سے دور ہوا جس پہ زمدہ نے اسے گھورتی جتاتی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو دیکھا میں نے کہا تھا نا کوئی آ جائے گا۔

جب کے اریبہ وہاں کی سچویشن سمجھتی منہ جھکائے مسکرادی۔

آپ دونوں کنٹینوں کریں میں چلتی ہوں۔۔۔وہ سر جھکائے ہی واپس پلٹنے لگی تھی جب ریان نے اسے روک دیا

رک جاؤں۔۔۔ جس کام کے لیئے آئیں تھیں وہ بولو ویسے بھی میں تیار ہونے جارہاہوں۔۔۔ریان جلدی سے بیڈ پہ رکھے اپنے کپڑے اٹھانے لگا۔

پکاہ۔۔۔اریبہ نے کنفرم کرناچاہا جس پہ ریان نے اسے گھور کے دیکھاتووہ گڑبڑاکے زمدہ کی جانب بڑھ گئی جواپناکاجل صاف کررہی تھی۔

سارے رومینس کی ایسی کی تیسی کرنے کے بعد پوچھ رہی ہے پکارہ۔۔۔
ریان دل میں بڑبڑاتے واشروم میں گھس گیا۔

پیچھے زمدہ اریبہ کے سوالوں کے جواب دینے کے ساتھ ساتھ اس سے اپنا میک اپ ٹھیک کروانے میں لگ گئی
🌺🌺🌺۔

یزدانی مینشن کی پہلی شادی تھی۔۔۔سب سے بڑے بیٹے کی جس میں کافی سارے لوگوں کو بلایا گیا تھا۔

تقریب شروع ہو چکی تھی۔۔۔سارے مہمان آ چکے تھے۔

زمدہ اور ریان اسٹیج پہ بیٹھے سب سے گفٹس لینے کے ساتھ ساتھ دعائیں بھی لیتے جا رہے تھے۔

فوٹو گرافران دنوں کی ہر ایک زاویہ سے تصویریں بنا رہا تھا۔

سیاں پین کوٹ پہنے اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ جہاں ریان سب کی توجہ کا مرکز تھا وہیں زمدہ اپنی خوبصورتی اور حسن کی وجہ سے سب کی نظروں میں ستائش بھر رہی تھی۔

ریان ہر تھوڑی دیر بعد اسکے کان میں کوئی سرگوشی کرتا جس پہ کبھی وہ شرما جاتی تو کبھی اسے گھور کے دیکھتی

ابھی وہ دونوں باتیں ہی کر رہے تھے جب قدسیہ بیگم اسٹیج پہ آئیں۔

زمدہ تمہاری خالہ نہیں آئیں بیٹا ابھی تک۔۔۔قدسیہ بیگم زمدہ کے پاس آتی گویا ہوئیں۔

پرسوں ہی انہوں نے ولیمے کی دعوت دینے کے لیئے زمدہ سے اسکی خالہ کے گھر جانے کی بات کی تھی جس پہ زمدہ نے انکار کرتے یہ کہہ دیا تھا کے فون پہ ہی بول دیں۔

اور اسی وقت قدسیہ بیگم نے انہیں فون پہ ہی ولیمے میں آنے کی دعوت دے دی تھی مگر وہ اب تک نہیں آئیں تھیں جس وجہ سے قدسیہ بیگم زمدہ سے پوچھنے چلی آئیں تھیں۔

اوہو اماں ہم بتانا بھول گا۔۔۔وہ خالہ کے کسی رشتے دار کا انتقال ہو گیا تھا تو وہ پنجاب چلا گیا ہے۔۔۔ان کا فون آیا تھا انہوں نے ہم کو بتا دیا تھا بس مصروفیات کے چکر میں ہم آپ کو بتانا بھول گیا۔۔۔۔زمدہ ماتھے پہ ہاتھ مرتی بولی تو انہیں نے سمجھتے ہوئے سر ہلا دیا۔

اچھا چلو ٹھیک ہے۔۔۔قدسیہ بیگم اسٹیج سے نیچے اتر گئی تو وہ واپس دھیرے دھیرے ریان سے باتوں میں لگ گئی۔

کئی نظروں میں انکے لیئے رشک تھا تو کئی میں حسد جب کے ان سب میں ایک پراسرار نظر بھی موجود تھی جو ان دونوں کو ہی اپنے حصار میں لیئے ہوئے تھی جس سے وہ دونوں ہی انجان اپنی خوشی میں مصروف تھے۔



آج تو بہت مزا آگیا۔۔۔ ہمیں نہیں پتہ تھا شادی میں اتنا مزا آتا ہے۔۔۔

زمدہ اپنی چوڑیاں اتارتی شیشے سے شرٹ کی آستین کے بٹن کھولتے ریان کو دیکھ کے بولی تو وہ مسکراتا ہوا اسکی جانب بڑھا۔

کتنے سارے تحفے ملیں ہیں۔۔۔ اتنے سارے لفافے ملیں ہیں۔۔۔ وہ چہک کے بولی جس پہ ریان نے اسکا بازو پکڑتے اسکا رخ اپنی جانب کیا۔

لیکن ابھی ایک تحفہ تو رہتا ہے۔۔۔ ریان نے ڈریسنگ کی دراز کھولتے اس میں سے ایک لمبی سی ڈبیا نکالی۔

یہ کیا ہے۔۔۔ زمدہ کی آنکھیں خوشی سے پوری کھلیں تو ریان نے وہ ڈبیا کھولتے زمدہ کے سامنے کی جس میں باریک سی چین کے میں ایک لاکٹ لکھا تھا R،Z جھول رہا تھا جس پہ

اتنا خوبصورت۔۔۔زمدہ نے وہ اپنے ہاتھ میں لیتے دل سے تعریف کی۔

میں پہنادوں۔۔۔اسکے خوشی سے دمکتے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیئے ریان نے اجازت مانگی جس پہ وہ خوشی سے اثبات میں سر ہلاتی اسکی جانب پشت کر گئی۔

ریان نے سب سے پہلے نرمی سے اسکے دوپٹے میں سے پنز نکالتے دوپٹے کو ہٹاتے ایک طرف رکھا تو اسکی نظروں کے سامنے اسکی دودھیا گردن نمایا ہو گئی جسے دیکھ کے ریان کی نظروں میں خمار اترا۔

اسنے دھیرے سے اسکی دودھیا گردن پہ انگلیاں پھیریں تو زمدہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔

آپ۔۔۔یہ۔۔۔پہنا رہا۔۔ تھا۔۔۔اسکی گرم انگلیوں کا لمس محسوس کرتی وہ بامشکل بول پائی۔

دل نے ایک الگ ہی شور مچانا شروع کر دیا تھا۔

ریان نے اسکے ہاتھ سے لاکٹ لیتے اسکی گردن کی زینت بنایا اور جھک کے اسکی گردن پہ لب رکھتے اسکا رخ اپنی جانب موڑا تو زمدہ اپنے دل کی بڑھتی رفتار کو سنبھالتی اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

زمدہ۔۔۔میں نے تمہارا بہت دل دکھایا ہے۔۔۔ناجانے تمہیں کیا کچھ کہا ہے۔۔۔میں اپنی ان ساری باتوں پہ شرمندہ ہوں۔۔۔۔

جب تم سے نکاح ہوا تھا میں تب سے سوچتا تھا نا جانے تمہارے ساتھ کیسے زندگی گزاروں گا مگر تب یہ نہیں جانتا تھا کہ تم ایک دن میرے لیئے اتنی اہم ہو جاؤں گی کہ مجھے اپنا آپ بھول جائے گا۔۔۔

ریان اسکو کمر سے تھامے جزبات سے چور لہجے میں بولا تو زمدہ کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

آج تمہیں دلہن کے روپ میں دیکھ کے میں نے کس طرح خود پہ قابو کیا ہے یہ صرف میں ہی جانتا ہوں۔۔۔ریان نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اوپر اٹھایا تو زمدہ کی پلکیں شرم وحیا سے جھک گئیں۔۔۔دل کانوں میں دھڑکتا سنائی دیا۔

یاد ہے تمہیں جب پہلے دن تم اس کمرے میں آئی تھیں اور میں نے تمہیں باتیں سنائیں تھیں جب تو تم بڑی شیرنی بن رہیں تھی اور اب کیا ہو گیا۔۔۔ کیا شیرنیاں بھی شرماتی ہیں۔۔۔وہ اسکی پہلے دن والی بے باکی یاد کرتے شریر لہجے میں بولا تو زمدہ کھل کے مسکرائی۔

جب بات اور تھا اب بات اور ہے۔۔۔اب یہ شیرنی شرماتا بھی ہے۔۔۔وہ اسکی شرٹ کے بٹن سے چھیڑ چھاڑ کرتی دھیرے سے بولی۔

ہمم ویسے تو مجھے یہ شرماتی ہوئی شیرنی بھی پسند ہے مگر وہ پہلے والی بے باک سی شیرنی مجھے زیادہ اچھی لگی تھی۔۔۔ریان ایک آنکھ دبا کے بولا تو زمدہ آنکھیں گھماتی تیزی سے اسکے گال پہ لب رکھتی اتنی ہی تیزی سے پیچھے ہوئی

یہ سب اتنی اچانک ہوا کے پل بھر کو ریان ساکت رہ گیا۔۔۔اسے یقین نہیں آیا کے یہ حرکت زمدہ نے کی ہے جب کے دوسری طرف زمدہ اپنی ہی حرکت پہ شرم سے سرخ پڑی۔

یہ کیا تھا۔۔۔ریان نے حیرت سے پوچھا تو زمدہ فکر مندی ہوئی۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔اس سے شرم کے مارے کچھ بولا ہی نہیں گیا جس پہ ریان کا ایک زوردار قہقہہ کمرے میں گونگا۔

ہاہاہاہا۔۔۔ماڑا اب بنا ہے نا تم ہمارا شیرنی۔۔۔وہ اسکی طرح کہتا اسکی کمر پہ گرفت مضبوط کرتے دوسرے ہاتھ سے اسکے جوڑے کو تھامتے شدید سے اسکے لبوں پہ جھک گیا۔

جس پہ زمدہ نے اپنی باہیں اسکی گردن میں حاہل کرتے سکون سے آنکھیں موندلیں۔

وہ دونوں ایک دوسرے میں کھو رہے تھے مدہوش ہو رہے تھے۔۔۔یہ جانے بغیر کہ ایک خطرہ آہستہ آہستہ انکی جانب بڑھ رہا ہے۔

🌺🌺🌺۔

(کچھ دن بعد)

زمدہ یہ کیا کر رہی ہو۔۔۔منا کیا تھا نا کہ جب تک ہاتھوں کی مہندی نہیں اتر جاتی تب تک کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاؤ گی۔۔۔قدسیہ بیگم کچن میں داخل ہوئیں تو زمدہ کو چاول چنتے دیکھ سختی سے بولیں۔

انہوں نے کتنے دنوں سے زمدہ کو کسی بھی کام کو ہاتھ نہیں لگانے دیا تھا مگر آج زمدہ ان سے چھپ کے کچن میں آ ہی گئی تھی۔

جب ہم کوئی کام کرے گا تبھی تو مہندی اترے گا نا۔۔۔ایسے فارغ بیٹھے بیٹھے تو مہندی کو اترنے میں ہفتوں لگ جائے گا۔۔۔زمدہ تیز تیز ہاتھ چلانے لگی

ارے زمدہ تم پھر کچن میں آ گئیں۔۔۔ابھی تو میں تمہیں باہر نکال کے گئی تھی۔۔۔مہتاب بیگم کچن میں داخل ہوتی زمدہ کو گھور کے بولی تو اسنے آگے سے دانتوں کی نمائش کروائی۔

ہم کون سا سارا کام کر رہا ہے۔۔۔ہم بس کھیر بنا رہا ہے۔۔۔نئی دلہن پہلی بار کچھ میٹھا بناتا ہے نا تو ہم آج کھیر بنا رہا ہے۔۔۔زمدہ خوشی سے بولی تو

قدسیہ بیگم اور مہتاب بیگم دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کے نفی میں سر ہلا گئیں۔

اچھا ٹھیک ہے لیکن صرف کھیر بناؤ گی اور پھر سیدھے کچن سے باہر نکل جاؤں گی سمجھ گئیں۔۔۔قدسیہ بیگم نے باور کروایا جس پہ وہ زور و شور سے اثبات میں سر ہلا گئی تو وہ دونوں کچن سے باہر نکل گئیں۔

ان دونوں کو کچن سے باہر نکلے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی کچن کی کھڑکی کے ساتھ کھڑا اندر جھانک رہا ہے۔

اسنے آگے بڑھ کے باہر جھانک کے دیکھا مگر وہاں کوئی نا تھا۔

وہ اپنا وہم سمجھتی واپس اپنے کام میں صرف ہو گئی۔



بھابھی کیا میں اندر آجاؤ۔۔۔ابرار نے دروازے پہ دستک دیتے دروازے میں سے منہ نکالتے اجازت مانگی۔

ہاں ہاں آجاؤ۔۔۔زمدہ جو ابھی نہاں کے نکلی تھی دوپٹہ اپنے گرد پھیلاتی بالوں کو تولیہ سے خشک کرتی اسے اندر آنے کی اجازت دی تو ابرار کمرے میں داخل ہوا اور اسکے پیچھے ہی ادینہ بھی کمرے میں داخل ہوتی آہستہ سے دروازہ بند کر گئی۔

کیا بات ہے ماڑا تم دونوں ایک ساتھ یہاں۔۔۔ان دونوں کو دیکھ وہ ائبرو اچکاتی ڈریسنگ کی دراز سے ہئر ڈرائیر نکالنے لگی۔

وہ۔۔۔بھابھی آپ سے ایک کام تھا۔۔۔ادینہ زرا ہچکچا کے بولی۔

ہاں ہاں بولو ہم سن رہا ہے۔۔۔وہ جان کے مصروف انداز میں بولی کیونکہ وہ جانتی تھی کے ان دونوں کو اس سے کیا کام ہو سکتا ہے۔

بھابھی وہ ہم چاہ رہے تھے کہ۔۔۔۔۔ادینہ انگلیاں مڑوڑتی کہتے کہتے رکی۔

کہ کیا۔۔۔زمدہ نے شیشے سے ان دونوں پہ سوالیہ نظروں ڈالی

تم بھی تو کچھ بولو نا۔۔۔ادینہ نے ابرار کو کہنی ماری جس پہ وہ اسے گھور کے رہ گیا۔

بھابھی ہم چاہ رہے ہیں کہ آپ گھر والوں سے ہمارے رشتے کی بات کریں۔۔۔ابرار نے بل آخر مدے کی بات کی جس پہ زمدہ نے اوو کی شیپ میں ہونٹوں کو گول کیا۔

ہم کیوں کرے۔۔۔تم دونوں خود کرو۔۔۔زمدہ نے لاپروائی سے کندھے اچکاتے تو وہ دونوں بے چاری شکل بنائے اسے دیکھنے لگے

اب ہم خود اپنی شادی کی بات کرتے اچھے لگے گئیں کیا جب آپ ایک بڑی بزرگ ہمارے گھر میں موجود ہو تو۔۔۔ابرار معصومیت سے بولا مگر زمدہ نے اسکے بڑے بزرگ کہنے پہ گھور کے اسے دیکھا تو وہ آگے سے دانت دیکھا گیا۔

ہم سے بڑااور بزرک تمہارابھائی ہے۔۔۔ان کو جاکے بولووہ کرے گاسب سے بات۔۔۔ سنجیدگی سے کہتی اپنے بالوں میں کنگھا کرنے لگی

نابھابھی نا۔۔۔ہم بھائی سے اس بارے میں بات نہیں کر سکتے وہ تو ہمیں بہت ڈاٹیں گے۔۔۔ کہیں گے ابھی تمہاری کوئی عمر ہے شادی کرنے کی پہلے پڑھائی مکمل کرو پھر کام کرنا شروع کرو پیسے کماؤں اور جب کسی کی زمیداری اٹھانے کے قابل ہو جاؤ پھر شادی کرنا۔۔۔ان سے بات کرنے کا مطلب ایک لمباپرو گرام۔۔ابرار نے ریان کی نقل اتارتے منہ بنایا تو زمدہ کھل کے مسکرادی مگر بولی کچھ نہیں۔

پلیز بھابھی۔۔۔ صرف آپ ہی کچھ کر سکتی ہیں۔۔۔پلیز آپ ہمارے لیئے بات کریں ناگھر والوں سے۔۔۔ادینہ التجائیہ لہجے میں بولی۔

ہاں بھابھی ہمیں یقین ہے گھر والے آپ کی بات کبھی رد نہیں کریں گے۔۔۔آپ ان سے اپنی طرف سے بات کریں نا۔۔۔ابرار نے بھی ادینہ کی بات سے اتفاق کرتے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی

ٹھیک ہے ہم بات کر لے گا۔۔۔مگر ابھی صرف منگنی کا بات کرے گا ۔۔۔شادی کا نہیں۔۔۔زمدہ بالوں کو ڈھیلے سے جوڑے میں لپیٹتی ان دونوں کی جانب گھومی۔

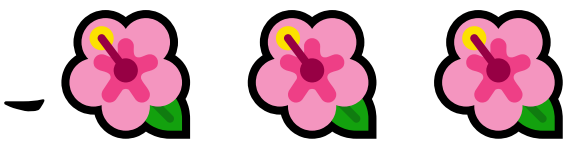
شادی کی کیوں نہیں۔۔۔ابرار بے صبری سے بولا

دیور جی صبر رکھو۔۔۔ابھی تم کوئی کام تو کرتا ہے نہیں۔۔۔تمہارا سارا خرچہ ابا اور بھائی اٹھاتا ہے ایسے میں تم اتنا بڑا زمیداری کیسے اٹھائے گا۔۔۔

اس لیئے پہلے پڑھائی پوری کر لو پھر جیسے ہی تم کام کرنے لگے گا ہم خود سب سے رخصتی کا بول دے گا۔۔۔۔زمدہ نے ان دونوں کو رسان سے سمجھایا جس پہ وہ دونوں ہی اثبات میں سر ہلا گئے۔

ٹھیک ہے بھابھی۔۔۔ مگر آج آپ ہم دونوں کے رشتے کی بات لازمی کرے گا سب سے۔۔۔۔ابرار نے ایک بار پھر یاد دلایا۔

ہاں ہاں۔۔۔ ہم کو پتہ ہے۔۔۔ان دونوں کو یقین دلاتی وہ کمرا سمیٹنے لگی تو وہ دونوں خوشی سے چمکتے چہرے لیئے کرنے سے باہر نکل گئے تو زمدہ کے چہرے پہ شریر مسکراہٹ چمکی جس کا مطلب تھا وہ زور کوئی نا کوئی شرارت کرنے والی ہے۔



رات کے کھانے سے فارغ ہو کے سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے زمدہ کی بنائی کھیر کھالنے کے ساتھ ساتھ خوش گپوں میں مصروف تھے جب کے ابرار بار بار بے صبری سے زمدہ کو بات کرنے کا اشارہ کر رہا تھا جس پہ وہ بڑی ہی چالاکی سے اسکے اشاروں کو نظر انداز کرتی سب سے باتوں میں مصروف تھی۔

وہ اب بھی مسلسل اسے اشارے کر رہا تھا جو اچانک ہی ریان نے نوٹ کیا۔

کیا ہوا ہے ابرار سب ٹھیک ہے۔۔۔ریان نے سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا تو سب ابرار کی جانب متوجہ ہو گئے جس پہ وہ ایک دم گڑبڑا گیا۔

ہ۔۔۔ہاں۔۔۔ہاں بھائی سب ٹھیک ہے۔۔۔اسنے جلدی سے صفائی دی جب کے زمدہ نے اسے دیکھ کے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

اگر سب ٹھیک ہے تو تم بار بار زمدہ کو اشارے کیوں کر رہے ہو۔۔۔کوئی بات ہے کیا۔۔۔ریان کے مشکوک نظروں سے دیکھنے پہ اسنے حلق تر کیا۔

نہ۔۔۔نہیں کوئی بات۔۔۔نہیں ہے۔۔۔بڑی مشکل سے اپنے تاثرات نارمل کرتے مسکرا کے بولا جس پہ ناچاہتے ہوئے بھی ریان اثبات میں سر ہلا گیا تو باقی سب بھی واپس اپنی باتوں میں لگ گئے

ابرار نے زمدہ کو التجائیہ نظروں سے دیکھتے نا محسوس انداز میں ہاتھ جوڑے جس پہ وہ آنکھیں گھوما گئی۔

اباہم کو آپ سے ایک ضروری بات کرنا ہے۔۔۔زمدہ نے اپنی کھیر کا باؤل ٹیبل پہ رکھتے سنجیدگی سے سب کو مخاطب کیا تو سب اسے دیکھنے لگے

بولو بیٹا کیا بات ہے۔۔۔منان صاحب پیار سے بولے۔

ابا آپ کا یہ جو بیٹا ہے نا یہ بڑا چھپا رستم ہے۔۔۔زمدہ نے ابرار کی جانب اشارہ کرتے کہا تو ابرار ایک دم سٹپٹا گیا

وہ تو اسے بات کرنے کا بول رہا تھا اور یہاں وہ کیا ہی کہہ رہی تھی۔۔۔وہ تو انکا بھانڈا چھوڑ رہی تھی۔۔۔

اسے پتہ تھا کہ یہ تو سب کو ہی پتہ چلنا ہے کے وہ ادینہ کو پسند کرتا ہے مگر جس طرح زمدہ نے بتانا شروع کیا تھا اس سے ابرار کی جان تو مانوں حلق میں اٹکی تھی۔۔۔جب کے یہی حال ادینہ کا بھی تھا جس کے چہرے کی ہوائیاں آڑی ہوئی تھیں۔

کیا مطلب۔۔۔ریان نے نا سمجھی سے پہلے ابرار کو دیکھا پھر زمدہ کو۔

یہ جو آپ کا بھائی ہے نا یہ بڑا ہی میسنا ہے۔۔۔ہمارا ناک کے نیچے اتنا بڑا گل کھلا لیا اور ہم سب کو بھنک بھی پڑھنے نہیں دیا۔۔۔زمدہ مزے سے بولی جب کے ابرار کی سانسیں تو اب سہی معنوں میں اٹکیں تھیں

کون سا گل کھلایا ہے۔۔۔کیا کیا ہے ابرار تم نے۔۔۔قدسیہ بیگم نے ابرار کو گھورا۔

کچھ نہیں ماما۔۔۔وہ تھوک نگلتے منمنایا جس پہ زمدہ نے شرارت سے ابرو اچکائی۔

تو پھر زمدہ کس گل کی بات کر رہی ہے۔۔۔۔ریان نے بھی غصے سے اسے دیکھا جس پہ ابرار کے چہرے کا رنگ اڑا۔

ارے ارے ہم بتاتا ہے نا۔۔۔زمدہ نے جلدی سے سب کو واپس اپنی جانب متوجہ کیا۔۔

ابا آپ کے صاحب زادے کو پیار ہو گیا ہے اور وہ نکاح کرنا چاہتا ہے۔۔۔ زمدہ نے سب کے سر پہ بم پھوڑا۔

جہاں سب حیران ہوئے تھے وہیں ادینہ اور ابرار اپنی سانسیں روک گئے تھے۔۔۔۔انہوں نے اسے سیدھی سی بات کرنے کا کہا تھا مگر وہ تو ایسے باتا رہی تھی جیسے انہوں نے کوئی جرم کیا ہو۔

واٹ۔۔۔پیار۔۔۔۔دماغ ٹھیک ہے تمہارا ابرار۔۔۔ابھی تم پڑھ رہے ہو اور تمہیں شادی کی پڑھ گئی ہے۔۔۔۔ریان نے سختی سے ڈپٹا جس پہ ابرار سر جھکا گیا۔

اوہو کیا ہو گیا ہے۔۔۔وہ کون سا رخصتی کا بول رہا ہے۔۔۔۔صرف نکاح کا کہا ہے اور ویسے بھی پیار یہ دیکھ کے تھوڑی ہوتا ہے کے ابھی پڑھائی چل رہا ہے تو ہم بعد میں ہو جائے گا۔۔۔پیار تو کبھی بھی ہو سکتا ہے۔۔۔زمدہ نے سمجھداری سے سمجھایا جس پہ ریان چپ ہو گیا۔

لڑکی کون ہے۔۔۔منان صاحب نے رسان سے پوچھا۔

لڑکی کوئی باہر کی نہیں بلکے اس گھر کا ہی ہے۔۔۔زمدہ نے پھر سے سب میں تجسس پھیلا یا توسب نا سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جب کے ادینہ توکسی بھی طرح وہاں سے اٹھنے کے پر تول رہی تھی۔

کون ہے وہ۔۔۔اریبہ نے حیرت سے پوچھا کیوں اس گھر میں تو اسکے اور ادینہ کے علاؤہ اور کوئی لڑکی نہیں تھی

ہمارا اور آپ سب کا پیارا ادینہ۔۔۔زمدہ نے مسکراتے ہوئے ادینہ کی جانب اشارہ کیا تو وہ گھبرا گئی۔

میرا فون بج رہا ہے۔۔۔میں آتی ہوں ابھی۔۔۔سب کو حیرت سے خود کو تکتے دیکھ ادینہ بوکھلاتی جلدی سے بہانا بناتی اٹھ کے اندر چلی گئی۔

ابرار کیا زمدہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔۔قدسیہ بیگم ماتھے پہ بل ڈالے سوالیہ گویا ہوئیں

جی۔۔۔ابرار نے سر جھکائے ہی اثبات میں سر ہلایا۔۔۔جس پہ سب نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں اب کیا کرنا ہے۔

تو اب آپ لوگوں نے کیا سوچا ہے۔۔۔۔
دیکھیں چچا اور چچی لڑکا گھر کا ہے آپ سب کی آنکھوں کے سامنے بڑا ہوا ہے۔۔۔اور پھر شادی کر کے آپکا لڑکی بھی آپکا آنکھوں کے سامنے رہے گا۔

اور اباماں۔۔۔آپ بھی تو لڑکی کو جانتا ہے آپ کا ہاتھوں کا پلا ہوا بچی ہے تو اس حساب سے آپ سب کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔۔۔سب کے پر سوچ چہرے دیکھ زمدہ نے سب کو قائل کرنے کی کوشش کی۔

عامر تم کیا کہتے ہو۔۔۔منان صاحب نے بھائی کی رائے چاہی جس پہ انہوں نے اپنی بیوی کو دیکھا جو انہیں ہاں کا اشارہ کر رہیں تھیں۔

بھائی مجھے لگتا ہے۔۔۔عامر صاحب نے ابرار کے بے تاب چہرے کو دیکھتے دانستہ بات اُدھوری چھوڑی تو ابرار بے چین ہوا اٹھا۔

مجھے لگتا ہے اس رشتے میں اعتراض کرنے والی چیز نہیں ہے۔۔۔میری بیٹی آپ کی بہو بنے اس سے زیادہ اور خوشی کی بات کیا ہو سکتی ہے۔۔۔عامر صاحب نے مسکرا کے بات مکمل کی تو ابرار کی جان میں جان آئی۔

سب کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔۔۔جب کے لاؤنج کے دروازے پہ کھڑی ادینہ کا پریشان چہرہ ایک دم چمک اٹھا۔

ارے واہ یہ تو بہت اچھا ہو گا۔۔۔اباب ہم جلدی سے ان دعنوں کے نکاح کی تاریخ بھی رکھ لیتے ہیں۔۔۔زمدہ پر جوش لہجے میں کہتی اپنی جگہ سے اٹھی۔

صبر رکر وزرا۔۔۔ابھی اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔ریان نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے واپس بیٹھایا۔

کیوں اس میں برائی ہی کیا ہے۔۔۔زمدہ نے ائیبرو اچکائے سوال کیا جب کے ابرار نے فکر مندی سے اپنے بھائی کو دیکھا۔

پہلے ان دونوں کی پڑھائی پوری ہو جانے دو۔۔۔ویسے بھی ابرار کا آخری سال چل رہا ہے اس کے بعد کر دیں گے۔۔۔۔ریان نے نرمی سے سمجھایا جس پہ ابرار نے پریشانی سے اپنی بھابھی کو دیکھا۔

ایک آپ اور دوسرا آپکا پڑھائی۔۔۔خیر آپ چھوڑو آپ سے ہم بات نہیں کر رہا۔۔۔زمدہ نے ریان کو چپ کرواتے اپنا رخ منان صاحب اور عامر صاحب کی جانب کیا جس پہ ریان بس منہ کھولے اسے دیکھ کے رہ گیا

ابا چچا آپ بتاؤں کیا یہ سہی نہیں ہے کے ہم ان دونوں کا نکاح کر دیں۔۔۔یہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتا ہے۔۔۔ایک گھر میں رہتا ہے تو اچھا ہے نا نکاح کر دیا جائے تاکہ ان سب کے ساتھ ساتھ ہم سب کو بھی ثواب ملے ایسا نیک کام کرنے پہ۔۔۔

زیادہ بڑی دعوت نہیں بس گھر میں ہی سادگی سے ابھی نکاح کر دیتے ہیں اس کے بعد، بعد میں رخصتی ہوتا رہے گا کیوں۔۔۔اسنے بڑی سمجھداری سے اپنی بات سب کے سامنے رکھی جو سب کو ہی کافی پسند آئی تھی۔

منان صاحب نے قدسیہ بیگم کو دیکھا جنہوں نے اثبات میں سر ہلاتے اپنی رضامندی دی

آپ ٹھیک کہہ رہی ہو بیٹا۔۔۔ہم میں سے کسی کو نکاح پہ اعتراض نہیں ہے ۔۔۔منان صاحب مسکرا کے کہتے ابرار کی بے چین روح کو سکون دے گئے۔

توکب کی تاریخ رکھنی ہے۔۔۔مہتاب بیگم نے پہلی بار بات میں حصہ لیا

اگلے جمعے کی ٹھیک رہے گی۔۔۔برکت والا دن ہے اس دن ہی یہ نیک کام سرانجام دیں گے۔۔۔منان صاحب نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو سب انکے فیصلے سے اتفاق کرتے مسکرا دیئے

میں سوچ رہی تھی۔۔۔اریبہ کے لیئے بھی ایک دو رشتے آئے ہوئے ہیں ہم ان میں سے کسی کو دیکھ کے فائنل کر دیتے ہیں تاکے دونوں بہنوں کا نکاح ساتھ ہی ہو جائے گا۔۔مہتاب بیگم زرا فکر مندی سے بولی۔

وہ جو رشتے آئے ہوئے ہیں نا وہ ایک بھی اریبہ کے لائق نہیں ہے۔۔۔۔ اور ویسے بھی اریبہ کی کون سی عمر نکلی جا رہی ہے ابھی تو ہماری بچی چھوٹی ہے۔۔۔قدسیہ بیگم نے انہیں ٹوکتے رسان سے کہا۔

مگر بھابھی میں چاہ رہی تھی اریبہ کا بھی ساتھ ہی ہو جائے۔۔۔آپ تو جانتی ہیں بڑی سے پہلے چھوٹی کے نکاح پہ لوگ باتیں بنائیں گے۔۔۔مہتاب بیگم نے اب اصل پریشانی کی وجہ بیان کی تو وہ سب گہرا سانس بھر کے رہ گئے۔

ممالوگوں کو کیا ہے وہ تو باتیں بناتے ہی ہیں نا۔۔۔آج ہمارے اوپر باتیں بنائیں گے تو کل ان کو کوئی نیا ٹوپک مل جائے گا۔۔۔اس لیئے ہمیں لوگوں کی فکر نہیں کرنی چاہیئے۔۔۔اریبہ نے سمجھداری سے ماں کو سمجھایا جس پہ وہ بس اسے دیکھ کے رہ گئیں۔

چچی اگر آپ لوگوں کے بارے میں سوچتا رہے گا نا تو زندگی میں کبھی خوش نہیں رہ پائے گا۔۔۔مہتاب بیگم کو تذبذب کا شکار دیکھ زمدہ نے نرمی سے کہا تو وہ گہرا سانس بھرتی سر ہلا گئیں

ہمم آپ لوگ ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔۔۔میں لوگوں کی وجہ سے اپنے بچوں کی خوشی تو برباد نہیں کر سکتی نا۔۔۔انہوں نے مسکرا کے کہا تو سب کی کے چہرے وہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔

تو پھر تاریخ پکا سمجھیں۔۔۔۔زمدہ نے منان صاحب کو دیکھتے کنفرم کرنا چاہا جس پہ وہ مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی۔

بہت بہت مبارک ہو سب کو اور خاص کر ابرار تم کو۔۔۔زمدہ خوشی سے بولی جب کے ابرار کے چہرے سے مسکراہٹ جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

ارے ہماری بہو کو تو بلاؤ۔۔۔وہ تو شرام کے نا جانے کہاں چھپ گئی ہے ۔۔۔قدسیہ بیگم نے ادھر ادھر نظریں دوڑاتے ادینہ کو دھونڈھا تو وہ جلدی سے دروازے کے پیچھے چھپ گئی۔

ادینہ۔۔۔

یار ادینہ یہاں آؤ سب تمہیں بلا رہے ہیں۔۔۔۔اریبہ نے بلند و بالا ہانک لگائی تو وہ شرماتی ہوئی دروازے کے پیچھے سے نکلتی لاؤنج میں داخل ہوئی۔

بہن بڑی چھپی رستم نکلیں تم تو۔۔۔جلدی سے اسکے پاس پہنچتے اریبہ نے چھیڑا تو وہ شرما کے سر جھکا گئی۔

اریبہ مت چھیڑو میری بیٹی کو۔۔۔چھوٹی بہو یہاں میرے پاس آ کے بیٹھو۔۔۔قدسیہ بیگم اریبہ کو مسنوعی گھوری دیکھاتے خود شریر لہجے میں

بولی تو سب ہنس دیئے جس سے ادینہ چھنپتی ہوئے انکے پاس جا کے بیٹھ گئی

بھابھی میرے نکاح کی تاریخ پکی ہونے کی خوشی میں آپ سب کو ایک بار پھر سے کھیر کھلائیں۔۔۔۔ابرار پر جوش لہجے میں بولا۔

ہاں ضرور کیوں نہیں۔۔۔زمدہ بھی فورن اٹھتی کچن سے کھیر کا دوسرا باؤل لینے چل دی۔

اسنے ابھی کچن میں آ کے فرج کھولا ہی تھا کے باہر سے گولیوں کے چلنے کی تیز آوازیں آنی شروع ہو گئی۔

گھبرا کے فورن فرج بند کرتی وہ کچن سے باہر بھاگی تو باہر سب پریشان اور خوف زدہ کھڑے تھے۔

آپ سب لوگ یہیں رکیں میں دیکھ کے آتا ہوں۔۔۔ریان سب کو رکنے کا کہتا خود باہر جانے لگا جب زمدہ نے اسکا بازو تھام لیا۔

نہیں ماڑا آپ کہیں نہیں جائے گا۔۔۔آپ پولیس کو فون کرو۔۔۔آپ کو باہر جانے کا ضرورت نہیں ہے۔۔۔وہ خوف زدہ لہجے میں بولی۔

زمدہ کچ۔۔۔۔

ٹھاٹھا۔۔۔ریان اسے تسلی دینے ہی لگا تھا جب باہر سے پھر سے فائ+رنگ کی آواز آئی تو وہ جلدی سے ریان کے بازو کے ساتھ چپکی۔

میں پولیس کو فون کرتا ہوں۔۔۔ابرار نے جلدی سے جیب سے فون نکالتے کہا۔

کچھ نہیں ہوتا تم رکو میں آتا ہوں۔۔۔زمدہ کے ہاتھ سے اپنا بازو نکالتے ریان تیزی سے اوپر کی طرف بھاگا تو وہ بھی اسکے پیچھے لپکی۔

کیا کرتا ہے تم۔۔۔اسے الماری کی سب سے نیچی دراز سے کچھ نکالتے دیکھ وہ پریشانی سے گویا ہوئی۔

باہر سے اب بھی فائر+رنگ کی آوازیں آرہیں تھیں جو ماحول کو دہشت ناک بنا رہیں تھیں۔

تم یہیں رکنا۔۔۔کمرے سے باہر مت نکلنا۔۔۔گن نکالتے وہ زمدہ کو تائید کرتا بغیر اسے کچھ کہنے کا موقع دیئے تیزی سے کمرے سے باہر بھاگ گیا۔

زمدہ اسے روکتی رہ گئی مگر وہ نار کا تو خود بھی جلدی سے الماری کی جانب آتی کچھ ڈھونڈھنے لگی۔

اپنی مطلوبہ چیز ملتے ہی فون اٹھاتی بالکونی کی طرف بھاگی کے تب ہی ایک ٹھا کی آواز کے ساتھ اسکا سر چکرایا اور وہ وہیں زمین بوس ہوتی ہوش و حواس سے بیگانی ہو گئی۔



زمدہ کچھ نہ۔۔۔وہ زمدہ سے کہتے کہتے کمرے میں داخل ہوا جب اسے وہ بالکونی کے دروازے کے پاس بے ہوش پڑی نظر آئی تو ایک پل کے لیئے اسکے قدم ساکت ہو گئے۔

زمدہ۔۔۔۔۔ریان تیزی سے اسکی جانب لپکا۔

زمدہ کیا ہوا ہے تمہیں ہوش میں آؤ۔۔۔اسکے پاس بیٹھتے ریان نے اسکا گال تھپتھپایا مگر آگے سے اسکے وجود میں زرا بھی حرکت نا ہوئی۔

ریان اسکے پاس سے اٹھتا جلدی سے ٹیبل پہ رکھے جگ سے پانی لے کے آیا اور اسکے منہ پہ چھینٹے مارنے لگا

زمدہ۔۔۔اسنے زور سے اسکا گال تھپتھپایا مگر جواب ندارد دیکھ اب سہی معنوں میں اسکی جان نکلی تھی۔

آس پاس کی چیزوں کا دھیان کیئے بغیر جلدی سے اسے باہوں میں اٹھاتے فورن باہر کی جانب بھاگا۔

ریان کیا ہوا ہے زمدہ کو۔۔۔زمدہ کو اٹھائے اسے سیڑھیوں سے اترتے دیکھ قدسیہ بیگم فکر مندی سے کھڑی ہوئیں تو انکی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے سب ہی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔

وہ آج ہوئے واقعہ پہ ہی بات کر رہے تھے جب ریان کو زمدہ کو اٹھائے نیچے آتے دیکھ سب پریشان ہو گئے

پتہ نہیں ماما۔۔۔میں کمرے میں گیا تو یہ بے ہوش تھی۔۔۔میں نے پانی کے چھینٹے بھی مارے منہ پہ مگر پھر بھی ہوش میں نہیں آ رہی۔۔۔میں اسے اسپتال لے کے جا رہا ہوں۔۔۔ریان پریشانی سے کہتا فورن باہر کی جانب بڑھا۔

میں بھی ساتھ چلتی ہوں۔۔۔قدسیہ بیگم نے بھی اسکے پیچھے ہی قدم بڑھائے۔

قدسیہ بیگم نے اس سے چابی لیتے گاڑی کا دروازہ کھولتے خود پیچھے بیٹھیں تو ریان نے جلدی سے زمدہ کا سر انکی گود میں رکھتے اسے سیٹ پہ لیٹتے دروازہ بند کیا اور خود تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ میں بیٹھتا گاڑی آگے بڑھا گیا۔

تیز ڈرائیو کرتے نظریں بار بار ہوش و حواس سے بیگانی اپنی شریک حیات پہ جا رہی تھیں۔

وہ زندگی میں اتنا بے چین کبھی نہیں ہوا تھا نا ہی وہ کبھی ڈرا تھا جتنا وہ آج ڈر رہا تھا۔

دس منٹ بعد اسنے اسپتال کے باہر ایک جھٹکے سے گاڑی روکی اور تیزی سے اتر کے زمدہ کو اپنی باہوں میں اٹھائے اندر کی جانب بھاگا۔

قدسیہ بیگم بھی تیزی سے اسکے پیچھے ہی اندر بڑھیں۔

وہ ایک نامور بزنس میں تھا کئی لوگ اسے جانتے تھے اس لیئے اسے دیکھتے ہی زمدہ کو فورن ایمرجنسی میں لے گئے۔

وہ بڑی بے چینی سے باہر کھڑا ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔جب کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر مسکراتی ہوئی باہر آئیں۔

میری وائف ٹھیک ہے نا ڈاکٹر۔۔۔اسکے لہجے میں زمدہ کے لیئے فکر مندی دیکھ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ بلکل ٹھیک ہیں۔۔۔ڈاکٹر کے کہتے ہیں ریان کے بے چین دل کو راحت ملی

مگر پھر وہ بے ہوش کیوں ہو گئی تھی۔۔۔قدسیہ بیگم نے زرا پریشانی سے پوچھا۔

آپ لوگوں کے لیئے گڈ نیوز ہے۔۔۔آپ کے گھر ایک ننے مہمان کی آمد ہونے والی ہے۔۔۔ڈاکٹر کی بات سن کے ریان نے بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھا جن کے چہرے پہ یہ خبر سنتے ہی چمک آگئی تھی۔

کیا۔۔۔سچ۔۔۔میں۔۔۔خوشی کے مارے ریان کی آواز تو نکلنے سے انکاری تھی۔

جی۔۔۔اب آپ نے انکا بہت خیال رکھنا ہے۔۔۔ویسے تو وہ ماشاءاللہ سے کافی فٹ ہیں مگر اس حالت میں پھر بھی آپ نے انکا پورا پورا دھیان رکھنا ہے۔۔۔آپ میرے ساتھ آئیں میں ڈائٹ پلان بنا کے دے دیتی ہوں آپ نے انہیں وہ فولو کروانا ہے۔۔۔ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں کہتی آگے بڑھ گئیں۔

جب کے ریان خوشی سے اپنی ماں کے گلے لگتا ڈاکٹر کے پیچھے بڑھ گیا۔

وہ لوگ ڈاکٹر سے ملتے زمدہ کو لیئے واپس گھر کے لیئے روانہ ہو گئے تھے مگر اس سارے دوران زمدہ کافی خاموش تھی جو ان دونوں نے ہی نوٹ کیا تھا۔

گھر پہنچے تو سب کو بے چینی سے اپنا منتظر پایا۔

کیا ہوا بیٹا سب ٹھیک ہے۔۔۔ منان صاحب سب سے پہلے آگے بڑھتے فکر مندی سے گویا ہوئے۔

جی بابا سب ٹھیک ہے۔۔۔۔ بلکے آپ سب کے لیئے ایک گڈ نیوز ہے۔۔۔ زمدہ کو صوفے پہ بیٹھاتے ریان نے سب کو تجسس میں ڈالا

کیا جو میں سمجھ رہی ہوں وہی تو نہیں۔۔۔۔مہتاب بیگم مشکوک لہجے میں گویا ہوئیں

تم بلکل ٹھیک سوچ رہی ہوں مہتاب۔۔۔تم چھوٹی دادی بنے والی ہو۔۔۔۔قدسیہ بیگم نے خوشی سے سب کو خوشخبری سنائی جس پہ سب کے پریشان چہرے کھل اٹھے۔

بہت بہت مبارک ہو بیٹا۔۔۔۔مہتاب بیگم نے آگے بڑھتے اسکے سر پہ پیار کیا تو وہ پھیکا سا مسکرا دی۔

بھابھی کیا ہوا۔۔۔آپ خوش نہیں ہیں کیا۔۔۔اریبہ نے اسکی پریشان شکل نوٹ کرتے استفسار کیا تو سب پریشانی سے اسے دیکھنے لگی۔

یہی سوال اس سے ریان کرنا چاہتا تھا جو کب سے زمدہ کی خاموشی نوٹ کر رہا تھا وہ جاننا چاہتا تھا کے آخر وجہ کیا ہے مگر وہ اکیلے میں پوچھنے والا تھا لیکن اس سے پہلے ہی اریبہ نے اسکی خاموشی نوٹ کرتے پوچھ لیا تھا۔

نہیں ایسا بات نہیں ہے ہم بہت خوش ہے بس وہ آج جو ہوا اس کی وجہ سے زرا پریشان ہے۔۔۔زمدہ نے جلدی سے اپنی خاموشی اور پریشانی کی وضاحت دی۔

بیٹا آپ فکر مت کرو سب ٹھیک ہے۔۔۔بس کچھ چور تھے جو گھر میں گھسنے کی کوشش کر رہے تھے چوکیدار نے دیکھ لیا تو اسنے فا+ئر کر دیا اور ایسے ہی دیکھتے دیکھتے آگے پیچھے کے بھی چوکیدار آ گئے اس لیئے تھوڑا ماحول وحشت ناک ہو گیا تھا مگر اب سب ٹھیک ہے۔۔۔پولیس کو بھی انفرم کر دیا ہے

وہ سب سمبھال لے گی۔۔۔منان صاحب نے نرمی سے اسے پورا معملا بتاتے بے فکر کیا۔

اور میں نے گھر کے چاروں طرف گارڈز بھی کھڑے کروادیئیں ہیں جو ہماری حفاظت کریں کے اس لیئے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔اسکی پریشانی سمجھتے ریان مزید گویا ہوا جس پہ وہ محض سر ہلا کے رہ گئی۔

زمدہ جاؤں کمرے میں۔۔۔اب آپ ارم کرو۔۔۔ریان زمدہ کو کمرے میں لے جاؤاور کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو ہمیں بول دینا۔۔۔قدسیہ بیگم ان دنوں کو دیکھ کے پیار سے بولیں تو وہ سمجھتے ہوئے مسکرا کے سر ہلاتے اوپر کمرے کی جانب بڑھ گئے تو وہ سب بھی اپنے اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھا گئے۔



اسکے گرد بازو کا گھیرا بنائے ریان اسے اپنے ساتھ لیئے کمرے میں داخل ہوا توسب سے پہلے زمدہ کی نظر اس جگہ پہ گئی جہاں وہ بے ہوش ہوئی تھی۔

اپنی چیزیں اسی جگہ پہ پڑھنے دیکھ اسے ایک بار پھر پریشانی نے آن گھیرا۔

ماڑا آپ کپڑے بدل لو کب سے یہی پہنا ہوا ہے۔۔۔ریان کو وہاں سے بھیجنے کی خاطر وہ جلدی سے بولی۔

ابھی ڈنر کرنے سے پہلے ہی تو پہنے تھے۔۔۔ریان نے ائبرو اچکائے اسے دیکھا تو وہ ایک دم گھبرا گئی۔

مگر ہم کو اس کا رنگ بلکل نہیں پسند اس لیئے آپ اسے بدل لو۔۔۔خود کو سنبھالتے جلدی سے منہ بنا کے بولی۔

اچھا ٹھیک ہے تم آرام سے بیٹھو میں چینج کر کے آیا۔۔۔ریان مسکرا کے اسکا گال تھپتھپاتے اپنے کپڑے لیتا واشروم میں گھس گیا۔

واشروم کا دروازہ بند ہوتے ہی زمدہ نے جلدی سے زمین پہ پڑی اپنی چیزیں اٹھائیں اور انہیں واپس انکی جگہ پہ رکھتی بیڈ پہ بیٹھتی اپنے فون میں مصروف ہو گئی۔

تم سوئی نہیں ابھی تک۔۔۔۔وہ اپنے فون میں مگن تھی جب ریان کپڑے چینج کیئے باہر آیا۔

ریان کے سوال پہ اسنے فون سے سر اٹھا کے اسکی جانب دیکھتے دھیرے سے نفی میں سر ہلا دیا۔

چلو اچھا ہوا نہیں سوئیں۔۔۔ڈاکٹر نے زیادہ تو نہیں بس ایک دو دوائیاں دیں ہیں وہ کھالو۔۔۔ریان ٹیبل پہ رکھے جگ سے پانی گلاس میں ڈالتے بولا

نہیں ہم کل سے کھائے گا ابھی ہمارا دل نہیں ہے۔۔۔ برا سا منہ بناتے فون بند کر کے سائڈ پہ رکھا۔

دوائیاں دل سے نہیں کھائیں جاتیں۔۔۔پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھاتے کہا جس پہ وہ منہ بناتی گلاس تھام گئے۔

گڈ۔۔۔ریان نے سائڈ کارنر سے دوائیاں اٹھاتے اپنے ہاتھ سے کھلائیں جس پہ ناچاہتے ہوئے بھی اسنے کھالیں۔

آج تو لگتا ہے تم مجھے اپنی ان قا+تل نظروں سے ختم ہی کر دو گی۔۔۔۔ اسجے غصے سے گھورنے پہ وہ شریر لہجے میں کہتا اسکی آنکھوں پہ پھونک مارتے اسکے قریب ہوا تو وہ ناراضگی سے چہرہ پھیر گئی۔

یار اس طرح خفامت ہو۔۔۔دوائی لینا بھی تو ضروری تھیں نا۔۔۔یہ تمہارے اور ہماری آنے والی چھوٹی سی زندگی کے لیئے بہت اہم ہے۔۔۔۔ اسے اپنے بازؤں کے حصار میں لیتے پیار سے سمجھایا جس پہ اسنے اپنی جھلملاتی نظریں اٹھائے اسے دیکھا تو ریان حیران رہ گیا۔

اسکی آنکھوں میں آنسوں تھے۔۔۔مطلب وہ اتنی چھوٹی سی بات پہ رو رہی تھی۔۔۔حلانکہ وہ تو اتنی مضبوط تھی کے بڑی سی بڑی بات بھی ہنس کے برادشت کر جاتی تھی۔۔۔مگر ابھی اسکایوں رو ناریان کے دل کو مٹھی میں بھر گیا تھا۔

میری جان اتنی سی بات پہ رو کیوں رہی ہو۔۔۔اگر تمہیں نہیں کھانی دوائی تو میں عائندہ نہیں کھلاؤں گا مگر تم اس طرح رو تو نہیں یار۔۔۔ریان نے تڑپ کے اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھاما تو ایک آنسوں ٹوٹ کے اسکے گال پہ لڑکا

ہم اس لیئے نہیں رو رہا کے آپ نے ہم کو دوائی کھلایا۔۔۔پیچھے ہوتے دونوں آنکھیں رگڑ کے صاف کیں۔

پھر کیا بات ہے۔۔۔جہان تک میں اپنی زمدہ کو جانتا ہوں وہ یوں رونے والوں میں سے تو نہیں ہے۔۔۔۔ریان نے اسکے ہاتھ تھامے تو ایک بار پھر اسکی آنکھوں میں پانی بھرنا شروع ہو گیا

ہم کو بابا اماں بہت یاد آرہا ہے۔۔۔وہ بچوں کی طرح نچلا ہونٹ باہر نکالے بھرائی آواز میں بولی تو ریان نے ایک گہرا سانس خارج کرتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

غم اور خوشی میں اپنے ہمیشہ بہت یاد آتے ہیں۔۔۔مانا وہ ہمیں نظر نہیں آتے مگر وہ ہم سے جدا تو نہیں ہیں نا۔۔۔یہیں ہیں ہمارے پاس ہمارے دل میں۔۔۔

ہمیں سن رہے ہیں دیکھ رہے ہیں اور تم اس طرح سے رو کے انہیں تکلیف دے رہی ہو۔۔۔اسکے سر پہ بوسہ دیتے نرمی سے اسکی پشت سہلائی تو وہ روتے ہوئے اپنا حصار اسکے گرد مضبوط کر گئی۔

ریان نے اسے کچھ دیر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے دیا۔۔
جب وہ دل بھر کے رونے کے بعد کچھ نارمل ہوئی تو اسے بازوں سے تھامتے اپنے سامنے کیا۔

آج ہمارے لیئے اتنا بڑا خوشی کا دن ہے اللہ پاک نے ہمیں اتنی بڑی خوشی دی ہے اور تم اس طرح سے رو کے مجھے بھی اداس کر رہی ہو۔۔۔ریان اسے بہلاتے ہوئے معصومیت سے بولا

سوری۔۔۔اسنے جلدی سے اپنے آنسوں صاف کیئے۔۔۔تو وہ حیران ہوا اسکے سوری کہنے پہ۔

واہ آج تو ساری کی جگہ سوری بلکہ ٹھیک بولا ہے۔۔۔وہ شریر لہجے میں بولا توزمدہ کے ماتھے پہ بل پڑے۔

آپ ہمارا مزاق بنا رہا ہے۔۔۔وہ نروٹھے پن سے بولی۔

میری یہ مجال کے میں تمہارا مزاق بناؤ۔۔۔وہ ڈرامائی انداز میں بولا توزمدہ نا چاہتے ہوئے بھی مسکرادی۔

ہمیشہ یوں ہی مسکراتی رہنا کبھی رونا نہیں۔۔۔میں نے تمہیں ہمیشہ ہنستے مسکراتے دیکھا ہے تمہارا رونا مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔۔۔ریان نے ایک بار پھر اسے اپنے بازؤں کے حصار میں لیا تو وہ اسکے سینے پہ سر رکھ گئی۔

ماڑا کل ہم گاؤں چلا جائے کچھ وقت کے لیئے۔۔۔اسکے سینے سے لگے اسنے ایک ننی سی فرمائش کی۔

کیوں نہیں ضرور۔۔۔بلکے میں خود تمہیں لے کے جاؤں گا۔۔۔ریان نے فورن ہامی بھری۔

نہیں آپ کو ساتھ چلنے کا ضرورت نہیں ہے۔۔۔یہاں آپ کے دفتر کا کام ہے۔۔۔ہم خود چلا جائے گا اور ایک ات دن رہ کے واپس آجائے گا۔۔۔

زمدہ اسکے سینے سے سر اٹھاتی جلدی سے سمجھانے والے انداز میں بولی تو ریان نے نفی میں سر ہلاتے واپس اسکا سر اپنے سینے پہ رکھا۔

سب سے پہلے تم ہو میرے لیئے باقی سارے کام بعد میں ہیں۔۔۔اور اس وقت تو مجھے اور بھی زیادہ تمہارا دھیان رکھنا ہے۔۔۔ کبھی تمہیں اکیلا نہیں چھوڑنا اور تم کہہ رہی ہو میں تمہیں اکیلے جانے دوں تو ایسا تو ہر گز نہیں ہو گا۔۔۔

اگر تمہیں جانا ہے تو میرے ساتھ جاؤ گی ورنا نہیں۔۔۔ریان اٹل لہجے میں بولا تو وہ سوچ میں پڑھ گئی۔

مگر۔۔۔۔۔۔

شششش بس بہت ہو گیا اگر مگر۔۔۔ کل ہم دونوں گاؤں جا رہے ہیں اور اب کوئی بات نہیں ہو گی سو جاؤ تم۔۔۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔۔۔ اسکی بات کاٹتے اسے اپنے ساتھ لیئے تکیہ پہ لیٹتا دونوں پہ کمفٹر ڈال گیا تو وہ بھی بغیر کچھ بولے اسکے سینے سے لگے آنکھیں موند گئی۔



رات کے تین بجے ایک سایہ دبے قدموں چاروں اور نظریں گھماتا اوپر چھت کی جانب بڑھا۔

ہاتھ میں فون پکڑے۔۔۔ پورے وجود کو کالی چادر سے ڈھانپے۔۔۔ ایک دم چونکا ہوتے لمبے لمبے قدم اٹھاتا تیزی سے اوپر چھت پہ پہنچا۔

چھت پہ بنے کمرے کے پیچھے کی جانب جاتے فون اون کیا تو گھپ اندھیرے میں مدھم سی روشنی پیدا ہوئی جو اس سائے کے ماکس سے کور ہوئے چہرے کو واضح کر گئی۔

کیا انفرمیشن ہے۔۔۔۔خاموشی میں بہت ہی مدھم مگر سرد آواز گونجی۔

ہم نے ملک ریاض کے کئی اڈوں کا پتہ لگا لیا ہے مگر ایک مسئلہ ہے۔۔۔

دوسری طرف سے آواز ابھری۔

کیا۔۔۔ صحیح پیشانی پہ بل پڑے۔

اب تک ہمیں یہ پتہ نہیں چل پایا کے جو اس+لحہ اور ڈر+ گزباہر سے آیا ہے وہ اس نے کہاں چھپا کے رکھا ہے اور کہاں سے بھیجے کا،اس کا ہمیں کوئی سوراخ نہیں مل رہا۔۔۔

ملک ریاض بہت چالاک ہے۔۔۔وہ اپنا کام اتنی صفائی سے کر رہا ہے کے ہمیں موقع ہی نہیں مل رہا اس کے خلاف کوئی بھی ثبوت یا سوراخ ڈھونڈھنے کا۔۔۔دوسری طرف سے کافی پریشانی سے بتایا گیا۔

دشمن چاہے کتنا بھی چالاک کیوں نا ہو مگر ملک کے محافظوں کے آگے نہیں ٹک پائے گا۔۔۔

تم لوگ فکر مت کرو بس کل کا دن اور پھر ہمیں پتہ چل جائے گا کے وہ اسمگ+لنگ کرتا کہاں سے ہے۔۔۔پر اسرار مسکراہٹ کے ساتھ پر عتماد جواب دیا۔

او کے ایجنٹ۔۔۔۔

ہمم بس ٹیم کو تیار رکھنا کبھی بھی حملہ کرنا پڑھ سکتا ہے۔۔۔مزید کہتے فون بند کیا اور ایک گہرا سانس بھرتے پوری چھت پہ نظر دوڑائی۔

دور دور تک صرف سیاہی تھی۔۔۔آسمان بھی سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھا۔۔۔

وہ سایہ جیسے سیاہی میں آیا تھا ویسے ہی واپس دبے قدموں نیچے اتر گیا۔



انگلی صبح کافی روشن ہوئی تھی۔۔۔

ریان زمدہ کو دوپہر میں تیار رہنے کا کہتے خود آفس آگیا تھا۔۔۔

وہ لوگ دو دن کے لیئے گاؤں جا رہے تھے جس وجہ سے وہ جتنا ہو سکے آج ہی اپنا کام ختم کرنا چاہتا تھا۔

وہ بڑی خوشی خوشی آفس میں داخل ہوا۔۔۔

خوشی اسکے ہر انگ انگ سے جھلک رہی تھی۔۔۔ مسکراہٹ تھی کے لبوں سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔

اور ہوتی بھی کیوں آخر خبر ہی اتنی بڑی تھی۔۔۔وہ باپ بنے والا تھا یہ احساس ہی اسے کتنا سرشار کر رہا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔

وہ اپنی یہ خوشی سارے اسٹاف میں میٹھائی باٹ کے سب کے ساتھ شیئر کرنا چاہتا تھا مگر قدسیہ بیگم نے اسے سختی سے منا کر دیا تھا کہ ابھی کچھ ماہ تک وہ کسی کو اس خوشخبری کے بارے میں نا بتائے ورنا نظر بھی لگ سکتی ہے۔

بس اسی لیئے وہ اپنے دل کو قابو کرتے یہ خبر اپنے ہی اندر دبا گیا تھا مگر نا چاہتے ہوئے بھی چہرے سے مسکراہٹ کو نا دبا سکا اور اسکا یہی انداز سارے اسٹاف کو حیران کرنے کے لیئے کافی تھا۔

وہ اپنے آفس میں داخل ہوا تو اسکے پیچھے پیچھے ہی اسکا سیکٹری بھی اندر داخل ہوا۔

سر ایک بری خبر ہے۔۔۔ٹیبل پہ ایک فائل رکھتے پریشانی سے بولا توریان کے ماتھے پہ ایک دم بل پڑے۔

کیا۔۔۔اپنی چیئر پہ بیٹھتے فائل اٹھا کے پڑھنا شروع کی

سر ہمارے اگلے بجٹ کی ڈیٹیلز پتہ نہیں کیسے لیک ہو گئی ہیں۔۔اور ہم جو آج خان انڈسٹریز کے ساتھ کونٹریکٹ سائن کرنے والے تھے انہوں نے وہ کینسل کر کے ملک انڈسٹریز کو دے دیا ہے جس کی وجہ سے ہمیں اچھا خاصا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔۔۔سیکٹری نے سنجیدگی سے تفصیل سے آگاہ کیا۔

ریان نے فائل بند کرتے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے پریشانی سے دو انگلیوں سے ماتھا مسلا۔

یہ ان کے ساتھ کوئی پہلی بار نہیں ہو گا تھا بلکے پچھلے کئی ماہ سے کئی بار اسکے ساتھ ایسا ہو چکا تھا جس میں اسکا کافی نقصان بھی ہوا تھا۔

ٹھیک ہے تم جاؤ۔۔۔۔ سیکٹری کو جانے کا کہتے خود بھی اپنی چیئر سے اٹھ کے کھڑا ہوا اور روم سے باہر نکلتے اپنے پرائیویٹ روم کی جانب بڑھا

وہ جلد سے جلد اس قصے کو تمام کرنا چاہتا تھا۔۔۔ جلد اس شخص تک پہنچنا چاہتا تھا جو اسے نقصان پہنچا رہے تھے۔

وہ جانتا تھا یہ کام کسی باہر والے کا نہیں ہے کوئی ہے اسکے آفس میں جو اسکا ہی نمک کھا کے اسکے ساتھ ہی نمک حرامی کر رہا تھا اور اب ریان کو اس شخص کا جلد سے جلد پتہ لگانا تھا۔



بیٹھ جائیں بھابھی بھائی آنے والے ہوں گے۔۔۔اسے بے صبری سے ادھر ادھر چکر کاٹتے دیکھ اریبہ نے ٹوکا۔

اتنا دیر ہو گیا۔۔۔ تمہارا بھائی دوپہر میں آنے کا بول کے گیا تھا اور اب تو شام ہو گیا ہے ابھی تک نہیں آیا اور نا ہی ہمارا فون اٹھا رہا ہے۔۔۔وہ فکر مندی سے گویا ہوئی۔

بھابھی آپ جا رہی ہیں تو پھر میرے نکاح کی تیاریاں کون کروائے گا۔۔۔۔ ادینہ نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسکا دھیان دوسری طرف کرنے کی کوشش کی

ماڑا ہم دو دن کے لیئے جا رہا ہے اور تمہارے نکاح میں تو ابھی پانچ دن پڑا ہے ہم گاؤں سے آ کے ایک دن میں تمہارا نکاح کا سارا تیاری مکمل کروا دے گا تم بے فکر رہو۔۔۔زمدہ نے اسے تسلی دی جب کے ادینہ باتوں ہی باتوں میں اسے صوفے پہ بیٹھا چکی تھی

وہ تو ٹھیک ہے مگر ہم نے سوچا تھا جب تک ان دونوں کا نکاح نہیں ہو رہا تب تک خوب رات کو ہلا گلا کریں گے۔۔۔آپ لوگوں کی شادی میں بھی کچھ نہیں کیا تھا۔۔۔اب سمجھوں پر وپر ایک شادی ہو رہی ہے تو ہم اپنے ساری شوق پورے کرنا چاہتے تھے لیکن آپ چلی جائیں گی تو مزاح کیسے آئے گا۔۔۔اریبہ اسکی دوسری جانب آ کے بیٹھی منہ بنائے اداسی سے بولی تو وہ مسکرا دی۔

ماڑا تم اداس کیوں ہوتا ہے ہم بہت جلد واپس آجائے گا اور پھر مل کر خوب دھمال ڈالے گا۔۔۔ہم سب مل کے اتنا ہلا گلا کرے گا کے سب تنگ آجائے گا۔۔۔۔زمدہ اسے بہلاتے ہوئے پر جوش لہجے میں بولی تو اریبہ مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی۔

وہ دونوں اسکا دھیان ریان سے ہٹانے کے لیئے اسے چھوٹی موٹی باتوں میں لگا رہیں تھیں اور دونوں اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوئیں تھیں۔

وہ لوگ اس سے باتیں ہی کر رہی تھیں جب تقریباً آدھا گھنٹے بعد ریان لاؤنج میں داخل ہوا۔

اسکی نظر سیدھے تیار شیار ہو کے بیٹھی زمدہ پہ گئی تھی۔۔۔ساتھ ہی بیگ رکھا ہوا تھا۔۔۔وہ ایک گہرا سانس بھرتے اندر آیا۔

تیار ہو زمدہ چلنے کے لیئے۔۔۔وہ ان لوگوں کی جانب بڑھتا استفسار یہ گویا ہوا۔

اس کی آواز پہ وہ تینوں چپ ہوتی اسکی سیمت دیکھنے لگئیں۔

ماڑا اتنا دیر کوئی لگاتا ہے کیا ہم کب سے انتظار کر رہا تھا۔۔۔اور کتنا فون بھی کیا مگر آپ نے ہمارا ایک فون تک نہیں اٹھایا۔۔۔وہ کھڑی ہوتی شکوہ کناہ لہجے میں بولی

سوری یار ایک کام میں پھنس گیا تھا اس لیئے دیر ہو گئی اور فون پتہ نہیں کیئے سائلینڈ پہ لگ گیا تھا اس لیئے پتہ نہیں چلا۔۔۔ریان نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وجہ بتائی تو وہ سمجھتے ہوئے سر ہلا گئی۔

چلیں۔۔۔۔ریان نے بیگ اٹھاتے کہا۔

ارے پہلے آپ نہاں دھوں کے کپڑے تو بدل لو۔۔۔اس سے پہلے وہ مڑتا زمدہ جلدی سے بولی۔

نہیں یار دیر ہو جائے گی اور۔۔۔وہیں جا کے فریش ہو جاؤں گا۔۔۔ریان نے تھکے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

جارہے ہو تم لوگ۔۔۔اس سے پہلے وہ لوگ نکلتے قدسیہ بیگم لاؤنج میں ائیں۔

جی اماں۔۔۔زمدہ مسکرا کے بولی۔

تم لوگوں کو وہاں پہنچتے پہنچتے رات ہو جائے گی۔۔۔تو ایک کرونا کل صبح نکل جانا اس طرح رات میں جانا ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔۔قدسیہ بیگم فکر مندی سے بولیں۔

وہ تو چاہتی ہی نہیں تھیں کے ابھی زمدہ کہیں بھی جائے مگر منان صاحب نے انہیں کہہ دیا تھا کے وہ زمدہ پہ کوئی پابندی نا لگائیں جہاں وہ جانا چاہتی ہے اسے جانیں دیں۔۔۔اسی وجہ سے ہی انہوں نے زمدہ کو جانے کی اجازت دے دی تھی ورنا انکا دل تو بلکل نہیں کر رہا تھا یوں اس حالت میں اسے گھر سے دور بھیجنے کا۔

نہیں ماما میں نے زمدہ سے وعدہ کیا تھا کے اسے آج ہی لے کے جاؤں گا۔۔۔

اور ویسے بھی ابھی اتنی دیر نہیں ہوئی۔۔۔ابھی نکلیں گے تو دو گھنٹے تک پہنچ جائیں گے۔۔۔آپ فکر مت کریں بس دعا کریں ہم خیریت سے پہنچ جائیں۔۔۔قدسیہ بیگم کو اپنے ساتھ لگائے ریان نے پیار اسے سمجھایا۔

اللہ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔۔۔قدسیہ بیگم نے دونوں کے سر پہ ہاتھ رکھتے دعا دی

وہ دونوں ان سے ملتے گاؤں کے سفر پہ روانہ ہو گئے۔

🌺 🌺 🌺۔

وہ لوگ سخت ٹریفک میں پھنسے ہوئے تھے۔۔۔گاڑیاں کچھوے کی رفتار سے آگے بڑھ رہیں تھیں۔

ایسالگ رہا تھا دو گھنٹے کا سفر چار گھنٹے میں طے ہو گا۔

وہ اس ٹریفک سے سخت عاجز آ چکی تھی۔

بے زاریت سے سر سیٹ کی پشت پہ رکھتی ارد گرد نظریں گھمانے لگی جب اسکی نظر روڑ کے پار بیٹھے ایک آدمی کے ہاتھ میں کیوٹ سے چھوٹے سے سفید کتے پہ پڑی تو اسکا چہرہ کھل اٹھا۔

اسے وہ چھوٹا سا کتا اتنا پیارا لگا تھا کے اسکی نظریں اس پہ سے ہٹائے نہیں ہٹ رہیں تھیں۔

گاڑی تھوڑا آگے بڑھی تو وہ کتا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔۔

جیسے ہی وہ اوجھل ہوا ویسے ہی وہ فورن سے ریان کی جانب مڑی۔

ماڑا ہم کو پپی چاہیئے۔۔۔اسنے بچوں کی طرح اپنی خواہش ظاہر کی جب کے اسکی بات سن کے ریان نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا جو سیٹ پہ ایک پاؤں موڑے پوری طرح سے اسکی طرف رخ کیئے بڑے جوش و خروش سے فرمائش کر رہی تھی۔

کیا چاہیئے تمہیں۔۔۔اسے لگا اسنے کچھ غلط سن لیا ہے۔۔اس لیئے ایک بار پھر تصدیق چاہی۔

پپی۔۔۔وہ اسی جوش اور جذبے سے کہتی اسے دنگ کر گئی

ہم گاڑی میں ہیں۔۔۔حیرت سے اسے دیکھتے اسکی عجیب فرمائش پہ اسنے یاد دلایا۔

تو کیا ہوا۔۔۔اسنے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

تو تمہیں کوئی مسلئہ نہیں ہے۔۔۔ہم پبلک پلیس میں ہیں۔۔۔آ گر کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔۔۔اسنے جگہ کا احساس دلانا چاہا۔

اس میں مسئلے والی کیا بات ہے لوگ بھی تو پپی لیتا ہے ہم کو بھی چاہیئے۔۔۔ زمدہ کے بے فکر انداز پہ ریان غش کھاتے کھاتے بچا۔

ایک بار پھر سوچ لو بیگم۔۔۔مجھے تو پپی دینے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ ایسا نا ہو بعد میں تمہیں مسئلہ ہو۔۔۔دلکش مسکراہٹ لبوں پہ سجائے اسنے

پیار بھری نظروں سے اسکے معصوم چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیا۔

ہم سوچ چکا ہے۔۔۔اب ہم پیچھے نہیں ہٹے گا۔۔۔ہم کو پپی چاہیئے تو بس چاہیئے اور آپ ہم کو لا کے دے گا۔۔۔وہ اٹل لہجے میں بولی۔

اوکے جیسی تمہاری مرضی۔۔۔کندھے اچکا کے کہتا اسکی جانب جھک کے اسکے گال پہ لب رکھے تو زمدہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

یہ کیا تھا۔۔۔اسکے پیچھے ہوتے ہی وہ ادھر ادھر دیکھتی صدمے کی کیفیت میں بولی۔

پپی۔۔۔مسکرا کے کہتے اسنے گاڑی زرا سی آگے کی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔تم نے ہی تو مانگی تھی۔۔۔اسے پوری آنکھیں اور منہ کھولے خود کو تکتے دیکھ مسکرا کے کہا۔

پی نہیں۔۔۔کتے کا بچہ۔۔۔وہ بے چارگی سے کہتی شرم سے سرخ پڑھی۔

زمدہ۔۔۔تم مجھے کتے کا بچہ کہہ رہی ہو۔۔۔اب صدمے اور بے یقینی سے پوری آنکھیں کھولنے کی باری ریان کی تھی۔

افففف ہو ہم آپ کو نہیں کہہ رہا۔۔۔وہ جھنجھلائی۔

ابھی تو تم نے کہا کتے کا بچہ۔۔۔اسنے اسے گھورا تو زمدہ نے ماتھے پہ ہاتھ مارا۔

ہم آپ کو نہیں کہہ رہا۔۔۔پپی کا مطلب کتے کا بچہ بتا رہا تھا۔۔۔اسنے ٹھہر ٹھہر کے وضاحت کی

اوا چھا۔۔۔اسنے گہرا سانس بھرا۔

تم سیدھے سیدھے نہیں کہہ سکتی تھیں۔۔۔ریان نے اسے گھورتے ہوئے ڈپٹا۔

ہم نے سیدھے سیدھے ہی کہا تھا کے ہم کو پپی چاہیئے۔۔۔اب آپ پپی کا مطلب کچھ اور ہی لے گیا اس میں ہمارا کیا غلطی۔۔۔وہ منہ بناتی زرا خفگی سے بولی توریاں کے لبوں پہ مسکراہٹ آگئ۔

مجھے کیا پتہ تھا کے تمہیں پپی کا مطلب بھی پتہ ہے۔۔۔ویسے کہاں سے سیکھا ہے۔۔۔اسنے گاڑی آگے بڑھاتے ایک نظر اسکے خفا چہرہ پہ ڈالتے استفسار کیا۔

ادینہ نے بتایا تھا۔۔۔وہ لوگ کل کچھ پڑھ رہا تھا تو ہم انکے ساتھ ہی بیٹھا تھا تب پتہ چلا۔۔۔منہ پھلائے جواب دیا۔

اچھا اب یوں منہ تو نا پھلاؤں نا۔۔۔ورنا میرا دل کرتا ہے تمہارے ان لال لال گالوں پہ ایک اور پپی دے دوں۔۔۔وہ مسکراہٹ دبائے شرارت بھرے لہجے میں اسے دیکھ کے بولا تو زمدہ اسے گھور کے رخ کھڑکی کی جانب کر گئی۔

ریان کافی تھکا ہوا تھا مگر زمدہ کی باتوں کو انجوائے کرتے اسکی ساری تھک اتر رہی تھی۔۔۔

اور بورینگ راستہ خوشگوار گزر رہا تھا۔



انہیں پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی تھی۔۔۔

ریان نے راستے سے ہی دونوں کے لیئے کھانا لے کیا تھا۔۔۔

وہ گھر کے باہر کھڑی مسکراتی نظروں سے گھر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

کتنے دنوں بعد اسنے اپنے گھر کو دیکھا تھا...اپنے ابا کے انتقال کے بعد وہ اب یہاں آئی تھی۔

زمدہ نے چاروں اور نظریں گھماتے اندھیرے کو دیکھتے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔

گاؤں کے لوگ جلدی سو جاتے تھے اور صبح سورج کے ساتھ اٹھتے تھے اس لیئے ارد گرد صرف سناٹا ہی تھا۔

چلیں اندر۔۔۔۔ریان نے دروازہ کھلتے اسے پکارہ تو وہ سر ہلاتی اسکے پیچھے اندر آگئی

وہ جانے سے پہلے صفائی کر کے گئی تھی اس لیئے کمرے کچھ صاف تھے مگر صحن میں کافی مٹی تھی جسے اسنے صبح صاف کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

ماڑا آپ نہاں دھوں کر کپڑے بدل لو تب تک ہم کھانا لگاتا ہے۔۔۔بیک میں سے ریان کو کپڑے نکال کے دیتی کھانے کا شاپر لیئے وہ اسکے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکلی۔

ریان وہیں صحن میں بنے چھوٹے سے باتھروم میں گھس گیا جب کے زمدہ لکڑی کا دروازہ کھولتی کچن میں داخل ہوئی۔

کچن میں ایک کھڑکی تھی جس وجہ سے مٹی اندر داخل وہ چکی تھی۔

وہ شاپر ایک طرف رکھ کے نیچے لگا پانی کا نل کھلنے ہی والی تھی جب ریان کی پکار سنائی دی تو فورن کچن سے باہر نکلی۔

زمدہ۔۔۔اسکے پکارنے پہ وہ جلدی سے باتھروم کے پاس آئی۔

کیاہوا۔۔۔اسنے بلند آواز میں پوچھا۔

یار پانی تو ہے ہی نہیں میں کیسے نہاؤں۔۔۔ریان نے اندر سے دوہائی دی تو زمدہ کا ہاتھ ایک دم اپنے ماتھے پہ گیا۔

اوہو ہم تو بھول ہی گیا۔۔۔ٹنکی تو خالی ہے ہم جانے سے پہلے خالی کر کے گیا تھا۔۔۔وہ متفکر ہوئی۔

تو موٹر چلادو۔۔۔ریان اندر سے بولا۔

ماڑا ہمارے یہاں موٹر نہیں ہے ہم تو خود ہماری سہیلی کے یہاں سے موٹر چلا کے پانی بھرتا تھا۔۔۔اسکی بات سے ریان کو جھٹکا لگا۔

اور ویسے بھی پانی دن میں آتا ہے ابھی تو پانی بھی نہیں آرہا ہو گا۔۔۔اسنے ریان کو ایک اور جھٹکا دیا۔

یار یہ تم نے پہلے بتانا تھا نا۔۔۔اندر سے ریان کی جھنجھلائی ہوئی آواز آئی۔

تو ہم نے تو کہاں تھا گھر سے نہاں لو مگر نہیں آپ ہماری سنتا ہی کب ہے اب بھگتو۔۔۔وہ ماتھے پہ بل ڈالے لڑاکا انداز میں بولی کہ تبھی باتھ روم کا دروازہ کھولتے ریان باہر آیا۔

ہاتھ میں کوٹ اور نائٹ سوٹ پکڑے۔۔۔بال بکھرے ہوئے، شرٹ کے بٹن کھلے دیکھ زمدہ ایک دم سٹپٹا۔

آپ یہی رکو ہماری دوست مینا یہیں رہنا ہے دو گھر چھوڑ کے ہم اس کے یہاں سے ایک بالٹی پانی لے آتا ہے۔۔۔اسکے حلیے کے پیشے نظر زمدہ نے جلدی سے حل نکالا۔

نہیں رہنے دو آج ایسے ہی گزارہ کر لوں گا۔۔۔وہ گہرا سانس بھرتے بولا۔

ہم لے آئے گا بس ہم کو دو منٹ۔۔۔۔

پاگل ہو گئی ہو اس حالت میں تم پانی سے بھری بالٹی اٹھا کے لاؤ گی۔۔۔ اسکی بات کاٹتے ریان نے زرا سخت لہجے میں ٹوکا تو وہ چپ ہو گئی۔

تو آپ ہمارے ساتھ چلو۔۔۔اسنے ایک اور حل پیش کیا۔

زمدہ اتنی رات کو کسی کا دروازہ بجانا بلکل اچھی بات نہیں ہے۔۔۔تم فکر مت کرو میں ٹھیک ہوں۔۔۔ریان نے اسے تسلی دی مگر وہ تو جانتی تھی ریان کو فریش ہوئے بغیر نیند نہیں آتی وہ بس اسکی خاطر ہی منا کر رہا تھا۔

کچھ ہی دور برما لگا ہوا ہے وہاں سے پانی بھر کے لے آؤ آپ۔۔۔۔ہم کو بھی باتھ روم جانا ہے اور کچھ کھانے کی پلیٹیں بھی دھونی ہیں۔۔۔زمدہ معصوم شکل بنائے بولی تو ریان نے گھور کے اسے دیکھا۔

دو بالٹیاں لاتا ہوں پانی۔۔۔وہ سنجیدگی سے بولا تو زمدہ نے ایک باتھ روم میں رکھی بالٹی نکال کے اسے دی جب کے خود کچن میں رکھی بڑی سی دودھ کی بولتی اٹھا لائی۔

تم کہاں جا رہی ہو۔۔۔مجھے دو یہ میں لاتا ہوں۔۔۔اسے اپنے ساتھ چلتے دیکھ ریان نے ٹوکا

آپ کو پتہ ہے برما کہاں لگا ہوا ہے۔۔۔زمدہ نے سوالیہ آئبرو اچکائی۔

میں دھوندھ لوں گا۔۔۔اسنے آنکھیں گھماتے کہا۔

ماڑا ہم چل رہا ہے ساتھ۔۔۔چلو۔۔۔وہ بغیر اس کی کوئی بات سنے تیزی سے گھر سے باہر نکل گئی تو ریان کو بھی اسکے پیچھے جانا پڑا۔

اندھیرے سنسان راستے جس میں کسی کسی کے گھر کے باہر لٹکی لائٹ مدہم سی روشنی پیدا کر رہیں تھیں۔

وہ دونوں پانچ منٹ کی مسافت طے کرتے برمے کے پاس پہنچے توریان پانی بھرنے لگا جب کے زمدہ برمے کے ارد گرد بنی دیوار پہ بیٹھ گئی۔

وہ بیٹھے بیٹھے ریان سے ہلکی پھلکی بات چیت بھی کرتی جارہی تھی جب اسے ایسا محسوس ہوا جیسے انہیں کوئی دیکھ رہا ہے۔۔

اسنے فورن ادھر ادھر نظریں گھمائیں مگر سوائے سناٹے اور اندھیرے کے کچھ نا دکھا۔

دس منٹ بعد پانی بھر کے وہ دونوں واپس گھر کی اور بڑھ گئے مگر زمدہ کا دھیان اب بھی ارد گرد ہی تھا جہاں اسے مسلسل ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی انہیں دیکھ رہا ہے کوئی انکا پیچھا کر رہا ہے مگر ہمشیہ پیچھے دیکھنے پہ اسے کوئی نظر نا آتا تو وہ کندھے آچکا کے رہ جاتی۔

گھر آتے ہی ریان فریش ہونے چلا گیا جب کے زمدہ کچن میں آ کے کچھ برتن دھونے لگی۔



کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کے ریان تھک کے بوسیدہ سے گدے پہ اوندھے منہ سونے کے لیئے لیٹ گیا مگر اس گدے پہ اسے نیند تو آنی ہی نہیں تھی۔

کچھ دیر ادھر ادھر کروٹ بدلتا سونے کی کوشش کرنے لگا جب زمدہ کمرے میں داخل ہوئی۔

اسے بے چین دیکھ کے وہ سمجھ گئی کے اسے یہاں نیند نہیں آ رہی ہے۔

ہم نے تو کہا تھا آپ مت آؤ ہمارے ساتھ آپ کو ان سب کا عادت نہیں ہے۔۔۔

کا اتنا ضرور نہیں AC وہ تو شکر کرو کے دسمبر شروع ہو گیا ہے اس لیئے ہے ورنا گرمی میں تو آپ یہاں کبھی نہیں رہ پاتا۔۔۔زمدہ اسکے پاس ہی نیچے بچھے گدے پہ بیٹھتی بولی تو وہ اٹھ کے بیٹھتا پیچھے دیوار سے ٹیک لگا گیا۔

نہیں اتنا کوئی مسئلہ نہیں ہے بس تھوڑا سر میں درد ہے ناتو اس لیئے شاید نیند نہیں آرہی۔۔۔اسنے بہانا بنایا تا کے وہ پریشان نا ہو۔

ہم سب جانتا ہے۔۔۔آپ کو اس کا عادت نہیں ہے۔۔۔اس لیئے آپ کو یہاں نیند نہیں آرہا۔۔۔اس لیئے ہم آپ کو منا کر رہا تھا ہمارے ساتھ آنے سے۔۔۔

ہم تو بچپن سے یہاں رہا ہے ہم کو تو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا پر آپ یہاں نہیں رہ سکے گا اس لیئے آپ صبح ہی یہاں سے چلے جانا ہم ایک دو دن بعد آپ کو فون کر کے بلا لے گا۔۔۔آپ کو یہاں رک کے ہماری وجہ سے پریشان ہونے کا ضرورت نہیں ہے۔۔۔زمدہ سمجھانے والے انداز میں بولی تو ریان کے ماتھے پہ بل پڑے۔

ہو گئی تمہاری تکریر تو اب میری سنوں۔۔۔۔میں تمہارا ہمسفر ہوں اور ہم سفر کا مطلب ہوتا ہے ہر سفر کا ساتھی تو ایسا تو ممکن ہی نہیں تھا کے کہ میں اپنی ہمسفر کو یوں اکیلے کہیں جانے دیتا۔۔۔

اور رہی بات میرے آرام کی تو تم میرے ساتھ ہو۔۔۔تم میرا سکون میری راحت ہو۔۔۔اور مجھے کیا چاہیئے۔۔۔ریان نے بڑے پیار سے اسکا چہرہ تھامتے ماتھے پہ لب رکھتے محبت سے چور لہجے میں بولا تو وہ سرشاری سے مسکراتی۔

ماڑا آپ چائے پیئے گا۔۔۔اسکے پیچھے ہوتی ہی زمدہ نے استفسار کیا۔

چائے کا ساماں کہاں ہو گا گھر میں۔۔۔ریان نے کنپٹیاں سہلاتے ہوئے کہا۔

ہم گھر سے لے کے آیا تھا آپ بس دو منٹ رکو ہم ابھی چائے لاتا ہے۔۔۔وہ پرجوش لہجے میں کہتی اٹھ کے کمرے سے باہر نکل گئی۔

اس کے جاتے ہی ریان نے پورے کمرے کو غور سے دیکھا۔۔۔کمرے میں زیادہ تو کچھ نہیں تھا بس ایک گدا تھا جو زمین پہ بچھا ہوا تھا۔۔۔ایک طرف لکڑی کی الماری تھی جس کے ساتھ ہی دیوار پہ شیشہ لٹک رہا تھا ۔۔۔اور وہیں ایک میز رہی تھی۔۔اس چھوٹے سے کمرے میں چیزیں بہت کم اور خراب سی تھیں

گھر بند ہونے کی وجہ سے چھت پہ جگہ جگہ جالے بنے ہوئے تھے۔۔ پورے کمرے کا جائزہ لیتے وہ ایک گہرا سانس بھرتے آنکھیں موند گیا۔

🌺🌺🌺۔

کچھ دیر بعد ہی زمدہ نے چائے لاتے ریان کو دی جس کا ایک گھونٹ بھرتے ہی اسکے چودہ طبق روشن ہو گئے۔

یہ چائے ہے اتنی گڑوی کیا اس میں چینی ڈالنا بھول گئی ہو۔۔۔براسا منہ بناتے زمدہ کو دیکھا۔

مگر ہم نے تو چینی ڈالا تھا شاید۔۔۔وہ سوچتے ہوئے بولی۔

خود پی کے دیکھ لو پھر۔۔۔ریان نے اسے گھورتے ہوئے کپ اسکی جانب بڑھایا۔

اوو اچھا اب ہم سمجھا۔۔۔ماڑا تم یہ تھرڈ کلاس فلرٹ نا کرو ہمارے ساتھ ۔۔۔وہ چڑھ کے جلدی سے بولی۔

مطلب۔۔۔وہ اسکی بے تکی بات پہ نا سمجھ سے پوچھتا یہ بھی بھول گیا کے اسنے ابھی اتنی صاف انگلش کے وڈز بولے ہیں۔

مطلب یہ کے ہم جب اس میں سے ایک گھونٹ پی لے گا پھر آپ بولے گا ہاں اب میٹھی ہو گئی ہے۔۔۔ہم سب سمجھتا ہے آپ کا ڈرامہ۔۔۔زمدہ ہوشیاری سے بولی تو ریان نے اسے گھورا۔

پاگل لڑکی تم میری بیوی ہو مجھے تمہارے ساتھ فلرٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں سیدھے رومینس بھی کر سکتا ہوں لیکن یہ چائے شدید کڑوی ہے خود پی کے دیکھو تو پتہ لگے گا۔۔۔ریان نے چڑھ کے کپ اسکی جانب بڑھایا۔

زمدہ نے کپ تھامتے ایک سپ ہی لیا تھا کہ اسکے منہ کا ڈیزائن بگڑا

یخخخخ۔۔۔یہ تو بہت کڑوا ہے۔۔۔اسنے فورن ہی کپ گدے پہ رکھتے جھرجھری لی۔

وہ تیزپتی کے ساتھ غلطی سے تھوڑا نمک بھی ڈال چکی تھی۔

ہمم میں بھی یہی کہہ رہا تھا۔۔۔اب آگیا یقین۔۔۔ریان نے طنزیہ نظروں سے دیکھا تو وہ معصومیت سے سر ہلا گئی جس پہ وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا گیا۔

ہم دوسرا بنا کے لاتا ہے۔۔۔وہ اٹھنے ہی لگی تھی جب ریان نے اسکا ہاتھ پکڑتے روک دیا۔

نہیں رہنے دو۔۔۔بس تم یہاں میرے پاس آ کے بیٹھو۔۔۔ریان نے اسکے ہاتھ سے کپ تھامتے سائڈ میں رکھا تو وہ مسکراتے ہوئے اسکے پہلو میں آ کے بیٹھ گئی۔

ریان سیدھے ہوتے اسکی گود میں سر رکھے لیٹتے آنکھیں موند گا اور اسکا ہاتھ پکڑتے اپنے بالوں پہ رکھا تو وہ مسکراتے ہوئے اسکے سر میں انگلیاں چلانے لگی جس سے ریان کو اپنے اندر سکون اترتا ہوا محسوس ہوا اور وہ جلد ہی نیند کی وادیوں میں اترنے لگا۔

🌺🌺🌺۔

سورج طلوع ہوتے ہی چرند پرند چہچہانے لگے تھے۔۔۔لوگ اٹھ کے اپنے اپنے کاموں کو لگ گئے تھے۔

زمدہ صبح ہی اٹھ کے مینا کے ساتھ مل کے سارے کام کر چکی تھی۔۔۔

ریان کی نیند باہر سے آتی ہنسی کی آواز پہ کھلی۔۔۔

وہ ایک بھرپور انگڑائی لیتے بالوں میں ہاتھ پھیرتے باہر آیا تو کچن میں زمدہ اور اسکی دوست بیٹھی ہنسی مزاق میں مصروف تھیں۔

ارے دلہا بھائی ساری ساری لگتا ہے ہماری آوازوں کی وجہ سے آپ کی نیند خراب ہو گئی۔۔۔مینا نے جلدی سے شرمندہ ہوتے معذرت کی۔

نہیں۔۔کوئی بات نہیں۔۔ویسے بھی میری نیند پوری ہو گئی تھی۔۔۔

زیان نرمی سے بولا تو مینا اسے غور سے دیکھنے لگی۔

زمدہ پانی بھر دیا ہے۔۔۔ریان نے زمدہ کو مخاطب کرتے پوچھا۔

ہاں ہم نے ٹنکی بھر دیا ہے آپ منہ ہاتھ دھولو۔۔۔زمدہ پراٹھا بناتے ہوئے بولی توریان سر ہلاتے کپڑے لینے واپس کمرے میں چلا گیا۔

آئے زمدہ تو نے تو دلہا بھائی کو بلکل ہی بدل دیا ہے۔۔۔پہلے کیسے نک چڑے سے تھے اور اب کتنے اچھے سے بات کی ہے۔۔۔میناخوشی سے کہتی زمدہ کو کہنی مار کے چھیڑنے لگی۔

مانتا ہے نا تم کہ تمہارا دوست جادو گرنی ہے کسی کو بھی بدل سکتا ہے۔۔۔۔ زمدہ گردن اکڑا کے بولی تو دونوں کچھ دیر ایک دوسرے کو دیکھتی رہنے کے بعد زوردار قہقہہ لگا گئیں جس پہ واشروم میں جاتے ریان نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

اچھااب میں جلتی ہوں اگر کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتادینا۔۔۔۔

مینا الوداعی کلمات کہتی اپنی گھر کے لیئے نکل گئی تو زمدہ بھی جلدی جلدی ہاتھ چلا کے ناشتہ بنانے لگی۔



زمدہ تیار ہوئے اپنے بیگ میں فون رکھتی دوپٹہ اچھے سے سر پہ لیتی بیگ اٹھائے کمرے سے باہر نکلی توریان صحن میں لگے درخت کے پاس کھڑا کسی سے فون پہ بات کر رہا تھا جیسے ہی اسکی نظر زمدہ پہ پڑی وہ فون بند کرتے اسکے پاس آیا۔

کہاں جارہی ہو تم۔۔۔۔اسکا راستہ روکتے سنجیدگی سے پوچھا

ہم مینا کے ساتھ اپنی کچھ سہیلیوں سے ملنے جارہا ہے۔۔۔شام تک آجائے گا آپ فکر مت کرنا بلکے گاؤن کھولنے چلے جانا۔۔۔۔ہمارا گاؤں بہت خوبصورت ہے آپ کو اچھا لگے گا۔۔۔زمدہ مسکرا کے بولی۔

میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔۔۔۔ریان جلدی سے بولا تو زمدہ نے کمر پہ ہاتھ ٹکائے ماتھے پہ بل ڈالے اسے گھورا۔

ماڑا کیا آپ ہم کو ایک منٹ کے لیئے بھی اکیلا نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔وہ گھور کے زرا خفگی سے بولی تو ریان نے آگے بڑھ کے اسکو دونوں بازوں سے تھاما

تم اکیلی جاؤں گی تو مجھے تمہاری فکر ہوتی رہے گی۔۔۔ریان نے پیار سے سمجھانا چاہا۔

ہم اکیلا کب ہے ہمارے ساتھ مینا ہے اور ویسے بھی ہم بچی نہیں ہے جو اپنا خیال نا رکھ سکے۔۔۔وہ منہ بنائے بولی توریان کو بہت کیوٹ لگی۔

اچھا ٹھیک ہے جاؤ مگر اپنا اور ہمارے بچے کا خیال رکھنا ہمم۔۔۔ریان نے اسکے سر خ گال چومے تو وہ مزید گلال ہو گئے

آپ فکر مت کرو ہم خود سے بڑھ کے ہمارے بچے کا خیال رکھے گا۔۔۔۔

وہ مسکرا کے بولی توریان اسکا ہاتھ تھامے اسے دروازے تک چھوڑنے آیا۔

جب تک وہ مینا کے گھر کے اندر نہیں چلی گئی تب تک وہ دروازے پہ ہی کھڑا رہا۔۔۔اس کے اندر جاتے ہی وہ بھی واپس گھر میں آگا۔۔۔



دوپہر کا وقت۔۔۔ ٹھنڈی ہواؤں کے ساتھ چمکتا سورج۔۔۔ سنسان سڑکیں اور اس پہ دوڑتی ہیوی بائیک۔

بائیک پہ بیٹھا نقاب پوش وجود جو آنکھوں میں سرپن لیئے تیز اسپیڈ میں بائیک دوڑا رہا تھا کہ اسکا فون بجنے لگا۔۔

اسپیڈ تھوڑی سلو کرتے فون جیکٹ کی جیب سے نکلتے کال یس کی تو کال میں لگے ائیر پوٹس میں سے زوردار قہقہہ سنائی دیا جس سے اسکے ماتھے پہ بل پڑے۔

کون ہو تم۔۔۔ بائیک ایک طرف روکتے سرد مہری سے استفسار کیا۔

یا پھر کہوں زمدہ H2 اتنی جلدی میں مجھے ڈھونڈنے آرہی تھیں نا ایجنٹ ریان یزدانی۔۔۔۔مقابل نے قہقہہ لگاتے کہا تو نقاب میں چھپے خوبصورت چہرے پہ مسکراہٹ چھائی۔

ڈھونڈ تو تمہیں لیا ہے ملک ریاض۔۔۔اگر تم چاہتے ہو میں تم تک نا پہنچوں تو پھر سے بزدلوں کی طرح اپنا بل بدل لو۔۔۔۔وہ دل جلے انداز میں کہتی مقابل کو آگ لگا گئی۔

اچھا نہیں کر رہیں تم میرے راستے میں آ کے۔۔۔۔وہ غصے سے غرایا۔

اچھا تو تم نہیں کر رہے ہمارے ملک کے امن کے راستے میں اپنے ناپاک ارادے لا کے۔۔۔وہ دو بدو اتنی سنجیدگی سے بولی کے مقابل بھی کچھ پل

کے لیئے خاموش ہو گیا مگر پھر کچھ دیر میں میں اسنے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

بڑا جنون ہیں نا تمہیں اپنے ملک کو بچانے کا تو چلو آج تمہارا امتحان لیتے ہیں۔۔۔ملک ریاض شیطانی لہجے میں بولا تو اسکے ماتھے پہ بل پڑے۔

کہنا کیا چاہتے ہو۔۔۔۔زمدہ نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

ویسے ماننا پڑے گا تمہارا شوہر تم سے پیار بہت کرتا ہے اب دیکھو نا ہم نے اسے فون کر کے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ تمہاری بیوی جنگل والے راستے پہ بے ہوش پڑی ہے اور وہ بے وقوف بغیر تصدیق کیئے وہاں پہنچ بھی گیا اور اب اسکی گاڑی وہاں خراب کھڑی ہے اور میرے آدمی اس پہ نشانہ۔۔۔۔

ملک ریان اگر میرے شوہر کو ایک خراش بھی آئی تو یاد رکھنا میں تمہارا وہ حشر کروں گی کہ تم خود کو پہچان نہیں پاؤں گے۔۔۔مقابل کی بات کاٹتے غضب ناک لہجے میں وارن گیا۔۔۔آنکھوں میں خو+ن اتر آیا تھا۔۔۔ ماتھے کی رگیں واضح ہونے لگیں تھیں۔۔۔بس نہیں چل رہا تھا کہ فون میں گھس کے اسکے حشر کر دے۔

جب کے مقابل اسکے ایکسپریشنز ایمیجن کرتا سکون سے اسکی بات نظر انداز کر گیا۔

تمہارا شوہر تم سے پندرہ منٹ کی دوسری پہ ہے اور میں بھی تم سے صرف پندرہ منٹ دور ہوں۔۔۔اب دیکھتے ہیں تمہیں تمہارا شوہر زیادہ عزیز ہے یا وطن۔۔۔ملک ریاض مکروہ قہقہہ لگاتے کال کاٹ چکا تھا جب کے زمدہ تذبذب کا شکار ہو گئی تھی۔

ایک طرف وطن تھا جس کی خاطر اپنی جان تک قربان کر سکتی تھی تو دوسری طرف جان سے عزیز شوہر جس پہ وہ ایک انچ بھی نہیں آنے دے سکتی تھی۔

عجیب مشکل کا شکار ہو گئی تھی۔۔۔اگر وطن کو بچانے جاتی تو شوہر کی جان جاسکتی تھی اور اگر شوہر کو بچانے جاتی تو وطن کے دشمن ایک بار پھر سے ہاتھ سے نکل سکتے تھے۔

اسنے فورن ریان کو فون ملایا جو بند جا رہا تھا جس سے اسکی پریشانی اور بڑھ رہی تھی۔

اسنے اپنے فون پہ کسی کو میسج بھیجا اور ایک فیصلہ کرتے بائیک اسٹاٹ کرتی تیزی سے آگے بڑھائی۔

آج اسکا امتحان تھا جس میں اسے پاس ہو کے دیکھانا تھا۔



ریش ڈرائیور کر کے وہ پندرہ منٹ کا راستہ دس منٹ میں طے کرتی وہاں پہنچی تھی یہاں ریان موجود تھا

اسنے دور سے ہی ریان کی گاڑی دیکھ لی تھی اور ساتھ ہی ارد گرد نظریں گھماتے ان لوگوں کو بھی دیکھ لیا تھا جو سڑک کے سائڈ میں لگے درخت اور پتھروں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔

وہ صورتے حال کا اچھے سے جائزہ لیتی اپنی گن نکال کے ہاتھ میں تھامے بائیک کی اسپیڈ بڑھاتی ریان کے پاس آ کے ایک جھٹکے سے رکی۔

جلدی بیٹھو۔۔۔ریان کے پاس گاڑی روکتے وہ تیز لہجے میں بولی جب کے وہ حیران پریشان اس نقاب پوش کو دیکھ رہا تھا۔

وہ پہلے ہی بہت پریشان تھا۔۔۔کسی نے فون کر کے کہا تھا کے اسکی بیوی بے ہوش پڑی ہے یہاں مگر وہ کچھ ہی دیر میں آس پاس کا سارہ ایریا دیکھ چکا تھا مگر یہاں کوئی تھا۔۔۔جب اسے گوئی نا ملا تو اسے ایسا لگا جیسے کسی نے اسکے ساتھ مزاق کیا ہے

وہ فون گاڑی میں ہی چھوڑ کے زمدہ کو ڈھونڈنے نکلا تھا اور جب واپس آیا تو اسکا فون غائب تھا اور گاڑی بھی نہیں چل رہی تھی جس وجہ سے وہ اور پریشان ہو گیا تھا۔

لیکن اب اچانک کسی نقاب پوش کا نمودار ہونا اور پھر اسے اپنی بائیک پہ بیٹھنے کا کہنا اسے حیران کر گیا تھا۔

افف ہو جلدی بیٹھیں بائیک پہ یہاں خطرہ ہے۔۔۔وہ اس پاس دیکھتی اسکا ہاتھ پکڑے اسے بائیک پہ بیٹھنے لگی۔

جب کے وہ تو لڑکی کی آواز سن کے حیران تھا۔۔۔کتنی جانی پہچانی آواز تھی وہ یہی سوچ رہا تھا جب درخت کے پیچھے چھپے لوگ آہستہ آہستہ باہر آنے لگے جنہیں زمدہ نے دیکھ لیا

ماڑا جلدی بیٹھو ہمیں نکلنا ہے یہاں سے۔۔۔۔وہ ایک دم بے خیالی میں اپنے پٹھانی لبو لہجے میں بولی توریان ساکت رہ گیا۔

زمدہ۔۔۔۔بے یقینی سے اسکے منہ سے صرف اتنا ہی نکلا تھا جب ایک دم گولی چلی جس پہ زمدہ نے اسے فورن پیچھے دھکا دیتے خود بھی نیچے جھکتی جلدی سے بائیک سے اتری۔

اسنے ایک کے بعد ایک فا+ئر کرتے تین لوگوں کو اس جہان فانی سے رخصت کیا جب کے چوتھے بندے کے ہاتھ اور پاؤں پہ گو+لی مارتے اسے کچھ بھی کرنے اور بھاگنے سے محروم کیا

یہ سب اتنا تیزی سے ہوا کے کسی کو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا جب کے ریان زمیں پہ پڑا آنکھیں پھاڑے اپنی بیوی کو گو+لیاں چلاتے دیکھ رہا تھا

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ کل تک جو لڑکی گو+لیوں کی آواز سے خوف زدہ ہو رہی تھی آج اسنے ایک کے بعد ایک ایسے گو+لیاں چلائی ہیں کے اسے اپنی آنکھوں پہ یقین کرنا مشکل لگ رہا تھا۔

وہ تو سمجھتا تھا اسکی بیوی ایک سادہ سی لڑکی ہے مگر اسے بائیک اڑاتے اور گو+لیاں چلاتے دیکھ اسکے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔

آپ ٹھیک ہو۔۔۔زمین پہ بیٹھے ریان کے پاس بیٹھتی فکر مندی سے پوچھنے کے ساتھ ساتھ اسے اچھے سے ٹٹولا کے کہیں اسے چوٹ تو نہیں آئی۔

زمدہ یہ تم ہو نا۔۔۔وہ اب بھی بے یقینی کی کیفیت میں تھا۔

ہاں ہم ہی ہے آپکا زمدہ۔۔۔ چلو اب اٹھو نیچے سے۔۔۔زمدہ نے اسکا ہاتھ تھامتے اسے اٹھایا تو وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں اٹھتا چلا گیا۔

آپ دو منٹ یہاں رکو میں زرا اس سے نپٹ لوں۔۔۔وہ ریان کو حیرت زدہ چھوڑ زمین پہ تڑپتے لڑکے کی جانب بڑھی۔

درد سے کراتے اس لڑکے کو بالوں سے پکڑتے اسکا چہرہ اوپر کرتے اپنی سرخ آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑیں

ابھی اپنے باس کو فون کرو اور اس سے کہو تم مجھے ما+ر چکے ہو اور میری لا+ش لے کے کچھ ہی دیر میں اس کے پاس پہنچ رہے ہو۔۔۔زمدہ

ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولی جسے سن کے اس لڑکے کے ساتھ ساتھ پیچھے کھڑے ریان کے جسم نے بھی ایک جھرجھری لی۔

نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں ایسا نہیں کروں گا۔۔۔ وہ لڑکا ڈھیٹائی سے کہتا زمدہ کو غصہ دلا گیا۔

اسنے ایک دم اپنا پاؤں اس لڑکے کے زخم پہ رکھا تو وہ درد سے بلبلا اٹھا۔

جب کے دوسری طرف اپنی بیوی کا یہ بے رحمانہ روپ دیکھ ریان بھوچکا کے رہ گیا۔

ملا رہے ہو فون یا۔۔۔ دانستہ بات اُدھوری چھوڑتے اسنے اپنے پیر کا دباؤ بڑھایا تو وہ درد سے کراتے جلدی سے ہاں میں سر ہلا گیا۔

گڈ ملاؤ جلدی اور جو میں نے کہا ہے وہی کہنا خبر دار اگر کوئی ہوشیاری کی تو۔۔۔ورنا تم جانتے ہو مجھے ٹریگر دبانے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔۔۔

نقاب کے پیچھے چھپے چہرے پہ مسکراہٹ بکھری جس سے اسکی آنکھیں مسکرا اٹھیں۔

نیچے گرے لڑکے نے کانپتے ہاتھوں سے فون نکالتے ملک ریاض کو فون ملایا جو پہلی ہی بیل پہ اٹھالیا گیا۔

کام ہو گیا۔۔۔ملک ریاض نے بے چینی سے پوچھا۔

ج۔۔جی بوس ہو گیا ہے کام۔۔۔میں کچھ ہی دیر میں اسکی کٹا+ش آپ کے پاس لا رہا ہوں۔۔۔لڑکے نے بڑی مشکل سے اپنے لہجے کو نارمل رکھتے اپنے سر پہ گ+ن رکھے کھڑی زمدہ کو دیکھتے کہا۔

!!!!شاباش

مجھے یقین نہیں آ رہا وہ ایجنٹ اتنی جلدی دھیر ہو گئی۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔بہت اچھے۔۔۔اب جلدی سے اسکی لا+ش لے کے پہنچو۔۔۔میں اسکی لا+ش کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کے یقین کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ملک ریاض مسرت بھرے انداز میں کہتا فون بند کر چکا تھا اور فون بند ہونے کے ساتھ ہی زمدہ نے ٹریگر دباتے اس لڑکے کی کھوپڑی اڑا دی۔

پیچھے کھڑا ریان ایک پل کے لیئے اچھل کے رہ گیا۔

زمدہ ہاتھ چھاڑتی گ+ن کو واپس ویسٹ میں ارستی ریان کی جانب مڑی تو اسے آنکھیں پھاڑے ساکت کھڑے دیکھ اسنے گہرا سانس بھرا۔

اب اسے ریان کو بھی سب سمجھانا تھا۔۔۔ساری سچائی بتانی تھی۔۔۔وہ کیسا ریئکٹ کرنے والا تھا یہ سوچ سوچ کے ہی اسے پریشانی ہو رہی تھی۔

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔اسکے پاس آتے زمدہ نے چہرے سے ماکس اتارا تو ریان کا دل ڈوب کے ابھرا۔

اسنے اوپر سے لے کے اسے نیچے تک دیکھا۔

جینز کی پینٹ کے ساتھ گھٹنوں سے اوپر آتی شرٹ اور اسکے اوپر لیدر کھلی سی جیکٹ، سر پہ سیاہ اسکارف جس میں اسکا چہرہ دمک رہا تھا مگر ریان کو اس وقت اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

زمدہ یہ سب کیا ہے۔۔۔ریان کے ماتھے پہ ایک دم بل پڑے۔

میں آپ کو سب بتاؤں گی مگر ابھی آپ گھر جاؤ۔۔۔مجھے ابھی دشمن کو اسکے انجام تک پہنچانے جانا ہے۔۔۔۔نرمی سے کہتے آخر میں زمدہ ایک عزم سے بولی۔

تم کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔تم بھی میرے ساتھ چلو گی۔۔۔ریان نے اسکا بازو پکڑتے سختی سے کہا مگر زمدہ ابھی اسکی بات نہیں مان سکتی تھی۔

اسنے ابھی وطن کے شہری کی جان بچائی تھی اور اب اسے وطن کے دشمن کو ختم کرنا تھا۔

میں ایسا نہیں کر سکتی مجھے جانا ہو گا۔۔۔زمدہ نے پیار سے سمجھانے کی کوشش کی۔

مگر کیوں۔۔۔کیوں جانا ہو گا آخر ہو کون تم اور یہ مار دھاڑ یہ سب کیا ہے۔۔۔۔ریان کا غصے سے برا حال ہوتا جا رہا تھا۔۔۔وہ گویا پاگل ہونے کے در پہ تھا۔

اسے اتنے بڑے دھچکے کی کبھی بھی امید نہیں تھی۔

۔۔۔اور میں اس وقت H2 میں پاک ایجنسی کی ایجنٹ ہوں۔۔۔ایجنٹ مشئن پہ ہوں۔۔۔اسکے غصے کے برعکس زمدہ نے رسان سے سمجھایا۔

کیا مگر۔۔۔یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔ریان کو اچھمبا لگا۔

میں آپ کو سب بتاؤں گی مگر اس وقت مجھے جانا ہو گا۔۔۔زمدہ بے چارگی سے کہتی ریان سے اپنا بازو چھڑوانے لگی مگر ریان تو جیسے چھوڑنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا تھا۔

تم نے اتنی بڑی بات مجھ سے چھپائی۔۔۔وہ سنجیدگی سے زرا سخت لہجے میں بولا۔

میں آپ کو بتانا چاہتی تھی مگر سہی وقت آنے پہ۔۔وہ بے بسی سے بولی۔

چلو میرے ساتھ۔۔۔۔ریان نے اسکا ہاتھ پکڑتے اپنے ساتھ گھسیٹا۔

ریان میرء بات تو سنیں میں نہیں چل سکتی آپ کے ساتھ ابھی۔۔۔اسکے ساتھ گھسیٹتے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔

چپ ایک دم چپ۔۔۔۔۔۔وہ ایک دم رکتے دھاڑ تو زمدہ پل بھر کے لیئے کانپ اٹھی۔

چپ چاپ تم میرے ساتھ چلو گی۔۔۔میں تمہیں کسی بھی خطرے والی جگہ پہ نہیں جانے دوں گا۔۔۔ریان جبڑے بھیجے غرایا۔

سوری ریان۔۔۔میں آج آپکی بات نہیں مان سکتی۔۔۔

اس وقت سب سے زیادہ ضروری اپنے وطن کی حفاظت ہے۔۔۔اپنی جان سے بھی زیادہ ضروری۔۔۔زمدہ مضبوط لہجے میں سنجیدگی سے بولی توریان خاموش ہو گیا

آپ بتائیں اگر آپ میری جگہ ہوتے تو کیا آپ کے لیئے وطن سے زیادہ ضروری اور کچھ ہوتا۔۔۔اسنے نرمی سے استفسار کیا وہ تب بھی چپ رہا۔

ریان آپ میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں پلیز۔۔۔۔اسنے پیار سے اسکا ہاتھ تھماتے کہا۔

کسی اور کو بھیج دو نا اپنی جگہ پہ۔۔۔ریان بے بسی سے بولا۔

میری ٹیم بھی آرہی ہے۔۔۔انہیں پہنچنے میں کچھ وقت لگے گا اس سے پہلے میں وہاں پہنچ کے دشمن کی ہر چال پہ نظر رکھو گی۔۔۔۔

میں چاہتی تو آپ کو بچانے یہاں نہیں آتی سیدھے وہاں جا سکتی تھی مگر میں جانتی وہ اگر میں وہاں جاتی تو وہ لوگ آپ کو پھر بھی نقصان پہنچا دیتا۔

میرے دشمن نے مجھے امتحان میں ڈالا تھا۔۔۔شوہر اور وطن کی محبت کے۔۔۔میں نے شوہر کی محبت والا امتحان پاس کر دیا ہے اور اب مجھے وطن سے محبت کا ثبوت دینا ہے۔۔۔کہتے کہتے زمدہ کی آنکھوں میں ایک جنون اترا تھا جو ریان سے چھپا ہوا نا رہ سکا۔

زمدہ مگر تم اس حالت میں یہ سب۔۔۔ہمارا بچہ۔۔۔ریان کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کے وہ کیا کہے۔

ایک طرف وطن تھا تو دوسری طرف بیوی اور بچہ۔۔۔وہ بچہ جو ابھی دنیا میں آیا ہی نہیں تھا جس سے بغیر دیکھے ہی اسے اتنی محبت ہو گئی تھی کہ وہ خود بھی سوچ نہیں سکتا تھا۔

آپ فکر مت کریں میں ہمارے بچے کا پورا خیال رکھوں گی۔۔۔زمدہ نے اسے یقین دلایا جب اسکے فون کی ٹون بجی۔

اسنے جلدی سے فون نکال کے دیکھا تو اسکے ساتھیوں کا میسج تھا جس میں انہوں نے اپنے کچھ ہی دیر میں پہنچنے کی عطلاح دی تھی۔

مجھے اب جانا ہو گا۔۔۔وہ بہت ہی مدھم لہجے میں بولی۔

وعدہ کرو اپنا اور ہمارا بچے کا خیال رکھو گی۔۔۔اسکے آگے ہاتھ پھیلائے ریان نے آخر کار ہار مانی۔

زمدہ کچھ دیر سوچ میں پڑھ گئی۔۔۔وہ جہاں جا رہی تھی وہاں اسکی اپنی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں تھا اور وہ یہاں اس سے وعدہ مانگ رہا تھا۔۔۔

وعدہ کرو زمدہ۔۔۔اگر تم وعدہ نہیں کرو گی تو یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔ریان نے دھمکی دی جس پہ وہ ایک گہری سانس بھرتی ریان کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ گئی۔

وعدہ کرتی ہوں اپنا اور ہمارے بچے کا خیال رکھوں گی۔۔۔وہ سرگوشی نما آواز میں بولی تو ریان نے فورن اسے گلے سے لگایا جس پہ زمدہ بھی سکون سے اسکے گرد بازو پھیلا گئی۔

چلتی ہوں اب۔۔۔ پیچھے ہوتی مسکرا کے اسے دیکھا۔

اپنا خیال رکھنا۔۔۔ ریان نے اسکے ماتھے پہ بوسا دیا تو وہ مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلاتی الٹے قدم اٹھانے لگی۔

کچھ دیر میں میری ٹیم کا ایک میمبر آئے گا جو آپ کو باحفاظت گاؤں پہنچا دے گا۔۔۔ بائیک پہ بیٹھتے ماکس واپس چہرے پہ چڑھایا۔

آپ میری فکر مت کرنا میں جلدی واپس آجاؤں گی اور پھر ساری بات بتاؤں گی۔۔۔ گردن موڑ کے کہتی ایک آخری نظر ریان پہ ڈالتی تیزی سے بائیک آگے بڑھا گئی۔

ریان دور جاتی بائیک کو دیکھتا خیریت کی دعا کرنے لگا۔

اسکا دل عجیب ہو رہا تھا۔۔وہ اسے روکنا چاہتا تھا مگر روک نا سکا۔۔۔وہ جنتا تھا وطن کے محافظوں کے لیئے وطن سب سے پہلے ہوتا ہے اور وہ وطن کے لیئے زمدہ کی محبت کا اندازہ لگا سکتا تھا۔۔۔اس لیئے اسے جانے دیا۔



پندرہ منت کی مسافت طے کرتی وہ ملک ریاض کے ٹھکانے پہ پہنچی تھی جو جنگل کے آخر میں تھا۔۔۔

اسنے اپنی بائیک تھوڑی دور ہی کھڑی کی تھی اور آگے کچھ منت کا فاصلہ اسنے پیدل چھپتے چھپاتے طے کیا تھا۔

چھوٹا سا گھر تھا تین کمروں کا جہاں اسنے اسل+حہ اور ڈر+ گز چھپا کے رکھے تھے۔۔۔

گھر کے باہر صرف آگے کی طرف دو ہٹے کٹے آدمی گ+ن تھانے کھڑے تھے جب کے باقی لوگ اندر موجود تھے۔

وہ جانتی تھی اگر وہ ریان کو بچانے کے بجائے سیدھے ملک ریاض کے پاس پہنچتی تو وہ اب تک کا یہ جگہ بھی چھوڑ چکا ہوتا۔

اس لیئے اسنے یہ پورا پلین کیا تھا۔۔۔اس کے ہی آدمی سے اپنے مرنے کی جھوٹی خبر اس تک پہنچائی تاکہ وہ وہاں سے بھاگے نا۔

اوراب دبے قدموں ایک درخت کے پیچھے جھپتی اپنی گ+ن میں سائلینسر لگاتی درخت کی اوٹ سے ہی دروازے پہ کھڑے آدمیوں پہ فا+ئر کرنے ہی لگی تھی جب اسے اوپر لگا کیمرہ نظر آیا تو وہ رک گئی۔

وہ ان دونوں کو مار کے اندر موجود لوگوں کو الٹ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ وہیں کھڑے ہو کے صورتے حال کا جائزہ لینے لگی اور ساتھ ساتھ اپنے فون پہ موجود اپنے ساتھیوں کو انفورم کرنے لگی۔

اسکی ٹیم بس پہنچنے والی تھی مگر اس سے پہلے وہ اندر جانا چاہتی تھی۔

وہ واپس تھوڑا پیچھے جاتی پھر گھر سے دور درختوں کے پیچھے چھپتے چھپاتے گھر کی پچھلی سائڈ پہ پہنچی تھی جہاں سے اسے کوئی نہیں دیکھ سکا تھا مگر اصل

مصیبت تو یہاں تھی کیوں پیچھے کوئی دروازہ نہیں تھا بس ایک کھڑکی تھی جو اس وقت کھلی ہوئی تھی مگر اس کے پاس بھی کیمرہ لگا ہوا تھا۔

اسنے آس پاس دیکھا مگر وہاں ایسی کوئی چیز موجود نا تھی کے جس کی مدد سے وہ اندر جا پاتی یا اندر دیکھ پاتی۔

وہ واپس تھوڑا پیچھے گئی اور کچھ ہی دیر بعد پیڑ کی کئی ٹہنیاں توڑ کے اسے اس طرح سے بنا دیا جیسے دیکھنے والے کو لگے کہ وہ کوئی جھاڑ ہے۔

ان ٹہنیوں کو آگے کیئے وہ گھٹنوں کے بل چلتی کھڑکی کے پاس پہنچی۔

کھڑکی چونکہ نیچی تھی اس لیئے وہ باآسانی اندر جھانک پا رہی تھی۔

سامنے ہی صوفہ لگا ہوا تھا جس پہ ملک ریاض شان سے بیٹھا ہوا تھا جب کے کھڑکی کی جانب ایک لڑکی پشت کیئے کھڑی تھی۔

وہ لڑکی اسے کافی جانی پہچانی لگی مگر ابھی فلحال اس نے اس پہ زیادہ غور نا کیا۔

کمرے میں تقریباً دس بارہ لوگ موجود تھے اور سب کے پاس ہی گ+ن تھیں۔

اس سے پہلے وہ تھوڑی پیچھے ہوتی اس لڑکی کی آواز کانوں میں پڑھتے ہی زمدہ ساکت ہوئی مگر اس سے پہلے وہ اس لڑکی کا چہرہ دیکھ پاتی وہ لڑکی آگے کے راستے سے گھر سے باہر نکل گئی۔

وہ اپنے ساتھیوں کو میسج کرنے ہی لگی تھی جب اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے پیچھے کوئی کھڑا ہے اسنے گردن موڑ کے دیکھا تو پیچھے ہی ایک آدمی اس پہ گ+ن تانے کھڑا تھا۔

کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔وہ آدمی اتنی تیز آواز میں بولا کے اندر بیٹھے ملک ریاض نے باآسانی اسکی آواز سنتے کھڑکی کی جانب دیکھا تو وہاں ایک نقاب پوش پہ اپنے آدمی کو گ+ن تانے کھڑے دیکھ وہ حیران رہ ہوا

اندر لاؤ اسے۔۔۔اسنے وہیں سے ہانک لگائی تو اسکے آدمی نے زمدہ کے سر پہ گ+ن کا دباؤ ڈالتے اسے کھڑکی سے ہی اندر جانے کا اشارہ کیا۔

زمدہ خاموشی سے اسکی بات مانتی اندر داخل ہوئی تو اسے دیکھ کے ملک ریاض چونک گیا مگر پھر اسکے چہرے پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

وہ تیس اکتیس سال کا خوش شکل آدمی تھا دیکھنے والوں کو وہ کہیں سے بھی اسمگ+لر نہیں لگتا تھا اور یہ سچ بھی تھا وہ دنیا کی نظر میں ایک بزنس مین تھا۔۔۔

اسنے اپنا بزنس بھی لوگوں کے ساتھ دھوکا کر کے آگے بڑھایا تھا۔۔۔جب کے وہ بزنس کی آڑ میں چھپ کے اسمگ+لنگ کرتا تھا۔

زمدہ کو دیکھ کے اسکا چہرہ کھل اٹھا تھا۔۔۔جب کے زمدہ کی آنکھوں میں سر پن اتر تھا۔

ارے واہ پہلی بار دیکھا ہے کہ کوئی لا+ش خود چل کے آئی ہے۔۔وہ مزاحیہ لہجے میں بولا۔

خوش نصیب ہوتی ہیں وہ لاشیں جو چل سکتی ہیں۔۔۔مگر افسوس تم بلکل بھی خوش نصیب نہیں ہو کیوں تمہاری لاش کو تو میں چلنے کے قابل بھی نہیں چھوڑوں گی۔۔۔وہ بھی اسی کے انداز میں بولی تو ملک نے دانت پیسے

تمہیں کیا لگتا ہے کہ اگر تم مجھ تم پہنچ چکی ہو تو کیا تم مجھے پکڑ لو گی۔۔۔۔وہ طنزیہ بولا۔

ہاں بلکل۔۔۔۔زمدہ سکون سے جواب دینی ملک ریاض کو آگ لگا گئی۔۔

کونفیڈینس اچھا ہے مگر افسوس کہ تمہارا خواب کبھی پورا نہیں ہو گا۔۔۔

ملک اطمینان سے جواب دیتا ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھتے اپنے ساتھیوں کو زمدہ کو پکڑنے کا اشارہ کیا۔

رک جاؤ سب وہی پہ۔۔۔اگر کوئی آگے بڑھا تو۔۔۔اس سے پہلے اسکے لوگ آگے بڑھتے زمدہ نے جلدی سے جیکٹ کی زپ کھولتے بایاں حصہ سامنے کیا جس کے ساتھ ایک ب+م بندھا ہوا تھا۔

ملک کے آدمی فورن ہی ڈر کے پیچھے ہوئے جب کے ب+م دیکھتے ملک خوفزدہ ہوتے جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھا۔

یہ۔۔۔۔یہ کیا ہے۔۔۔۔وہ ہکلاتے ہوئے بولا۔۔۔ڈر اسکے چہرے سے عیاں ہو رہا تھا۔

اگر میرے پاس آنے کی یا یہاں سے کسی نے بھی بھاگنے کی کوشش کی تو میں صرف ایک بٹن دبائیں گی اور تم سب کا کھیل ختم۔۔۔ان سب کو ڈرتے دیکھ وہ پراسرار لہجے میں کہتی ہاتھ میں پکڑا چھوٹا سا ریموٹ دیکھتے بولی تو وہ سب دو قدم پیچھے ہوئے

کیا ہوا ملک ڈر گئے۔۔۔اسکی حالت سے لطف اندوز ہوتے مسکرائی۔

میں جانتا ہوں تم بٹن کبھی نہیں دباؤ گی کیونکہ تمہیں بھی اپنی جان پیاری ہے۔۔۔ملک خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کرتے بولا۔

اگر مجھے اپنی جان پیاری ہوتی تو کبھی ایک محافظ نا بنتی۔

ہم ملک کے محافظ سر پہ کفن باندھے نکلتے ہیں۔۔۔اپنی پرواہ کیئے بغیر اپنے ملک کی حفاظت کرتے ہیں۔۔۔وہ مضبوط لہجے میں گردن اکڑا کے بولی۔ اسکے لہجے سے وطن کی محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔۔۔اپنے فرض کو سر انجام دینے کا جزبہ اسکے انگ انگ سے چھلک رہا تھا۔

بہت غلط کر رہی ہو تم یہ۔۔۔ملک نے دھمکانا چاہا جب زمدہ نے نا محسوس انداز میں ہاتھ میں پکڑے ریمونٹ کا ایک بٹن دبا۔

وہ ریمونٹ کسی ب+م کا نہیں تھا بلکے وہ تو اپنی ٹیم کو سگنل دینے کا تھا۔۔ اسنے اپنی ٹیم کو سگنل دیا تھا اب حملہ کرنے کا۔۔۔جب کے وہ سب جسے ب+م سمجھ رہے تھے وہ بھی اصلی نہیں تھا۔۔۔وہ بس ان لوگوں کو ڈرانے کے لیئے تھا۔

تم تو جیسے بہت سہی کر رہے ہو نا ملک کو برباد کر کے۔۔۔ سرد لہجے میں کہتے نے کنتی شروع کی۔

ایک۔۔۔

دو۔۔۔

تی۔۔۔۔ ٹھا۔۔۔۔اس سے پہلے وہ کنتی مکمل کرتی کہ اچانک ایک گو+لی آ کے اسکے پیٹ میں پیوست ہوئی۔۔۔

وہ لڑکھڑا کے ایک دم پیچھے ہوئی۔۔۔

اسنے گردن موڑ کے گولی چلانے والے کو دیکھا تو اسکی آنکھیں حیرت سے پھٹنے والی ہو گئی۔

اس سے پہلے وہ کوئی جوابی فا+ئر کرتی ملک نے گو+لی چلائی جو اسکے لڑکھڑانے کی وجہ سے اسکے بازو میں دھنس گئی۔

دیکھتے ہی دیکھتے اسکی ٹیم کے افراد اندر آنا شروع ہو گئے۔۔۔انہوں نے چاروں تم سے گھیر لیا تھا

زمدہ سن پڑھتے دماغ کے ساتھ زمین پہ بیٹھتی چلی گئ

اس سے پہلے ملک اور اسکے ساتھی بھاگتے زمدہ نے سر جھٹکتے اپنے حواس بے دار رکھتے ملک کے گٹھنے پہ گو+لی چلائی تو وہ درد سے کراہتا نیچے گرا جسے پاس کھڑی لڑکی نے جلدی سے تھاما۔

دونوں طرف سے مقابلہ ہو رہا تھا اسکے ساتھی اس تک آتے اسے سہارا دینے لگی اور کچھ ملک کی جانب بڑھنے لگے جب اس لڑکی نے جلدی سے ایک ب+م جلا کے پھینکا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ پورا کمرہ دھوئیں سے بھر گیا۔

زمدہ پیٹ پہ ہاتھ رکھے شدید درد کو قابو کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر اس کے لیئے یہ مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

دھواں چھٹا تو ملک اور اسکے چند ساتھی بھاگ چکے تھے جب کے کچھ اب ان لوگوں کی حراست میں تھے۔

بند ہوتی آنکھوں کے سامنے اس لڑکی کا چہرہ لہرایا جس نے اس پہ گو+لی چلائی تھی.

بند ہوتے دماغ میں بار بار ریان سے کیا وعدہ گونج رہا تھا۔

(وعدہ کرتی ہوں اپنا اور ہمارے بچے کا خیال رکھوں گی)

آخر بار بس ایک ہی بات ذہن میں آئی کہ اسکاریان سے کیا وعدہ ٹوٹ چکا ہے اور پھر وہ ہوش و ہواس سے بیگانی ہو گئی۔

🌺 🌺 🌺 ۔

زمدہ کو ایمرجنسی میں آپریشن تھیٹر میں لے گئے تھے۔۔۔

اسکا کافی خو+ن بہہ گیا تھا۔۔ڈاکٹر اپنی پوری کوشش کر رہے تھے اسے بچانے کی

کافی خو+ن بہجانے کی وجہ سے اسکا بچنا مشکل لگ رہا تھا اس لیئے ڈاکٹر نے اس کے گھر والوں کو انفرم کرنے کا کہہ دیا تھا۔

اسکے ساتھی جانتے تھے اسکی شادی ہو گئی ہے اس نے کچھ ہفتے پہلے ہی اپنی ایجنسی میں اپنے شادی شدہ ہونے کی خبر دی تھی۔

اسکے ساتھی جو اسے اسپتال لائے تھے ان میں سے ایک ریان کو لینے جا چکا تھا۔

اور کچھ ہی دیر میں ریان دوڑتا ہوا آپریشن تھیٹر کے باہر پہنچا تھا۔

بال بکھرے ہوئے۔۔۔آنکھیں ضبط سے لال سرخ۔۔۔اپنے جذباتوں پہ کڑا بندھ باندھتے وہ مسلسل ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔

تین گھنٹے ہونے والے تھے مگر ڈاکٹر ابھی تک باہر نہیں آئے تھے۔۔۔

وہ کب سے بے چینی سے اللہ سے بس زمدہ کی سلامتی کی دعا مانگ رہا تھا۔

اسنے گھر میں کسی کو بھی زمدہ کی حالت کی عطلاح نہیں دی تھی۔وہ اکیلا ہی اپنے درد سے لڑ رہا تھا

تقریباً تین گھنٹے بعد ڈاکٹر گہری سانس بھرتے باہر آئے توریان فورن انکی جانب لپکا۔

کیسی ہے میری بیوی۔۔۔وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔ریان نے بے چینی سے پوچھا۔

پیشنٹ بلکل ٹھیک ہیں۔۔۔مگر آئی ایم سوری ہم ان کے بے بی کو نہیں بچا سکے۔۔۔ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں کہاتوریان کادل ڈوب کے ابھرا۔

میں ان سے مل سکتا ہوں۔۔۔پر نم آنکھوں سے استفسار کیا۔

کچھ ہی دیر میں انہیں روم میں شفٹ کر دیں گے پھر آپ مل لیجئے گا۔۔۔
ڈاکٹر مسکرا کے کہتی آگے بڑھ گئی تو وہ بھی سکون سے وہیں بینچ پہ بیٹھ گیا۔

اسکی زمدہ ٹھیک تھی اسے اور کیا چاہیئے تھا مگر اسے دکھ تھا اپنے بچے کو کھونے گا۔

🌺🌺🌺۔

اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا مگر اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔۔۔
وہ دوائیوں کے زیر اثر سو رہی تھی۔

ریان اسکے پاس بیٹھا اسکا ہاتھ تھامے کتنی ہی دیر سے اسکا زرد چہرہ دیکھے جا رہا تھا۔

اسے ابھی تک یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ اسکی زمدہ ایک ایجنٹ ہے اور وہ شادی کے بعد بھی اپنے مشئن پہ کام کرتی رہی تھی اور اسے پتہ تک نہیں چلا تھا۔۔

پتہ چلنا تو دور کی بات اسنے کبھی شک بھی نہیں ہونے دیا

وہ شروع شروع میں اسے کتنی باتیں سناتا تھا۔۔۔جاہل گوار ہونے کے طعنے دیتا مگر وہ تب بھی یہ نہیں بولی تھی کے وہ پڑھیں لکھی ہے بلکے اس سے ہر لحاظ سے چار قدم آگے ہے

کتنی آسانی سے وہ ہنس کے ساری باتیں سن لیتی تھی۔۔۔وہ پہلے بھی اپنے لفظوں پہ شرمندہ تھااور اب زمدہ کی اصلیت جانے کے بعد اور شرمدہ ہو رہا تھا۔

زمرہ کو دیکھتے دیکھتے کب اسکی آنکھ لگی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد جب زمدہ کی آنکھ کھلی تو کچھ دیر خالی دماغ سے چھت کو گھورنے کے بعد اسکا دماغ بے دار ہونا شروع ہوا۔

وہ ملک ریاض کو پکڑنے گئی تھی۔۔۔وہاں اسے گو+کی لگی تھی۔۔۔پیٹ میں شدید درد ہوا تھا۔

سوچتے سوچتے اسکا ہاتھ اپنے پیٹ پہ گیا تو اسے اپنے اندر خالی پن محسوس ہوا

۔

ایک آنسوں چھن کر کے ٹوٹتا اسکے بالوں میں جذب ہوا۔

اسنے زرا سی گردن موڑی تو ریان اسکا ہاتھ تھامے بیڈ پہ سر رکھے سو رہا تھا۔

ریان کو دیکھتے ہی اسکی آنکھوں میں مرچیاں سی گھلنے لگیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک کے بعد ایک آنسوں کا سیلاب بہتا چلا گیا۔

سوری میں اپنا وعدہ نہیں نبھا پائی۔۔ریان کو دیکھتی سرگوشی نما نم آواز میں بولی۔

وہ اسی بات سے ڈر رہی تھی۔۔۔جب سے اسے یہ خوشخبری ملی تھی وہ تب سے صرف یہی سوچ رہی تھی کہ وہ مشئن پہ جائے گی اور اگر خدانا خواستہ کچھ ہو گیا تو۔۔۔

اور آج اسکا یہ ڈر سچ ثابت ہو گیا تھا۔

وہ چھٹیاں لینا چاہتی تھی مگر ملک ریاض کو پکڑنے کے لیئے وہ ایک سال سے محبت کر رہی تھی اور اب جب وہ ہاتھ آنے ہی والا تھا تو وہ پیچھے نہیں ہٹنا چاہتی تھی۔

اپنے وطن پہ تو اپنی جان تک قربان کر سکتی تھی۔۔۔اور آج واقع اسنے اپنی جان قربان کر دی تھی۔

سسکیاں آہستہ آہستہ ہچکیوں میں بدل رہیں تھیں مگر وہ ہونٹ بھیجے انہیں اپنے اندر ہی دبا رہی تھی۔

وہ ریان کے اٹھنے سے پہلے اکیلے میں رو لینا چاہتی تھی۔

اسکے جسم کی ہلکی ہلکی لرزش محسوس کرتے ریان کی آنکھ کھلی تو وہ جلدی سے چہرہ موڑتی آنکھیں صاف کر گئی

ٹھیک ہو زمدہ۔۔۔ کہیں درد تو نہیں ہو رہا۔۔۔اسکی سرخ آنکھیں دیکھتے وہ بے چینی سے اٹھتا اسکے بال سہلانے لگا تو زمدہ کی آنکھیں ایک بار پھر سے بھرنے لگیں

مجھے معاف کر دیں میں آپ سے کیا وعدہ نہیں نبھا پائی۔۔۔میں ہمارے بچے کی حفاظت نہیں کر پائی۔۔۔وہ بھیگے لہجے میں اپنے آنسوں پہ قابو کرتی بولی توریان نے جھک کے اسکے ماتھے پہ لب رکھے تو ایک آنسوں اسکی آنکھ سے پھسل گیا۔

اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔اسکا آنسوں صاف کرتے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھامتے اسکی سرخ نم آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں ڈالیں

جو کچھ ہوا ہے وہ سب اللہ کی مرضی ہے۔۔۔اللہ کی امانت تھی اس نے ہمیں دی تھی اور اب اسنے ہی واپس لے لی۔۔۔اسنے بہت ہی پیار اور نرمی سے سمجھایا

آپ ناراض نہیں ہیں مجھ سے ؟۔۔۔اسنے کسی اندیشے کے تحت پوچھا۔

بلکل نہیں۔۔۔میں اپنی زمدہ سے ناراض ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔اور تب تو ہرگز نہیں جب مجھے پتہ ہے کے تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔

میں سمجھ سکتا ہوں تمہارے کام کو۔۔۔اگر تمہاری جگہ میں ہوتا اور مجھے فیملی یا اپنے فرض میں سے کسی ایک کو چنا ہوتا تو میں بھی تمہاری طرح اپنے فرض کو چنتا۔۔۔ریان جانتا تھا وہ گلٹ میں ہے اس لیئے اسکا گلٹ دور کرنے کے لیئے بہت ہی محبت سے کہا۔

کیا آپ اس پہ بھی ناراض نہیں کہ میں نے آپ سے اتنی بڑی بات چھپائی ۔۔۔وہ سرگوشی نما گویا ہوئی

ہمم اس پہ تو تھوڑا سا ناراض ہوں لیکن ایک بار تم ٹھیک ہو کے گھر آ جاؤ پھر تم سے پوری تفصیل سنوں گا۔۔۔ریان اسکے پاس ہی بیڈ پہ بیٹھتے مسکرا کے بولا جب کے زمدہ مسکرا بھی نا سکی۔

گھر۔۔۔۔۔ہم گھر والوں کو کیا بتائیں گے۔۔وہ سب کتنا خوش تھے۔۔اب ہم انہیں کیسے بتائیں گے۔۔۔۔وہ ایک بار پھر فکر مند ہوئی جس پہ ریان نے گہرا سانس بھرا۔

تم ٹینشن نہیں لو سب سے کہہ دیں گے کہ چھوٹا سا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا۔۔۔ ہاں ماما تھوڑا ڈانٹیں گی کیونکہ وہ پہلے ہی کہہ رہی تھیں کے نا جاؤں مگر مجھے یقین ہے وہ لوگ ہماری بات کو سمجھیں گے اور ہمیں حوصلہ ہی دیں گے۔۔۔ریان نے اسکے پریشان چہرے کو دیکھتے تسلی دی تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

وہ دونوں باتیں ہی کر رہے تھے جب دروازہ نوک کرتے ایک آدمی اندر آیا۔

کیسی ہیں اب آپ میڈم۔۔۔اسکے ساتھی نے پشت پہ ہاتھ باندھتے اسکی خیریت دریافت کی۔

میں ٹھیک ہو شان۔۔۔۔تم بتاؤ کچھ بتا چلا۔۔۔اسنے سنجیدگی سے پوچھا۔

جی۔۔۔۔پتہ چلا ہے کہ جس لڑکی نے آپ پہ گولی چلائی تھی اسکا نام ماریہ ہے۔۔۔وہ ڈفینس کے علاقے میں رہتی ہے۔۔۔شان نے اسے عطلاح دی جب کے لڑکی کا نام سن کے ریان چونک اٹھا۔

ماریہ۔۔۔اسنے زیر لب نام دھیراتے زمدہ کی جانب دیکھا تو اسنے آنکھوں سے ہاں کا اشارہ کیا۔

پتہ چلا ہے کہ وہ پچھلے ایک سال سے ملک ریاض کے ساتھ ہے۔۔۔اسکے بزنس کو آگے بڑھانے میں اس لڑکی نے ملک کی بہت مدد کی ہے۔۔۔وہ اسکے ہر کالے کام میں اسکا ساتھ دیتی ہے۔۔۔مگر ایک مسئلہ ہے۔۔۔۔ شان تفصیل بتاتے بتاتے خاموش ہوا۔

کیا۔۔۔اسنے ایک ابرو آجائے استفسار کیا

ہم نے اس لڑکی کی پوری ڈیٹیل نکلوالی ہے مگر ہم اسے پکڑ نہیں سکتے کیونکہ دنیا کی نظر میں وہ ایک عام سی لڑکی ہے جو جوب کرتی ہے مگر اس جوب کے پیچھے وہ ملک کا کام کر رہی ہوتی ہے یہ بات ابھی تک کسی کو پتہ نہیں ہے۔

اور نا ہی ابھی تک کسی کمپنی نے اس پہ دھوکا دھڑی کا کیس کیا ہے۔۔۔اس لیئے ابھی تک اس کے خلاف ہمارے ہاتھ کوئی ثبوت نہیں لگا ہے۔۔۔

ہم نے ملک کے کئی ساتھوں کو پکڑ کے ملک کا پتہ پوچھا ہے مگر سب نے صرف ایک ہی جواب دیا ہے کہ ملک کا ہر پتہ صرف ماریہ جانتی ہے۔۔۔ شان نے مزید تفصیل بتائی تو ریان کسی گہری سوچ میں گھم ہو گیا۔

ہمم ٹھیک ہے تم جاؤ اور اس لڑکی پہ نظر رکھو وہی ہمیں ملک تک پہنچائے گی۔۔۔اسکے حکم پہ وہ جی کہتا باہر نکل گیا۔

زمدہ نے واپس نظریں ریان کی جانب کی تو اسے کسی گہری سوچ میں پایا۔

کیا سوچ رہے ہیں۔۔۔اسنے پوچھا مگر ریان تو جیسے وہاں تھا ہی نہیں۔

ریان۔۔۔زمدہ نے اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا تو وہ ایک دم چونک کے اسکی جانب متوجہ ہوا۔

ہمم۔۔۔کیا ہوا کچھ چاہیئے۔۔۔اسنے فکر مندی سے پوچھا تو زمدہ تھوڑا اٹھنے لگی مگر بازو میں زخم ہونے کی وجہ سے اٹھ نہیں پائی۔

لیٹی رہو زمدہ۔۔۔ابھی تمہارے زخم تازہ ہیں۔۔۔درد ہو گا۔۔۔ریان نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے اٹھنے سے روکا۔

یہ اتنے اتنے سے زخم مجھے درد نہیں دے سکتے۔۔۔وہ پھر سے اٹھنے لگی تو اس بار ریان نے اسے اٹھنے میں مدد کرتے تھوڑا سا ٹیک لگا کے بیٹھایا۔

آپ کیا سوچ رہے تھے۔۔۔اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے اسکا چہرہ غور سے دیکھا۔

کافی وقت سے میرے آفس میں کوئی ہیر پھیر کر رہا ہے۔۔۔ہمارے کام کی ڈیٹیلز ہماری مخالف پارٹی کو پہنچا رہا ہے اور غور کیا جائے تو اب تک جتنے بھی میرے کونٹریکٹ کینسل ہوئے ہیں وہ سب ملک ریاض نام کے آدمی کو ہی ملے ہیں۔۔۔

اب یہ ملک ریاض وہی ہے جسے تم پکڑ رہی ہو یا کوئی اور یہ میں نہیں جانتا مگر میں نے اور بھی لوگوں سے سنا ہے کے کئی بار انکے بھی کونٹریکٹ کینسل ہو کے ملک ریاض کو ملے ہیں

میں کئی ہفتوں سے پتہ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں کے آخر یہ کر کون رہا ہے مگر ابھی تک کچھ خاص پتہ نہیں چلا۔۔۔

کچھ وقت پہلے جب تم اپنی خالہ کے گھر گئی ہوئی تھی جب میں رات کو ایسی گاڑی لے کے نکل گیا تھا۔۔۔جب اپنے آفس پہنچا تو وہاں سے کوئی شخص مکمل سیاہ لباس پہنے ہاتھ میں فائنل پکڑے پارکنگ کی طرف جا رہا تھا۔۔۔

میں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی اسکا پیچھا کرنا چاہا مگر وہ اپنی گاڑی سے مجھے ٹکر مارتا تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔۔۔

میں نے اسی وقت آفس کی سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کی مگر مجھے کچھ نہیں ملا۔۔۔ریان نے الجھن سے اسے ساری تفصیل بتائی۔

مجھے لگتا ہے یہ کام ماریہ کا ہے کیونکہ وہی ملک ریاض کے ساتھ ملی ہوئی ہے ۔۔۔زمدہ کچھ سوچ کے سنجیدگی سے بولی۔

ہمم مجھے بھی اسی پہ شک ہو رہا ہے۔۔۔وہ ایک لالچی لڑکی ہے۔۔دولت کے پیچھے وہ کسی کے ساتھ بھی مل سکتی ہے مگر میں نے تو اسے کب کا جوب سے نکل دیا ہے مگر پھر بھی وہی سب چل رہا ہے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی ۔۔۔ریان بالوں میں ہاتھ پھیرتے تفتیش سے گویا ہوا۔

ضرور اس کے ساتھ کوئی ملا ہوا ہے جو اسے اندر کی ساری خبریں دے رہا ہے۔۔۔

آپ کو سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کرنی چاہیئں سہی سے۔۔۔زمدہ نے اسے حل بتایا۔

میں نے سب چیک کیا ہے مگر سمجھ نہیں آرہا کے کیسے پتہ لگاؤں۔۔۔ریان نے بے بسی سے گردن سہلائی۔

بغیر کسی کے علم میں لائے آپ پورے آفس میں ہڈن کیمرے لگوائیں۔۔۔میری ٹیم کے لوگ اس کام میں آپ کی مدد کریں گے۔۔۔ زمدہ رسان سے بولی تو وہ سر ہلا گیا۔

🌺🌺🌺۔

رات کے دو بج رہے تھے مگر نیند زمدہ کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی جب کے ریان وہیں اسکے پاس بیٹھا لیپ ٹاپ پہ کوئی کام کر رہا تھا۔

ماڑا۔۔۔۔اسنے اپنے مخصوص انداز میں ریان کو پکارہ تو اسنے گردن اٹھا کے اسے دیکھا۔

ہم بور ہو رہا ہے۔۔۔۔وہ اپنے پٹھانی لب و لہجے میں منہ بنائے بولی توریان مسکراتے ہوئے لیپ ٹاپ بند کر کے رکھتا اسکا ہاتھ تھامے پوری طرح اسکی جانب متوجہ ہوا۔

جانتی ہو صبح سے میں نے اپنی پرانی زمدہ کو بہت مس کیا تھا۔۔۔اسکا لہجہ، اسکا مجھے ماڑا کہہ کے مخاطب کرنے کا انداز۔۔۔سچ پوچھو تو مجھے یہی گاؤں والی زمدہ پسند ہے۔۔۔اسکے ہاتھ کی پشت پہ لب رکھتا محبت سے بولا تو وہ مسکرا دی۔

آپ کو برا لگا ہو گا نا کہ میں نے آپ کو اپنے ایجنٹ ہونے کا نہیں بتایا۔۔۔ کب سے دماغ میں چلتا سوال آخر اسنے پوچھ ہی لیا۔

نہیں بلکل برا نہیں لگا کیونکہ میں جانتا ہوں بہت سے ایجنٹس کو اپنی آئیڈنٹٹی چھپا کے رکھنی پڑھتی ہے۔۔۔یہ انکا کام ہوتا ہے۔۔۔مگر سچ پوچھو تو مجھے جھٹکا ضرورت لگا تھا۔۔۔

مجھے یقین نہیں آرہا تھا کے میری بیوی ایک ایجنٹ ہے۔۔۔میں اتنے دنوں سے ایک ایجنٹ کے ساتھ رہ رہا ہوں۔۔۔

میں اپنے آپ کو بہت چالاک سمجھتا تھا۔۔۔اپنے چھوٹے بھائی کی ہر حرکت کی خبر رکھ کے اسے ڈراتا تھا مگر اب مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے تمہارے آگے تو میں کچھ بھی نہیں ہوں۔۔

میں تو صرف اپنے چھوٹے بھائی کی جاسوسی کرتا تھا مگر تم تو بڑے بڑے اور خطرناک دشمنوں کی جاسوسی کرتی ہو۔۔۔انہیں پکڑتی ہو۔۔۔

سلیوٹ ہے یار تمہیں۔۔۔پر جوش لہجے میں کہتے آخر میں ریان نے سلیوٹ کیا تو وہ کھل کے مسکرائی

آپ کو ایک بات بتاؤں۔۔۔وہ زرار ازداری سے بولی تو ریان نے ابرو آبنائے اسے جلدی سے کہنے کو کہا۔

میری کوئی خالہ نہیں ہیں۔۔۔وہ مسکراد بائے کہتی ریان کو ایک اور جھٹکا دے گئی۔

اسنے سوچا جب ساری باتیں کھل ہی رہی ہیں تو یہ بھی آج ہی کھل جائے تو اچھا ہے۔

زمدہ تم نے قسم کھار کھی ہے مجھے وقفے وقفے سے شوکڈ دینے کی۔۔۔وہ آنکھیں پھاڑے بولا تو زمدہ کو اپنی مسکراہٹ روکنا مشکل لگا۔

اگر تمہاری کوئی خالہ نہیں ہیں تو پھر تم بات کس سے کرتی ہو اور تم ان کے یہاں رہنے بھی گئیں تھیں۔۔چلو مان لیا تم ان کے یہاں نہیں بلکے اپنے کام کے سلسلے میں ہی کہیں گئی ہوں گی مگر تم نے ماما سے بھی بات کروائی تھی انکی وہ سب کیا تھا پھر۔۔۔ریان الجھ کے رہ گیا۔

وہ اتنا تو سمجھ رہا تھا کہ وہ کام کی وجہ سے جاتی رہی ہے مگر جس عورت نے اسکی ماما سے بات کی تھی وہ کون تھی یہ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔

وہ میری ساتھی ایجنٹ تھی جسے میں نے ماما سے اپنی خالہ بنا کے بات کروائی تھی۔۔وہ مزے سے بولی تو ریان تاسف سے نفی میں سر ہلا کے رہ گیا۔

یار تم کتنی جھوٹی ہو۔۔۔سب کے سامنے ایسے شو کر رہیں تھی جیسے تم بس چار جماعتیں پاس ہو۔۔۔لیکن تم تو ماشاءاللہ سے بہت چالاک ہو۔۔۔۔ریان منہ بنائے بولا

یہ سچ تھا کہ میں نے صرف چار جماعتیں پڑھیں تھیں۔۔۔اس کے بعد مجھے اسکول سے ہٹالیا گیا تھا۔۔۔

اماں کے جانے کے بعد سارے گھر کی زمیداری مجھ پہ آگئی تھی۔۔۔مگر مجھے شروع سے ہی آرمی میں جانے کا بہت شوق تھا۔

میں نے ابا سے بھی اس بارے میں بات کی تھی مگر میں انکی اکلوتی اولاد تھی جس سے ابا بہت پیار کرتے تھے۔۔۔اور وہ نہیں چاہتے تھے کے انکی بیٹی

خطروں میں پڑھے۔۔۔ریان خاموشی سے اسکی باتیں سنتا اسکی مسکراہٹ دیکھ رہا تھا جو پرانی باتیں یاد کرتے اسکے لبوں پہ پھیل گئی تھی۔۔

ابا جانتے تھے کہ آرمی میں جانا مطلب اپنی جان ہتھیلی پہ لے کے پھرنا اور ان میں شاید اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنی بیوی کے بعد اپنی بیٹی کو کھوتے۔۔اس لیئے انہوں نے مجھے آرمی میں جانے سے صاف انکار کر دیا۔۔۔مگر میں ارادہ کر چکی تھی کے میں اپنے ملک کے لیئے کچھ نا کچھ ضرور کروں گی اس لیئے پھر میں نے سیکریٹ ایجنسی میں آنے کا سوچا۔۔۔وہ ایک گہری سانس بھرتی خاموش ہوئی۔

تو پھر انکل نے تمہیں ٹریننگ کے لیئے جانے کیسے دیا۔۔۔مطلب تم نے انہیں منایا کیسے۔۔۔ریان تجسس سے گویا ہوا۔

میں ابا کو غیر بتائے گئی تھی۔۔۔میں نے ابا کو کبھی بتایا ہی نہیں کہ میں ایک ایجنٹ ہوں۔۔۔وہ دھیرے سے بولی۔

تو پھر تم نے ٹرینگ کیسے کی۔۔۔ریان الجھ کے بولا۔

اماں کی ایک دوست ہمارے گھر سے کچھ ہی دور رہتیں تھیں۔۔۔لیکن جب انکی شادی ہوئی تو انکا سسرال دوسرے گاؤں میں تھا جو ہمارے گاؤں سے دور تھا۔۔۔

وہ شادی ہو کے دوسرے گاؤں چلی گئی تو کبھی کبھار اماں ان سے ملنے جاتیں تو مجھے بھی ساتھ لے جاتیں۔۔۔

میں انہیں خالہ کہتی تھی۔۔۔انکی کوئی اولاد نہیں تھی اس لیئے میں کئی کئی دن ان کے گھر رکنے لگی تھی۔۔وہ مجھے بلکل اپنی سگی اولاد کی طرح پیار کرتی تھیں۔۔۔

میں نے اور اماں نے انکا گھر دیکھا ہوا تھا مگر ابا نے انکا گھر کبھی نہیں دیکھا تھا اور میں نے اسی چیز کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایجنٹ بنے کی ٹرینگ لینے لگی اور ٹرینگ کے ساتھ ساتھ اپنی پڑھائی بھی مکمل کی۔۔۔

ابا مجھے اچھی زندگی دینے کے لیئے ہمیشہ کام میں مصروف رہتے تھے اس لیئے میں اکیلی ہی ہر جگہ آتی جاتی رہی تھی جس وجہ سے میرا ہر کام کافی آسان ہو گیا تھا۔۔۔زمدہ سانس لینے کو رکی۔

تم نے انکل کو بتانے کی کوشش نہیں کی۔۔۔ریان سوالیہ گویا ہوا۔

میں ابا کو بتانا چاہتی تھی مگر اپنے پہلے مشئن کی کامیاب کے بعد۔۔۔

پہلے ہی مشئن میں مجھے کبھی کہیں تو کبھی کہیں جانا پڑھتا تھا اور ہر بار میں خالہ کی بیماری کا بہانا بنا کے جاتی تھی۔

جب میرا پہلا مشئن کامیاب ہوا تو مجھے کافی سارے پیسے کے ساتھ ایک اپارٹمنٹ بھی ملا۔۔۔

میں نے ابا کو بہت کہاں کے ہم گاؤں کا گھر اور زمین بیچ کے شہر میں کوئی گھر لے لیتے ہیں۔۔۔ مگر وہ نا مانے۔۔

میں نے سوچا تھا جب وہ شہر آنے کے لیئے راضی ہو جائیں گے تو انہیں اپنے اپارٹمنٹ میں لاؤں گی اور آرام سے بیٹھ کے بتاؤں گی کہ انکی بیٹی ایک ایجنٹ ہے مگر ایسا کبھی نہیں ہوا

ایک کے بعد ایک مشئن کرتی گئی اور یوہیں دن گزرتے گئے۔۔۔اور ایسے ہی ابا مجھے چھوڑ کے چلے گئے۔۔۔بتاتے بتاتے اسکے لہجے میں اداسی کھلنے لگی۔

اداس نہیں ہو ہم سب ہیں نا تمہارے ساتھ۔۔۔ریان نے اسکے گرد بازوں کا حصار بنایا۔

یہ ساری باتیں اب میرے علاؤہ صرف آپ کو پتہ ہیں۔۔۔میں نہیں چاہتی کہ میرے ایجنٹ ہونے کے بارے میں گھر میں فلحال ابھی کسی کو بھی

پتہ چلے۔۔۔اگر آگے کبھی مجھے لگا تو میں ضرور سب کو خود بتادوں گی مگر ابھی نہیں۔۔۔وہ اسکے کندھے پہ سر رکھتی بولی۔

فکر مت کرو میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔۔۔ریان نے محبت سے اسکا ماتھا چوما تو وہ مسکرادی۔

آپ بہت اچھے ہیں۔۔۔شکریہ میرا ساتھ دینے کے لیئے۔۔۔مجھے سے ناراض نہیں ہونے کے لیئے۔۔۔مجھے سمجھنے کے لیئے تھینک یو سو مچ ۔۔۔۔وہ جذب کے عالم میں کہتی اسکے گال پہ لب رکھ گئے تو ریان کھل کے مسکرایا۔

تم میری بیوی کے ساتھ ساتھ میری محبت ہو

۔۔۔تمہیں میں نہیں سمجھوں گا تو اور کون سمجھے گا۔۔۔میں ساتھ نہیں دوں گا تو اور کون ساتھ دے گا۔۔۔ریان پر سوز لہجے میں کہتا اسکے اندر تک سرشاری بھر گیا۔

اسے ہمیشہ سے اسی بات کا ڈر تھا کہ جب ریان کو اسکی حقیقت پتہ چلے گی تو وہ کیسا ریئکٹ کرے گا

پر اب وہ پر سکون تھی۔۔۔اسکا شوہر بہت اچھا تھا۔۔۔اسے سمجھنے والا۔۔۔ اور جب وہ اسکے ساتھ تھا تو اسے اور کوئی فکر یا پریشانی نہیں تھی۔

بس میری ایک ریکویسٹ ہے۔۔۔ریان کے کہنے پہ اسنے زرا سا سر اٹھا کے اسے دیکھا۔

وہ کیا۔۔۔۔۔۔

جب تم ٹھیک ہو جاؤ تو مجھے اپنے ساتھ بائیک پہ سیر ضرور کرواؤ گی۔۔۔۔
اسنے فرمائش اتنی معصومیت سے کی کہ زمدہ قہقہہ لگائے بغیر نارہ سکی۔

وہ پہلا شوہر تھا جو اپنی بیوی سے بائیک پہ سیر کروانے کی فرمائش کر رہا تھا۔

کیوں نہیں ہز بینڈ ضرور۔۔۔آپ کی ہر فرمائش سر آنکھوں پر۔۔۔وہ قہقہہ لگا کے بولی توریان بھی اسکے ساتھ قہقہہ لگاتا اٹھا۔

ان دونوں کے زندگی سے بھرپور قہقہے اسپتال کے کمرے میں سُر بکھیر گئے۔

🌺🌺🌺۔

زمدہ کو دو دن بعد ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔۔۔وہ پہلے سے کافی بہتر تھی۔۔۔ بس پیٹ پہ گو+لی لگنے کی وجہ سے تھوڑا درد تھا جب کے بازو پہ پٹی بندھی ہوئی تھی۔۔

جتنی جلدی وہ ریکور کر رہی تھی ڈاکٹر کا کہنا تھا وہ اگلے دس پندرہ دن میں مکمل صحت یاب ہو جائے گی۔

مگر ان دو دنوں میں انہیں گھر واپس بلانے کے لیئے کئی فون آئے جو وہ کچھ نا کچھ بہانا بنا کے ٹالتے رہے۔

ریان گاؤں سے سارا سامان لے آیا تھا اور اب وہ لوگ اسپتال سے سیدھے گھر کے لیئے نکلے تھے۔۔۔

سارے راستے زمدہ چپ اور پریشان رہی تھی۔۔۔اسے یہ سوچ سوچ کے ہی فکر ہو رہی تھی کہ گھر والے کیسا ریئکٹ کریں گے۔۔

جب کے ریان خود پریشان ہونے کے باوجود اسے مسلسل تسلی دے رہا تھا جس پہ وہ بس گہری سانس بھر کے رہ جاتی

گاڑی گھر میں داخل ہوتی پورچ میں رکی تو زمدہ اپنے لب کاٹنے لگی

کچھ نہیں ہو گا میں ہو نا ساتھ۔۔۔ریان نے اسکا ہاتھ تھامتے اسے اپنے ساتھ کا یقین دلایا تو وہ دھیرے سے مسکراتی اثبات میں سر ہلاتی گاڑی سے اتری۔

ریان بھی اپنی جانب سے اترتا چوکیدار کو سامان اندر لانے کا کہتا زمدہ کا ہاتھ تھامے اندر بڑھا۔

دوپہر کے تین بج رہے تھے۔۔۔انہیں امید تھی کے اس وقت سب اپنے اپنے کمرے میں ہوں گے مگر جیسے ہی انہوں نے لاؤنج میں قدم رکھا سب ہی وہاں موجود تھے۔

سب لاؤنج میں بیٹھے مہمانوں کی لسٹ بنانے کے ساتھ ساتھ نکاح کے انتظامات بھی ڈسکس کر رہے تھے

زمدہ اور ریان نے خود کو کمپوز کرتے ایک دوسرے کو دیکھتے آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دی اور سب کو سلام کیا۔

اسلام و علیکم۔۔۔انکی آواز پہ سب نے ایک ساتھ دروازے کی جانب دیکھا تو جیسے انکے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔

زمدہ یہ کیا ہے۔۔۔کیا ہوا ہے اسے ریان۔۔۔یہ چوٹ کیسے لگی ہے۔۔۔ سب سے پہلے قدسیہ بیگم بھاگتی ہوئی ان کے پاس آتی فکر مندی سے پوچھنے لگی۔

بتاتا ہوں پہلے اسے بیٹھا دیں اس کی طعبیت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ریان نے تحمل سے کہا تو قدسیہ بیگم نے زمدہ کو بازو سے تھامتے اندر لا کے صوفے پہ بیٹھایا۔

بھابھی آپ ٹھیک ہیں نا۔۔۔اریبہ نے فکر مندی سے پوچھا۔

ہمم ہم ٹھیک ہے۔۔۔وہ پھیکا سا مسکرائی

ان سب کو پریشان دیکھ اسے بلکل اچھا نہیں لگا رہا تھا

لیکن یہ سب ہوا کیسے بیٹا۔۔۔منان صاحب تفتیشی انداز میں گویا ہوئے۔

چھوٹا سا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا۔۔۔ریان نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

ایکسیڈینٹ ہوا ہے۔۔۔۔۔اور تم کہہ رہی ہو چھوٹا سا۔۔۔

ارے دیکھ رہے ہو بچی کی حالت کیا ہو گئی ہے۔۔۔ کتنی کمزور ہو گئی ہے ۔۔۔رنگ بھی دیکھو کیسے پیلا ہو گیا ہے اور تم کہہ رہی وہ چھوٹا سا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے۔۔۔زمدہ کو اپنے ساتھ لگائے قدسیہ بیگم ریان پہ بھڑ کیں۔

انہیں اپنی اتنی فکر کرتے دیکھ زمدہ کی آنکھوں میں آنسوں جھلملا اٹھے۔

کیسے ہوا ایکسیڈینٹ۔۔۔منان صاحب نے ماتھے پہ بل ڈالے پوچھا۔

آ۔۔۔وہ ہم لوگ روڈ کروس کر رہے تھے تو ایک بائیک والا مار گیا۔۔۔ مگر شکر ہے ہم دونوں ہی ٹھیک ہیں۔۔۔ریان نے کافی سوچ سمجھ کے بہانا بنایا۔

شکر ہے خدا کا تم دونوں ٹھیک ہو۔۔۔اور بچہ۔۔۔ شکر ادا کرتے قدسیہ بیگم نے آخر میں دونوں کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تو زمدہ خاموشی سے سر جھکا گئی جس پہ ریان نے ہی ہمت کرتے نا میں سر ہلایا تو سب کے چہرے بجھ گئے۔

اس لیئے میں منا کر رہی تھی کہ مت جاؤ۔۔۔پہلے ہی میرا دل نہیں مان رہا تھا۔۔۔دیکھا اب ہو گیا نا نقصان۔۔۔۔قدسیہ بیگم نے خفا لہجے میں دونوں کو ڈانٹا۔

کوئی بات نہیں۔۔۔۔جو ہونا تھا سو ہو گیا۔۔یہ تو شکر ہے اللہ نے تم دونوں کو کسی بڑے حادثہ سے بچا لیا۔۔۔۔اور رہا بچہ تو اللہ پھر اپنی رحمت سے نوازے گا۔۔۔۔منان صاحب نے سمجھداری سے معاملہ رفا دفا کیا ورنا قدسیہ بیگم تو کافی غصے میں تھیں۔

اریبہ لے کے جاؤ اپنی بھابھی کو کمرے میں۔۔۔وہ زرا خفگی سے بولی تو زمدہ کا دل بے چین ہو گیا۔

اماں آپ ہم سے ناراض نا ہو۔۔۔۔ہم نے سب کچھ جان بوجھ کے نہیں کیا۔۔۔زمدہ نے انکا ہاتھ تھامتے بھیگے لہجے میں کہا تو وہ گہری سانس بھرتی اسے دیکھنے لگیں۔

میں ناراض نہیں ہوں بیٹا۔۔بس یہ سوچ سوچ کے خوفزدہ ہوں کے اگر تم دونوں کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔میرے لیئے تو تم دونوں ہی سب کچھ ہو نا ۔۔۔انہوں نے اسکی بھیگی آنکھیں دیکھتے اسے اپنے ساتھ لگایا تو وہ رو دی

سوری اماں۔۔۔ہم نے آپکا سب سے بڑھا خوشی چھین لیا۔۔سوری۔۔۔ سر جھکائے روتے ہوئے بولی۔

اس میں تمہاری غلطی نہیں ہے بیٹا۔۔۔شاید ہمارے نصیب میں یہ خوشی ابھی نہیں تھی اس لیئے اللہ نے واپس لے لی۔۔۔لیکن تم دیکھنا بہت جلد اللہ پھر سے اپنا کرم کرے گا ہمم۔۔۔اسکا چہرہ سامنے کرتے قدسیہ بیگم نے اسکے آنسوں پونچھے۔

ریان زمدہ کو کمرے میں لے جاؤ۔۔۔میں کچھ دیر بعد اس کے لیئے یخنی بھجواتی ہوں۔۔۔قدسیہ بیگم ان دونوں سے بولی تو ریان زمدہ کا ہاتھ تھامے اسے اوپر لے گیا۔

🌺🌺🌺۔

ریان کچھ دیر پہلے ہی آفس گیا تھا۔۔۔وہ آج ہی آفس میں ہڈن کیمرے لگوانے والا تھا تاکہ جلد سے جلد پتہ چل سکے کے آخر یہ سب کر کون رہا ہے۔۔

اسکے جانے کے کچھ دیر بعد ہی اریبہ اور ادینہ زمدہ کے لیئے یخنی لے کے آگئی تھیں اور اب اس کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہیں تھیں۔

تم لوگوں نے شوپنگ کر لیا۔۔۔اسنے ادینہ سے پوچھا جو اسے یخنی پلا رہی تھی۔

بس تھوڑی رہتی ہے مگر وہ ہم بعد میں آرام سے کر لیں گے۔۔۔آپ کے ٹھیک ہونے کے بعد۔۔۔ادینہ مسکرا کے بولی۔

نکاح پر سو ہے اور تم کہہ رہا ہے آرام سے کر لے گا۔۔۔ماڑا پاگل ہو گیا ہے کیا۔۔۔زمدہ نے اسکی بے تکی بات پہ گھورا۔

نکاح پر سو نہیں ہے۔۔۔۔۔آپ جب ٹھیک ہو جائیں گی پھر کریں گے۔۔۔ادینہ نے چمچہ اسکے منہ کی طرف بڑھایا تو وہ حیرت سے اسے دیکھتی اسکا ہاتھ پیچھے کر گئی۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔۔۔۔ہمارا وجہ سے نکاح آگے بڑھانے کا کیا تک۔۔۔ہم بلکل ٹھیک ہے۔۔۔۔ہم ابھی سب سے بات کرتا ہے۔۔۔ ماتھے پہ بل ڈالے زمدہ اپنی جگہ سے اٹھنے لگی تھی جب اریبہ نے اسکا ہاتھ پکڑتے روکا۔

کوئی بات نہیں بھابھی۔۔۔نکاح پرسوں ہو یا کچھ دن بعد کیا فرق پڑھتا ہے ۔۔۔ہمارے لیئے سب سے پہلے یہ اہم ہے کہ آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں۔۔۔اریبہ نے سمجھانا چاہا۔

کیا تم کو ایسا لگتا ہے ہم ہڈی پسلی تڑوا کے بستر سے لگا ہوا ہے۔۔۔۔زمدہ جھنجھلا کے استفسار یہ گویا ہوئی

اللہ نا کرے بھابھی کیسی باتیں کر رہی ہیں۔۔۔وہ دونوں ایک ساتھ بولیں

۔

تو تم لوگ بڑی اچھی بات کرتا ہے۔۔۔وہ دو بدو دونوں کو گھور کے بولی۔

مگر بھابھی آپ۔۔۔ادینہ کچھ کہنے ہی لگی تھی جب زمدہ نے اسکی بات سختی سے کاٹی۔

جاؤ ابھی کے ابھی سب کو یہاں بلا کے لاؤ ورنا ہم نیچے جا رہا ہے۔۔۔وہ ان انگلی اٹھا کے دونوں کو دھمکی دیتی ہلکا سا آگے سرکتی تو ان دونوں نے جلدی سے اسے پکڑا۔

اچھا اچھا آپ بیٹھی رہیں میں بلا کے لاتی ہوں۔۔۔اریبہ جلدی سے اٹھتی کمرے سے باہر نکلی۔

جب تک آپ یہ پی لیں۔۔۔ادینہ نے یخنی کا چمچہ بھر کے اسکی جانب کیا۔

تم تو چھپ ہو کے بیٹھو ماڑا۔۔۔اسکا ہاتھ پیچھے کرتی وہ زرا سختی سے بولی تو ادینہ منہ بنائے خاموش ہو گئی۔

کچھ ہی دیر میں ایک بار پھر سب اسکے کمرے میں موجود تھے۔

یہ ہم کیا سن رہا ہے ابا۔۔۔آپ لوگوں نے ہمارا وجہ سے نکاح کا تاریخ آگے بڑھا دیا ہے۔۔۔منان صاحب کو دیکھتے اسنے سنجیدگی سے پوچھا۔

بیٹا اس میں کچھ غلط تو نہیں ہے۔۔۔اچھا ہے تھوڑا آگے کر لیتے ہیں اتنے میں آپ بھی ٹھیک ہو جاؤں گی اور تیاریاں بھی اچھے سے ہو جائیں گی۔۔۔

منان صاحب نے پیار سے سمجھایا۔

پہلا بات۔۔۔۔نکاح سادگی سے ہو رہا ہے تو زیادہ تیاریاں کرنے کا ضرورت نہیں ہے اور دوسرا ہم بلکل ٹھیک ہے۔۔۔ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آپ سب کے سامنے اپنے پیروں پہ چل کے آیا ہے نا۔۔۔اور اب بھی اچھا بھلا آپ کے سامنے ہے پھر کیوں آپ ہم کو بیمار بنا رہا ہے۔۔۔اسنے معصومیت سے سب کو دیکھا تو سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگی۔

بیٹا آپ تھوڑی اور بہتر۔۔۔۔عامر صاحب اسے سمجھانے لگے تھے جب اسنے انکی بات کاٹی۔

ہم بہت بہتر ہے چاچا۔۔۔آپ لوگ پلیز ہمارا وجہ سے ان دونوں کی خوشیاں مت روکو۔۔۔ہم کو بلکل اچھا نہیں لگے گا کہ آپ لوگ ہمارا وجہ سے نکاح کا تاریخ آگے بڑھاؤ۔۔۔

ہم خود کو کبھی معاف نہیں کر پائے گا۔۔۔ہمیشہ یہی سوچتا رہے گا کہ ہمارا وجہ سے ادینہ اور ابرار کا نکاح رکا تھا۔۔۔ہم اپنے آپ کو قصوروار تصور کرتا رہے گا۔۔۔

کیا آپ لوگ چاہتا ہے ہم خود کو اس سب کا زمیدار سمجھے۔۔۔زمدہ نے ان لوگوں کو ایموشنل کرنے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب بھی ٹھہری

نہیں بیٹا آپ کی وجہ سے کچھ نہیں ہو رہا۔۔۔مہتاب بیگم فورن بولیں۔

تو پھر ان دونوں کا نکاح جمعے کو ہی کرے گا۔۔۔وہ اٹل لہجے میں بولی تو سب منان صاحب کو دیکھنے لگے

ابا آپ کو اب بھی کوئی اعتراض ہے۔۔۔۔زمدہ نے امید بھری نظروں سے انہیں دیکھا تو وہ انکار نا کر سکے۔

نہیں بیٹا۔۔۔جیسا آپ کہو گی ویسا ہی ہو گا۔۔۔نکاح جمعے کو ہی ہو گا آپ سب لوگ اپنی اپنی تیاریاں مکمل کریں۔۔۔منان صاحب مسکرا کے پیار سے کہتے زمدہ کے سر پہ ہاتھ رکھتے باہر نکل گئے۔

شکریہ ابا۔۔۔

اب آپ سب یہاں کیوں کھڑا ہے جاؤ جلدی جلدی تیاری کرو بس ایک دن بچا ہے۔۔۔۔زمدہ پر جوش لہجے میں بولی تو سب مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلاتے کمرے سے باہر نکل گئے

اب کمرے میں صرف زمدہ، ادینہ اریبہ اور ابرار بچے تھے۔

بھابھی آپ کے بھائی کے نکاح کی خوشی میں آپ کے لیئے شوپنگ آپکا بھائی کرے گا۔۔۔آپ کو بلکل اپنی شوپنگ کے لیئے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔اسکے سامنے بیٹھتے ابرار خوشگوار سے بولی

ارے واہ یہ تو بہت اچھا ہے۔۔۔زمدہ ایکسائٹمنٹ سے بولی

بھابھی کے بھائی اب جاؤ بھابھی کو آرام کرنا ہے۔۔۔اریبہ نے ابرار کو باہر کا راستہ دیکھا۔

دیکھ رہی ہیں بھابھی یہ آپ کے سامنے ہی آپ کے بھائی کو کمرے سے نکال رہی ہیں اور آپ کچھ کہہ بھی نہیں رہیں۔۔۔ابرار نے فورن اسکی شکایت زمدہ سے کی۔

اریبہ تم کو کس نے حق دیا ہمارے بھائی کو کمرے سے نکالنے کا۔۔۔زمدہ کے کہتے ہی ابرار نے گردن اکڑائی۔

یہ ہم صرف ہمیں ہے۔۔۔ہم خود اپنے بھائی کو کمرے سے نکالے گا۔۔۔جیسے ہی زمدہ کی بات پوری ہوئی ابرار نے صدمے سے منہ کھولے اسے دیکھا۔

بھابھی۔۔۔۔۔وہ حیرت سے گویا ہوا

چلو شاباش نکلو یہاں سے ہم کو سونا ہے کچھ دیر۔۔۔۔وہ انگلی سے باہر نکلنے کا اشارہ کرتے بولی تو ابرار ٹھنڈی سانس بھرتے کھڑا ہو گا۔۔ساتھ ہی ادینہ اور اریبہ نے اسے منہ چھڑایا۔

یہ مت سمجھنا کہ میں بے عزت ہو کے کمرے سے نکالا جا رہا ہوں۔۔۔ بھابھی ماں سمان ہوتی ہے اس لیئے انکی بات مان کے جا رہا ہوں۔۔۔۔ابرار نے اپنی خفت مٹانے کے لیئے بڑی سمجھداری سے کہا۔

بس بس ہم سمجھ سمجھتے ہیں۔۔۔ادینہ نے دل جلی مسکراہٹ پاس کی توابرار نے چہرہ پہ ہاتھ پھیرتے اسے انگلی دیکھا کے وارن کیا۔۔۔جیسے کہہ رہا ہو دیکھ لو نگا بیٹا۔

بس بہت ہو گا۔۔۔تم ابھی تک گیا نہیں اور تم دونوں چلو۔۔۔تم بھی باہر جاؤ ہم سوئے گا اب۔۔۔زمدہ کمبل ٹھیک کر کے لیٹتی ان دونوں کو بھی باہر کا راستہ دیکھا گئے۔

ان دونوں کی لٹکی شکل دیکھ اب ہنسنے کی باہر ابرار کی تھی۔

چلو چلو بھابھی کو سونے دو۔۔۔ابرار انہیں چڑھاتے ہوئے بولا تو وہ دونوں اسے گھورتی ہوئی باہر نکل گئیں تو وہ بھی دروازہ بند کرتا ہنستے ہوئے انکے پیچھے ہی باہر نکلا۔

ان لوگوں کے باہر جاتے ہی زمدہ نے چہرے پہ بھی مسکراہٹ آگئی

اسکا بچپن ہمشیہ اکیلے گزرا تھا مگر اب اسکے پاس وہ ہر رشتی تھا جس کی وہ بچپن سے خواہش کرتی تھی۔۔۔

وہ خود کو خوش قسمت سمجھتی تھی کیونکہ ہر رشتی ہی اسکے ساتھ مخلص اور کافی پیار کرنے والا تھا۔

🌺🌺🌺۔

نکاح کی تیاریوں میں دن کیسے گزرے پتہ ہی نہیں چلا۔

آج ادینہ اور ابرار کا نکاح تھا۔۔۔گھر میں ہی چھوٹا سا فنگشن رکھا گیا تھا جس میں بس کچھ قریبی رشتے داروں کے ساتھ ابرار اور ادینہ کے دوست مدعو تھے

سب تیار ہو چکے تھے۔۔۔ریان ادینہ اور اریبہ کو پالر سے لینے گیا تھا۔۔۔ جب کے زمدہ خود ہی تیار ہوئی تھی۔

وہ اس وقت شیشے کے سامنے بیٹھی اپنے لمبے بالوں کی چوٹی بنا رہی تھی۔

سفید اور گولڈ انارکلی فراک جو اسے ابرار نے لا کے دی تھی زیب تن کیئے۔۔۔لائٹ سے میک اپ کے ساتھ لائٹ سی جیولری۔۔۔ سمپل سے بالوں میں بھی وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔

چوٹی بنا کے اسنے دونوں ہاتھوں میں بھر بھر کے سنہری چوڑیاں پہنیں جو اسکی دودھیا کلائی میں بہت جچ رہیں تھیں۔

وہ اپنی تیاری کو آخری ٹچ دے رہی تھی جب ریان کمرے میں داخل ہوا۔

واہ جی واہ حسین۔۔۔۔دروازہ بند کرتا وہ دلکش لہجے میں اسکی تعریف کرتا اسے مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔

ریان نے اسکو پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے نرم ملائی گال پہ لب رکھے تو اسکے گال اناری ہونا شروع ہو گئے۔

حسین بیوی اب اپنے اس شوہر کو بھی حسین بنا دو۔۔۔دیکھو زرا کیا حالت ہو گئی ہے میری صبح سے کام کروا کروا کے۔۔۔جلدی سے میرے کپڑے

دے دو تا کہ میں بھی تیار ہو جاؤں۔۔۔ریان اسے چھوڑتے ہوئے بولا تو وہ مسکراتے ہوئے اٹھ کے الماری کی جانب بڑھ گئی تو ریان بھی اسکے پیچھے ہی آیا۔

الماری میں سے سفید قمیض شلوار نکالتے اپنے پیچھے کھڑے ریان کو پکڑایا

باہر مت جانا ابھی۔۔۔میں آرہا ہو بس دو منٹ میں پھر ساتھ چلیں گے۔۔۔اسکا ماتھا چوم کے کہتا وہ واشروم میں بند ہوا۔

پانچ منٹ بعد وہ بالوں کو تولیہ سے رگڑتا باہر آیا تو زمدہ بیڈ پہ بیٹھی بیک گراؤنڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہوئے تھی۔

تولیہ صوفے پہ اچھالتے وہ زمدہ کے ساتھ آیا

زمدہ ٹھیک ہو۔۔۔۔درد تو نہیں ہو رہا پیٹ میں۔۔اسکے سرہانے کھڑے ہوتے فکر مندی سے اسکا ہاتھ تھاما تو زمدہ نے آنکھیں کھولی۔

ہم ٹھیک ہے آپ فکر مت کرو۔۔۔بس جلدی سے تیار ہو تا کہ ہم باہر جا سکے۔۔۔کب سے کمرے میں بیٹھے بیٹھے اب تو ہمیں نیند آنے لگا ہے۔۔۔ وہ اپنی ٹون میں واپس آتی اسے گھور کے بولی تو اسے یقین ہو گیا کے وہ ٹھیک ہے

بس سمجھو ہو گیا میں تیار۔۔۔تم زرا میری کھڑی نکال دو۔۔۔اسے کھڑی نکالنے کا کہتے وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ہوتا اپنے بال سیٹ کرنے لگا۔

وہیں دراز میں ہو گی آپ دیکھ لو۔۔۔۔وہ ویسے ہی بیٹھے بیٹھے بولی۔۔

ریان نے دراز کھلتے اس میں کھڑی دیکھی مگر وہاں کچھ نہیں تھا۔۔۔

نہیں ہے یہاں۔۔

شاید ادھر ہو گا ہم دیکھتا ہے۔۔۔۔زمدہ نے سائڈ کارنر کی دراز کھولی تو اس میں اسکی رپورٹس رکھی تھیں

اسکا دل ایک دم اداس ہو گیا۔۔۔۔اسنے بجھے دل سے رپورٹس نکال کے دیکھیں۔۔۔

آنکھوں میں مرچیں چھبنے لگیں تھیں جسے اسنے آنکھیں میچے کم کرنے کی کوشش کی۔

ریان نے خود پہ پرفیوم چھڑکتے مڑ کے اسے دیکھا تو اسے رپورٹس کو تکتے دیکھ وہ گہرا سانس بھر کے اسکی جانب بڑھا۔

اسکے سامنے بیٹھتے اسکے ہاتھ سے دھیرے سے رپورٹس لیں

اللہ کے ہر کام میں کوئی نا کوئی مصلحت ہوتی ہے۔۔۔وہ ہم سے بہتر لے کے بہترین سے نوازتا ہے۔۔۔دیکھنا تم اللہ بہت جلد ہمیں بھی بہترین سے نوازے گا۔۔۔رپورٹس واپس دراز میں رکھتے اسکے چہرے پہ آئی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے اسکے اداس چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیئے محبت سے بولا۔

انشاءاللہ۔۔۔وہ مسکرا کے بولی۔۔۔ریان کی باتوں سے اسکا دل کافی ہلکا ہو گیا تھا۔۔۔اسے اب کافی اچھا محسوس ہو رہا تھا۔

کھڑی ملی۔۔۔

ہاں یہ رہی۔۔۔زمدہ نے دراز سے کھڑی نکال کے اسکے سامنے کی تو وہ اپنا ہاتھ سامنے کر گیا جس پہ زمدہ نے مسکراتے ہوئے کھڑی پہنائی۔

چلیں۔۔۔ریان نے ہاتھ اسکے سامنے پھیلایا تو زمدہ اسکے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتی اٹھ کے اسکے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی۔

🌺🌺🌺۔

تقریب شروع ہو چکی تھی۔۔۔کافی مہمان آ گئے تھے۔۔۔بس اب انتظار تھا مولوی صاحب کا جو آنے ہی والے تھے۔

سب لوگ اسٹیج پہ موجود تھے۔۔۔دلہا دلہن کو آمنے سامنے بیٹھا کے بیچ میں پھولوں کا پردہ ڈالا گیا تھا۔

دلہن دلہا سمیت سب لوگوں نے سفید رنگ کے کپڑے پہنے تھے۔۔۔ انکی تھیم ہی وائٹ کلر کی تھی۔

اریبہ نے سفید قمیض شلوار پہنی ہوئے تھی جب کے ادینہ وائٹ غرارے کے ساتھ وائٹ ہی کرتی زیب تن کیئے ہوئے تھی جس پہ ہلکا ہلکا لال رنگ سے کام ہوا تھا۔۔۔

سر پہ سرخ دوپٹے کا گھونگھٹ ڈالے اسکا معصوم چہرے دوپٹہ میں سے بھی کافی خوبصورت لگ رہا تھا۔

جب کے ابرار قمیض شلوار کے ساتھ سر پہ لال کلہ سجائے بہت جازب لگ رہا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد مولوی صاحب آئے تو نکاح کی کاروائی شروع ہوئی۔

ادینہ عامر ولد عامر یزدانی آپ کا نکاح ابرار منان ولد منان یزدانی سے باعوض حق مہر ایک لاکھ روپے میں طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔

مولوی صاحب کے پوچھتے ہی ادینہ نے نظریں اٹھا کے پھولوں کے پردے کے پار بیٹھے ابرار کو دیکھا جو اسے ہی محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

قبول ہے۔۔۔وہ شرمگیں مسکراہٹ چہرے پہ سجائے نظریں جھکا گئی۔

دوبار اور پوچھنے پہ اسنے دونوں بار مسکرا کے اپنی رضامندی دی تو عامر صاحب نم آنکھوں سے اسکے سر پہ ہاتھ رکھ گئے۔

اب باری ابرار کی تھی تو سب اسکی جانب متوجہ ہوئے۔

ابرار منان ولد منان یزدانی آپ کا نکاح ادینہ عامر ولد عامر یزدانی سے باعوض حق مہر ایک لاکھ روپے میں طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔

قبول ہے۔۔۔وہ مسکراتی نظریں ادینہ پہ جمائے بولا۔

دوبار اور رضامندی دیتے اسنے ادینہ کو اپنی شریکِ حیات بنایا تو سب طرف مبارک بادی کا شور اٹھ گیا۔

ان دونوں کو ایک ساتھ صوفے پہ بیٹھاتے ادینہ کا گھونگھٹ ہٹایا تو ابرار کی نظریں اس پہ سے ہٹنے سے انکاری تھیں۔

وہ ہر تھوڑی تھوڑی دیر میں اسے چھیڑ تا شرمانے پہ مجبور کر رہا تھا۔

باقی سب مہمانوں کے ساتھ مصروف ہو گئے جب کے زمدہ وہیں ایک طرف بیٹھی چاروں اور نظریں گھما رہی تھی کیونکہ اسے بار بار ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اس پہ نظر رکھے ہوئے ہے۔

ویسے تو گھر کے چاروں جانب اچھی خاصی سیکیورٹی تھی مگر پھر بھی اسے شک پڑھ رہا تھا کوئی تو ہے جو اس پہ نظر رکھ رہا ہے مگر وہ بھی ایسے ظاہر کر رہی تھی جیسے اسے کچھ محسوس ہی نا ہو رہا ہو۔

وہ بس اپنے تھوڑا ٹھیک ہونے کا انتظار کر رہے تھی اسکے بعد اسنے سوچ لیا تھا کہ ملک ریاض کو اسنے کیسے پکڑنا ہے۔

🌺🌺🌺۔

(کچھ ہفتوں بعد)

ادینہ اور ابرار کے نکاح کو کافی دن گزر گئے تھے۔۔۔سب ٹھیک چل رہا تھا۔۔۔زمدہ بھی ٹھیک ہو کے واپس اپنے مشئن پہ کام کر رہی تھی۔۔۔

مگر ان سارے دنوں میں ابھی تک ریان کو کوئی ثبوت نہیں ملا تھا نا ہی ماریہ کی طرف سے کوئی مشکوک عمل دیکھنے کو ملا تھا۔

وہ اس وقت لاؤنج میں مہتاب بیگم اور اریبہ کے ساتھ بیٹھی باتیں میں مصروف تھی جب اسے اپنے فون کی آواز سنائی دی جو اسکے کمرے میں سے آرہی تھی۔

بھائی کو بھی چین نہیں ہے کتنا فون کرتے ہیں دن بھر میں۔۔۔۔اریبہ نے اسے چھیڑا کیونکہ ریان اب ہر روز آفس جانے کے بعد بھی کئی کئی بار اسے فون کرتا رہتا تھا۔

جب تمہارا شادی ہو گا اور پھر جب تمہارا شوہر تمہیں فون کرے گا نا تب تم پوچھے گا تم سے۔۔۔۔زمدہ آنکھیں گھما کے کہتی اٹھ کے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

ابھی اسے اوپر گئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب چار لوگ ہاتھوں میں گ+ن تھامے اندر داخل ہوئے جنہیں دیکھ کے اریبہ اور مہتاب بیگم فورن ڈر کے کھڑی ہوئیں۔

زمدہ کہاں ہے۔۔۔ان میں سے ایک نے آگے بڑھتے مہتاب بیگم کے سر پہ گ+ن رکھی تو انکے اوسان خطا ہوئے

کو۔۔۔کون ہو تم لوگ۔۔۔مہتاب بیگم کا لہجہ خوف سے لڑکھڑایا۔

ہم کون ہیں یہ چھوڑو۔۔۔بس ہمیں یہ بتاؤ زمدہ کہاں ہے۔۔۔گ+ن کا دباؤ بڑھاتے وہ آدمی دھاڑا تو اسکی دھاڑ پورے گھر میں گونجی جس پہ قدسیہ بیگم اور ادینہ بھی کچن سے بھاگتے ہوئے وہاں آئے۔

آج ملازمائیں نہیں آئیں تھی جس وجہ سے قدسیہ بیگم اور ادینہ رات کے کھانے کا انتظام دیکھ رہیں تھی مگر باہر سے اتنی اونچی آواز پہ فورن باہر آئیں تھیں۔

اوپر اپنے کمرے میں موجود زمدہ کے کانوں سے جب یہ دھاڑ ٹکرائی تو اسکے ماتھے پہ بل پڑے۔

جس چیز کا اسے ڈر تھا آخر ہوئی ہوا تھا۔۔۔

ملک ریاض نے اسکے گھر پہ لوگ بھیجے سے اسے اٹھانے کے لیئے۔۔۔

اسے اپنی کوئی فکر نہیں تھی مگر وہ اپنے گھر والوں کو کچھ نہیں ہونے دے سکتی تھی۔

وہ فورن بھاگ کے بالکونی میں گئی تو چوکیدار زخمی حالت میں دروازے کے پاس زمین پہ پڑا تھا۔۔۔اس نے ادھر ادھر نظریں گھما کے گارڈز کو دیکھنا چاہا مگر اسے کوئی نا دیکھا۔

زمدہ اگر اپنے گھر والوں کی سلامتی چاہتی ہو تو بغیر کوئی بھی ہوشیاری کیئے چپ چاپ ہمارے سامنے آؤ۔۔۔اسکے کانوں سے ایک بار پھر دھاڑ ٹکرائی تو وہ گہرا سانس بھرتی تیزی سے اپنی الماری کی جانب بڑھتی۔۔۔الماری کھولتے اسکی آخری دراز سے اپنی مطلوبہ چیز نکال کے اسے دوپٹے کے پلو میں چھپائی اور کمرے سے باہر نکلی۔

چیک کرو سارے کمرے۔۔۔کہاں چھپ کے بیٹھی ہے وہ۔۔۔آگے کھڑے آدمی نے اپنے ساتھوں سے کیا تو قدسیہ بیگم فورن انکے سامنے آئیں

کون ہو تم لوگ۔۔۔اور اس طرح ہمارے گھر میں گھس کے ہماری بہو کو کیوں ڈھونڈھ رہے ہو۔۔۔وہ ڈرتے ڈرتے گویا ہوئیں۔

اسے مارنے کے لیئے۔۔۔وہ آدمی شیطانی مسکراہٹ سجائے کہتا ان سب کی جان نکال گیا

Zubi Novels Zone

تم لوگ کھڑے کیوں ہو جاؤاسے ڈھونڈو۔۔۔آگے کھڑا آدمی اپنے ساتھیوں پہ دھاڑا تواسکے ساتھی تیزے سے آگے بڑھنے لگی جب زمدہ کی آواز پہ انکے قدم تھمے

رک جاؤ کسی کو بھی مجھے ڈھونڈھنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔میں خود آگئی ہوں۔۔۔زمدہ سکون سے سیڑھیاں اترتی بولی توسب گھر والوں نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔

اسکا بدلہ لب ولہجہ سب کو حیران وپریشان کرنے کے لیئے کافی تھا۔

زمدہ یہ سب کون ہیں اور یہ تمہیں مارے کی بات کیوں کر رہے ہیں۔۔۔قدسیہ بیگم نے خوف وفکر مندی سے پوچھا۔

آپ سب پریشان ناہوں یہ میرا کچھ نہیں کر سکتے اور آپ لوگوں کو بھی ڈرنے کی بلکہ ضرورت نہیں ہے۔۔۔وہ ان سب کے سامنے کھڑی ہوتی انہیں اپنے پیچھے کرتی سنجیدگی سے بولی۔

تمہیں بوس نے بلایا ہے۔۔۔چپ چاپ ہمارے ساتھ چلو۔۔۔آگے کھڑے آدمی نے گ+ن اسکی جانب کرتے سنجیدگی سے کیا تو اسکے چہرے پہ استہزائیہ مسکراہٹ آئی۔

میں تو جیسے دبو لڑکی ہوں ناجو تم مجھے اس کھلونے سے ڈراؤ گے اور میں خاموشی سے تمہارے ساتھ چل دونوں گی۔۔۔وہ مسکرا کے اطمینان سے بولی۔

زمدہ بیٹا یہ لوگ بہت خطرناک لگ رہے ہیں۔۔۔تم ان سے مت الجھو۔۔۔ہم ابھی پولیس کو فون کرتے ہیں۔۔۔۔قدسیہ بیگم نے پیچھے سے اسکا بازو پکڑتے سرگوشی کی تو وہ نفی میں سر ہلاتی انکا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹا گئی۔

اماں آپ پریشان مت ہو میں دیکھتی ہوں نا ان لوگوں کو۔۔۔اسنے انہیں آنکھوں سے تسلی رکھنے کا کہا مگر سچویشن ایسی تھی ہی نہیں کہ وہ مطمئن ہوتیں۔

تم چل رہی ہو ہمارے ساتھ یا اڑاؤں ان سب کو۔۔۔اسنے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا جسے سمجھتے اسکے آدمی زمدہ کے پیچھے کھڑی خواتیں پہ گ+ن تان گئے تو اسکے ماتھے پہ بل پڑے۔

نہایت ہی بزدل ہے تمہارا باس۔۔۔۔سیدھے مجھ سے مقابلہ کرنے کی بجائے ہمیشہ میرے گھر والوں کا سہارا لیتا ہے۔۔۔وہ سر جھٹکتے ناگواری سے کہتی اسکے آدمیوں کو دانت بھیجے پہ مجبور کر گئی

جب کے باقی خواتین تو اسکی باتوں پہ حیرت اور بے یقینی سے اسے دیکھ رہیں تھیں اور سوچ رہی تھیں کہ آخر وہ ہے کون جو اتنے سکون سے ان لوگوں کے سامنے ڈٹ کے کھڑی ہے۔

تم۔۔۔۔۔

چل رہی ہوں تم لوگوں کے ساتھ۔۔۔۔اپنے مقابل کھڑے آدمی کی بات اچکتی بے زاریت سے بولی تو اس آدمی نے اپنے ساتھوں کو اسے لانے کا اشارہ کرتے خود باہر کی جانب بڑھا۔

بیٹھا کہاں جا رہی ہو ان کے ساتھ یہ لوگ ٹھیک نہیں ہیں۔۔۔۔یہ تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔۔۔مہتاب بیگم نے آگے بڑھنا چاہا جب ایک آدمی نے گ+ن کا رخ انکی جانب کرتے انہیں وہیں روک دیا۔

ان لوگوں کا دھیان بٹتے دیکھ اسنے موقع کا فائدہ اٹھاتے اپنے پلو میں چھپی سوئیاں نکالیں اور پھرتی سے ان تینوں کی گردن پہ چبو دیں۔

چند منٹ کا کھیل تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ تین لوگ ہوش وں ہواس سے بیگانے زمین بوس ہوئے

بھابھی یہ۔۔۔سب۔۔۔۔کیسے۔۔۔ادینہ نے بے یقینی سے زمین پہ پڑے تین آدمیوں کو دیکھا۔

میں آپ لوگوں کو سب بتاؤں گی۔۔۔مگر ابھی آپ سب کمرے میں جائیں۔۔۔زمدہ باہر کی جانب دیکھتی جلدی سے بولی۔

تم بھی چلو ہمارے ساتھ۔۔۔۔قدسیہ بیگم نے اسکا ہاتھ تھاما۔

میں آجاؤ گی اماں آپ لوگ میری فکر مت کریں۔۔۔اندر جائیں۔۔۔۔ باہر سے آتی قدموں کی آواز محسوس کرتی وہ سنجیدگی سے بولی مگر قدسیہ بیگم اسے وہاں چھوڑ کے جانے کو تیار ہی نا تھیں۔

نہیں میں تمہیں یوں اکیلا چھوڑ کے نہیں جاؤں گی۔۔۔۔وہ بضد تھیں جس پہ زمدہ کو جھنجھلاہٹ ہوئی۔

اماں آپ میری بات کو سمجھ کیوں نہیں رہیں۔۔۔۔زمدہ نے بے بسی سے دروازے کی جانب دیکھتے انہیں دیکھا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگیں۔

تم لوگ اسے لے کے باہر۔۔۔۔۔۔کافی دیر بعد بھی جب اسکے ساتھی زمدہ کو باہر نہیں لائے تو وہ خود دیکھنے آیا مگر سامنے کا منظر دیکھتے اسکے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔

اسنے جلدی سے اپنی گ+ن ان سب پہ تانی تو وہ سب ڈر کے پیچھے ہوئیں

میں نے کہا تھا نا کوئی ہوشیاری مت کرنا مگر تم باز نہیں آئیں۔۔۔۔اب اس کی سزا تمہارے گھر والے بھگتیں گے۔۔۔۔وہ آدمی اریبہ کی جانب گ+ن کا رخ کرتے چیخا۔

اس سے پہلے وہ ٹریگر دباتا زمدہ نے اریبہ کو دھکا دیتے ویسٹ سے گ+ن نکالتے اسکے ہاتھ پہ گولی چلائی جس سے اسکی گ+ن دور جا گری۔

گولی کی آواز پہ ان سب خواتینوں کی چیخ بلند ہوئی جب کے زمدہ جلدی سے آگے بڑھتی اپنا ہاتھ تھامے درد سے بلبلاتے آدمی کی جانب بڑھتی اسکی گردن پہ گ+ن مارتی اسے بھی ہوش وہواس سے بیگانا کر گئی۔

اندر آجاؤ سب۔۔۔کان میں لگے آئر پورٹ پہ اپنے ساتھوں کو اندار آنے کا آرڈر دیا۔

وہ نیچے آنے سے پہلے ہی اپنی ٹیم کو انفرم کر کے آئی تھی مگر اندر آنے سے منا کیا تھا۔۔

اپنی ٹیم کواندر آنے کا کہتی وہ ان سب کی جانب متوجہ ہوئیں جو ایک دوسرے کو تھامے خوف وہراس سے اس آدمی کے ہاتھ سے نکلنے والے خو+ن کو دیکھ رہیں تھیں۔

آپ لوگ ٹھیک ہیں۔۔۔۔اسنے نرمی سے پوچھا تو وہ سب خوفزدہ نظروں سے اسکا چہرہ دیکھنے لگیں۔

آئیں آپ سب میرے ساتھ۔۔۔۔زمدہ ان سب کو اپنے ساتھ لیئے قدسیہ بیگم کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

یہ سب کیا ہے زمدہ۔۔۔۔قدسیہ بیگم نے ناسمجھی سے پوچھا۔

میں سب بتاؤں گی مگر ابھی آپ لوگ کمرے میں رہیں۔۔۔جب تک میں باہر سے سب صاف کرواتی ہوں۔۔۔۔وہ ان سب کو پریشان ہوتا کمرے میں چھوڑتی خود باہر نکل گئی جہاں اب اسکی ٹیم کے میمبر آچکے تھے۔



اسکے لوگ ملک ریاض کے لوگوں کو لے گئے تھے۔۔۔اسنے باہر پھیلا خو+ن صاف کروادیا تھا۔

وہ ابھی قدسیہ بیگم کے کمرے کی جانب سب کو بلانے بڑھ ہی رہی تھی جب ریان بھاگتا ہوا اندر آیا

زمدہ تم ٹھیک ہو۔۔۔۔ماما نے فون کیا تھا کہ کچھ غنڈے آئے ہیں گھر میں۔۔۔ریان نے اسکے ہاتھ تھامتے الٹ پلٹ کے دیکھے

ریان میں ٹھیک ہوں۔۔۔زمدہ نے اسے تسلی دی جب عامر صاحب منان صاحب اور ابرار بھی اندر داخل ہوئے۔

کیا ہوا ہے بیٹا، سب ٹھیک ہے یہاں پہ۔۔۔منان صاحب ارد گرد دیکھتے فکر مندی سے گویا ہوئے۔

آپ سب ایک ساتھ۔۔۔کیسے۔۔۔زمدہ نے نا سمجھی سے سب کو دیکھا۔

ہمیں بھابھی نے فون کیا تھا کہ کچھ غنڈے آئے ہیں گھر پہ۔۔۔کہاں ہیں وہ لوگ۔۔۔عامر صاحب پریشانی سے بولے

اماں نے آپ لوگوں کو خواہ مخواہ پریشان کر دیا۔۔۔یہاں سب ٹھیک ہے۔۔۔۔زمدہ نے انہیں مطمئن کرنا چاہا جب وہ لوگ ٹھٹکے۔

بھابھی آپ کا لہجہ۔۔۔۔ابرار نے حیرت سے پوچھا جب کے یہی حیرت سب کی آنکھوں میں تھی۔

زمدہ نے ایک نظر ریان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

سب بتاتی ہوں پہلے تم اماں کے کمرے سے سب کو بلا کے لے آؤ۔۔۔گہری سانس بھرتے آخر اسنے سب بتانے کا فیصلہ کیا۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکی اصلیت جاننے کے بعد سب کا کیا ردعمل ہو گا مگر جو بھی تھا اب وقت آگیا تھا ان سب کو بتانے کا۔

چند ہی منٹ میں وہ سب صوفے پہ بیٹھے زمدہ کے بولنے کے منتظر تھے۔

وہ بات یہ ہے کہ۔۔۔۔زمدہ نے ہمت کرتے بتانا شروع کیا مگر بیچ میں رکتے اسنے ریان کو دیکھا جو آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دے رہا تھا۔

میں ایک ایجنٹ ہوں۔۔۔۔اپنی شناخت چھپا کے پاک ایجنسیز کے لیئے کام کرتی ہوں۔۔۔انگلیاں مڑوڑتی آہستہ سے کہتے سب کے سروں پہ دھماکہ کیا۔

سب حیرت اور بے یقینی سے آنکھیں اور منہ کھولے اسے تکنے لگے۔

وہ شروع سے لے کر آخر تک انہیں سب بتاتی گئی۔۔۔کس طرح وہ ایجنٹ بنی تھی۔۔۔کب مشئن پہ گئی تھی۔۔۔اسکی خالہ وہ بھی اصلی نہیں تھی۔۔۔اسے جو چوٹیں آئیں تھیں وہ کیسے آئیں تھیں۔۔۔اسنے اپنے بچے کو کیسے کھویا تھا۔۔۔وہ سب کچھ بتاتی چلی گئی۔۔۔وہ جیسے جیسے سب بتا رہی تھی سب کے چہرے مزید بے یقین ہوتے جا رہے تھے۔

اسنے سب بتایا تھا مگر وہ ماریہ کا قصہ گل کر گئی تھی۔

آئی ایم سوری میں نے آپ لوگوں سے یہ بات چھپائی مگر یہ میری مجبوری تھی۔۔۔میرے کام کی نوعیت ہی کچھ ایسی ہے کے ہمیں یہ بات چھپانی پڑھتی ہے۔۔۔

میں شاید اب بھی کچھ نا بتاتی مگر آج جو کچھ ہوا اس کے بعد آپ سب ہی کافی پریشان ہو گئے تھے اور میں جانتی تھی آپ لوگوں کے پاس کئی سوال ہوں گے مجھ سے کرنے کے لیئے۔۔۔اس لیئے میں نے خود ہی آپ کے سارے سوالوں کے جواب دے دیئے۔۔۔ تفصیل سے اپنی بات مکمل کرتے وہ خاموش ہوتی سب کے چہرے دیکھنے لگی۔

سب ہی اپنی اپنی جگہ خاموش تھے کسی کو بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر کہہ تو کیا کہہ۔۔۔

اچانک اتنی بڑی حقیقت سامنے آنے پہ سب کو چپ لگ چکی تھی۔

آپ لوگ کچھ کہہ کیوں نہیں رہے۔۔۔زمدہ ڈرتے ڈرتے بولی۔

کیا کہیں کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔منان صاحب دھیرے سے بولے۔

کوئی گلا شکواہ کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں۔۔۔زمدہ بے چینی سے بولی۔۔۔
ان سب کی خاموشی اسے چھب رہی تھی۔۔۔ڈرا رہی تھی۔

بھابھی آپ کو گ+ن چلانی آتی ہے،انگلش بولی آتی ہے۔۔۔مجھے تو اسی بات پہ یقین نہیں ارہا۔۔۔اریبہ صدمے سی کیفیت میں بولی۔

واہ میری بھابھی ایجنٹ ہیں۔۔۔سب سے پہلے ابرار صدمے سے نکلتے چیخ اٹھا تو ریان نے اسکے بازو پہ چٹکی بھرتے اسے آہستہ کہنے کو کہا۔

پاگل آدمی ابھی تمہاری بھابھی نے بتایا نا کہ انہیں اپنی شناخت چھپا کے رکھنی پڑھتی ہے اور تم یوں حلق پھاڑ پھاڑ کے آس پڑوس کے لوگوں کو بتادو۔۔۔ریان نے اسے گھورا تو وہ جلدی سے کان پکڑ گیا۔

سوری سوری۔۔۔ویسے کتنے مزے کی بات ہے نا ہماری بھابھی اتنی پاور فل ہیں۔۔۔وہ زرا آہستہ سے رازداری سے بولا تو زمدہ اور ریان مسکرا دیئے۔

ماما کیا یہ ہمارے لیئے خوشی کی بات نہیں کہ ہمارے گھر کا میمبر اپنے ملک کی حفاظت کے لیئے پیش پیش ہے۔۔۔قدسیہ بیگم کا سنجیدہ چہرہ دیکھتے ابرار پرجوش لہجے میں بولا تو زمدہ اور ریان نے انکی جانب دیکھا جو زمدہ کو ہی دیکھ رہیں تھیں۔۔

میں جانتی ہوں آپ سب لوگوں کو برا لگا ہے۔۔۔مجھے پہلے سے ہی سب کچھ بتانا چاہیئے تھا۔۔۔یہ میری ہی غلطی ہے۔۔۔۔زمدہ نظریں جھکا گئی۔ سب کی سنجیدہ شکل دیکھ اسے رونا آنے لگا تھا۔

ہمیں فخر ہے کہ ہماری بہو اپنے وطن کی محافظ ہے۔۔۔۔کچھ دیر خاموشی کے بعد قدسیہ بیگم مسکرا کے بولی تو اسنے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کے انہیں دیکھا تو سب مسکرا دیئے۔

آپ لوگوں کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں۔۔۔وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے لہجے میں بولی

ہمیں کیوں کوئی شکاریت ہو گی بیٹا۔۔۔آپ کون سا کچھ غلط کر رہی ہو۔۔۔۔منان صاحب پیار سے بولے تو اسکی آنکھوں میں آنسوں جھلملا اٹھے

We proud of you beta

منان صاحب نے اٹھ کے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا تو وہ نم آنکھوں سے انہیں دیکھتی مسکراتی۔

میں اللہ پاک کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔۔۔۔
اسنے مجھے اتنی اچھی فیملی دی جو اپنوں کو سمجھتی ہے انکا ساتھ دیتی ہے۔۔

تھینک یو سو مچ آپ سب کا بھی مجھے سمجھنے کے لیئے۔۔۔وہ آسودگی سے مسکرائی۔

سب اسکے ساتھ تھے۔۔۔خوش تھے۔۔۔اسکے کام کو سمجھتے تھے اسے اور کیا چاہیئے تھا۔

اسنے ایسے بہت سے لوگوں کو دیکھا تھا جو اپنے ہو کے بھی اپنوں کو نہیں سمجھتے تھے انکا ساتھ نہیں دیتے تھے۔

وہ ہمشیہ سوچتی تھی کہ جب اسکی شادی ہو گی اور اسکے سسرال والوں کو اسکی حقیقت پتہ چلے گی تب کیا ہو گیا

مگر آج وہ ایک دم مطمئن ہو گئی تھی۔۔۔وہ سمجھ گئی تھی کے وہ بہت خوش نصیب ہے

۔۔۔اسے اتنے اچھے لوگ ملے تھے جو ہر چیز میں اسکے ساتھ کھڑے تھے



رات کے کھانے کے بعد ریان کمرے میں آیا تو زمدہ صوفے پہ بیٹھی کسی غیر مرے نقطے کو گھور رہی تھی

ایسے کیوں بیٹھی ہو۔۔۔وہ اسکے ساتھ آ کے بیٹھتا اسکے گرد اپنا حصار بنا گیا تو وہ ایک دم چونک گئی۔

کچھ نہیں بس کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔اسنے ڈھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

کیا سوچ رہیں تھیں۔۔۔سب کچھ تو ٹھیک ہو گیا ہے اب۔۔۔کوئی تم سے خفا نہیں ہے، سب خوش ہیں۔۔۔ریان نے اسے اپنے مزید قریب کرتے سرگوشی نما آواز میں کہا تو وہ تھوڑا سا گھسمسا کے پیچھے کوئی

میں گھر والوں کے بارے میں نہیں سوچ رہی۔۔۔میں ملک ریاض اور ماریہ کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔۔۔

ابھی تو ان لوگوں نے گھر میں گھس کے نقصان پہچانے کی کوشش کی ہے ۔۔۔مگر ایسا نا ہو کہ میری دشمنی میں وہ گھر کے باہر آپ کو یا گھر کے اور کسی شخص کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔۔۔وہ فکر مندی سے بولی تو وہ بھی زرا سنجیدہ ہوا

ہمم تو پھر اب کیا کرنا ہے۔۔۔

ہمیں جلد سے جلد ماریہ کے خلاف ثبوت ڈھونڈ کے اسے سلاخوں کے پیچھے پہچانا ہے کیونکہ ایک وہی ہے جو ہمیں ملک تک پہنچا سکتی ہے۔۔۔۔

ورنا اسکے باقی کسی بھی ساتھی کو ملک کا ٹھکانا نہیں پتہ۔۔۔جو آدمی آج آئے تھے وہ بھی ملک کا سہی ٹھکانے نہیں جانتے۔۔

ہم نے انکی بتائی ہوئی جگہ پہ اپنے لوگ بھیجے تھے مگر وہاں ملک تو کیا ملک کے کسی آدمی کا بھی پتہ نہیں چلا ہے جب کے بہت مار کھانے کے بعد بھی اسکے آدمی یہی کہہ رہے ہیں کہ وہ بس ملک کا وہی ٹھکانا جانتے تھے کیونکہ وہ کبھی بھی اپنے آدمیوں کو اپنے اصلی ٹھکانے کے بارے میں نہیں بتاتا تھا۔۔۔وہ پریشانی سے ماتھا مسلتی تفصیل سے گویا ہوئی۔

تو پھر ہو سکتا ہے ماریہ کو بھی اسکے اصل ٹھکانے کا نا پتہ ہو۔۔۔یہ سب بھی انکی کوئی چال ہو۔۔۔ریان سوچتے ہوئے بولا۔

ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔کیونکہ اسکے آدمیوں نے بتایا ہے کہ ملک ماریہ سے پیار کرتا ہے اور وہ لوگ بہت جلد شادی کرنے والے ہیں اس لیئے صرف وہی ہے جو اسکا اصل پتہ جانتی ہے۔۔۔زمدہ نے ایک اور انکشاف کیا تو وہ بس سر ہلا کے رہ گیا۔

اوہنہ۔۔۔۔میں نے بھی آپ کو کہاں باتوں میں لگا لیا۔۔۔خیر چھوڑیں آپ تھک گئیں ہوں گے سو جائیں۔۔۔وہ مسکرا کے کہتی اسکے پاس سے اٹھنے لگی تھی جب ریان نے اسکا ہاتھ تھماتے اسے اٹھنے سے روکا تو وہ واپس بیٹھ گئی

کیا تم اب ہمیشہ ایسے ہی بات کرو گی۔۔۔اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی نزدیک کرتے وہ منہ بنائے بولا۔

کیسے۔۔۔۔زمدہ اسکی شرٹ کے بٹن پہ انگلی پھیرتی جان بوجھ کے انجان بنی۔

لڑکیوں کی طرح۔۔۔اسکے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے گھمبیر لہجے میں بولا تو زمدہ نے بڑی مشکل سے اپنی مسکراہٹ روکتے اسے گھورا

تو کیا پہلے میں لڑکوں کی طرح بات کرتی تھی۔۔۔وہ ماتھے پہ بل ڈالے بولی

۔

پہلے تم،،، ہم کرتا ہے۔۔۔ ہم دیکھ لے گا۔۔۔ ہم آرہا ہے۔۔۔۔ایسے بات کرتیں تھیں اور مجھے ماڑا کہہ کے بھی باتیں تھی اور اب تم سب لڑکیوں کی طرح نارمل طریقے سے بات کرتی ہوں۔۔۔ شکواہ کن لہجے میں کہتا بالوں میں ہاتھ پھنساتے اسکا چہرہ زرا اونچا کیا۔

آپ کو پسند ہے میرا پٹھانی لہجہ۔۔۔زمدہ اسکی جذبات سے چور آنکھوں میں اپنی مسکراتی نظریں ڈالے سوالیہ گویا ہوئی۔

بہت۔۔۔۔ مخمور لہجے میں کہتے بالوں سے ہاتھ پھسلتے گلے تک آیا جسے زمدہ فورن تھام گئی۔

ہم کو نیند آرہی ہے۔۔۔اسکی جزبات سے چور نظروں سے نظریں چراتی معصومیت سے بولی۔

سوئیں گے مگر پہلے تمہیں شاباشی تو دے دوں آج اتنی بہادری دیکھانے پہ۔۔۔وہ سرگوشی نما لہجے میں کہتا اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسکو گردن سے تھامتا اسکے لبوں پہ جھک گیا۔

زمدہ نے زور سے آنکھیں میچتے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑا۔

وہ اپنی بے قراری۔۔۔بے خودی سب اسکے لبوں پہ اتارتے اسکی سانسیں روک گیا

جب زمدہ کو لگا اسکا سانس اب بند ہو جائے گا تو اسنے پورا زور لگاتے اسے پیچھے ہٹانا چاہا مگر وہ تو جیسے اپنے ہوش و حواس سے بیگانا ہوتے آج اس میں گھو ہی گیا تھا

وہ اسکی باہوں میں جھٹپٹا رہی تھی مگر وہ تو جیسے مدہوش ہو گیا تھا جسے کسی چیز کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔

آخر تنگ آ کے اسنے زور سے ریان کے بازو پہ چٹکی کاٹی تو وہ یک دم سسس کرتے پیچھے ہوتا اسے گھورنے لگا

ساری مدہوشی ایک جھٹکے میں اترتی اسے ہوش کی دنیا میں لائی تھی۔

زمدہ اپنے دل پہ ہاتھ رکھے لمبے لمبے سانس لیتی ساتھ ساتھ اسے گھورنے لگی۔

ماڑا پاگل ہو گیا ہے کیا۔۔۔ ہمیں مارنے کا ارادہ ہے۔۔۔ وہ تیخے لہجے میں بولی تو ریان کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیل گئ

ابھی کہاں۔۔۔ ابھی تو میرا کچھ اور کرنے کا ارادہ ہے۔۔۔ وہ ایک بار پھر جھٹکے سے اسے اپنے قریب کرتے اسکے لبوں پہ جھکنے لگا تھا جب وہ اسکا ارادہ

سمجھتی فورن اسکے سینے سے لگ گئی جس پہ ریان قہقہہ لگاتا اسکے گرد اپنا حصار بنا گیا۔

🌺🌺🌺۔

اگلی صبح اس کے لیئے خوشخبری لائی تھی۔۔۔

وہ ناشتے کے بعد کچن میں کھڑی تارا (ملازمہ) کو دوپہر کے کھانے کا مینیو بتا رہی تھی جب اسکا فون بجا۔

اسنے اسکرین کی جانب دیکھا تو ریان کا فون آ رہا تھا۔۔تارا کو چند ایک چیزوں کا بتاتی مسکراتے ہوئے کال پیس کرتی باہر آئی۔

آپ سے صبر نہیں ہوتا تھوڑا۔۔۔ابھی تو آپ آفس گیا تھا اور اب فون ملا کے بیٹھ گیا۔۔۔وہ فون اٹھاتے ہی بولی جب اسے آگے سے ریان کی خوشگوار آواز آئی۔

تمہارے لیئے ایک گڈ نیوز ہے۔۔۔

کیا۔۔۔اسکی آواز میں موجود خوشی کو محسوس کرتے وہ ایکسائٹڈ ہوئی۔

پتہ چل گیا ہے کہ کون میرے آفس کی انفرمیشن ملک تک پہنچا رہا ہے۔۔۔ ریان پرجوش لہجے میں بولا تو زمدہ کا چہرہ بھی کھل اٹھا۔

میرے آفس کا ایک کولیگ ماریہ کے ساتھ ملا ہوا ہے۔۔۔

کچھ دن بعد ہماری ایک بہت بڑی میٹنگ تھی جس کی انفرمیشن اسنے کل ہی آفس بند ہونے کے بعد ماریہ کو دی ہے۔

آفس کے باہر لگے ہڈن کیمرے میں انکی ریکوڈنگ ہو گئی ہے جب کہ وہ لوگ آفس کے سی سی ٹی وی کی فوٹیج ڈیلیٹ کروا چکے ہیں۔۔۔اب تم بتاؤ آگے کیا کرنا ہے۔۔۔۔اسے پوری تفصیل سے آگاہ کرتے ریان نے اسکا پلین پوچھا۔

ٹائم ویسٹ کیئے بغیر آپ فورن ماریہ کو اریسٹ کروائیں۔۔۔اسکے بعد کا باقی سارا کام میرا ہے۔۔۔زمدہ مسکرا کے پر سکون لہجے میں بولی تو وہ او کے کہتا فون بند کر گیا۔

اب تمھاری آزادی کے دن ختم ہوئے ملک ریاض۔۔۔خوبصورت مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائے وہ تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔اپنے اگلے عمل کی تیاری کرنے۔



زمدہ کہاں جارہی ہو۔۔۔شام کے وقت زمدہ کو باہر کی جانب جاتے دیکھ قدسیہ بیگم پوچھے بغیر نارہ پائیں۔

ایک بہت ضروری کام سرانجام دینے۔۔۔وہ مختصر جواب دیتی تھی تیزی سے باہر نکل گئی۔

وہ گھوم کے پچھلے دروازے سے باہر نکلی جہاں اسکا آدمی بائیک لیئے کھڑا اسکا انتظار کر رہا تھا۔

وہ سہی سلامت وہاں پہنچ گئی ہے نا۔۔۔بائیک کی چابی لیتے سنجید گی سے استفسار کیا۔

جی۔۔۔۔اس آدمی نے اک لفظی جواب دیا تو وہ سر ہلاتی بائیک پہ بیٹھتی زن سے بائیک بھگا لے گئی۔

بیس منٹ کی مسافت طے کرتی وہ اپنی مطلوبہ جگہ پہ پہنچی۔۔

سنسان علاقے میں ایک عام سا چھوٹا سا گھر۔۔۔یہ گھر دیکھنے میں عام سا لگتا تھا مگر اسکے نیچے ایک بہت بڑا طے خانہ تھا جو مجرموں کے لیئے بنایا گیا تھا۔

وہ اس گھر میں داخل ہوتی گھر کے اندر زمین کے نیچے بنے تہ خانے کی سیڑھیاں اترنے لگی جہاں سے اسے ماریہ کے چیخنے چلانے کی آوازیں آرہیں تھیں۔

وہ نیچے آئی تو سامنے ہی ماریہ کرسی پہ بندھی ہوئی تھی۔۔۔آنکھوں پہ پٹی بندھی تھی اور وہ مسلسل خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتی چلا رہی تھی۔

اسنے دروازہ بند کرتے کمرہ ساؤنڈ پروف کیا اور قدم آگے بڑھائے۔

اسکی کرسی کے پاس ہی دو لڑکے اور دو لڑکیاں کھڑی تھی جو اسکی ٹیم کا حصہ تھیں۔

اسنے آگے بڑھتے ماریہ کی آنکھوں سے پٹی ہٹائی تو تیز روشنی اسکی آنکھوں سے ٹکرائی جس وجہ سے وہ زور سے آنکھیں میچتی دھیرے دھیرے کھولنے لگی

کون ہو تم لوگ اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔۔۔اپنے ارد گرد کھڑے نقاب پوش لوگوں کو دیکھ اسے خوف نے ان گھیرا۔

مجھے لگا تھا ہماری دوبارہ ملاقات شاید کبھی نہیں ہو گی مگر سچ بولوں تو آج تم سے مل کے مجھے بہت اچھا لگا ہے۔۔۔زمدہ کے نقاب میں چھپے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تو ماریہ کو لگا جیسے اسکی آنکھیں مسکرائی ہیں۔

ک۔۔۔کون ہو تم۔۔۔ماریہ کو آواز سنی سنی سی لگی۔

میں کون ہوں یہ جاننا تمہارے لیئے ضروری نہیں ہے مگر میرے لیئے یہ جاننا بہت ضروری ہے کے ملک کہاں ہے۔۔۔زمدہ اسکے سامنے کھڑی ہوتی دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے سنجیدگی سے بولی

کس کی بات کر رہی ہو۔۔۔۔میں نہیں جانتی کسی ملک کو۔۔۔ماریہ نے صاف انکار کیا تو زمدہ قہقہہ لگا اٹھی۔

چلو ایک بار میں نے مان لیا کہ تم نہیں جانتیں۔۔۔۔اب تمہیں دوسرا موقع دیتی ہوں۔۔۔سیدھی شرافت سے بتادو ملک کہاں ہیں ورنا تمہاری جان کی گارنٹی میں نہیں دیتی۔۔۔۔زمدہ نے وارن کرتے بے زاریت سے آنکھیں گھمائیں۔

دیکھو میں جھوٹ نہیں کہہ رہی میں کسی ملک کو نہیں جانتی۔۔۔۔ تمہیں کوئی غلطی فہمی ہوئی ہے۔۔۔۔ماریہ نے ایک بار پھر بڑی صفائی سے جھوٹ بولا تو زمدہ کے ماتھے پہ بل پڑے

دیکھو ماریہ بی بی زیادہ ڈرامے کرنے کی تو ضرورت ہے نہیں کیوں ہم بہت اچھے سے جانتے ہیں کے تم ملک کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔۔۔بلکے تم دونوں کی تو شادی بھی ہونے والی ہے نا تو ایسا تو ممکن ہی نہیں کے تم جانتی نا ہو کے ملک کون ہے۔

اس لیئے آرام اور نرمی سے آخری بار پوچھ رہی ہوں کہ ملک کہاں ہے۔۔۔ اگر ابھی بتادو گی تو تمہارے لیئے اچھا ہو گا ورنا اس کے بعد میں تمہارے ساتھ کیا کروں گی یہ تم سوچ بھی نہیں سکتیں۔۔۔زمدہ نے اپنی سرد

آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑتے ایک ایک لفظ چبا چبا کے ادا کیا تو ماریہ نے اپنا حلق تر کیا۔

میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔مجھ ملک کے بارے میں کچھ نہیں پتہ۔۔۔وہ اب بھی اپنی بات پہ قائم تھی اور یہیں زمدہ کی بس ہوئی تھی۔

پلاس دو مجھے۔۔۔وہ سپاٹ لہجے میں بولی تو ماریہ کی آنکھوں میں خوف اترا۔

اسکے ساتھی نے جلدی سے اسکے ہاتھ میں پلاس پکڑایا۔

تمہارے ناخن بہت پیارے ہیں۔۔۔اگر ان میں سے کچھ میں لے لوں تو ۔۔۔وہ معصوم انداز میں کہتی پلاس اسکی نظروں کے سامنے لہرانے لگی تو ماریہ نے ہراساں نظروں سے اسے دیکھا۔

میں صرف تین تک گنوں گی اگر تم چاہو تو مجھے ملک کا پتہ بتا سکتی ہو ورنا تمہارے یہ خوبصورت ناخن میرے۔۔۔۔وہ اسکے لمبے ناخنوں کو پلاس سے پکڑتی مسکرا کے بولی

جانتی تھی ماریہ کتنی ڈرپوک ہے۔۔۔۔وہ صرف تب تک شیر بن سکتی تھی جب اسکے ہاتھ میں ہتھ+یار ہو۔۔۔ورنا وہ ایک بھیگی بلی تھی جو زرا سا ڈرانے پہ ہی سب اگل دیتی۔

ایک۔۔۔۔۔

دو۔۔۔۔

تی۔۔۔۔۔۔

بتاتی ہوں۔۔۔اس سے پہلے زمدہ اپنی گنتی مکمل کرتی۔۔۔وہی ہوا جو زمدہ نے سوچا ہوا تھا۔۔۔وہ ڈر و خوف سے بولی گئی تھی۔

چلو شاباش اچھے بچوں کی طرح بتاؤ۔۔۔زمدہ تھوڑا پیچھے ہو کے کھڑی ہوئی مگر پلاس اب تک اسکے ناخن کو پکڑے ہوئے تھا۔

وہ اپنے ڈفینس والے گھر میں ہے۔۔۔ماریہ حلق تر کرتے بولی

جھوٹ مت بولو۔۔۔ہم نے سب سے پہلے وہی گھر دیکھا تھا مگر وہاں وہ نہیں ہے۔۔۔۔زمدہ نے پلاس کو زرا زور سے کھینچا تو ایک درد کی تیز لہر ماریہ کے وجود میں اتری۔

سچ سچ بتاؤں کیا ہے وہ۔۔۔زمدہ اپنی سرخ انکھیں اسکے چہرے پہ گاڑے دھاڑی تو ماریہ کی جان ہوا کوئی۔

وہ اس وقت غریب بستی میں ہے ایک چھوٹے سے گھر میں رہ رہا ہے۔۔۔ وہ جانتا ہے وہاں کسی کا شک نہیں جائے گا اس لیئے وہ ایک غریب علاقے میں ہے۔۔۔زرا سے درد پہ ہی اسنے فورن سب کچھ اگل دیا

تھینک یو۔۔۔زمدہ پر اسرار لہجے میں کہتی اسے کچھ بھی بولنے کا موقع دیئے بغیر ایک جھٹکے میں اسکا ناخن کھینچ گئی جس پہ وہ درد سے بلبلاتے چیخ اٹھی۔

پورے تہ خانے میں اسکی چیخیں گونجنے لگیں تو زمدہ نے اپنی جیب سے رومال نکال کے اسکے منہ میں ٹھونستے اسکی چیخوں کا گلا گھونٹا۔

یہ میرے بچے کو مارنے کی چھوٹی سی سزا۔۔۔ جھک کے اسکے کان میں سر گوشی کرتی سیدھی ہوئی تو ماریہ آنسوں بہاتی اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔

اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ آخر وہ کہہ کے کیا گئی ہے۔۔۔ بھلے وہ ملک کے ساتھ تھی مگر اسے آج تک یہ پتہ نہیں چلا تھا کہ زمدہ ہی ایجنٹ ہے نا ہی ملک نے اسے کبھی بتایا تھا۔۔

وہ تو بس ریان سے بدلہ لینا چاہتی تھی اس لیئے وہ ریان کے آفس کی انفرمیشن ملک کو دیتی تھی جو وہ اپنے طریقے سے استعمال کرتا تھا۔

وہ پیسوں کے لالچ میں ملک کے ساتھ تھی۔۔۔ ملک نے بہت بار اسے اپنے کاموں سے دور رہنے کو کہا تھا کیونکہ وہ کبھی بھی اپنی گینگ میں کسی لڑکی کو نہیں رکھتا تھا۔۔۔ مگر ماریہ نے اسے اپنے حسن کے جال میں پھنسا

کے اسکے ساتھ مل گئی تھی۔۔۔پیسوں کے لالچ کی وجہ سے اسکے ہر کام میں آتی رہی تھی لیکن آج وہ پچھتا رہی تھی۔

ٹھیک سے پتہ معلوم کر کے مجھے بتا دینا۔۔۔اور ان کی اچھے سے خدمت بھی کرنا کیوں اب تو یہ ہماری ہمیشہ کی مہمان ہیں۔۔۔اپنے آدمیوں سے کہتی وہ جیسے خاموشی سے آئی تھی اسی خاموشی سے باہر نکل گئی

🌺🌺🌺۔

اس گھر سے نکلنے کے بعد اسنے تھوڑ دور جا کے بائیک روکی اور اپنے سائڈ میں لٹکے چھوٹے سے پاؤچ سے فون نکالتے ریان کو کال ملائی جو دوسری ہی بیل پہ اٹھا لی گئی۔

اچھاہوا تم نے فون کر لیا۔۔۔میں ابھی تمہیں ہی فون کرنے والا تھا۔۔۔

کال لیس ہوتے ہی ریان کی بے چین آواز ابھری۔

اچھا وہ کیوں۔۔۔۔

یار ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔۔۔ریان پریشانی سے گویا ہوا تو وہ سیدھی ہو کے بیٹھی

کیسا مسئلہ۔۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔ریان کے لہجے نے اسے بھی فکر مندی کیا۔

میں پولیس اسٹیشن آیا تو پتہ چلا کہ ماریہ بھاگ گئی ہے۔۔۔ریان فکر مندی سے بولا تو زمدہ گہری سانس بھرتے پر سکون ہوئی۔

اوووا چھا۔۔۔خیر چھوڑیں آپ اسے۔۔۔اسکی فکر مندی پہ وہ مسکرا دی۔

کیسے چھوڑ دو۔۔۔اتنے وقت بعد تو وہ پکڑ میں آئی تھی اور اب بھاگ گئی ہے ۔۔۔اور تمہارے کام کا کیا۔۔۔اب تم کیسے پکڑو گی ملک ریاض کو۔۔۔ریان خود سے زیادہ اس کے لیئے پریشان تھا۔

ماڑا آپ فکر مت کرو۔۔۔بس ہم جو کہہ رہا ہے وہ کرو۔۔۔ہم آپ کو ایک لوکیشن بھیج رہا ہے آپ وہاں آجاؤ جلدی۔۔۔اپنی بات کہتی اسکی سنے بغیر کال کاٹ دی۔

اسنے ریان کو لوکیشن سینڈ کی اور وہیں روڈ کے سائڈ میں بائیک کھڑی کرتے اسکا انتظار کرنے لگی

اسے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا تھا جب اسے دور سے ریان کی گاڑی آتی دیکھائی دی تو وہ بائیک سے اتر گئی۔

اسکی بائیک کے پیچھے گاڑی روکتے ریان گاڑی سے اترتا اسکے پاس آئے

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔آس پاس سناٹا دیکھ اسنے الجھ کے پوچھا۔

رات کے سائے پھیلنے لگے تھے۔۔۔آسمان پہ نیلاہٹ چھانے لگی تھی۔۔۔ ایسے میں وہ اکیلی یہاں تھی اور اوپر سے اسے بھی بلایا تھا ریان کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

ہم یہاں گھومنے آیا تھا۔۔۔وہ منہ سے ماکس اتارتی کندھے آچکا کے مزے سے بولی توریان نے اسے گھورتے سر تا پیر اسکا جائزہ لیا۔

وائٹ ٹراوزر کے ساتھ اورنج کرتی۔۔۔سر پہ ہم رنگ دوپٹہ اوڑھے وہ واقعی پکنک گرل لگ رہی تھی۔

اسے دیکھ کے کوئی بھی یہ انداز نہیں لگا سکتا تھا کہ وہ ابھی کیا کر کے آئی ہے ۔۔

اگر تمہیں گھومنے جانا تھا تو تم مجھ سے کہہ سکتیں تھیں جو اکیلے بائیک لے کے آوارہ گردی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔آنکھوں میں شوخی جب کے چہرے پہ سنجیدگی سجائے گویا ہوا تو اسنے آنکھیں چھوٹی کیئے دونوں ہاتھ کمر پہ ٹکائے۔

ماڑا خبر دار جو ہم کو آوارہ کہا۔۔۔اسنے انگلی دیکھاتے وارن کیا توریان نے ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے دو قدم پیچھے لیئے۔

ہم بائیک لے کے اوارہ گردی کرنے نہیں نکلا بلکل اپنے شوہر کا فرمائش پورا کرنے نکلا ہے۔۔۔۔وہ اسے گھور کے بولی توریان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

کیا مطلب۔۔۔۔

آپ نے ہی کہا تھا نا کہ جب ہم ٹھیک ہو جائے تو آپ کو اپنے ساتھ بائیک کا سیر ضرور کروائے بس سمجھو آج آپ کا یہ فرمائش پورا ہوا۔۔۔آج ہم آپ کو سیر کروائے گا۔۔۔۔وہ کردن اکڑا کے بولی توریان مسکرا دیا۔

دیکھ لو گرا اور انہیں دینا۔۔۔۔ریان نے چھیڑا تو وہ مسکرا کے نفی میں سر ہلاتی بائیک پہ بیٹھی۔

ہم ملک کا محافظ ہے ایسا تو ممکن ہی نہیں کہ ہم اپنے محافظ کو گرا دے۔۔۔۔وہ مضبوط لہجے میں کہتی ماکس لگا کے بائیک اسٹاٹ کرنے لگی تو ریان مسکراتے ہوئے اسکے پیچھے بیٹھتا دونوں ہاتھ اسکے پیٹ کے گرد باندھتا اسکے کندھے پہ تھوڑی ٹکا گیا

اممم ہون۔۔۔۔یہ روڈ ہے یہاں یہ رومینس نہیں چلے گا۔۔۔زمدہ نے کندھے آچکا کے اسکی تھوڑی ہٹائی۔

توکون سا روڈ پہ کوئی موجود ہے۔۔۔ریان نے پھر سے تھوڑی اسکے کندھے پہ رکھی تو وہ نفی میں سر ہلاتی ایک جھٹکے سے بائیک آگے بڑھا گئی

خالی سڑک پہ بائیک پوری رفتار سے چل رہی تھی۔۔۔
تیز ہوائیں انکے چہروں سے ٹکرا رہیں تھیں۔

زمدہ کا دوپٹہ سر سے ڈھلکا تو تیز ہوا کے باعث اسکا جوڑا ڈھیلا ہو گیا جس میں سے چند بال ہوا کے زور سے اڑتے ریان کے چہرے کو چھو رہے تھے جس سے وہ مدہوش ہوتا اسکے بالوں کی مسحور کن خوشبو اپنے اندر اتارتا اس ایڈونچرسٹ ماحول میں کھو سا گیا۔

جو لوگ کہتے تھے کہ بیویاں صرف گھر کی چار دیواری میں رہتیں ہیں آج اسنے یہ بات غلط ثابت کر دی تھی۔

آج اسے اپنی بیوی کے ساتھ بائیک رائڈ کر کے ایک نیا اور اچھا احساس محسوس ہوا تھا۔

وہ اپنی بیوی کے پیچھے بیٹھا اس پہ فخر محسوس کر رہا تھا۔

اسکی بیوی اس سے چار قدم آگے تھی اور یہ بات اس کے لیئے باعث فخر تھی۔

ڈیئر ہز بینڈ کیسا لگ رہا ہے۔۔۔زمدہ نے مسکرا کے پوچھا۔

سچ بولوں تو زندگی کا اصلی مزہ تو آج آیا ہے۔۔۔ریان نے اسکے کندھے پہ لب رکھے تو وہ سرشاری سے مسکراتی اسپیڈ بڑھا گئی۔



انہیں گھومتے ہوئے کافی وقت ہو گیا تھا جب زمدہ کی موبائل ٹون بجی۔

اسنے ایک سائڈ میں بائیک روکتے اپنا فون نکالا تو اسکی ٹیم کی طرف سے اڈریس بھیجا گیا تھا۔

میسج پڑھ کے اسنے فون واپس پرس میں رکھا۔

کس کا میسج ہے۔۔۔ریان نے پیار سے پوچھا۔

ملک ریاض کا پتہ چل گیا ہے۔۔۔مجھے ابھی جانا ہو گا۔۔۔مگر اس سے پہلے میں آپ کو آپکی گاڑی تک چھوڑ دیتی ہوں۔۔۔زمدہ نے بائیک اسٹارٹ کرتے آگے بڑھائی۔

سچ سچ بتاؤ زمدہ تمہیں ماریہ مل گئی ہے نا۔۔۔۔ریان کے مشکوک انداز پہ وہ مسکرادتی اسپیڈ بڑھا گئی۔

آپ کوایسا کیوں لگا۔۔۔۔وہ مسکراہٹ روکے گویا ہوئی۔

کیونکہ جب تک ماریہ پکڑی نہیں گئی تھی تم کافی فکر مند تھی مگر آج جب میں نے تمہیں اسکے بھاگنے کی خبر سنائی تو تم نے چھوڑیں کہہ کے ٹال دیا ۔۔۔اتنا نارمل بیہویر میں تم سے ایکسپیکٹ نہیں کر رہا تھا۔۔۔

مجھے وہیں سے کھٹکا تھا کہ ضرور کوئی نا کوئی گڑ بڑ ہے۔۔۔ایسا ہے نا۔۔۔۔ ریان نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا تو وہ مسکراہٹ دبائے اثبات میں سر ہلا گئی۔

ماننا پڑے گا۔۔۔آپ بھی میرے ساتھ رہتے رہتے کافی ہوشیار ہو گئے ہیں۔۔۔زمدہ شریر لہجے میں بولی توریان نے اسے گھورا

کہاں ہے ماریہ۔۔۔۔اسکے بالوں کی اڑتی لٹ کو اپنے ہاتھ سے ایک طرف کرتے اسکے چہرے پہ نظریں ٹکائیں۔

وہیں جہاں اسکی جگہ ہے۔۔۔زمدہ نے سکون سے جواب دیا۔

کہاں۔۔۔۔ریان نے ناسمجھی سے پوچھا۔

ابھی تو فلحال میری ہراست میں ہے مگر بہت جلد اسے انڈر گراؤنڈ کر دیا جائے گا۔۔۔زمدہ نے سنجیدگی سے بتاتا توریان چونکا۔

مطلب۔۔۔۔۔

آپ بس اتنا سمجھ لیں آج کے بعد وہ کبھی کسی کو نہیں ملے گی۔۔۔۔یہ اسکا اس دنیا میں آخری دن تھا اس کے بعد وہ ساری زندگی ایک اندھیرے تہہ خانے میں گزارے گی۔۔۔۔زمدہ نے اسے آسان لفظوں میں سمجھاتے ایک جھٹکے سے بائیک روکی۔

لیکن اتنے سے جرم کی اتنی بڑی سزا کیوں۔۔۔۔اپنی گاڑی دیکھتے ریان بائیک سے اترتا سوالیہ گویا ہوا

اسکا جرم کوئی چھوٹا نہیں تھا۔۔۔۔وہ ایک اسمگ+لر کا ساتھ دے رہی تھی۔۔۔۔اور تو اور اسنے تین قت+ل بھی کیئے ہیں۔۔۔۔اور بات

صرف یہیں آ کے ختم نہیں ہوتی اسنے کئی لڑکیوں کو ڈر + گزپہ لگانے کے ساتھ ساتھ بیچا بھی ہے۔۔۔۔زمدہ کے حیرت انگیز انکشاف پہ ریان ساکت رہ گیا۔

میں کئی دنوں سے اسکی پچھلی زندگی کی خبریں نکلا رہی تھی اور تبھی یہ ساری باتیں بھی سامنے آئی ہیں۔۔۔۔

اگر ہم اسے ویسے ہی اٹھاتے تو سب کی نظروں میں آجاتے اس لیئے میں نے آپ سے کہا تھا کے آپ اسے اریسٹ کروائیں اور جب وہ ایک بار جیل چلی گئی تو وہاں سے اسے نکالنا ہمارے لیئے معمولی سی بات ہے۔

صرف دنیا والوں کے علم میں یہ بات لانے کے لیئے ہمیں یہ سارا ڈرامہ کرنا پڑا ہے کہ وہ بھاگ گئی ہے۔۔

اوراب ہمارے ساتھ ساتھ یہ بات آپ بھی جانتے ہیں اور مجھے یقین ہے یہ بات صرف ہم دونوں کے بیچ میں ہی رہے گی۔۔۔۔زمدہ یقین سے بولی تو وہ اثبات میں سر ہلا گیا

تم فکر مت کرو۔۔۔۔ہمارے بیچ میں کیا بات ہوئی ہے یہ کبھی کسی کو پتہ نہیں چلے گی۔۔۔۔ریان نے اسے یقین دلایا تو وہ مسکرا دی۔

اب آپ گھر جائیں۔۔۔۔میں آج اپنا مشئن کمپلیٹ کر کے ہی لوٹوں گی۔۔۔۔آپ پریشان نہیں ہوئے گا مجھے دیر ہو جائے گی۔۔۔۔زمدہ بائیک اسٹاٹ کرتے بولی تو ریان نے آگے بڑھتے اسکے ماتھے پہ بوسا دیا۔

All the best____

مسکرا کے اثبات میں سر ہلاتی وہ بائیک بھگا لے گئی۔

جب تک اسکی بائیک نظروں سے اوجھل نا ہوئی وہ وہیں کھڑا رہا اور جیسے ہی اسکی بائیک اوجھل ہوئی وہ گہری سانس بھرتے گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔



آدھی رات کا وقت تھا۔۔۔اس غریب بستی میں اس وقت مکمل سناٹا تھا۔

چھوٹے چھوٹے ٹوٹے پھوٹے گھر جن میں سے ایک کے سامنے ایک سیاہ رنگ کی عورت آنکھوں پہ چشمہ لگائے سر پہ سیاہ چادر اوڑھے جن میں سے اسکے سفید بال جھلک رہے تھے۔۔۔بڑی غور سے گھر کے سامنے کھڑی آس پاس کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ گھر کا بھی جائزہ لے رہی تھی

جب اچھے سے ہر طرف کا جائزہ لے کے تسلی کر لی تو دروازے پہ ہلکی سی دستک دی۔

ایک بار۔۔۔

دو بار۔۔۔۔

اور بل آخر تیزی بار کی دستک پہ اندر سے آواز آئی۔

کون۔۔۔۔یہ آواز وہ کیسے نہیں پہچانتی ملک کے دشمنون کو تو ملک کے محافظ سات پردوں میں بھی پہچان لیتے ہیں۔

بیٹا ایک گلاس پانی پلا دو۔۔۔اس عورت نے نقاہت زدہ آواز بناتے کہا

جاؤ یہاں سے نہیں ہے کوئی پانی وانی۔۔۔اتنی رات کو پتہ نہیں کہاں کہاں سے لوگ آجاتے ہیں۔۔۔۔اندر سے ملک ریاض کی بے زاریت سے بھر پور آواز آئی۔

پانی تو تجھے پلانا ہی پڑے گا بیٹا۔۔۔۔دل میں سوچتے ایک بار پھر دستک دی۔

بیٹا اللہ کے واسطے پانی پلادو۔۔۔کب سے پیدل چل رہی ہوں۔۔۔چلتے چلتے حلق خشک ہو گیا ہے۔۔۔۔

اللہ کے نام پہ اس بوڑھیا کو پانی پلادو،،،خوب دعائیں دوں گی۔۔۔۔اسنے ایک بار پھر سدا لگائی تو اب کی بار جھنجھلاتے ہوئے دروازہ کھل گیا۔

یہ لو پانی۔۔۔۔جلدی پیو اور دفا ہو یہاں سے۔۔۔۔وہ اس عورت کی کالی شکل دیکھ نہایت ہی بد تمیزی سے گلاس اسکی جانب بڑھاتے بولا۔

عورت نے گلاس تھامتے بڑی احتیاط سے اپنی چادر میں چھپی گ+ن نکالتے اس پہ تانی تو وہ ایک دم ہوئی اس افتاد پہ بوکھلا کے رہ گیا۔

اندر چلو۔۔۔وہ عورت کڑک آواز پہ اسکے سینے پہ گ+ن کا دباؤ ڈالتے بولی تو وہ فورن الٹے قدم لیتا اندر ہوا۔

کون ہو تم۔۔۔۔اسنے سمبھل کے پوچھا۔

اس عورت نے گلاس ایک طرف پھینکتے دروازہ بند کیااور ایک جھٹکے سے خود پہ سے چادر اتاری اور ساتھ ہی وہ سفید بالوں کی وگ اتار کے پھینکتے جیکٹ کی آستین سے اپنے چہرے سے سیاہی ہٹائی تو وہ ششدر رہ گیا۔

زمدہ۔۔۔اسکے منہ سے سرگوشی نما آواز برآمت ہوئی تو زمدہ کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی۔

اسے امید نہیں تھی کی زمدہ یہاں تک پہنچ جائے گی۔۔۔

اس نے اپنے اس ٹھکانے کا پتہ ابھی تک کسی کو نہیں دیا تھا اس لیئے وہ بے فکر تھا کہ اسے کوئی نہیں ڈھونڈھ سکتا اور ہوا بھی یہی تھا اتنے وقت سے اسے کوئی نہیں ڈھونڈھ پایا تھا مگر آج زمدہ کو اپنے سامنے دیکھ کے اسکے اوسان خطا ہو گئے تھے۔

تمہارا کھیل ختم ہوا ملک ریاض۔۔۔زمدہ دل جلی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تو اسکے ماتھے پہ بل پڑے۔

تمہیں میرا پتہ کیسے ملا۔۔۔وہ آہستہ آہستہ قدم پیچھے لینے لگا۔

اسکے پاس اس وقت کوئی ہتھیار نا تھا ورنا وہ اتنا نا گھبراتا جتنا اس وقت گھبرا رہا تھا۔

تمہاری سو گولڈ محبت ماریہ نے دیا ہے۔۔۔وہ اسی مسکراہٹ کے ساتھ کہتی اسے مٹھیاں بھینچنے پہ مجبور کر گئی۔

یہی وجہ تھی جو وہ کسی کو اپنا پتہ نہیں بتا رہا تھا وہ کسی پہ بھروسہ کرتا ہی نہیں تھا۔۔۔وہ جانتا تھا جو لوگ پیسوں کے لیئے اسکے ساتھ ہیں اور پیسوں کے لیئے ہی کسی اور کے ساتھ مل کے اسے بھی پھسا سکتے ہیں۔۔۔

اس لیئے اس نے آج تک اپنے کتنے ہی وفادار آدمیوں کو بھی کبھی اپنا سہی ٹھکانا نہیں بتایا تھا مگر ماریہ نے اسے ایموشنل کر کے اسکا پتہ نکلوا ہی لیا تھا۔

میں جانتا ہوں وہ تمہارے ہاتھ لگ گئی ہے اور تم اسکے ساتھ کیا کرو گی یہ بھی بہت اچھے سے جانتا ہوں مگر تم میرا اب بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔۔۔۔ پیچھے ہاتھ کرتے اسنے دیوار کے آگے لگی چھوٹی سی ریک پہ رکھا چاقو اٹھا کے ایک دم زمدہ کی جانب پھینکا مگر اسکے بروقت سائڈ میں ہونے سے وہ بچ گئی۔

ملک تیزی سے اندر کمرے کی جانب بھاگا جب سائلینسر لگی گ+ن سے گولی نکل کے سیدھا اسکی ٹانگ میں پیوست کوئی تو وہ لڑکھڑا کے زمین پہ گرا

پتہ نہیں کیوں تمہیں اتنا بھاگنے کا شوک ہے۔۔۔خود تو بھاگتے ہو ہمیں بھی اپنے پیچھے دوڑ لگواتے ہو۔۔۔زمدہ اس سے تھوڑے فاصلے پہ ایک گھٹنہ زمین پہ ٹکائے بیٹھتی تمسخرانہ انداز میں بولی تو وہ درد سے لب بھیجتا گھسٹتے ہوئے اندر جانے لگا۔

یار ایسے کام کرتے ہی کیوں ہو جس کی وجہ سے بھاگنا پڑے۔۔۔۔خیر یہ تمہاری آخری دوڑ تھی اسکے بعد تو ہمیشہ ایک جگہ ہی بیٹھے رہنا ہے۔۔۔۔وہ کندھے آچکا کے سکون سے کہتی اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسکی گردن پہ وار کرتی اسے بے ہوش کر گئی۔

مشئن سکسیسفل۔۔۔گہری سانس بھرتی فاتحانہ مسکراہٹ سجائے فون پہ میسج ٹائپ کرتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔

اسکے باہر نکلتے ہی اسکے ساتھی اندر آئے اور ملک ریاض کو اٹھاتے اپنے ساتھ لے گئے تو وہ بھی انکے پیچھے ہولی۔

انکا مشئن کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔ملک ریاض پکڑا گیا تھا تو اب اس خوشی کے موقع پہ انکی ٹیم کی ایک میٹنگ تھی جسے اٹینڈ کرنے کے بعد وہ سکون سے گھر جانے والی تھی۔

-🌺🌺🌺

صبح کا سورج طلوع ہوا۔۔۔چار سو روشنی چھانے لگی جب وہ دبے قدموں پیچھے کے دروازے سے گھر میں داخل ہوئے۔

جب سے وہ اس گھر میں آئی تھی تب سے ہی وہ دونوں دروازوں کی چابی اپنے پاس رکھتی تھی جو ہر وقت اسکے کام آتیں تھیں۔

وہ آہستہ آہستہ بغیر آواز کیئے اندر بڑھ رہی تھی۔۔۔صبح کا وقت تھا اور اس وقت سب سو رہے تھے جس کا فائدہ اٹھاتے اپنے بوٹس ہاتھ میں پکڑے لاؤنج سے گزرتے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

سر پہ باندھا اسکارف کھول کے گلے میں ڈالا ہوا تھا۔۔۔

وقت زیادہ ہو گیا تھا جس وجہ سے اسے اپنے فلیٹ جا کے کپڑے بدلنے کا ٹائم نا ملا اور وہ وہیں جیکٹ اور جینز میں گھر آ گئی تھی۔

وہ دھیرے دھیرے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی جب اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوتے پیچھے مڑی۔

ریان۔۔۔افففف آپ نے تو ڈرا دیا۔۔۔سیڑھیوں کے ساتھ ریان کو سینے پہ بازو باندھے کھڑے دیکھ اسنے گہرا سانس بھرا۔

اپنے ہی گھر میں کوئی یوں چوروں کی طرح آتا ہے۔۔۔ریان دو سیڑھیاں چڑھتا اسکے مقابل آتے ماتھے پہ بل ڈالے استفسار کرنے لگا۔

کوئی اٹھ نا جائے اس لیئے آہستہ سے آئی تھی مگر آپ تو پہلے ہی چوکیداروں کی طرح اٹھے ہوئے ہیں۔۔۔زمدہ نے طنزیہ کہا تو ریان نے اسے ایک بار اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

تم گئی تو ایسے نہیں تھیں۔۔۔ریان نے ایک ائبرو اچکائے سوال کیا۔

ٹائم نہیں ملا چینج کرنے کا۔۔۔ خیر سوئے کیوں نہیں آپ۔۔۔کندھے آچکا کہ کہتی اسکی سرخ آنکھیں دیکھ اسے سمجھنے میں بلکل وقت نہیں لگا کہ وہ رات سے جاگا ہوا ہے اور وجہ بھی وہ جانتی تھی مگر اسکے کے منہ سے سنا چاہتی تھی۔

ایسا ممکن ہی نہیں کہ میری زندگی خطروں سے کھیلنے گئی ہو اور میں یہاں آرام سے سو جاؤ۔۔۔ریان نے آگے بڑھتے اسے ایک دم اپنی باہوں میں اٹھایا تو وہ سٹپٹاتی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

ماڑا کیا کرتا ہے کوئی آگیا تو۔۔۔اسکی گردن میں باہیں ڈالے اس سے آنکھیں دکھائیں۔

کوئی نہیں آئے گا سب سکون سے سو رہے ہیں۔۔۔بس ایک میں ہی یوں جس نے تمہارے انتظار میں بے چینی سے رات گزاری ہے۔۔۔مگر اب تم آگئی ہو تو میری اس بے چینی کو دور کر کے میرے سکون کی وجہ بنو۔۔۔ اسکے گھمبیر لہجے پہ وہ مسکراتی ہوئی اسکے سینے پہ سر ٹکا گئی

مشئن کیسا رہا تمہارا۔۔۔کمرے میں داخل ہوتے ریان نے پاؤں سے دروازہ بند کیا۔

الحمدللہ ایک اور کامیابی ہمارے مقدر میں آئی ہے۔۔۔وہ خوشگوار لہجے میں بولی۔

ریان نے اسے لا کے بیڈ پہ بیٹھاتے خود اسکے ساتھ بیٹھا۔

اور اب اگلا مشئن ؟۔۔۔۔ریان نے اسکا ہاتھ تھاما تو وہ معصومیت سے کندھے آ چکا گئی۔

کھانا کھایا؟۔۔۔۔اسنے فکر مندی سے پوچھا۔

ہمم ہماری کچھ آفسروں کے ساتھ میٹنگ تھی ان ہی کے ساتھ کھا لیا۔۔۔۔وہ تحمل سے بولی۔

اچھا چلو جاؤ کپڑے چینج کر کے فریش ہو جاؤ۔۔۔۔ریان کی کہنے پہ وہ سر ہلاتے کھڑی ہوئی جب ریان نے اسکا ہاتھ تھاما۔

زمدہ نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

جلدی آنا میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔اسکے لہجے میں موجود بے قراری زمدہ کے گال سرخ کر گئی

وہ دھیرے سے مسکراتی سر ہلاتی اپنے کپڑے لیئے واشروم میں گھس گئی۔

دس منٹ بعد فریش ہوتی اپنے گیلے بالوں کو تولیہ سے رگڑتی باہر آئی تو کمرے کی رائٹس آف تھی۔۔۔صرف نائٹ بلب روشن تھا جس سے کمرے میں نیم اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

اسنے بیڈ کی جانب دیکھا تو ریان بیک گراؤنڈ سے ٹیک لگائے اسکے انتظار میں بیٹھا تھا۔

اسکے دیکھتے ہی ریان نے ہاتھ بڑھاتے اسے اپنی جانب آنے کا شارہ کیا تو وہ شرمگیں مسکراہٹ چہرے پہ سجائے تولیہ صوفے پہ رکھتی اسکی جانب آتے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پہ رکھ گئی۔

ریان نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ لڑکھڑا کے اسکے اوپر گری

دھڑکنوں میں شور برپا ہوا۔۔۔پلکیں شرم سے جھکتی ریان کو بے خود کر گئیں۔

ریان نے نرمی سے اسکی آنکھوں پہ لب رہے تو وہ فورن اسکے سینے پہ سر ٹکا گیا۔

ریان کروٹ لیتا اسے بیڈ پہ لیٹتے خود اس پہ سایہ بنتا اسکی گردن پہ اپنا نرم گرم لمس چھوڑتا اسکی ڈھڑکنوں میں ہلچل مچا گیا۔

زمدہ نے گہری سانس بھرتے اسکی گردن میں بازو حائل کیئے تو وہ سر اٹھاتے اسکے چہرے پہ پھیرے اپنی محبت کے رنگ دل میں اتارتا اسکے نیم کھلے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیتے سانسوں کو الجھا گیا۔

زمدہ نے سکون سے آنکھیں موندتے اسکے بالوں میں انگلیاں چلائیں تو وہ مزید اس میں گھوتا اسے بھی اپنے ساتھ دنیا جہاں سے بے خبر کرتے اپنی محبت بھری دنیا میں لے گیا جہاں صرف پیار ہی پیار تھا



(کچھ ماہ بعد)

وہ لوگ اسپتال آئے ہوئے تھے چیک اپ کے لیئے۔۔۔کچھ ماہ پہلے ہی اللہ نے انہیں ایک بار پھر سے والدین بنے کی خوشی سے نوازہ تھا۔

اور اس بار زمدہ نے فورن ہی چھٹیاں لے لیں تھیں۔۔۔

وہ لوگ نارملی چیک اپ کے لیئے آئے تھے جب انکی خوشی میں اصافہ ہوا۔

اس بار ان کے یہاں ایک نہیں بلکے دو دو ننے مہمانوں کی آمد ہونے والی تھی۔

وہ دونوں ہی یہ خبر سن کے کافی خوش تھے اور جلد سے جلدی اپنی یہ خوشی گھر والوں کے ساتھ شیئر کرنا چاہتے تھے۔

ریان نے زمدہ کا ہاتھ تھامتے اسے آرام سے گاڑی میں بیٹھایا اور خود جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتا گاڑی آگے بڑھا گیا۔

میں بہت خوش ہو زمدہ۔۔۔جہاں اللہ پہلے ہمیں اپنی ایک نعمت سے نوازنے والا تھا اب وہیں ہمیں ایک ساتھ دو دو نعمتیں عطا کر رہا ہے۔۔۔

ریان نے اسکا ہاتھ تھامتے لبوں سے لگایا۔

اسکے لہجے سے، اسکی آنکھوں سے خوشی صاف واضح ہو رہی تھی جو زمدہ کے اندر سکون بھر رہی تھی۔

بے شک اللہ اپنے بندوں کو انکی پیاری چیزوں سے ہی آزماتا ہے اور جو اسکی آزمائش پہ پورا اتر کے صبر سے کام لیتے ہیں اللہ انہیں پھر انعام بھی اپنی شان کے مطابق عطا کرتا ہے۔۔۔زمدہ نم آنکھوں سے آسودگی سے کہتی ریان کے کندھے پہ سر رکھ گئی۔

راستے سے میٹھائی لیتے وہ لوگ گھر پہنچے تو سب لان میں بیٹھے شام کی چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

بڑے سارے کرسیوں پہ جب کے اریبہ ادینہ اور ابرار گھاس پہ چادر بچھائے نیچے بیٹھے تھے۔

آ گئے تم لوگ۔۔۔سب ٹھیک رہانا۔۔۔۔زمدہ اور ریان کو ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے آتے دیکھ قدسیہ بیگم نے استفسار کیا۔

جی ماما الحمدللہ سب ٹھیک رہا بلکے آپ سب کے لیئے ایک گڈ نیوز ہے۔۔۔ایک مسکراتی نظر زمدہ پہ ڈالتے ریان نے پر جوش لہجے میں کیا۔

کیا۔۔۔مہتاب بیگم نے تجسس سے پوچھا

آپ لوگ ایک بے بی کے آنے کی تیاری کر رہے تھے نا اب اس تیاری کو دو کر دیجیئے۔۔۔ریان نے خوشی سے بتایا مگر کسی کو اسکی بات خاص سمجھ نہیں آئی۔

مطلب۔۔۔ادینہ نے نا سمجھی سے پوچھا۔

مطلب اب اس گھر میں ایک نہیں بلکے دو دو بے بی آنے والے ہیں۔۔۔۔
ریان کی بات پہ سب کا منہ خوشی سے کھل گیا۔

یعنی کہ ٹوئنز۔۔۔۔اریبہ حیرت سے منہ کھولے کنفرم کرنے کی لیئے زمدہ کو دیکھ کے بولی جس پہ وہ مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی۔

آ۔۔۔۔بہت بہت مبارک ہو۔۔۔زمدہ کے کنفرم کرتے ہی اریبہ اور اریبہ دونوں چہک کے اٹھتیں زمدہ کے گلے لگیں۔

مبارک ہو میرے بچوں۔۔۔قدسیہ بیگم بھی زمدہ کے پاس آتی اسے اپنے ساتھ لگا گئی۔

مطلب اب دو بچے مجھے چاچو چاچو کہہ کے میرا خرچہ ڈبل کروائیں گے۔۔۔ابرار خوشی سے چہکتے شریر لہجے میں بولا

تم جیسے کنجوس چاچو کا تو خرچہ کروانا چاہیئے۔۔۔ادینہ نے اسے کہنی مارتے کہا تو سب قہقہہ لگا اٹھے

اللہ نے تمہیں صبر کا پھل دیا ہے بیٹا۔۔۔قدسیہ بیگم نے زمدہ کے سر پہ ہاتھ رکھا تو وہ مسکرا دی۔

بھابھی اگر لڑکیاں ہوئیں تو آپ انہیں میری شادی میں شرارہ پہنائے گا۔۔۔ادینہ اشتیاق سے بولی۔

اور اگر لڑکے ہوئے تو شیروانی۔۔۔ابرار بھی دوبدو بولا۔

اور اگر لڑکا لڑکی دونوں ہوئے تو۔۔۔۔اریبہ نے بھی بات میں حصہ لیا۔

سب بڑے انکی باتوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

تو دونوں کی خواہش پوری ہو جائے گی۔۔۔۔ریان زمدہ کو لیئے ان لوگوں کے ساتھ نیچے بچھی چادر پہ بیٹھتے بولا تو سب مسکرا دیئے۔

ماڑا تم لوگ شادی کے لیئے بچوں کے کپڑے تو ڈیسائڈ کر رہا ہے مگر یہ تو بتاؤ شادی ہے کب۔۔۔۔زمدہ نے مسکراہٹ دبائے ادینہ اور ابرار سے پوچھا

چاچو کب دے رہیں ہیں آپ رخصتی۔۔۔۔ابرار نے فورن عامر صاحب کو مخاطب کیا تو ادینہ شرما کے سر جھکا گئی۔

بھائی صاحب کب کاارادہ ہے آپ کا۔۔۔عامر صاحب نے الٹا منان صاحب کو مخاطب کیا

بھئی ابھی تو بچے چھوٹے ہیں۔۔۔منان صاحب نے سنجیدگی سے کہا تو ابرار کا منہ کھل گیا۔

پاپا اب میں بچہ نہیں ہوں۔۔۔اب تو بھائی کے ساتھ آفس بھی جارہا ہوں۔۔۔کمارہا ہوں اپنی بیوی کو کھلا سکتا ہوں۔۔۔ابرار نے فورن اپنے حق میں آواز اٹھائی

مگر۔۔۔۔۔۔

یار پاپا۔۔۔بھابھی آپ ہی سفارش کریں نا۔۔۔۔منان صاحب کی بات کاٹتے وہ رونی صورت بنائے زمدہ کو دیکھنے لگا

ویسے ابا ہم کو بھی لگتا ہے کہ اب بچہ بڑا ہو گیا ہے۔۔۔۔پڑھائی بھی ختم ہو گیا ہے تو اب آپ کو ان کے بارے میں سوچنا چاہیئے۔۔۔زمدہ نے بھی ابرار کی سائڈ لی۔

اگر سب کو یہی لگتا ہے تو ٹھیک ہے پھر کر دیتے ہیں ان کی شادی۔۔۔منان صاحب نے مسکرا کے ہامی بھری تو سب کے چہرے کھل اٹھے۔

ابا ہم تو کہتا ہے اریبہ کی بھی ساتھ ہی شادی کر دیں۔۔۔ویسے بھی اسکا منگنی کرنے کا بول رہا تھا تو ایک ہی بار لڑکے والوں سے بات کر کے سیدھا

شادی کر دیتا ہے۔۔۔شریر نظروں سے اریبہ کو دیکھتے زمدہ نے مشورہ دیا

۔

کچھ دن پہلے ہی ابرار کے دوست کا رشتہ اریبہ کے لیئے آیا تھا۔

اسکے دوست نے اریبہ کو ابرار اور ادینہ کے نکاح پہ دیکھا تھا اور کچھ دن بعد ہی رشتہ بھیج دیا تھا مگر جب اریبہ نے یہ کہہ کے انکار کر دیتا تھا کہ ابھی اسکی پڑھائی چل رہی ہے وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے۔

مگر وہ لڑکا اریبہ کے ساتھ مخلص تھا اس سے محبت کرتا تھا۔۔۔اس لیئے اس نے کچھ ٹائم پہلے ہی پھر سے رشتہ بھیجا تو اس بار اس کے پاس کوئی بہانا نہیں تھا اس لیئے انہیں ہاں کر دی تھی

لڑکے والے منگنی کا بول رہے تھے مگر عامر صاحب چاہتے تھے کے دونوں بیٹیوں کی ساتھ ہی شادی ہو جائے اور آج جب شادی کی بات چلی تھی تو سب ہی راضی تھے۔۔۔۔ مگر اریبہ اپنی شادی کی بات سن کے کچھ اداس ہو گئی تھی جو زمدہ نے نوٹ کیا تھا۔

کیا ہوا اریبہ تم خوش نہیں ہے۔۔۔۔ زمدہ کے پوچھنے پہ سب اریبہ کی جانب متوجہ ہوئے۔

آپ سب کو بہت جلدی ہے مجھے اس گھر سے بھیجنے کی۔۔۔ میں نہیں جانا چاہتی ابھی آپ سب کو چھوڑ کے۔۔۔ وہ بھیگے لہجے میں بولی تو سب کے چہروں پہ افسردہ مسکراہٹ آگئی۔

یہ تو دنیا کا دستور ہے۔۔۔ایک دن بیٹی کو رخصت ہونا ہی ہے نا۔۔۔۔زمدہ نے ہاتھ بڑھاتے اسکا ہاتھ تھاما تو وہ آنسوں پیتی سر جھکا گئی۔

سالی صاحب پلیز انکار مت کرنا ورنا ہماری شادی بھی لیٹ ہو جائے گی ۔۔۔افسردہ ماحول کو ٹھیک کرنے کے لیئے ابرار شرارت سے بولا تو وہ نم آنکھوں سے مسکرادی۔۔۔جس پہ سب کی جان میں جان آئی۔

تو پھر یہ طے رہا ہم اس سنڈے کو ہی اریبہ کے سسرال والوں کو بلا کے بات کر لیتے ہیں۔۔۔۔عامر صاحب نے سب کی طرف دیکھتے سب کی رائے چاہی تو سب انکی بات سے اتفاق کرتے اثبات میں سر ہلا گئے۔

ضرور کیوں نہیں شایان (ابرار کا دوست) تو کب سے انتظار میں بیٹھا ہے کہ کب اسے سسرال سے بلاوا آئے اور وہ دوڑا چلا آئے۔۔۔۔ابرار نے

پھر سے اسے چھیڑا تو وہ اسے گھورتی ہوئی اسکے ہاتھ پہ چٹکی کاٹ گئی جس پہ وہ کرہ کے رہ گیا۔

چلو اب اس خوشی کے موقع پہ میٹھائی ہو جائے۔۔۔قدسیہ بیگم مسرت بھرے لہجے میں بولیں۔

ہاں مگر ہونے والے چاچو کے پیسوں کی۔۔۔اریبہ نے ابرار کی جانب اشارہ کرتے کہا۔

میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔۔۔ابرار نے فورن اپنی جیبوں پہ ہاتھ رکھے۔

اونہہ کنجوس چاچو۔۔۔ادینہ نے اسے دیکھ کے منہ بنایا تو وہ اسے آنکھ مار کیا جس پہ وہ ایک دم سٹپٹا گئی۔۔۔جب کے سب قہقہہ لگا اٹھے۔

میری گاڑی میں میٹھائی کا ڈبا رکھا ہے جاؤں ابرار لے کے آؤ۔۔۔ریان نے اسے گاڑی کی چابی دیتے کہا تو وہ اٹھ کے گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

میٹھائی لاتے اسنے سب کو دی تو ریان نے اپنے حصے کی میٹھائی زمدہ کے منہ میں ڈالی۔

یہ خوشیاں سب تمہاری وجہ سے ہیں زمدہ۔۔۔اس گھر کو خوشیوں سے بھرنے میں سب سے زیادہ ہاتھ تمہارا ہے۔۔۔

میری زندگی میں آکے اس زندگی کو اتنی حسین بنانے کا بہت شکریہ میری جان۔۔۔سب کو اپنی باتوں میں مگن دیکھ اسنے جلدی سے زمدہ کے ماتھے پہ بوسہ دیا تو وہ گلنار ہو گئی۔

آپ کا بھی شکریہ جو آپ نے ہم کو اتنا پیار دیا۔۔۔اتنا اچھا فیملی دیا۔۔۔۔ہم کو مکمل کیا۔۔۔اپنے حصے کی میٹھائی ریان کے منہ میں ڈالتی اپنی مسکراتی آنکھیں اسکی خوشی سے چمکتی آنکھوں میں ڈال کے کہتی اسکے کندھے پہ سر ٹکا گئی۔

ریان کو ایک اچھی لائف پارٹنر ملی تھی۔۔۔ایسی لائف پارٹنر جس کی چاہ اسنے کی تھی۔۔۔جس نے اسکی زندگی میں آکے اسکو زندگی کے نئے نئے رنگوں سے روشناس کروایا تھا۔

وہیں زمدہ کو وہ سب رشتے ملے تھے جن کی وہ حسرت کیا کرتی تھی۔۔۔ہر رشتے سے اسے بے انتہا پیار ملا تھا۔۔۔

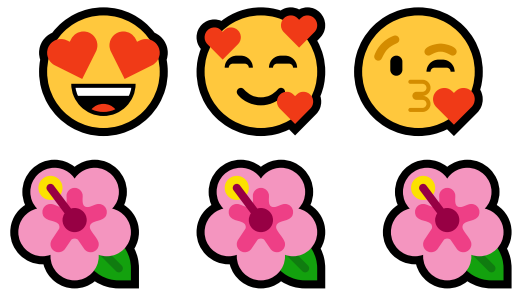
ماں باپ نا تھے مگر ساس سسر نے اسے ماں باپ سے بڑھ کے چاہا تھا اور اسے کیا چاہیئے تھے۔۔۔

شوہر اس پہ جان نچھاور کرتا تھا۔۔۔ہر قدم پہ اسکا ساتھ دیتا تھا، سمجھتا تھا، ہر فیصلے میں اسکے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔۔۔مان، محبت، چاہت، خوشیاں سب کچھ اپنے شوہر سے پا کے وہ خود کی قسمت پہ ناز کرتی تھی۔

میری محبت میری زندگی، میری چاہت میری عاشقی

❤❤❤

لفظ دیکھوں تو ہزار ہیں، اگر سمیٹ دوں تو صرف تم

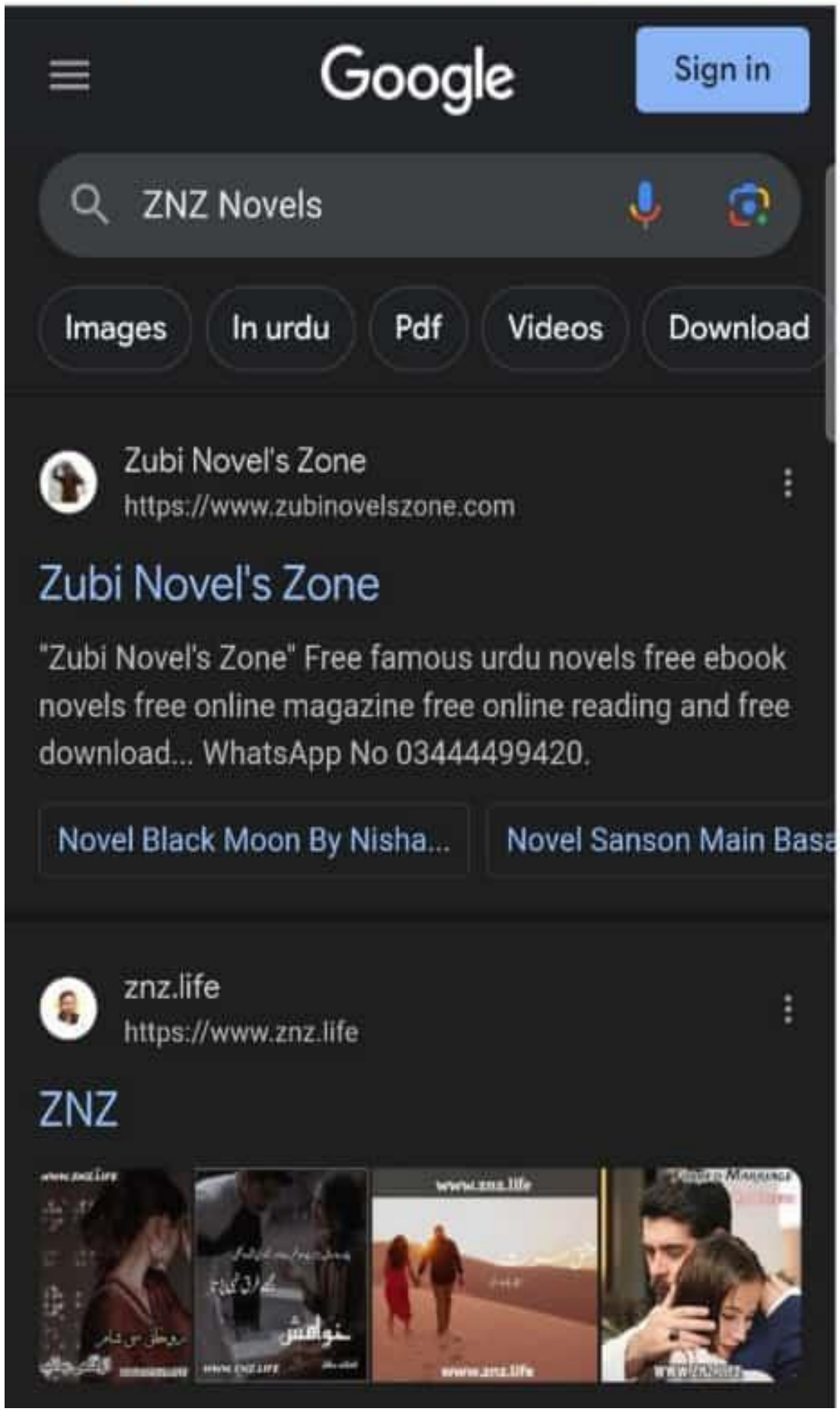


ختم شد

Zubi Novels Zone

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM 👉 ZNZ.LIFE



تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے گے جسکی سکرین شاٹ آپ سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی ایک سائٹ وزٹ کریں اور اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے بآسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں

مذید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znz.life

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now